كلكم راعٍ وكلكم مسؤول عن رعيته

الحمد لله که درین ایام میمنت التیام این رساله که موسوم ست باسم

حسن المساعی الی



نصح الرعیة والراعی

باهتمام بنده احمد علی بن محمد علی رضوی در سنه یک هزار و سه صد و یک هجری

در مطبع احمدی حلیهٔ انطباع پوشید



الحمد لله الذی انزل علینا الکتاب الذی فیه القضاء لکل قضیة وفصل الخطاب والصلوٰة
والسلام علی رسوله محمد واٰله واصحابه اما بعد اگرچہ ایک جماعت اہل علم نے اس تیرہوین صدی
ہجری مین بہت کتب زبان اردو مین لکھے علوم و مسائل دین کو رسائل ہندی مین جمع و تالیف
کیا خصوصا جو نفع ترجمہ قرآن شریف موسوم بہ موضح القرآن و دیگر تراجم کتب حدیث و فقہ حدیث
سے اہل توحید و سنت کو کیا رجال کیا نساء کیا اطفال حاصل ہوا وہ کسی منصف پر مخفی نہین ہے
کوئی باب ابواب شریعت سے ایسا باقی نہین بچا جسمین تالیفات متعدد یا متفرد موجود نہون مگر
ایک باب جس کی طرف کسی نے آج تک التفات نہین کیا وہ باب مسائل سیاست شرعیہ کا حقوق
راعی و رعیہ کا ہے ان قضایا کو کسی عالم نے کسی اردو کتاب مین آج تک جمع نہین کیا مسئلہ ضعیف کو قوی
سے علیحدہ کرکے نہین بتایا سکھایا ہرچند دولت اسلام ایک عمر دراز سے باقی نہین رہی ہے اکثر اقطار
ارض کے حکام غیر مسلمین ہین لکن اقل قلیل اب بہی بعض بعض اقطار و آفاق ہند مین
کچھہ کچھہ مسلمان والی ملک موجود ہین گو یہ ریاستین ماتحت غیر اسلام ہی کیون نہون یا پوری پوری

قدرت اجرای و امضاے قضایای شریعت کی ان والیان ورؤسا کو حاصل نہو مگر جسقدر اختیارات جو بموجب عہود و عقود قدیمین سلاطین کے اب تک بہی قائم ہین بالضرور انکو حاصل ہین یہ بہی غنیمت ہی سوان ممالک کے رؤسا و امراء و حکام اور اون کے ارکان و اخوان اہلکاران کو آخر کچہہ کام تہوڑا یا بہت انتظام ریاست و فصل خصومات کا پڑتا ہی ہے پہر اگر یہ لوگ بقدر اوس قدرت و امکان کے جو انکو میسر و مقدور ہے بندوبست مالی و ملکی مین پابند شریعت اسلام تابع ملت خیر الانام رہین تو کون مانع ہے کیا برا ہے لکن چونکہ اکثر رؤسا و امرا جاہل مطلق بے علم محض ہین علماء سے نافر ہین جہال سے راضی اسلیے اگلے پرانے قاعدے دین اسلام کے جو زمان سلطنت و شوکت اسلام سے چلے آتے تہے اب وہ بہی بالکل نسیا منسیا ہو گئے تجدید امر امت کا کیا ذکر ہے غلبہ جہل نے حکام و امرا کو اشرار رؤسا و ولاة کو فجار بنا دیا یہ نرے نام کے مسلمان رہگئے ہین نہ خود کسی حکم دین کو انتظام ملک مین برتنا جانتے ہین نہ کسی دوسرے عالم واقف کار دانشمند دیندار سے دریافت کرتے ہین سمجہو تو اس تقاعد نے ان کو نام اسلام سے بہی درحقیقت محروم کر رکہا ہے ناحق ناروا آپکو مسلمانون مین داخل کر کے خون لگا کے شہیدون مین شامل ہوتے ہین خدا جانے کل کے دن قیامت مین خدا کو کیا جواب دین گے حساب کتاب کے وقت کس داؤگہات سے آپکو مواخذۂ آخرت سے بچاوین گے یہ گروہ اغیار کا اوتنا بہی تو دین پر نہین چیتا ہے جس قدر حکام مسلمان کام کرتے ہین خواص مسلمین کی چال پر چلنا تو کہان وہ تو مدت سے عنقا و کیمیا ہو گیا ہے مانا کہ کسی قدر دنیا ان کے پاس ہے اس سے کیا ہوتا ہے فرعون و قارون کے پاس بے شبہہ ان سے زیادہ دولت و حکومت تہی مگر پہر جو کچہہ انجام اونکا ہوا ہم نے تم نے سب نے سنا دیکہا ایک نیل مین ڈوبتے ہی جہنم مین جا پڑا دوسرا زمین مین دہس کر تحت الثرے پہونچا ؎

علم داد ندبا دریس و بہ قارون زر و سیم ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ شد یکے فوق سماک و دگرے تحت سمک

یہان تو خدا تعالی کو اسلام درکار ہے نہ ریاست کا کام اگر اسلام نہوا یا ہوا اور برائے نام ہوا اس طرح پر کہ مسلمانون کے گہر مین پیدا ہوئے ہین باپ دادے سے مسلمان کہلاتے تہے ناچار یہ بہی مسلمان ٹہیرے

ورنہ خیر سّلّا تو یہ اسلام کس کام کا ہے یہ دولت کس مرض کی دوا ہے باپ دادون کا اسلام بھی
تو ہرگز انکے کچھ کام نہ آویگا سو خیر سے وہ باپ دادے بھی غالبًا انہین کی طرح نام کے مسلمان تھے
نہ کام کے حالانکہ ہر مسلمان پر امیر ہو یا فقیر مرد ہو یا عورت طلب کرنا علم حلال وحرام جائز وناجائز
کا عبادات ومعاملات مین فرض ہے غریب غربا اتو کچھ علم بھی حاصل کر لیتے ہیں مگر رؤسا
وامرا تو علم کو بدتر جہل سے علما کو بدتر جہلا سے سمجھتے ہین لڑکون کا پڑھانا پڑھنا اونکا تعلیم کرنا
کرانا عیب جانتے ہین کہتے ہین یہ کچھ مولویون کے بچے نہین ہین کہ مان کے پیٹ سے نکلتے ہی
پڑھنے لگین اللہ اللہ کہنے لگین یہ تو سردارون رئیسون کے صاحبزادے ہین جلدی کیا ہے
پڑھ لینگے پھر اگر کسی نے انہین سے قصد پڑھانیکا بھی کیا تو استاد کا کیا مقدور ہے کہ وہ خدمت مین
ان صاحبزادون کی کسی طرح کی بی ادبی کر سکے مار پیٹ تنبیہ تادیب کا تو کیا ذکر ہے اگر وہ ہوکے
دھڑی سے کہین ذرا بھی ہاتھ استاد کا چل جاتا ہے تو صاحبزادہ صاحب اوسی وقت ایک طمانچہ
اخوند معلم کو جڑ دیتے ہین وہ اگر نہ جڑین تو حضور کی طرف سے تو ضرور ہی اونپر لے دی ہو جاتی
ہے یہی سبب ہے کہ اس قوم کو علم نہین آتا برکات علم انہین اثر نہین کرتے خود رائی خود پسندی
نازپروری عیش ونعمت تشخص وتکبر نے انکو غارت کر رکھا ہے خلیفہ ہارون رشید نے دیکھا کہ بیٹا
اونکا استاد کو وضو کرا رہا ہے استاد ایک ہاتھ سے اپنا پاؤن مل رہے ہین بیٹے پر بہت خفا
ہوئے کہ تو نے ایک ہاتھ سے پانی ڈالا ہوتا ایک ہاتھ سے انکے پاؤن ملدیے ہوتے استاد سے
کہا تم کو انکے ادب سکھانے کے لیے مقرر کیا ہے یا اسلیے کہ یہ بی ادب بی تہذیب ہون تم اپنا پاؤن
آپ ملو یہ کھڑے کھڑے دیکھین ابھی تھوڑی مدت کی بات ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے اپنے استاد
ملاجیون کی جوتیان سیدھی کر کے رکھدی تھین جب ایسے نفس پاکیزہ باللیاقت وادب ہوتے ہین
تب کہین علم نصیب ہوتا ہے سلیقہ فرمانروائی طریقہ ملکداری آئین ریاست رانی کا آتا ہے

بادشاہی پسر بہ مکتب داد | لوح سیمینش درکنار نہاد
برسر لوح او نوشتہ بہ زر | جور استاد بہ زمہر پدر

علم کچہ فقط دین ہی کے لیے کارآمد نہین ہے بلکہ ملکداری کا جزو اعظم ہے سلطنت کے لیے سب سے
زیادہ لیاقت درکار ہے جس قدر وقتاً فوقتاً علم حکام و سلاطین مین سے کم ہوتا رہا اوتنا ہی
ملک بھی یوماً فیوماً اونکے ہاتہ سے جاتا رہا جب تک انمین علم وعمل باقی تہا ساری دنیا انہین کی
دست نگر تہی اب یہ ایک ایک متغلب متصرف غیر اسلام کے دست نگر خوشامد گر ہو گئے ہین دین
سے تو پہلے ہی کام ہاتہ ہو بیٹھے تھے نام کی مسلمان رہگئے تھے گھر مین سارے رسوم شرک و بدعت
کے کیا کرتے تہے اب دنیا بہی انکو نہایت ذلت وخواری کے ساتہ ملتی ہے اس ملنے پر دولت
کا وہ عشق ہے کہ جو کہو سو کرین آبرو و غزت شرم و حیا کو طاق پر رکہدین دنیا بہر کی بیحیائی
بیغیرتی اختیار کر لین مگر کسی طرح ریاست ہاتہ آئی پیٹ کے بندے روٹی کے غلام جورو کے
مرید ہین نہ ایمان سے غرض نہ اسلام سے واسطہ نہ شرافت سے بحث نہ لیاقت سے کام سارا مطلب
یہ ہے کہ روپیہ جمع ہو خزانہ بہرے کسی ریاست کی رئیس یا مختار ہو جاوین گو کسی طرح کا حق عرفی شرعی
نہو ایسون ہی کے حق مین لعنۃ اللہ علی الظالمین آیا ہے اسکو جانے دو سچ مچ کے رئیس نواب
والی ملک ہین اون کو دیکہو تو سوائے ناچ رنگ گانے بجانے لہو ولعب کہیل تماشا باغ دربار سیر
و شکار وغیرہ خرافات ومحرمات وارتکاب کبائر و صغائر کے کچہ کام نہ اپنی اصلاح ذات سے
ہے نہ اصلاح رعیت سے آپ تو محلسراؤن مین درمیان بیگمات کے پڑے رہتے ہین شراب
پیتے ہین زنا کرتے ہین بیگمات وہ ہین جن سے نکاح تک نہین ہوا ہے نذرانے مین یا ڈولے مین
یہ سلے مین تشریف لائی ہین اور جو کسی سے عقد بہی ہوا ہے تو جہان بہر کی رسوم شرک و کفر کے
ساتہ ہوا ہے پہر اگر کسی کو کوئی اپنی بہو بیٹی سوتیلی مان بہن یا حقیقی ہی سہی منظور نظر ہو گئی تو
ایک اور عمدہ مشغلہ ہاتہ لگا اوس کی قدر سب سے زیادہ ہو جاتی ہے اول خویش بعدہ درویش

من داقب الناس مات غما وفاز باللذۃ الجسور

دولت وسلطنت وحکومت وریاست کے آفات وحوادث وفتن ایسے نہین ہین کہ دفتر کل یاد فتر
حضور اوسکو سما سکے اس رسالہ مختصر کی تو کیا ہستی ہے بہر حال جب سینے یہ خرابیان ارباب ولایات

اصحاب ریاسات کی دیکھین نہین تو بے ساختہ میرے جی مین یہ بسا کہ مین ایک کتاب مختصر
جسمین مطالب متعلقہ ریاست مقاصد متعلقہ امامت ہون جمع کرون نوابان و رؤسا و ولاۃ
اسلام کو جو نام ہی کے مسلمان کیون نہون ان ابواب کے مسائل و احکام پر اطلاع دون
تفصیل قضایا و فتاوی کو حوالۂ مطولات کرون جیسے اکلیل الکرامۃ احکام سلطانیہ طرق حکمیہ
نیل سیل روضہ فتح المغیث وغیرہ کتب سنیہ حدیثیہ کیونکہ ان سب کے مطاوی مین یہ فوائد
بہت بسط و ایضاح و تحقیق و تنقیح کے ساتھ مرقوم ہین شاید کسی بندۂ خدا کو ان حضرات
مین سے ایسی توفیق میسر آوے کہ وہ خواب غفلت سے چونکے بیہوشی کی روئی کان سے نکالے
خدا سے ڈرے قیامت کے دن کا خوف کرے اپنی جان کو ہلاکت ابدی سے بچاوے بلکہ پہلے
نصیحت اپنی ذات کی مقصود ہے پھر دوسرون کی اس لیے کہ اون کے اعمال بد ہمکو نقصان نکرینگے
نہ انکے اعمال حسنہ سے ہم کو کچھ فائدہ ہوگا یہی ہمارے کام ہمارے کرتوت ہمارے کام آوینگے
علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم اگر کام دین مین کمال [illegible] تقوی سے
اگر انسے یہ نہین ہو سکتا تو بارے ادنے درجے کا ہی اسلام و تقوی حاصل کرین اگر یہ بھی خدا و رسول
سے شرم ہے تو [illegible] عظمی سے تو بچین مسلمانی کے نام ہی کی شرم کرین شاید خدا رحم کرے کوئی راہ
[illegible] مغفرت کی نکل آوے کیونکہ جس طرح بالکل امن مکر خدا سے کفر ہے اسی طرح بالکل ناامیدی
بھی کفر ہے امید کا محل یہی ہے کہ آدمی [illegible] اچھے کام کرے پھر امیدوار عفو و بخشایش ہو نہ یہ کہ بدتر
سے بدتر گناہون مین مبتلا ہو اور رحمت و عفو کا امیدوار رہے گناہ دو طرح کے ہین ایک افعال جوارح
ایک افعال قلوب کوئی ہاتھ یا پاؤن کے گناہ زیادہ کرتا ہے کسی سے دل کے گناہ زیادہ ہوتے
ہین یہ قوم ایسی ہے کہ دونو قسم کے گناہون مین فائق ہے زنا لواطت ربا ریا ہتک حرمات
شرع ارتکاب کبائر شرب خمر لہو و لعب اسراف مال کسب مال حرام جمع حطام ضرب و شتم ظلم و ستم
[illegible] مستحقات [illegible] اتلاف حقوق خدا اضاعت حقوق عباد یہ سب معاصی جوارح کے ہین حسد
کینہ بغض عداوت شحنا بخل تکبر تبختر بطر حق [illegible] حق وغیرہا معاصی قلوب کے ہین اکثر امرا و رؤسا

کام اونکے سب اوقات مین مبتلا رہتے ہین اسلئے اگر کوئی اچھا کام بھی بن جاتا ہے تو اوسکو شہرت
و نیکنامی کے لیے کرتے ہین نہ خدا کے لیے تو دنیا و دین کو ایک سمجھا کرتے ہین جیسے خیرات صدقات
حدود شیطانیات کے موافق کرتے ہین نہ اوس طرح پر جس طرح خدا و رسول نے کہا ہے حالانکہ قبول
عمل کے لیے تین شرطین ہین ایک نیت صالح جسکو نشاء عمل کہا گیا ہے دوسرے عمل خالص
جو خاص خدا کے لیے موافق احکام خدا کے ہو تیسرے مطابقت و متابعت سنت صحیحہ جس کام مین
یہ شرطین پائی جاوینگی انشاء اللہ تعالیٰ وہ عمل خیر و فعل صالح مقبول ہوگا ایسے عمل کرے پھر امید مغفرت
رکھے ورنہ خلاف اوسکے کیا پھر امیدوار جنت رہے تو یہ محض خیال خام ہے حدیث مین آیا ہے
الا ان سلعة اللہ غالیة الا ان سلعة اللہ الجنة سنو اللہ کا سودا مہنگا ہے مراد سلعہ سے اس جگہ جنت ہے یعنی باوجود اس
دوام و بقا کے جنت بھی تنہا ہی حاصل نہین کرے دنیا کی فانی تو لیکن مراد اتنی ہی نہین ہے جنت سی چیز
کس طرح بے محنت عبادت و ریاضت صبر کے مفت مین فقط کلمہ پڑھ لینے کلمہ گو کہلانے سے ہاتھ آویگی
یہ بات ایسی صاف کھلی ہوئی ہے کہ کسی احمق پر بھی پوشیدہ نہین رہ سکتی عقلمند کا کیا ذکر ہے
مگر سارا زمانہ دنیا کی محبت و دنیا مین غرق ہے آخرت کی فکر کسی کو بھی نہین ہے اسکو نقد اوسکو
اودھار سمجھ لیا ہے منہ سے تو بعث و حشر کا اقرار ہے مگر دل سے انکار آخرت ہے جنت و دوزخ
کی سزا جزا کا بھروسا ہو تو اس جرأت سے یہ تابڑ توڑ گناہ کبھی سرزد نہوں اس بے تکلفی سے عیش
نکرتے ایسی بے پروائی احکام اسلام سے نہو جب دل مین دھوکا ہے تب تو دین حقیر ٹھیر گیا ہے
ہر کام بطور رسم انجام ہوتا ہے شریعت سے استہزا ہے حالات قبر و برزخ و قیامت ایک فسانہ معلوم
ہوتے ہین مرنے کے بعد پھر جینے کا یقین نہین آتا ہے اگر کچھ خیال بھی آتا ہے تو اوسکے ساتھ
ہی آپ مغفرت کا بھی یقین حاصل ہے اللھم احفظنا اگر تم نے کوئی فعل مباح کیا مباح مین
نہ ثواب ہے نہ عقاب تو وہ کام کیون نہین کرتے جسمین ہم خرما و ہم ثواب حاصل ہو ذرا سے ہیر پھیر
مین سنت بدعت ہو جاتی ہے مباح مکروہ بن جاتا ہے حلال حرام ہو جاتا ہے جسنے مال حرام راہ
خدا مین دیا امید اجر کی رکھی یا اسراف کیا پھر اوسکو سخاوت سمجھا وہ سخت گنہگار رہے اسی طرح

جسنے نماز پڑہی مگر بے وقت ادا کی تو اوسنے حق عبادت ادا کیا گو فرض اوس کے ذمے سے
نزدیک فقہار کے ساقط ہوگیا ہو حدیث مین آیا ہے میرے بعد امرا ہونگے جو نماز کو مار ڈالینگے
یعنی آخر وقت مین پڑہینگے حدود وجرائم کا جاری ہونا تو اس زمانے مین محال ہے تعزیرات
شرعی کو بہی باوجود قدرت جاری نہین کرتے امر معروف نہی عن المنکر ہر والی امیر رئیس پر فرض
عین ہے مگر کوئی نہین کرتا جب خود ہی اس حال معصیت مین پہنسے ہوئے ہین تو دوسرونکو کون
منع کرے پہر کہین حجاب رسم کہین حجاب طبع کہین مروت کسی جگہہ رشتہ داری کسی جگہہ زرگی
کسی بڑے کی کسی محل مین بیار کسی چہوٹے پر نہی منکر نہین کرنے دیتا یہ سب وسوسے شیطان
کے ہین اکثر امرار رؤسار کا دین دوسرون کی دنیا کے لیے برباد جاتا ہے غریب لوگ اکثر اس بلا سے
بہت بچے رہتے ہین ایسے رؤسار امرار جو اپنا دین دوسرون کی دنیا کے لیے برباد نہین کرتے ہین
بہت کم ہین سو وہ بہی ایک دوسری بلا مین مبتلا ہین کوئی کتے پالتا ہے کوئی لاکہہ روپے کا
تاش پچاس ہزار کی مسہری بناتا ہے کوئی باغ محل مین خدا کا مال جو اسکی امانت مین ہے تباہ
کرتا ہے جہان حکم دینے کا ہے وہان نہین دیتا جس جگہہ خرچ کرنا منع ہے وہان بےحساب خرچ
کرتا ہے غرضکہ کوئی امیر رئیس والی دولتمند حاکم سلطان کسی نہ کسی ایک بلا مین مبتلا ہے ہر کسی کو
ایک طرح کا شوق خلاف شرع پیچہے لگا ہوا ہے

غلط ست این کہ ہمہ اہل دول بی دردانند ہر کرا دیدم ازین طائفہ زاری داشت

اس کتاب کے مطالعے سے اگر کسی رئیس امیر کو توفیق خیر رفیق ہو تو اتنا ضرور اوسکو معلوم ہو جاویگا
کہ ہم کس خواب غفلت مین پڑے ہوئے ہین ہمارے مرنے کے بعد کیا معاملہ پیش ہوگا ہم دعوی اسلام
کا کرتے ہین ہمارے رات دن کا برتاو موافق اسلام ہے یا موافق کفر ہم باوجود قدرت وطاقت
کے کیا نہین کرتے ہین باوجود امکان کے کس کام سے باز رہتے ہین حدیث مین آیا ہے حفت
الجنة بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنی بہشت کو مکارہ ومصائب سے چہپایا ہے آتش
دوزخ کو خواہشون سے پوشیدہ کیا ہے مطلب یہ کہ مکارہ دنیا کا انجام مسلمان کے لیے بہشت ہے

خواہش پرستی کا انجام دنیاداروں کے لیے دوزخ ہے سلف صالح جب کسی کو بد دعا کرتے تھے تو یہ کہتے کہ اللہ تجھکو بہت سا مال دے بہت سی اولاد دے ظاہر مین تو یہ دعا ہوتی تھی باطن مین بد دعا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کثرت مال کی خواہی نخواہی سبب زوال حلاوت ایمان موجب ہلاک آخرت وخسران ہوتی ہے اسی واسطے قرآن وحدیث سے ترجیح فقر کی غنا پر ثابت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین امرا ورؤسا وولاۃ وسلاطین وملوک کو لازم ہے کہ اس غنا پر مغرور نہون انکی حکومت ودولت فانی ہے فقرا کی نعمت وجنت باقی ہے یہ دنیا کے حاکم دولتمند بادشاہ ہین وہ آخرت کے ملوک وسلاطین ہونگے یہ بہار دو دن کی ہے وہ بھی مکدر بہزار افکار وتشویش ہے وہان کی راحت گلشن بیخار ہمیشہ بہار ہے جنت ضعیفون فقیرون غریبون کا گھر ہے دوزخ فرعون قارون متکبرون دولتمندون کا محل ہے جسنے ریاست وامارت کو امانت وعدالت سے برتا وہ اچھا رہا جس نے طغیان وتمرد کیا وہ ہلاک ہوا

مقدمہ اللہ تعالی نے ہر چیز کا ایک اندازہ بنایا ہے فرائض ومحرمات مقرر کیے ہین ادائے فرائض پر وعدہ جنت کا کیا ہے انمین پانچ وہ فریضے ہین جنپر بنیاد اسلام کی ہے نماز روزہ حج زکوۃ کلمہ شہادت جو فریضہ جسپر واجب ہے اگر وہ اوسکو نکریگا تو مسلمان نہ سمجھا جائیگا بلکہ اوسکا خون ومال حلال ٹھیریگا نماز کا عمداً ترک کرنا کفر ہے کفر کی سزا جہنم ہے زکوۃ ندینے پر صحابہ نے قتال کیا مانعین کو مرتد ٹھیرایا جملہ فرائض دین اسلام کے متساوی الاقدام ہین مونہہ سے کلمہ کہنا اوسی وقت نفع کرتا ہے جبکہ مطابق اوس کے عمل بھی کرے ورنہ کفار مین بھی بہت سے حکما وغیرہ قائل توحید گذرے ہین اکثر عبادات حقوق خدا ہین مخلوق نے جب خالق کا حق ادا نہ کیا تو ظالم ٹھیر اظلم قیامت کے دن ظلمات ہوگا اکثر امرا رؤسا جن کو مال جمع کرنیکا شوق ہے وہ زکوۃ نہین دیتے جو کوئی انمین زکوۃ دیتا ہے تو وہ غالباً مال حرام سے ادا کرتا ہے پھر ایسے کو دیتا ہے جو مصرف زکوۃ کا نہین ہے یہ زکوۃ نہوئی خدا سے استہزا ٹھیرا ع زہے عاون ودرد سر خریدن * اسکو کہتے ہین

سیکڑون رئیس نماز نہین پڑہتے یا پڑہتے ہین تو بے وقت یا قضا کرکے پڑہتے ہین حالانکہ جب
ایک نماز کا وقت دیدہ و دانستہ گذر جاتا ہے اور یہ شخص بیٹھا رہتا ہے کام گہر کا یا باہر کا کیا کرتا ہے
تو شرعًا کافر ہوجاتا ہے جب مردون کا یہ دستور ہو تو پہر عورتون کا کیا ذکر ہے اون سے
تو کبھی قیامت تک بہی التزام نماز کا وقت پر نہین ہوسکتا جو امرا روزہ رکہتے ہین اونکو غالبًا
فاقہ کشی ہوتی ہے اس لیے کہ اگر مفطرات ظاہر صوم سے بچتے ہین تو مکروہات صوم سے نہین بچتے
کوئی دن بہر غیبت کرتا ہے کوئی جہوٹ بولتا ہے کوئی نوکر چاکر لونڈی غلام پر غصہ کرتا ہے کوئی
ادہر اُدہر کے کہیل تماشے مین جی بہلاتا ہے کوئی کسی کی عیب جوئی بدگوئی کرتا ہے کوئی رزق
غیر حلال پر روزہ کہولتا ہے اس طرح کی صدہا آفات ہین جنسے روزہ تباہ ہوجاتا ہے حج کا یہ حال
ہے کہ سیکڑون مین ایک دو رئیس نے حج کیا ہو گا ورنہ باوجود فرضیت کسی کو یاد بہی نہین آتا کہ
ہمپر حج بہی فرض ہے یا نہین اگر حج کیا بہی تو صدہا گناہ آتے جاتے ہوتے رہتے ہین مال حرام
بہی صرف کرتے ہین ناموری چاہتے ہین جہاد تو مدت سے گویا شرع منسوخ ہوچکا ہے اوسکا
ذکر ہی کرنا بیفائدہ ہے جس وقت مین شرائط جہاد پائی جاتے تہے اوس وقت مین تو کسی نے
کیا ہی نہین اب کون اون شروط کو جمع کرسکتا ہے اب تو آپس کی لڑائی بہڑائی دنیا جنگ وجدال
بغاوت وخروج کو جہاد سمجھہ لیا ہے خسر الدنیا والاخرہ جب ان فرائض مین یہ فتور
وقصور ہے جن کے بغیر اسلام کامل نہین ہوتا مسلمان مسلمان نہین ٹہیرتا تو پہر اور فرائض
وواجبات کا کیا ذکر ہے بڑا مواخذہ بعد حقوق خدا کی حقوق العباد کا ہے کہ بے بخشے صاحب حق
کے معاف ہی نہین ہوسکتا اسمین امرا ورؤسا کو سب سے زیادہ بے پروائی ہے بلکہ اکثر غریب
غربا ہی اس بلا مین مبتلا رہتے ہین امیرون کا کیا ذکر ہے انکی تو گویا مخلوق ہی دوسری ہے
جس رئیس کو دیکہو مظالم کا خزانہ بنگیا ہے اتلاف حقوق کا منبع ہو گیا ہے بیت المال مین سارے
اہل اسلام کا حق ہوتا ہے یہ لوگ اس مال کو اپنا ذاتی مال سمجھکر حقدارون کو تو کوڑی تک نہین دیتے
اپنی جان اپنی اولاد اپنی کافر فاسق فاجر ارکان و اخوان اپنے باغ حویلی مکان طعام شراب

لباس مرکب وغیرہ مین صرف کرتے ہین بے گنتی حقوق ضائع کرکے اپنے شہوات وہوائی
نفس کو پورا کرتے ہین جس دن اس صرف کا حساب کتاب ہوگا جمع خرچ سمجھا جاویگا واصلبانی
دیکھی جاویگی اوس دن انکی آنکھین کھل جاوینگی وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون
غرضکہ اللہ نے انکے دل وکان پر مہر لگا دی ہے آنکھ پر پردہ ڈالدیا ہے ختم اللہ علی
قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ اوس دن تمنا کرینگے کہ کاش ہم محتاج ہی
ہوتے وہ دن اہل تقوی کی تو سلطنت کا ہے انکی ذلت وخواری کا ہے آج یہ غریب مسلمانونکو
حقیر سمجھکر ہنستے ہین کل وہ انپر ہنسینگے آج یہ آقا ہین کل غلام سے بدتر ہونگے اسمین شک
نہین ہے کہ سوا انبیاء علیہم السلام کی کوئی معصوم نہین ہے ہر کسی سے کسی نہ کسی طرح کا بڑا یا
چھوٹا گناہ ہو ہی جاتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ جو سچا مسلمان ہے وہ گناہ سے توبہ کرلیتا ہے اپنی
بھول چوک غفلت پر نادم ہوتا ہے باوجود توبہ کے خدا سے ڈرتا ہوا رہتا ہے یہ توبہ اسکو مانند
بے گناہ کے کردیتی ہے شیخ نظام الدین اولیاء رح نے کہا ہے کہ تائب ومتقی دونو برابر ہین کیونکہ
حدیث مین آیا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ علماء نے لکھا ہے کہ بعد سچی توبہ کے
قبول توبہ مین شک کرنا بھی ایکطرح کا کفر ہے قرآن شریف مین فرمایا ہے توبوا الی اللہ جمیعا
جس گناہ سے توبہ کی پھر اوسکو ڈر سے خدا کے نہ کیا اور پھر ندامت سخت ہوئی تو بے شبہ رحمت
خدا کی اپنا اثر دکھلاتی ہے التوبۃ محاء الذنوب مگر توفیق توبہ بھی اونہین کو نصیب ہوتی ہے
جن کے دل مین اسلام رچا ہوا ہے ورنہ اسیر لوگ جو گناہ کرتے ہین اونکو کچھ خدا کا ڈر نہین
رہتا اگر کوئی اونکو منع کرتا ہے تو اور زیادہ جرأت کرتے ہین ناصح کی صورت سے بیزار ہوجاتے ہین
واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جھنم ولبئس المھاد بعضے استخفاف شریعت
کرنے لگتے ہین بعض کو حکم شرع کا خلاف مرضی خود نہایت ناگوار گذرتا ہے کہ یہ بات اس طرح
کیون ہے جس طرح ہم سمجھتے ہین ایسا ہی حکم شرع کا اول سے کیون مقرر نہوا قطع نظر اس کے کہ
یہ قول انکا کفر خالص ہے ایکطرح کا اسمین دعوی خدائی بھی ہے یہ لوگ خدا ورسول کو تابع اپنی

رای و قیاس و انتظام کا چاہتے ہین بعض بیبیان جب حقوق ازواج سنتی ہین اپنی اطاعت کا حکم نسبت شوہر معلوم کرتی ہین اپنی نافرمانی کے وعید پڑھتے ہین نہایت جز بز ہوتی ہین نقل کفر کفر نباشد بی ساختہ کہنے لگتی ہین کہ عورتون کا توکچہہ بہی رتبہ وحق دین مین نہین رکہا گیا جوکچہہ حق ہے وہ مردون ہی کا ہے یہ ارشاد کفر بنیاد صرف اس واسطے ہے کہ مرد انکی غلامی کرین کسی طرح کی اطاعت اپنی انسے نچاہین بالکل انکے بندے ہوکر بسر کرین حالانکہ اعتراض کرنے والا شرع پر ناخوش ہونے والا حکم خدا اور رسول سے مرتد واجب القتل ہوجاتا ہے مرد ہو یا عورت مگر جس قدر ناشکری شوہرون کی عورتون کی طینت مین رکہی گئی ہے گو شوہر کیسا ہی لائق فائق ہو وہ کسی دوسری مخلوق مین نہین ہے جتنے عیوب نوع انسان کے اندر مندرج ہین ان کا ظہور اولی اسی گروہ سے زیادہ ہوتا ہے لعن طعن انکی عبادت ہے غیبت بدگوئی انکی مناجات ہے ستانا شوہرونکا انکا ورد و وظیفہ ہے گو شوہر انسے کچہہ بہی نہ کہے چپکا رہے بیوفائی انکا جوہر ہے غرض کی محبت انکا شیوہ ہے ہزار خیر خواہی کرو جان مار و بے ناک موہنہ چڑہائے نہین رہتین یہی نکتہ ہے اس بات کا کہ جہنم مین سب سے زیادہ یہی قوم ناہموار جاویگی مرد نہین فی صدی دو چار اگر بخشے جاوینگے تو انمین بحسب قرائن و شواہد حال فی لاکہہ شاید ایک دو کی بہی نجات ہو یا نہو خصوصاً زنان دولتمند مستورات ریاست پیوند کا یہ حال ہے کہ شوہر ان کے نزدیک بمنزلہ ایک فرد ورہا یا ایک نفر کے ہوتا ہے یہ شوہر ہوجاتی ہین وہ جورو بن جاتا ہے اسی لیے سلف صالح نے آسودہ عورتون سے نکاح کرنیکو موجب زوال اسلام خرابی ایمان کا کہا ہے یہ نیکبختین کچہہ اپنا ہی ایمان برباد نہین کرتی ہین بلکہ زور ازوری شوہرون کا ایمان بہی لیمرتی ہین وہ ہزار بار چاہے کہ مین گناہ سے بچون یہ جانے مگر کیا ذکر کہ اوس بیچارے کو بے مبتلا کیے ہوئے چہوڑین نعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ یہان کچہہ مطلب ذکر مستورات سے نہ تہا اتفاقاً یہ حکایت بہی آگئی مقصود یہ ہے کہ حکومت و دولت بہت بری چیز ہے خدا اس سے ہر مسلمان کو بچاوے قدر کفاف ہمراہ صحت ایمان و صلاحیت عمل کے عجب نعمت ہے دنیا کی

کچھہ بہی حقیقت اگر نزدیک خداکے ہوتی توکسی کافرکوایک گھونٹ بہر پانی بہی نہ دیتا ساری دولت
جہان بہرکی حکومت اپنی انبیاء اولیاء ہی کو بخشتا مگر جب اونکو کچہہ نہ دیا کافرون دشمنون کو سب
کچہہ دیا تواسی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ دنیا نزدیک خداکے مبغوض شئے ہے مسلمانون کو
کیا ضرور ہے کہ خداکے دشمن چیز کو اختیار کرین اپنے ہاتہہ سے اپنے پاؤن مین تیشہ مارین
مال حلال ہرگز کثرت سے کسی کے پاس جمع نہین ہوسکتا ہے ضرور ہی انواع حرام کی آمدنی اوسمین
ہوتی ہے اوس حرام سے جوگوشت پوست بنتا ہے وہ لائق دوزخ کے ہے اگلے بادشاہ دیندار
خداشناس حق پرست مقر قیامت معترف حشر ونشر اپنے ہاتہہ سے مزدوری کرکے گذر اوقات
کرتے تہے مال بیت المال کو اپنی جان پر صرف نہ کرتے تہے اگر لیتے تواوتنا جتنا کسی ایک ادنی
مسلمان کا حق ہوتا ہے اونہین کی فضیلت حدیثون مین آئی ہے نہ ان بیئے آدمیون کی جو صبح
شام اپنے عیش وآرام اکل وشرب ولباس وطیاری سامان عشرت وتماشاگاہ مین مصروف
رہتے ہین رات دن خداکا مال تباہ کرتے ہین آپ عیش اوڑاوین فسق کرین دوسرون سے
کہین تم بہی فسق کرو خدا جانے خدا پر افترا کرتے ہین یا رسول پر بہتان باندہتے ہین یا کوئی عہد
اپنی نجات کا انہون نے خدا سے لیلیا ہے یا یہود کی طرح کوئی دستاویز معافی عذاب انکو
مل گئی ہے کہ یہان بہی یہ عیش وعشرت کرین وہان بہی انہین کو چین وآرام ملے لاحول
ولاقوۃ الا باللہ حدیث مین توانپر لعنت آئی ہے رسول خدا نے فرمایا ہے الدنیا ملعونۃ
وملعون مافیہا الا ذکراللہ اوعالم اومتعلم اوما والاہ قرآن مین آیا ہے ان الفجار لفی
جحیم یعنی فاجر فاسق دوزخ مین رہینگے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے گناہون سے توبہ نہین کی ہے
ہمیشہ فسق فجور کرتے رہتے ہین اللہ تعالی جس کو دشمن رکہتا ہے اوسکو بہت مال ودولت دیتا ہے
جس کو دوست رکہتا ہے اوس کو دنیا سے ایسا بچاتا ہے جیسے بیمار کو یہ پرہیزی سے بچاتے ہین
مگر وہ شخص جو دولت پاکر سست لا یعقل نہوا حکومت لیکر غافل نہ بنا سو ایسے لاکہون مین دس پانچ
ہون تو ہون وہ بہی اون لوگون مین جو شروع یا وسط اسلام مین گذر گئے ہین ورنہ خیریت ہے

احمق سمجھتے ہین کہ جتنے یہ والی امیر حاکم رئیس ہین خدا کی انپر بڑی مہربانی ہے کہ انکو مال و حکم دیا ہی
انکی بڑی عزت وقدر رہے غریب غربا بے حقیقت ہین انپر خدا کی کچھ مہربانی نہین ہے یہ دونو
جہان مین شاید اسی طرح محروم رہین گے حالانکہ معاملہ خدا کا حسب ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم برعکس اس خیال فاسد کی ہی لھم الدنیا ولنا الآخرۃ **فائدہ** آدمی چار طرح
پر ہین ایک وہ لوگ جو یہان وہان دونو جگہہ اچھے رہتے ہین سادار ہون یا نادار یہ انبیاء
و رسل ہین خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہے واتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی
الآخرۃ لمن الصالحین یعنی ہم نے انکو دنیا و آخرت دونو مین بھلائی دی حضرت عیسی کے
حق مین ارشاد کیا ہے والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا دوسری نوع وہ
ہی جنکی آخرت درست ہی گو دنیا درست نہو جیسی علما صلحا اولیا امت کہ ظاہر و باطن دونو مین تابع شریعت سنت ہین
و قال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا ولا یلقاہا الا الصابرون یعنی ور بولی جنکو ملی تھی سمجھ
ای خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہی اونکو جو یقین لائی اور کیا بھلا کام اور یہ بات اونہین کے دلمین پڑتی ہی جو سہنی والی
ہین یہ دنیا کی کام کی نہین ہین انکا حال اس کشمیری ٹھاٹھہ مین نہین لگتا کسی گناہ کی لذت انکی دلمین نہین آتی کسی عیش و عشرت کے
ہوس انکو نہین گھیرتی انکو تو محتاجی مین وہ مزا ملتا ہی جو کسیکو بادشاہی مین بھی نہین ملتا یہ سلطنت و دولت کو
پاخانہ جانتے ہین دنیا دارون کو گبریلا سمجھتے ہین جواہر انکی آنکھون مین پتھر ہین سونا چاندی مٹی
کی برابر ہے قرآن و حدیث مین انکی ثنا و صفت آئی ہے انکا نام محسنین متقین صادقین وغیرہ
ہے کتب تاریخ ان کے تذکرون سے بھری ہوئی ہین تیسری قسم وہ ہے جن کی دنیا بہت درست
آخرت بالکل خراب ہے جیسے گروہ ملوک سلاطین ولاۃ امراء روساء کا انمین ناجی بہت کم
ہوتے ہین ہالک بے گنتی ہین جو ناجی ہون گے وہ بھی فقیرون سے پانسو برس پیچھے بہشت مین
جاوین گے غیر ناجیون کا تو کچھ ذکر ہی نہین ہے انکا یہ قول ہے یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ
لذو حظ عظیم انکے نزدیک بڑی بختاوری یہی ہے کہ خلق پر حکومت ملے مال بے حساب ہاتھ
لگے جسے چاہین دین جسے چاہین نہ دین خوب عیش و آرام کرین کہان کا حلال کہان کا حرام انہون نے

اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے حق مین بھی سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا ۱۲

دنیا ہی کی زندگی کو زندگی سمجھ لیا ہے مالہ فی الاخرۃ من خلاق انکے حق مین آیا ہے جو تھی
قسم وہ ہے جن کے دین و دنیا دونو خراب جیسے وہ گدا فقیر جو مسلمان نہین ہین یا وہ نام کی مسلمان
جن کو دین سے کچھ کام نہین ہے آیہ خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ہو الخسران المبین ایسون ہی
کے حق مین وارد ہے رہی یہ بات کہ آدمی کو ان قسمون مین سے کس قسم کا بننا بہتر ہے سو عمدہ قسم پہلے
قسم ہے ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوسی کو لائے مین سارے دین دنیا کے بندوبست
و انتظامات مالی و ملکی ہم کو سکھلائے ہین کسب مال کا طریقہ مال کے صرف کرنیکا محل بتایا ہے ہر
شخص کے لیے اوس کے مقدور کے موافق حکم دیا ہے خواہ دین کا کام ہو یا دنیا کا مثلا زکوۃ اوسپر
فرض ہے جس کے پاس مال بقدر نصاب موجود ہو روزہ اوسپر فرض ہے جو تندرست ہو بیمار نہ ہو
حج اوسپر فرض ہے جس کے پاس زاد راحلہ موجود ہو جہاد اوسپر فرض ہے جس کے پاس شرائط وجوب
کے پائے جاتے ہون صدقہ دینا اوس کو زیبا ہے جس کے پاس اہل و عیال کے صرف سے زیادہ
مال ہو پہر جو کام جسپر ابہی فرض نہین ہوا ہے اوس سے کچھ مواخذہ بہی اوس کے نکرنے پر نہین ہے
البتہ نماز ایک ایسی چیز ہے کہ قبل بلوغ کے فرض نہین ہوتی ہے مگر بعد عاقل بالغ ہونے کے
فرضیت اوس کی ہر امیر و فقیر مرد و زن پر برابر ہے کہڑے بیٹھے لیٹے اشارہ سے جس طرح ہو سکے
پڑہے اس کے ترک کے لیے کوئی حالت منتظرہ نہین ہے اسی طرح معاملات [illegible] معاملے کی قدرت
حاصل ہی اوس کام کو موافق حکم کے بجا لاوے جس کی قدرت نہین ہے اوسپر کچھ مواخذہ بہی
نہین فاتقوا اللہ ما استطعتم کے یہی معنے ہین یہ کارروائی ادنی درجہ اسلام کا اعلی درجہ
یہ ہے کہ جملہ فرائض ادا کرے کل محرمات سے بچے ساری آداب ظاہری و باطنی بہ قول و عمل بجا لاوے
سر مو خلاف حکم خدا و رسول نہ کرے نوافل طاعات اتیان خیرات و مبرات مین مشغول رہے سارے
حرکات و سکنات میزان کتاب و سنت مین تلے ہوئے ہون محبت خدا و رسول کی غذا ہو جاوے
ذکر و فکر معبود دوا بنجاوی جو استغراق اہل دنیا کو عیش و لذت دنیاوی مین ہے اس سے زیادہ
مزہ اہل طاعت کو تقوی طہارت مین ملتا ہے جسطرح فساق فجار مجالس درس و علم و ذکر سے وحشت

کرتے ہین رات دن لذت رقص سرود شرب خمر صوت مزامیر وغیرہ منکرات مین رہتے ہین اسیطرح
اہل دین کو ان گناہون خطاؤن سے وحشت و اسنگیر حال ہوتی ہے بے عبادت وطاعت کے
انکی جان کو لذت نہین ملتی غرضکہ ؎

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نغمہ شادی نہ سہی نوحہ ماتم ہی سہی

فرق اتنا ہے کہ پہلی بات کا انجام جہنم ہے دوسری بات کا انجام جنت ہی اب جسکاجی چاہے وہ
جہنم لے جسکاجی چاہے وہ جنت خرید کرے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر دنیا اگر جوہر ہو
اور آخرت سفال مگر جب دنیا فانی آخرت باقی ٹھیری تو وہ سفال اس جوہر سے ہزار درجہ بہتر ہے
گناہ کی لذت باقی نہین رہتی ہے اوسکا عذاب وعقاب باقی رہجاتا ہے طاعت کی تکلیف ومحنت
باقی نہین رہتی ہے اوسکا اجر وثواب باقی رہجاتا ہے ہر علش کا آخر جراحت ہے ہر مصیبت کا
انجام راحت ہے ؎

درپس ہر گریہ آخر خندہ ایست مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

اسی سبب سے اچھے بادشاہون نے بادشاہی چھوڑکر فقیری اختیار کی تہی فقراے دنیا طلب
تمنای بادشاہی مین مرگئے کوڑی بہی ہاتہ نہ آئی باتفاق تمام اہل عقل توسط ہر کام مین محمود
ہے افراط وتفریط مذموم ہے خداتعالی ایسی محتاجی گدائی فقیری بے نوائی بیکسی تباہی سے بچاوے
جسمین ایمان سلامت نرہے ایسی دولت حکومت سلطنت ثروت سے بہی باز رکہے جو جہنم تک پہونچاوے
بعد صحت ایمان و درستی اسلام کی کفاف کا ملنا عزت وآبرو سے بسر ہونا سلامتی دارین کی نشانی ہے
شریعت نے احکام اسلام مین سارے بنی آدم کو یکسان رکہا ہے کسی کو کسی پر فضیلت ترجیح تخصیص
نہین بخشی مگر تقوی وطہارت مین رہے احکام دنیا سو رعایا کو اپنے راعی کی اطاعت امور موافق شرع
مین واجب امور خلاف شرع مین منع ہے رنج راحت مرض صحت موت حیات مین سارے امیر و
غریب برابر ہین پہر تکبر امراء کا غربا پر کس لیے ہے جینا مرنا دفن ہونا سب کا یکسان ہے بلکہ غربا کی
موت امرا کی موت سے ہمیشہ اچہی دیکہی سنی جاتی ہے بعض بادشاہ چکی مین پیسے گئے بعض کو زہر دیا گیا

بعض نے خودکشی کی کسی کو بے آب و دانہ قید کر کے مار ڈالا کسی کو مرتے وقت کفن تک میسر نہوا کوئی بے نماز دفن کر دیا گیا کوئی کسی بُری بیماری مین مبتلا ہو کر فنا ہو گیا اکثر رؤسا و ملوک کی عمریں بھی کم ہوئے جو غریب مسلمان ہین دین پر اچھی طرح قائم ہین عابد ہین یا زاہد یا عالم یا محدث یا صوفی اونکی موت غالبًا یا ہمیشہ اچھی حالت پر ہوئی ہے کلمہ پڑہتے ہوئے خدا کو یاد کرتے ہوئے جان نکل گئی صلحا و اولیا و علما و حدیث کی موت کا حال کتب طبقات و تذکرہای اولیا مین مفصل لکھا ہے مرنے کے بعد اچھی اچھی خواب بشارت آمیز انکے حق مین دیکھے گئے ہین پادشاہون کو خواب مین اس طرح کسی نے نہین دیکھا الا ماشاء اللہ تعالی کون دیکھے ان کے سامنے تو ذکر موت کرنا بہی موجب نحوست ہوتا ہے موت کے نام سے ان کی روح قبض ہوتی ہے اگرچہ بچکر موت سے بہاگ کر یہ کہین نہین جا سکتے اینما تکونوا یدرککم الموت و لو کنتم فی بروج مشیدۃ موت کو مکروہ جاننا قساوت قلب کی نشانی ہے موت کو یاد رکہنا مرنے کی لیے بند و بست نیک کرنا خاتمہ بخیر کے لیے افعال خیر بجالانا شخص ایمان کی جوانی ہے اللھم وفقنا وارزقنا

فصل

لوگون کے کام کاج پر کسی ایک شخص کا والی ہونا شرعًا واجب ہے دین و دنیا کے کام بے والی ملک کے نہین چل سکتے یہان تک کہ حدیث مین آیا ہے کہ جب تین آدمی سفر کو نکلین تو ایک شخص کو اپنے اوپر امیر بنا لین اسکو ابو داود نے ابی سعید و ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب جماعت قلیل مین ایک شخص کا امیر کرنا واجب ہی تو جماعت کثیر مین اور بہی واجب تر ہوا امامت نبوت کی خلافت دین کی حراست دنیا کی سیاست ہوتی ہے عقد کرنا امامت کا اوس کے لیے جو قائم بامامت ہو باجماع امت واجب ہی اگر امام نہو گا ساری لوگ مہمل ساری کاروبار معطل رہین گے

لا یصلح الناس فوضی لا سراۃ لھم   ولا سراۃ اذا جھالھم سادوا

کسی نے کہا وجوب عقد امامت کا عقلًا ہے کسی نے کہا شرعًا ہے قوی قول یہی ہے کہ شرعًا ہے اس لیے کہ قرآن مین ہمراہ اطاعت خدا و رسول کے اطاعت اولی الامر کا بھی ذکر فرمایا ہے ہشام بن عروہ

نے ابی ہریرہؓ سے روایت کیا ہی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا سیلیکم بعدی ولاۃ فیلیکم
البر ببرہ ویلیکم الفاجر بفجورہ فاسمعوا لہم واطیعوا فی کل ما وافق الحق فان
احسنوا فلکم ولہم وان اساؤا فلکم وعلیہم یعنی بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک نیکی
کے ساتھ بد بدی کے ساتھ تم ان کی بات سنو اور کہا مانو اوس امر مین جو موافق حق ہے
اگر اچھا برتاو کرینگے تم اور انکو دونو کو فائدہ ہے اور جو برا برتاو کرینگے تو تمہارا فائدہ اونکا
نقصان ہے غرضکہ جتنے کام خدا نے واجب کیے ہین جیسے امر بمعروف نہی منکر سے روکنا جہاد کرنا
عدل کرنا حج ادا کرانا جمعہ وعید کا قائم کرنا مظلوم کی مدد کرنا حدود کا جاری کرنا یہ سب کام بدون
قوت وولایت وشوکت امارت کے نہین ہوسکتے ہین اسی لیے بادشاہ کو خدا کا سایہ کہتے ہین
ساٹھ برس تک اگر کوئی بادشاہ ظالم حاکم رہے تو یہ مدت ورا بر ایک رات سے بہتر ہے جو بے
بادشاہ کے گذرے حدیث مسلم مین آیا ہے اللہ خوش ہوتا ہے تم سے تین کام پر ایک یہ کہ شریک
نکرو اوسی کو پوجو دوسرے یہ کہ سب ملکر اللہ کی رسی یعنی قرآن کو پکڑے رہو آپس مین پھوٹ نکرو
تیسرے یہ کہ جس کو اللہ تیرا والی کرے اوس کی خیرخواہی کرتے رہو **فائدہ** جب عقد امامت
واجب ٹھیرا تو فرض کفایہ ہوا جیسے جہاد کرنا طلب علم کرنا امام جب قائم ہوجاتا ہے تو فرضیت اسکی
اوروں سے ساقط ہوجاتی ہے جب تک قائم نہین ہے لوگ دو طرح پر ہین ایک اہل اختیار
کہ کسی کو واسطے امامت امت کے پسند کرین دوسرے اہل امامت کہ ایک اونہین سے امام بنے
اہل اختیار کے لیے تین شرطین ہین ایک عدالت جامع شروط عدل دوسرے علم جس کے ذریعے
مستحق امامت کو بموجب شروط معتبرہ دریافت کر سکین تیسرے رای صائب حکم درست جس کے
بدولت اصلح للامامۃ اقوم بتدبیر مصالح کو پسند کرلین رہی شروط امامت سو بیان اونکا آگے آویگا
فائدہ واجب یہ ہے کہ امامت وامارت کو دین وقربت سمجھے کیونکہ خدا ورسول کی اطاعت
کرکے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنا افضل قربات ہے فساد امارت مین یون آتا ہے کہ اکثر لوگ
طالب ریاست ومال کے ہوجاتے ہین حدیث مین آیا ہے دو بھوکے بھیڑیے جنکو بکریون مین-

چھوڑ دین وہ اونکو اتنا تباہ نہین کرتے جتنی مال و شرف کی حرص دین کو تباہ کر دیتی ہے اسکو
ترمذی نے کعب بن مالک سے مرفوعاً روایت کیا ہے حسن صحیح کہا ہے قرآن شریف مین فرمایا ہے
ما اغنی عنی مالیہ ہلک عنی سلطانیہ یعنی قیامت مین جسکو دنیا مین بائین ہاتھ مین کتاب
ملیگی وہ دیکھیگا میرا مال کچھ بھی کام نہ آیا میری سلطنت جاتی رہی یہ بات وہی شخص کہیگا جو دنیا
مین امیر مالدار یا سلطان بادشاہ تھا جس کے پاس حکومت تھی مال تھا اوسکو اس کہنے سے کیا فائدہ

کجا خود شکر این نعمت گذارم　　که زور مردم آزاری ندارم

فسانہ دنائت مراد اہل دنیا کی ریاست سے یہ ہوتی ہے کہ وہ حکومت مین فرعون کی طرح
اور مال مین قارون کی طرح ہو جاوین سو قرآن مین ان دونو کا حال آچکا ہے ایک تو دریا مین ڈوب کر
سیدھا دوزخ مین گیا دوسرا زمین مین دہس کر تباہ ہوگیا انجام اوس کی سلطنت اسکے مال کا
یہ ہوا حالانکہ جیسی حکومت ویسا مال اب دوسروں کو ملنا بھی دشوار ہے اونکو قوت قدرت
بہت تھی اور ان کے آثار زمین مین بہت ہین جب خدا نے اونکو پکڑ لیا تو پھر اونکا نشان بھی کہین باقی
نرہا اب اونکی آہٹ تک بھی سننے مین نہین آتی فسانہ دو آدمی چار طرح کے ہین ایک وہ
لوگ ہین جو اوروں پر اپنی برتری زمین مین فساد کرنا چاہتے ہین یہ گروہ بادشاہون رئیسون امرا
ولاۃ کا ہے جیسے فرعون تھا یا فرعون کا لشکر تھا یہ گروہ بدترین خلق ہین دوسرے وہ لوگ ہین
جو نرا فساد کرنا زمین مین چاہتے ہین بغیر کسی علو کے جیسے چور مجرم رذیل لوگ ہوتے ہین تیسرے وہ
ہین جو بزرگ بننا چاہتے ہین بدون کسی فساد کے جیسے دیندار لوگ جو تھے اہل جنت ہین جو نہ علو چاہتے ہین
نہ زمین مین فسادی بنین اگرچہ یہ غیروں سے بہت اعلیٰ ہین انہین کے حق مین آیا ہے وانتم
الاعلون ان کنتم مؤمنین یہی فرمایا ہے للہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین بہت عالی بننے والے
ایسے ہین جو گھٹے رہتے ہین بہت عالی ایسے ہین جو علو نہین چاہتے قرآن مین فرمایا ہے ہم نے تمکو
زمین کا خلیفہ بنایا بعض کا درجہ بعض پر بڑہایا تمہین آزمانے کو ہم نے تمہاری معاش دنیا کے
زندگی مین تمہارے درمیان بانٹ دی ہے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے تاکہ ایک دوسرے کو

بگاڑ مین پڑین امرا ور رؤسا کی ملک مین ہمیشہ اس طرح کا ہنگامہ رہا کرتا ہے انکے نوکر مصاحب غریبون بیوقوفون کو ہمیشہ اسی طرح ستایا کرتے ہین رات دن مسخریہ کرتے رہتے ہین **فائدہ** شریعت کا مطلب یہ ہے کہ ساری سلطنت دولت خدا کی راہ مین صرف ہو سو جب ایسا ہوتا ہے تو دین دنیا دونو درست ہو جاتے ہین اور جو کہین سلطان دین سے یا دین سلطان سے الگ ہو گیا تو پہر سارے لوگ تباہ ہو جاتے ہین سارا گناہ اون لوگون کا اس کے ذمی پڑتا ہے نیک بد کا تمیز نیت و عمل صالح سے ہوتا ہے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تمہاری صورت و مال کو نہین دیکھتا تمہارے دل و اعمال کو دیکھتا ہے یعنی جسکا دل اچہا عمل اچہا ہے وہ اللہ کے نزدیک بہی اچہا ہے گو بدصورت کیون نہو یا اوس کے پاس مال نہو محتاج فقیر مسکین ہو اور جس کا دل و عمل اچہا نہین ہے وہ کیسا ہے خوب صورت شکیل جمیل مالدار مشہور بہادر عالی نسب کا گنہار ہو وہ نزدیک اللہ کے بدتر ہے ہمیشہ چہرہ مہرہ فساق فجار کا بہ نسبت اہل ایمان کے زیادہ چکنا چپڑا ہوتا ہے بنے ٹہنے پہرتے ہین وہ تازگی اہل تقوی و علم کی صورت پر نہین ہوتی اگرچہ نور ایمان ظاہر ہوتا ہے اسی لیے اکثر اہل علم نے یون خیال کیا ہے کہ سلطان و ایمان مین عداوت و دشمنی و بیر ہے کیونکہ اکثر امرا و رؤسا کا ارادہ مال کا جمع کرنا لوگون پر شرف و رفعت حاصل کرنا ہوتا ہے سو جب مقصود ریاست کا یہ کام ٹہیرا تو اس ارادے کو حقیقت ایمان کمال دین سے کچہہ بہی علاقہ نرہا۔

این کبر و منی ز سر بدر باید کرد ۔۔۔ آنگاہ بکوی او گذر باید کرد

دنیا داری و عاقبت مے طلبی ۔۔۔ این ناز بخانۂ پدر باید کرد

فائدہ جو شخص کسی چیز کا والی ہو اوس کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے دین کو قائم کرے واجبات شرعی کو جاری فرماوے محرمات سے بچے پہلے اپنی جان پر حکم شرع کا جاری کرے پہر اپنے گہر والون پہر رعایا ی شہر پہر رعایا ے ملک پر جس بات مین وہ عاجز ہو گا امید ہے کہ اوس سے مؤاخذہ نہو ابرار و اخیار کا والی ہونا فساق فجار کے والی ہونے سے بہتر ہے دنیا خادم ہے

دین سکے اگر اس خادم کو مخدوم بنا یا گیا تو آخرت کا حصہ جاتا رہا اگر آخرت کو مقدم رکہا تو دنیا بہی بقدر نصیب ملتی ہے آخرت تو درست ہی رہتی ہے

فصل

جس قانون ملک کو عقلای سلطنت ارکان دولت اپنے ذہن کی تیزی طبع کی چالاکی سے بناتے ہین اوسکا نام سیاست عقلیہ ہے جو قانون قواعد شریعت سے لیے جاتے ہین اونکا نام سیاست دینیہ ہوتا ہے پہلے قانون کا نفع فقط دنیا ہی مین ہے وہ بہی جبتک کہ ٹہیک ٹہیک چلے ورنہ ہمیشہ ایسے آئین و قانون کی ترمیم ہوتی رہتی ہے یہی ترمیم دلیل ہے اس قانون کے نقصان پر دوسرے قانون کا نفع دنیا و آخرت دونو مین ہے یہ اسلیے کہ مقصود خلق سے نری دنیا نہین ہے کیونکہ دنیا تو بالکل عبث و باطل ہے اسکا انجام موت و فنا ہے مقصود تو انسے قائم رہنا انکا دین پر ہی یہ قیام صاحب قیام کو سعادت اخروی تک پہونچاتا ہے اسی لیے شریعت حقہ نے انکو عبادات معاملات وغیرہا سب بتادیے ہین سلطنت و ریاست کرنے کے طریقے سکہادیے ہین سارے رستے مصالح خلق و حکمرانی و مصارف اموال کے جتادیے ہین اب اگر کوئی اونپر نہ چلے قانون عقلی پر چلے تو یہ اوسکی بدنصیبی ہے شرع کا کیا قصور **فائدہ** اصل حکم خلق پر اہل شرع کا ہے جیسے انبیاء خلفاء علماء اولیاء انکی حکمرانی مین مصالح دنیا و آخرت دونو ہوتے ہین پہر جو کوئی امیر رئیس بادشاہ والی انکی چال پر چلیگا تو وہ حقیقت مین انکا نائب ہے یعنی حراست دین سیاست دنیا مین ایسے نائب کو عرف شرع مین اصطلاح اسلام مین خلیفہ کہتے ہین ایسے والی رئیس بادشاہ کو امام بولتے ہین امام کے معنی پیشوا ہین جس طرح نمازی امام نماز کا اقتدا کرتا ہے اسی طرح خلق اس بادشاہ کی مقتدی ہوتی ہے خلیفہ اس لیے کہتے ہین کہ یہ نبی کے بعد آیا ہے اوسکی راہ پر چلتا ہے پس جبکہ یہ دونو وصف سلطان مین موجود نہون تو پہر وہ نہ خلیفہ ہے نہ امام بلکہ ایک حاکم ظالم یا امیر جائر یا رئیس ستمگر ہے **فائدہ** امام کا قائم کرنا شرعاً واجب ہے یہ وجوب شرع شریف مین اجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہوچکا ہے چنانچہ

اوپر گذرا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو صحابہ نے دفن کرنے سے پہلے خلیفہ
مقرر کرنےمین جلدی کی تاکہ ملک بے سر نہ رہے کوئی ایک آدمی ایسا چاہیے جو لوگون پر حکم جاری کرے
اوسکے حکم کے موافق سب کام ہون پہر جب سے ابتک یہی دستور چلا آیا ہے کہ کوئی زمانہ کوئی وقت
امام سے خالی نرہا اس اجماع کا استقرار استمرار دلیل ٹہیرا ہے وجوب نصب امام پر **فائدہ** ملکداری
و دولتمندی فی نفسہ کوئی بری چیز نہین ہے اگر موافق حق ہو انبیا مین سلیمان علیہ السلام خلفا مین
عثمان رضی اللہ عنہ اولیا مین خواجہ عبید اللہ احرار عترت مین ائمہ مین شرفا سے مکہ مالک آسودہ حال
تہے حقبی برائی اوسمین خیال کیجائیگی وہ بسبب اون مفاسد کے ہے جو قہر ظلم تمتع لذات اتباع
شہوات سے پیدا ہوتے ہین یا طمع کینہ حسد بغض محبت جاہ و مال سے ظاہر ہوتے ہین جب
سلطنت و ریاست ان آفتون سے حتی المقدور پاک ہوئی تو پہر غنا و ملکداری عین خدا پرستی
و دینداری ہوجاتی ہے جیسے سلطنت بعض انبیا کی پہر اونکے خلفا رکی پہر اہل علم و صلاح کی
فائدہ جب امام کا قائم کرنا واجب ٹہیرا اجماع امت اوسپر دلیل ہوا تو یہ نصب فرض کفایہ ہے
اسکا اختیار رہاتہہ مین بند و بست والون کے ہے انپر واجب ہے کہ اپنے اوپر ایک شخص کو امام
مقرر کرین یہ امام قریشی نسب ہو سوا قریش کے کسی دوسرے قوم کے آدمی کو امام یا خلیفہ یا سلطان
یا رئیس بنانا درست نہین ہے گو کیسا ہی فاضل قابل کیون نہو پہر جبکہ اوسمین شرائط امامت
بہی موجود ہون تو ظلمات بعضہا فوق بعض ہے ساری خلق پر اطاعت اوس قریشی امام کی واجب
ہوجاتی ہے بدلیل قولہ تعالی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مراد اولی الامر سے
امرا و سلاطین ملوک ہین بعض کے نزدیک علما بہی اسمین داخل ہین ان دو قول کے سوا کوئی
تیسرا قول اس آیت کے معنی مین نہین ہے پہر خواہ امرا مراد ہون یا علما رانجام اس طاعت کا یہ ہے
کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول یعنی جہگڑے کے وقت رجوع طرف قرآن و
حدیث کے کرو جس کام مین خدا کی نافرمانی لازم آتی ہے اوسمین کسیکی طاعت نہین سلطان ہو یا سلطان
امیر ہو یا کوئی مولوی نادان درویش ہو یا استاد زمان پیر ہو یا مان باپ و اخوان **فائدہ**

ملت کے لیے ہونا عصبیت کا ضرور ہے بے اتفاق قوم کے کام نہین چلتا اسی لیے حدیث
مین آیا ہے ما بعث اللہ نبیا الا فی منعۃ من قومہ یعنی نہ اوٹھایا خدا نے کسی نبی کو مگر ایک جتھے
مین اوسکی قوم سے اکیلا آدمی کیسے ہی حق پر ہو کتنی ہی جان مارے کچھہ نہین کر سکتا ہی جبتک
کہ کوئی قوم کوئی جماعت کوئی گروہ اوسکا مددگار نہو آیہ من انصاری الی اللہ آیہ نحن
انصار اللہ کا یہی مطلب ہے یہ کچھہ ضرور نہین کہ یہ انصار و اعوان اسکے برادر نسبی رشتہ دار یکجدی
ہون بلکہ کوئی ہون کہین کے ہون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھوڑے سے قریش ایمان لائے
تھے جنکو مہاجرین کہتے ہین باقی سارے انصار و اعوان غیر قوم کے تھے اونکی فضیلت بہی کچھہ انسے
کم نہین ہے رہی یہ بات کہ شریعت مین مذمت عصبیت کی آئی ہے اسی لیے قرآن مین فرمایا ہے
بڑا بزرگ نزدیک خدا کے تم مین وہ ہے جو بڑا متقی ہے دوسری جگہہ ارشاد کیا لن تنفعکم ارحامکم
ولا اولادکم یعنی تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تمکو کچھہ فائدہ نہ دیگی تمہارے کام نہ آویگی
مراد اس سے باطل طرفداری ہے جو بسبب رشتہ داری کی برتی جاتی ہے جس طرح پہلے جاہلیت والے
کیا کرتے تھے اب آج کل کے امیر رئیس کرتے ہین اسکا کچھہ نفع آخرت مین نہین بلکہ دنیا مین ظلم
آخرت مین ظلمت ہے ایسے امیرونکا دین دوسرونکی دنیا کے پیچھے برباد ہوجاتا ہے حق قرابت صلہ رحم
وہین تک ٹھیک ہے جتنا حکم اوسکا شرع شریف مین آیا ہے باقی اسراف و تبذیر مین داخل ہے
اہل تبذیر و اسراف کو قرآن پاک مین شیطانون کا بھائی بتایا ہے **فائدہ** شرع مین مذمت
ملک و ملوک کی بہی آئی ہے یہان تک کہ جس نے دنیا مین درمیان دو آدمیون کے حکمرانی کی
ہوگی اوسکو بہی مشکین باندہکر سامنے خدا کے لاوینگے اس قسم کی بہت حدیثین وارد ہین مراد ان
سب احادیث سے وہی حکمران ہین جو دین پر قائم نہین ہین انصاف نہین کرتے حمایت قوم
کی تعصب قرابت کا کیا کرتے ہین یگانے سے ہر بات ہر قصور پر درگذر ہے بیگانے سے ہر
پر رنجش و پکڑ ہے حالانکہ انصاف یہ ہے کہ اپنی جان پر بہی بموجب شرع کے عدل کرے
اولاد رشتہ دار کس گنتی شمار مین ہین سو جب یہ بات اکثر امراء و رؤسا سے نہین ہوتی ہے

تو اسی لیے سخت وعید جزای شدید انکے حق مین وارد ہے انکا جرم دوسرون کی نسبت دگنا
ہے ورنہ جسکی نیت اچھی ہے جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہان کی بادشاہی کرے
یا طالب ملک ہو تو کچھ بھی برائی نہین ہے سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا رب ھب لی ملکا
لا ینبغی لاحد من بعدی یوسف علیہ السلام نے بھی کہا تھا اجعلنی علی خزائن الارض انی
حفیظ علیم یہ اسلیے کہا کہ انکو اپنی جان پر بھروسا تھا کہ یہ بحالت ملکداری عہدۂ خزانچی گری [illegible]
امر باطل نکرینگے ہر معاملے مین انصاف فرماوینگے نہ کسی یگانے کی رعایت ہوگی نہ کسی بیگانے
سے نفرت کانٹے کا تُلا ہوا انصاف ہوگا قوی ضعیف برابر کہا جاویگا چنانچہ ایسا ہی ہوا غرضکہ
نیک نیتی و عمل صالح کے ہمراہ کوئی امر برا نہین ورنہ ہر اچھا کام بھی حق مین ظالم فاسق کے
برا ہوجاتا ہے جبکہ وہ اپنی خواہش نفس کے موافق سب کام کرتا ہے **فائدہ** عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ شام مین تشریف لائے معاویہ کو دیکھا لباس شاہانہ پہنے ہوئے ہین برا مانکر فرمایا
کیا یہ چال کسروی ہے معاویہ نے عرض کیا مین سرحد دشمن پر رہتا ہون مجھکو اسکی حاجت ہے
کہ زینت حرب و شوکت جہاد انپر ظاہر کرون یعنی رعب ڈالنے کے لیے عمرؓ نے سکوت کیا تخطیہ
نہ فرمایا اس لیے کہ معاویہ نے ایک مقصد صالح کا پتا منجملہ مصالح حق و منافع دین کے دیا صحابہ
رضی اللہ عنہم ہمیشہ التباس باطل راہ و رسم شاہانہ سے ہزارون کوس بھاگتے تھے خلفای اربعہ کا
تو کچھ ذکر ہی نہین ہے کہ یہ سب افضل امت زاہد ترین خلق تھے اپنی اگلی تنگی ترشی غریبانہ
چال ڈھال پر قائم رہے احوال دنیا اعمال ملوک سے کچھ واسطہ نرکھا یہان تک کہ جب عصبیت
عرب کے دین پر مجتمع ہوگئے خدا نے اپنے وعدے کو پورا کیا ملک فارس و روم ہاتھہ آیا اسلام کے
فتح ہوگیا تب بھی یہ سب اُسی خشونت عیش پر باقی رہے عمر رضے اللہ عنہ اپنے کپڑے مین
چمڑے کا پیوند لگاتے علی مرتضیٰؓ سونے چاندی سے کہتے غیر کے پاس جا ابو موسی گوشت مرغ کا
نہ کھاتے اسلیے کہ بسبب قلت مرغ کے عرب مین رواج اوسکے کھانیکا نہ تھا چلنیان آٹے چھاننے کی
موجود نہ تھین گیہون کو مع بھوسے کے کھاتے حالانکہ مکاسب آمدنی انکی اس وقت سارے

جہان سے زیادہ ترقی تھی مسعودی نے کہا ایام عثمان رضی اللہ عنہ میں صحابہ کو بہت زمین
بہت مال ہاتھ لگا یہان تک کہ جس دن وہ شہید ہوئے ڈیڑھ لاکھ دینار ایک کروڑ درہم
نزدیک ان کے خزانچی کے موجود تھے زمین وغیرہ جو وادی قری وحنین وغیرہ کی طرف تھے
اوس کی آمدنی سالانہ ایک لاکھ اشرفی ہوتی تھی اونٹ گھوڑے بے گنتی چھوڑ گئے زبیر رضی اللہ عنہ
کا متروکہ بعد اون کی وفات کے پچاس ہزار دینار ہزار گھوڑے ہزار کنیز تھا آمدنی طلحہ رضی اللہ عنہ
کی علاقہ عراق سے ہر دن ہزار دینار کے تھی ناحیہ سراۃ کی اس سے بھی زیادہ تر آمدنی ہوتی
تھی عبدالرحمن بن عوف کے رباط میں ہزار گھوڑے تھے اسی قدر اونٹ تھے دس ہزار بکریان
نہین جب مرے چوراسی ہزار کی آمدنی چھوڑ گئے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چھوڑ کر
مرے کہ کدالیون سے توڑا جاتا تھا مال ومتاع وزمین اس کے سوا تھی اوس کی آمد ایک لاکھ
دینار کی ہوتی زبیر نے بصرے میں بہ صرف کوفہ اسکندریہ میں اپنا گھر بنایا طلحہ نے کوفے میں
ایک محل طیار کیا اوسپر گچکاری کی مدینے میں الگ ایک گھر عمدہ بنایا سعد بن ابی وقاص کا گھر
عقیق میں تھا خوب ہی بلند اونچا بڑے صحن کا بنایا تھا اوسپر کنگورے لگائے تھے مقداد رضی اللہ عنہ
نے مدینے میں گھر بنایا اندر باہر سے اوسپر گچ کیا یعلی بن منبہ نے پچاس ہزار دینار بہت سی زمین
چھوڑی جس کی قیمت تین لاکھ درہم تھی اتنے آمدنی دیکھیے اور اتنا اسقدر مگر مضبوطی دین میں اسقدر
یہ سب اموال حلال تھے غنیمت وفیء سے ان کے ہاتھ لگے تھے انکا تصرف اس مال میں بطریق
اسراف نہ تھا میانہ روی کرتے تھے راہ خدا میں خرچ کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے
اپنا دبدبہ رعب بٹھاتے اسلام کی قوت ورونق جتاتے اس لیے کچھ قدح انپر نہین ہے اگرچہ
اسمین بھی کچھ شک نہین کہ بہت نہونا دنیا کا دنیا کے بہت ہونے سے بہتر ہے کیونکہ جب مال سامان
جنس متاع بہت ہوتا ہے تو پیر اسراف وخرج میانہ روی سے بھی ضرور ہی آگھستا ہے الا ماشاء اللہ

حکایت

ایک صوفی بڑے مالدار تھے کسی نے اون کو لکھا کہ مالداری خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ

ہے اس کی صحبت اچھی نہین اونہون نے جواب مین لکہا کہ صحبت مارکسی را زیان کند کہ افسون مار
نداند یعنی مال اگر سانپ کا حکم رکہتا ہے تو ہم کو اس سانپ کا منتر بہی آتا ہے حاصل یہ کہ جسکے
پاس مال ہے اور وہ اوس مال کو موافق حکم شرع و مرضی خدا و رسول کے صرف کرتا ہے تو
کچہہ اوسکو نقصان نہین ورنہ وہ مال پہر وبال آخرت ہوجاتا ہے **فائدہ** علی مرتضی و معاویہ رضی اللہ عنہما
سے جو باہم فتنہ ہوا تہا عصبیت کی راہ سے اجتہاد کی بنیاد پر ہوا تہا یہ لڑائی کسی غرض دنیوی یا
اختیار باطل یا کینے کی راہ سے نہین ہوئی تہی جس طرح بعض لوگ خیال کرتے ہین معاویہ کا قصد
حق تہا مگر اون سے خطا ہوئی اس بات کو ابن خلدون نے کتاب العبر مین لکہا ہے شوکانی رحمہ
وبل الغمام مین فرمایا ہے کہ اسمین کچہہ شک و شبہہ نہین ہے کہ حق سب جہگڑون مین علی رضی اللہ عنہ
ہی کے ہاتہہ مین تہا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کرکے توڑ ڈالی اسیر اونسے
لڑائی ہوئی رہے خوارج سو بہت حدیثون مین آیا ہے کہ وہ دین سے خارج ہین اہل صفین کے
بغاوت پر یہی دلیل کافی ہے کہ عمار بن یاسر اس لڑائی مین مارے گئے یہ لوگ علی مرتضیٰ کے تہے معاویہ
اس لائق نہ تہے کہ علیؓ سے معارضہ کرین لیکن طلب دنیا و ریاست نے بعضے عوض خواہ عثمان
رضی اللہ عنہ اوکو اس فریب مین مبتلا کردیا تہے غرضکہ جب ملک ایک ہی بادشاہ کے پاس رہا ہو
تو اسمین کچہہ قباحت نہین ہے اگر یہ ملک وجوہ حق و مذاہب دین کی طرح پر ہو جس طرح سلیمان علیہ السلام
ملک بنی اسرائیل پر اکیلے حاکم تہے لیکن بعد معاویہ کے بنی امیہ نے اپنی اگلی چال دینداری کی
چہوڑدی دنیا طلبی خواہش نفس اختیار کی لوگ ناخوش ہوگئے عباسیہ کا غلبہ ہوا ان کی چال بہت
اچہی تہی اقامت احکام شرع مین بہت کوشش کرتے تہے گو خود کیسے ہی ہون اللہ نے انہین بہت
برکت بخشی ساری دنیا کے مالک ہوگئے پہر جب انہین ملکداری آگئی دینداری گہٹ گئی انکا ملک
بہی جاتا رہا خلافت سٹ گئی فقط نام رہگیا جب عصبیت عرب بہی جاتی رہی تو یہ نام ہی باقی رہا
نری سلطنت رہگئی تغلب تہا قہر کا زور شہوات ولذات کا شور ہوگیا مشرق مین ملوک عجم تہے مگر کا مطیع
خلیفہ تہے سارا ملک مع القاب سلطنت وغیرہ ان کے ہاتہہ مین تہا اسی طرح کا ماجرا مغرب مین گذرا

وہان زناتہ بادشاہ ہوگئے بنی یقرن ہمراہ بنی امیہ اندلس کو چلے گئے عبیدین کا غلبہ مغرب و
مصر پر ہوگیا غرضکہ پہلے اسلام میں خلافت تھی بدون ملک کی پھر ملک رہگیا بدون خلافت کے۔

فصل

بیعت سے مراد یہ ہے کہ رعایا برایا اطاعت امام کا عہد باندہے گویا بائع نے اپنی جان اوسکے
ہاتھہ بیچدی ہے جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ العقبہ مین صحابہ سے بیعت لی
تھی سو پہلے خلافت وامامت اسی طرح پر منعقد ہوتی تھی خلفاے اربعہ سے سب صحابہ نے بیعت
کی اسلام مین طریقہ امام خلیفہ بنانے کا یہی ہے کہ سارے لوگ ایک شخص سے بیعت کرین سارا
کاروبار مسلمانون کا اوس کے ہاتھہ مین سونپدین کسی بات مین اوس سے جھگڑا قصہ نہ کرین
اوس کے ہر امر و نہی کی اطاعت بجالائین پہر یہ بیعت جاتی رہی اوس کی جگہہ یہ بدعت قائم
ہوئی کہ ہاتھہ یا پاؤن یا دامن امیر کا چوم لین زمین بوس کرین یا نذر دکہلائین تلوار یا قلمدان کی یا
روپیہ یا اشرفی پیشکش کرین اسکی شرع مین کچھہ اصل نہین ہے جب سے یہ بدعت نکلی ہے
سنت مصافحہ بیعت جاتی رہی ماوردی نے کہا عقد امامت دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہ کہ اہل حل و عقد
کسیکو پسند کرلین دوسرے یہ کہ اگلا امام دوسرے کو امام کرجاوے پہلی صورت مین کتنے آدمی ہون
اسمین اختلاف ہے کسی نے کہا جمہور اہل حل و عقد ہر شہر کے ہون تاکہ سب کی رضامندی ثابت
ہو لکن یہ مذہب مدفوع ہے اس لیے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اونہین لوگون نے بیعت کی تہی جو اوس
وقت حاضر تھے غیر حاضرون کے آنے کا انتظار نہین کیا گیا تہا کسی نے کہا کم سے کم پانچ آدمی ہون
جو انمین اخیر ہو وہ چارون کی رضامندی سے عقد کرے اس لیے کہ ابو بکر سے پانچ ہی آدمیون نے
بیعت کی تہی عمر بن خطاب ابو عبیدہ بن جراح اسید بن حضیر بشیر بن سعد سالم مولی ابی حذیفہ
نے پہر سب نے ان کی متابعت کی عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو درمیان چہہ شخصون کے بطور شوری
چھوڑا کہ انمین سے کسی ایک کو برضامندی پنج کس امام بناوین اکثر فقہا و متکلمین اہل بصرہ کا یہی قول
ہے علماء کوفہ کہتے ہین تین بھی کافی ہین دو شخص کی رضامندی سے بیعت کرلین ایک انمین حاکم

ہوگا دو گواہ ہو جاوین سگے ایک گروہ نے کہا ایک ہی آدمی کافی ہے اس لیے کہ عباس نے علی سے
کہا ہاتہ بڑہاؤ مین بیعت کرتا ہون لوگ کہین گے عم رسول خدا نے بیعت کی پہر کوئی اختلاف نکریگا
یہ گویا حکم ہے سو ایک کا حکم بہی نافذ ہو جاتا ہے **فائدہ** امامت شرعیہ کی حقیقت یہ ہے
کہ امام مصالح امت مین نظر کرے دین دنیا کی درستی چاہے امین آدمی کو لوگون پر مقرر کرے رعایا
کا انصاف کرے منکر کو دور کرے معروف کو جاری کرے ملکی فوجی بند و بست اچہی طرح رکہے ہر
شخص کو لائق اوس کی ضرورت کے بیت المال سے روزانہ یا ماہیانہ یا سالانہ دے خیرخواہون کو
جو دین دنیا مین اچہی اچہی مدد دیتے ہین اصلاح رعایا برایا مین مددگار ہین جاگیر بخشے معاش و
مناصب مناسب عطا کرے انعام و اکرام سے سرفراز فرماوے فساق فجار پر احتساب جاری رکہے
حدود و تعزیرات کے موافق سزا جزا دیتا رہے یہ سب امور شرع مین اجماع امت سے ثابت ہین غرضکہ
خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی باجماع صحابہ منعقد ہوئی تہی ابوبکر رضی اللہ عنہ بعد اپنے عمر بن خطاب
کو مقرر کر گئے تہے عمر نے خلافت کو درمیان چہہ شخص کے چہوڑا تہا لوگون نے اونمین سے عثمان
رضی اللہ عنہ کو منتخب کرکے خلیفہ بنایا عثمان کے بعد سب نے علی مرتضی سے کسیکو بہتر نہ پاکر بیعت
خلافت کی تمام ماوردی نے کہا اہل عقد و حل مجتمع ہوکر ایسے آدمی کو تلاش کرین جسمین شروط امامت
موجود ہون جو ان مین زیادہ فضل رکہتا ہو شروط مین اکمل ہو لوگ اوس کی اطاعت قبول کرین نہین
جلدی کرین بیعت مین توقف نکرین اوس سے کہا جاوے کہ تم امام ہو اگر مان لے فبہا اوس سے بیعت
کرلین پہر ساری امت پر داخل ہونا اوس کی بیعت مین لازم ہے سب کو اوس کی اطاعت چاہیے
اگر نہ مانے توکچہہ جبر نہین ہے اس لیے کہ یہ بیعت عقد بمراضاۃ و اختیار ہے اسمین اکراہ و اجبار نہین
ہوسکتا دوسرے کو جو اہلیت و استحقاق اس کام کا رکہتا ہو اختیار کرین اگر دونو شروط امامت مین برابر
ہون تو جس کی عمر زیادہ ہے اوس کو مقدم کرین اگرچہ بیعت اوس دوسرے سے کرنا بہی جائز ہے
اور اگر ایک اعلم دوسرا اشجع ہو تو موافق مقتضای وقت کے کام کرین شجیع کی حاجت ہو تو اوسی کو امام
بناوین اس لیے کہ وہ بند و بست سرحدات کا دفع بغاۃ کا اچہی طرح کریگا اور جو ضرورت علم کی نکہین

اہل بدعت کا غلبہ ہو تو اوس وقت اعلم کو مقدم کرین جب دو مین تنازع ہو تو قرعہ ڈالین بعض نے
کہا اہل اختیار کو خیار ہے جس سے چاہین بیعت کرین بعد بیعت اگر کوئی دوسرا افضل اس سے
پیدا ہو تو پھر عدول جائز نہین ہے بیعت مفضول کی باوجود فاضل کے درست ہے جب کہ
مقتضای مصلحت یہی ہو اگر ایک ہی شخص لائق امامت ہو دوسرا کوئی شریک اوسکا نہو تو پھر اوسکو
چھوڑکر دوسرے سے بیعت کرنا درست نہین ہے جو توقف کریگا وہ گنہگار ہوگا **فائدہ** امام جب
چاہے کہ کسی کو ولیعہد کرے تو جو شخص احق واقوم ہو شروط امامت مین اوس کو اختیار کرے اگر
وہ اسکا ولد یا والد ہے تو اہل اختیار سے مشورہ لیوی اون کی رضا سے عقد بیعت کرے اس لیے
کہ امامت ایسا حق ہے جسکا تعلق اونہین سے ہے کسی نے یہ بھی کہا ہے نہین بلکہ خود یہ اوس کو
ولی عہد کرسکتا ہے اون کی رضا ہو یا نہو جب بیعت ولیعہدی کی باپ یا بیٹے سے ہوگئی تو اب تین قول
ہین ایک یہ کہ عقد نہ کرنا جائز ہے اہل اختیار سے مشورہ لیا جاوی وہ اوسکو اہل سمجھین تو عقد صحیح ہوگا
والا فلا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عقد جائز ہے اس لیے کہ یہ امام امین امت ہے اسکا حکم نافذ ہے
اپنی اختیار سے بھی بعد وجود شرائط امامت کے اوس کو ولیعہد کرسکتا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ عقد بیعت
باپ کے لیے درست بیٹے کے لیے درست نہین ہے بھائی وغیرہ اقارب وعصبات کا حکم اجانب
کا حکم ہے جبکہ لیاقت واہلیت اس منصب کی اوسمین موجود ہو غرضکہ بنیاد امامت وخلافت کی شرعا
اسپر تھی کہ جو شخص علم وعمل مین لائق خلائق ہوتا اوس کو سب اہل حل وعقد پسند کرکے امام بناتے
تھے یہ بات نہ تھی کہ باپ کے بعد اوسکا بیٹا خلیفہ یا امام ہو سب سے پہلے یہ بدعت ولیعہدی کی
معاویہ رضی اللہ عنہ سے نکلی ہے کہ اونہون نے اپنی حیات مین سب لوگون سے اپنے بیٹے یزید کے
لیے بیعت ولیعہدی طلب کی اوسپر بعض صحابہ نے انکار کیا ابن عمر و زبیر نے نمانا امام حسین کو چار ناچار
لشکر یزید پلید سے بعد معاویہ کے لڑنا پڑا آخر شہید ہوگئے اس واقعی کی تاریخ یہ ہے ع سر
دین رابرید یزید ✱ پھر اوس وقت سے یہی ہو اچلی کہ ہر بادشاہ نے اپنے بعد اپنے بیٹے کو
ولیعہد کرنا شروع کیا اس ولیعہدی کی کچھ اصل شریعت مین نہین ہے ساری خرابی دین دنیا کی

ایسی حرکت بے برکت سے ہوتی ہے اسلیے کہ فرزندی کا اعتبار تو رہگیا لیاقت منصب امامت سے بالکل آنکھ
بند کرلیگئی جب سے یہ کام ہوا خلافت باقی رہی ملکداری رہگئی بادشاہ کی اولاد بادشاہ کے اخوان امیر
ہونے لگے دین گیا دنیا آئی یہانتک کہ جب مامون خلیفہ نے امام علی بن موسی رضا کو امام بنانا چاہا سارے عباسیہ
برہم ہوگئے بیعت خلافت مامون کو توڑکر مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی سے بیعت کی بہت کشت خون ہوا
آخر مامون خاموش ہوگئے **فائدہ** اس ولیعہدی سے اگر یہ غرض ہے کہ ریاست اولاد مین رہی تو یہ کوئی مقصد شرعی
نہین ہے کیونکہ ملک اللہ کا ہے زمین خدا کی ہے جس سے چاہے لیلے جسکو چاہے دیدے یہ کوئی ترکہ نہین ہے کہ
باپ کے بعد بیٹا بیٹی کو ملے بلکہ اوسکو ملنا چاہیے جو لائق اس بار بادشاہی کے ہے خواہ اپنا ہو یا بیگانہ لیاقت دینی
حیثیت شرعی کا اس جگہ اعتبار ہے نہ اولاد و اخوان قوم کا معلوم نہین جو لوگ ایسا کرتے ہین اور دیدہ و دانستہ رعایا
و بندگان خدا کو ہاتھ مین ایک نالائق جاہل یا فاسق فاجر یا ظالم ستمگر کے دیتے ہین کل کے دن خدا کو کیا جواب
دینگے ہان جو شخص اس کام مین مجبور کسی حاکم زبردست کا ہے وہ اگر عند اللہ معذور ٹھیرے تو کچھ دور بھی نہین

فصل

بعض علما نے لکھا ہے کہ ہر ایک شخص پر ان دونو اشخاص مین سے جنسے بیعت امامت لیگئی ہے لازم ہے کہ امامت
کو اپنی جان سے دور کرے دوسرے کو سونپے تاکہ آفات ولایت سے بچے فتنے سے دور رہے اہل عقد و حل
جسکو پسند کرین اسکو امام بنا دین جو پہلے امام ہو چکا ہے جس سے عقد بیعت کرلیگئی ہے اوسکے بعد اب دوسرے کو
امام نہ بنا دینگے اوس دوسرے سے بھی بیعت کرلی ہو ایسی حالت مین جو سابق بالبیعت ہے وہی امام رہیگا جیسے
کسی عورت کا نکاح دو شخصون سے ہوگیا ہے تو ناکح اول ہی اوسکا شوہر ٹھیریگا مسبوق کو چاہیے کہ امامت سپرد سابق
کردے اوسکی بیعت مین داخل ہوجاوے اور جو دونون سے بلا سبقت احد کے بیعت ہوئی ہو تو جسکو اہل عقد و حل پسند کرین
اوسکو امام ہونا چاہیے یا کسی تیسرے کو اس کام کے لیے انتخاب کرین **فائدہ** جب امام نے کسیکو ولیعہد خلافت کردیا جسکا ولیعہد
کرنا بشروط معتبرہ صحیح تھا تو یہ ولیعہدی موقوف رہیگی قبول مولی پر زمانہ قبول مین اختلاف ہی کسی نے کہا بعد موت مولی
ہے جس وقت کہ نظر مولی مین اوسکی ولیعہدی صحیح ہو کسی نے کہا قبل موت مولی ہے ماوردی نے اسکو صحیح کہا ہے جبتک حال
ولیعہد کا متغیر ہو امام مولی کو عزل اوسکا نہین پہنچتا ہے ولیعہد اگر استعفا دیوے تو عہد اوسکا باطل نہین ہوتا مگر کہ

خود مولی اوسکو معاف کرے اوسکی طرف سے استعفا ایک طرف سے استعفا ہے یہ اوسوقت ہے کہ دوسرا شخص لائق ولیعہدی
میسر آجاوے ورنہ اوسکا استعفا اسکا استعفا جائز نہوگا عہد اپنے لزوم پر طرف سے مولی کے بدستور قائم رہیگا
شروط امامت کا اعتبار مولی عنہ زمانہ ولیعہدی سے کیا جاویگا اگر صغیر یا فاسق تھا وقت عہد کے بالغ تھا
نزدیک موت مولی کے تو خلافت اسکی صحیح نہین ہے یہانتک کہ اہل اختیار نئے سرے اوسکی بیعت کرین
اگر مستخلف مرگیا ہے اور ولیعہد غائب ہے تو اہل اختیار انتظار اوس کے آنے کا کرین اگر غیبت دراز
ہو اور کار روبار اہل اسلام مین تاخیر نظر سے حرج ہوتا ہو تو کسی اور کو اوسکا نائب مقرر
کرلین اوس سے بیعت نیابت کرین نہ بیعت خلافت جب وہ خلیفہ غائب حاضر آجاوے
تو نائب مستخلف کو معزول کردین ولیعہد موت خلیفہ سے پہلے اگر دوسرے کو ولایت دیا چاہے
تو جائز نہین ہے اس لیے کہ اس کی خلافت تو بعد موت مستخلف کے مستقر ہوگی یہ ابھی سے
کس طرح دوسرے کو اپنا ولیعہد کرسکتا ہے اسی طرح اگر یہ بات کہے کہ مینے فلان کو اپنا ولیعہد
کیا جس وقت خلافت مجھکو ملیگی تو یہ بھی جائز نہین ہے اس لیے کہ ابھی وہ خود ہی خلیفہ نہین ہوا ہے
اوسکا عہد کرنا دوسرے کے لیے صحیح نہین خلیفہ اگر اپنی جان کو معزول کردے تو خلافت ولیعہد کو
مل سکتی ہے اگر دو آدمی کو ولیعہد کیا ہے مگر ایک دوسرے پر مقدم نہین ہوا تو جائز ہے اہل اختیار
ان دو مین سے ایک کو پسند کرلین یعنی بعد موت خلیفہ کے جس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت
کو چھ آدمیون مین چھوڑا اہل اختیار کو یہ بات نہین پہونچتی ہے کہ جب امام خلافت کو بطور شوری
چھوڑے تو ایک کو اونمین سے زندگی امام مین اختیار کرلین اس لیے کہ ابھی امام مذکور زندہ
و احق ہے ساتھ خلافت کے اوس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو شریک کرنا جائز نہین ہان
اگر یہ ڈر ہو کہ اس کے مرتے ہی انتشار امر ہوگا تو اوس سے اجازت لین اگر اذن دی فبہا والا فلا

فصل

عہد کرنا خلیفہ کا دو شخص یا تین شخص کے لیے جائز ہے مثلا یون کہے کہ میرے بعد فلان اوس کے
بعد فلان اوس کے بعد فلان خلیفہ ہو تو یہ کہنا درست ہے خلافت موافق اس ترتیب کے قائم

رہیگی ایک کے بعد طرف دوسرے کے منتقل ہوگی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ موتہ
مین زید بن حارثہ کو امیر لشکر کیا تہا پہر فرمایا اگر یہ مارا جاوے تو جعفر بن ابی طالب امیر ہون اگر
وہ بھی مارے جاوین تو عبد اللہ بن رواحہ سپہ سالار ہون اگر وہ بھی مارے جاوین تو جسکو مسلمان
پسند کرین اوس کو اپنے اوپر امیر کر لین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہر ایک ان تینون مین سے بعد
ایک دوسرے کے شہید ہوا مسلمانون نے خالد بن الولید کو اپنا سردار بنایا پس جب کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کام امارت مین کیا ہے تو خلافت مین بہی جائز ہوگا اگر کوئی کہے کہ
یہ تو عقد ولایت ہوا صفت و شرط پر حالانکہ عقد ولایات شروط و صفات پر موقوف نہین ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مصالح عامہ ہین انکا حکم احکام عقود خاصہ کو بھی شامل ہی دونون دولتون
مین اسی طرح ہوا کسی ایک نے بھی علماے عصر سے اوسپر انکار نہ کیا سلیمان بن عبد الملک نے
عمر بن عبد العزیز کو ولیعہد کیا تہا ان کے بعد یزید بن عبد الملک کو امام ٹہیرایا تہا اگر یہ فعل سلیمان
حجت نہین ہے تو نہ سہی اقرار علماے تابعین کا جو معاصر سلیمان تہے حق گوئی مین کسی کی ملامت
کا ڈر نہ رکھتے تھے وہ تو ضرور ہی حجت ہے رشید نے تین آدمیون کو علی الترتیب ولیعہد کیا امین
مؤتمن مامون اس ترتیب کو بعد مشورہ علمار و فضلار عصر قائم رکھا سو جب خلیفہ تین شخصون مین۔
خلافت کو مرتب کر کے چہوڑے اور وہ مر جاوے یہ تینون زندہ ہون تو اوسی ترتیب مقررہ کے
موافق ایک کو بعد دوسرے کے خلیفہ کرنا چاہیے ہان اگر پہلا سامنے خلیفہ کے مر جاوے تو خلافت
بعد خلیفہ کے اوس دوسرے کو ملیگی اور جو یہ دونو اوس کے روبرو مر جاوین تو پہر اوس تیسرے کو
خلیفہ کیا جاویگا اس لیے کہ وہ ان تینون کو اسی ترتیب سے ولیعہد کر گیا تہا ہان اگر خلیفہ مر گیا اور
یہ تینون زندہ موجود ہین تو پہلا شخص خلیفہ ہوگا یہ اگر چاہے کہ مین ان دونو کے سوا کسی غیر کو اپنا
ولیعہد کرون تو بعض فقہار نے کہا یہ جائز نہین ہے مگر اوس وقت کہ وہ دونو خود ہی اسکو ترک
کرین طوعًا لا کرہًا سفاح نے منصور کو ولیعہد کیا تہا منصور کے بعد عیسی بن موسی کو خلیفہ ٹہیرایا تہا
منصور نے چاہا کہ پہلے مہدی خلیفہ ہو پہر عیسے تو اوس وقت عیسی سے معافی چاہی کہ تم اپنا حق عہد

عفو کردو اوس وقت فقہاء وعلماء بکثرت موجود تھے کسی نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ ولیعہد سے
جیسے کی زبردستی موقوف رکھی جاوے یہان تک کہ اون سے ترک عہد کا سوال کیا گیا اونکی خوشی
پر اس تبدیل کو موقوف رکھا گیا مگر امام شافعی وجمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ جس ولیعہد کو خلافت
ملی ہے اوس کو اختیار ہے جس کو چاہے اپنا ولیعہد کرے جس کو چاہے ولیعہدی سے اوتار دے
گویہ ولیعہد سے ترتیب مین بعد اس کے کیون نہو کیونکہ یہ ترتیب اوسپر موقوف تھے جو انمین سے
بعد موت مستخلف کے مستحق خلافت تھا سو جب بحسب ترتیب ایک خلیفہ ہو گیا تو اب اوس کو اختیار ہے
جس کو چاہے ولیعہد کرے اسلیے کہ اسکا حق اقوی اسکا عہد امضی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے جو تین شخصون کو امیر لشکر بعد یکدیگر مقرر فرمایا تھا وہ اور بات تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم زندہ تھے اور یہ لوٹ پھیر بعد انتقال خلیفہ کے اور بات ہے فافترق حکم العہدین
تین مین سے جس کو خلافت ملی پہر وہ مرگیا تو اہل اختیار کو یہ اختیار نہین ہے کہ اوس دوسرے
کو چہوڑ کر کسی غیر کو خلیفہ کرین اسی طرح دوسرے کے بعد تیسرا خلیفہ ہوگا نہ اور کوئی

فصل

جب خلافت کسی ایک شخص کے لیے مقرر ہوگئی اور وہ اوسکا مقلد ہو گیا خواہ بطریق ولیعہدی کے
یا باختیار اہل اختیار کے تو اب ساری امت کو لازم ہے کہ پہونچنا خلافت کا اوس تک معلوم
کرلین یہ ضرور نہین ہے کہ ہر شخص اوسکا نام نشان بعینہ دریافت کرے مگر اہل اختیار جن کی بیعت
کرنے سے عقد خلافت ہوتا ہے حجت قائم ہو جاتی ہے بعض نے کہا نہین بلکہ سارے آدمیون کو
واجب ہے کہ امام کو بعینہ وباسمہ پہچانین جمہور اسپر ہین کہ معرفت امام کی کافۂ انام کو لازم ہے مگر
اجمالا نہ باین تفصیل کہ بوقت نزول نوازل کے کیونکہ اگر بعینہ وباسمہ معرفت اوس کی سب پر واجب
ہوگی تو سب کو ہجرت کرنا طرف اوس کے لازم آویگا تخلف اباعد کا جائز نہوگا **فائدہ** ماوردی
نے کہا امام کو دس کام کرنے چاہییں ایک حفظ دین کا مطابق اصول مستقرہ وموافق اجماع
سلف امت کے پہر اگر کوئی مبتدع طاغی یا متردد زاغی صاحب شبہات ظاہر ہو تو اوسپر

ایضاح حجت تبیین صواب کری جو حقوق و حدود اوس کو لازم ہین اونپر اوس سے مواخذہ
فرماوی تا کہ دین خلل سے امت زلل سے محروس و ممنوع رہے دوسرے تنفیذ احکام ہے
درمیان دو متشاجر کے قطع خصام ہے بیچ مین دو متنازع کے تا کہ نصفت عام رہے ظالم
تعدی نکری مظلوم ضعیف نہو تیسرے حمایت ہے بیضۂ اسلام کی ذب کرنا ہے حریم مردم سے
تا کہ لوگ معایش مین تصرف کرین سفر مین پہرین ان کے نفس و مال مین امن رہے چہارم
اقامت ہے حدود کی تا کہ محارم الہی انتہاک سے محفوظ حقوق عباد اتلاف و استہلاک
سے مامون رہین پنجم مضبوط کرنا ہے سرحدات کا عدۂ مانعہ قوت دافعہ سے تا کہ اعدا غالب
ہنون انتہاک محرم سفک دما مسلم یا معاہد نکرین ششم جہاد کرنا ہے ساتھہ معاندین اسلام کے
بعد از دعوت تا کہ وہ اسلام لاوین یا دائرۂ ذمہ مین داخل ہون اللہ ہی کا دین سب دینون پر
غالب رہے ساتوین تحصیل کرنا فیئی و صدقات کا ہے موافق اوس کے جس کو خدا تعالی
نے نصًا یا اجتہادًا واجب کیا ہے بدون حیف و عسف کے آٹھوین اندازہ کرنا عطا کا اور
اوس خیر کا ہے جس کے لوگ مستحق ہین بیت المال سے بدون سرف و تقصیر کے اور دینا اوسکا
اہل استحقاق کو بدون کسی تقدیم و تاخیر کے نوین استکفا ہے امنا کا تقلید ہے نصحا کی یعنی
جن کو کوئی خدمت سپرد کی ہے کوئی عہدہ دیا ہے وہ لوگ امین ناصح خیرخواہ ہون تا کہ اعمال
بکفایت مضبوط رہین اموال بسبب امانت محفوظ ہون دسوین یہ کہ اپنی ذات سے مشارفت
امور تصفح احوال نزدیک و دور کرے تا کہ ہمیشہ سیاست امت قائم بحراست ملت سمجھا جاوے
یہ نکرے کہ کام سیاست کا دوسرون کو سونپ کر آپ لذت دنیا یا عبادت عقبی مین مشغول ہو کر
بیٹھہ رہے دن بھر تسبیح ہلاوے ساری رات تصنیف تالیف مین رہے معاملات رعایا برایا سے
کام نرکھے دوسرون کے بھروسے پر سارا کاروبار چھوڑ دے کیونکہ کبھی امین آدمی بھی خیانت
کرنے لگتا ہے ناصح کھوٹاپن کر بیٹھتا ہے اللہ تعالی نے قرآن مین فرمایا ہے یا داؤد انا
جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن

سبیل اللہ یعنی ہم نے تجھکو زمین مین خلیفہ کیا ہے اب تم لوگون مین انصاف کا حکم دیا کرو
ہواے نفس کی پیروی نکرو یہ پیروی تم کو راہ خدا سے گمراہ کردیگی اس آیت مین تقصار
تفویض امر بر نہ کیا بلکہ مباشرت امور پر رہنمائی فرمائی اتباع ہوا مین کوئی عذر مسموع نہ کیا
بلکہ اوس کو موصوف بضلال فرمایا پس اس حکم کو کوئی مختص منصب نبوت و حکم دین نہ سمجھے
کہ یہ کام حقوق سیاست سے ہے ہر راعی سترعی والی امر آمین داخل ہے حدیث مین آیا ہے
کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ

فصل

جب امام نے قیام ساتھہ ان حقوق امت کے کیا تو یہ ادا کرنیوالا حق خدا کا نفع و نقصان
مین ٹھیرا اب اس کے حق رعیت پر دو ہین ایک اطاعت دوسری نصرت جب تک کہ حال
اسکا متغیر نہو جس کے سبب منصب امامت سے خارج سمجھا جاوے ایک جرح عدالت مین
دوسرے نقصان بدن مین عدالت مین جرح فسق سے ہوتی ہے فسق دو طرح پر ہے ایک
اتباع شہوت دوسرے تعلق بشبہت اول امر کا علاقہ افعال جوارح سے ہے کہ محظورات
کا ارتکاب کرے منکرات پر اقدام کرے شہوت کو حاکم بناوے ہواے نفس کا منقاد ہو سو
ایسا فسق مانع ہے انعقاد امامت استدامت خلافت سے جب امام پر یہ حالت طاری ہوگئی
تو اب وہ لیاقت امامت سے خارج ہوگیا اگر طرف عدالت کے عود بھی کریگا تو عود اوسکا طرف
امامت کے نہوگا مگر بعقد جدید بعض متکلمین نے کہا ہے نہین بلکہ بعد از عود بسوی عدالت عائد
طرف امامت کے ہو سکتا ہے حاجت استیناف عقد تجدید بیعت کی نہین ہے اس لیے کہ
اوس کی ولایت عام ہے استیناف بیعت مین سخت کی شقت گلے پڑیگی دوسرے فسق کا تعلق
اعتقاد سے ہے کہ کوئی شبہہ لگا اسنے اوس کی تاویل بر خلاف حق کے کی آمین فقہا کا اختلاف
ہے ایک فریق نے کہا یہ فسق مانع انعقاد امامت ہے ایسے فسق سے وہ امام نہین رہ سکتا اور سنے
تاویل کر کے باطل کو حق ٹھیرا دیا ہے مگر علمای بصرہ کہتے ہین کہ یہ غیر مانع ہے جس طرح فسق ولایت قضا

جواز شہادت سے نہین روکتا اسی طرح انعقاد امامت سے یہی مانع نہین ہوسکتا ہے انتہی
میرے نزدیک یہ بات ہے کہ جو تاویل حد کفر و ضلالت صریحہ تک نہین پونہچی ہے وہ تو مانع
نہین ہے مگر جو تاویل ایسی ہے جسمین انکار قطعیات احسان بدعات سیئات کا لازم آتا ہے
وہ بے شبہہ مانع ہوسکتی ہے اس لیئے کہ نصب امام کا واسطے رفع بدع احیای سنن اصلاح
دین و امت کے ہے جب خود امام صاحب ہی سرخیل اہل ابتداع ٹھیرے تو پھر اصلاح امت
احیای سنت کا خدا حافظ ہے ہرگز کوئی رافضی خارجی مبتدع اہل رای صاحب تقلید وغیرہ
لیاقت امامت کی نہین رکہتا ہے یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص انہین سے بزور تلوار یا تقدیر
جبار قہار کسی جگہہ کا والی کار بن بیٹھے کہ یہ بات ہماری اس بحث سے خارج ہے یون تو بہتیرے
ملکون کے کافر حاکم ہوچکے ہین جیسے پارسی کہ ان کی حکومت ساری دنیا مین ہوگئی تہی پہر ہزارون
برس تک رہی یا جس طرح اب دہریہ اکثر روئے زمین کے والی ہوگئے ہین گفتگو اد مین ہے جو
آپ کو مسلمان کہتے ہین انہین امام کا بدعقیدہ مشرک پیر پرست گور پرست بدعت دوست
سنت دشمن ہونا نہ چاہیے کیونکہ ایسے شخص کی نہ امامت درست ہے نہ استدامت صحیح عزل
امام کا نوع اول فسق سے مذہب شافعیہ کا ہی حنفیہ و اہل حدیث کے نزدیک فسق عملی سی عزل
ہوسکتا ہے نہ ظلم سے نہ امامت فاسق سے مسلوب ہوسکتی ہے یہی بات موافق قواعد شرع شریف
کے ہے **فائدہ** امام کے بدن مین جو نقصان آجاوے وہ تین طرح پر ہے ایک نقصان
حواس دوسرے نقصان اعضا تیسرے نقصان تصرف نقصان حواس تین قسم ہے ایک ایسا
نقصان ہے جو مانع امامت ہے دوسرا وہ جو مانع امامت نہین تیسرا مختلف فیہ جو قسم مانع ہے وہ
دو طرح پر ہے ایک زوال عقل دوسرے ذہاب بصر پہر زوال عقل بہی دو قسم ہے ایک وہ جو عارض
مرجو الزوال ہے جیسے بیہوشی یہ مانع انعقاد امامت نہین ہے ایک مرض قلیل ہے اس مرض کی وجہ
سے بہی خارج از امامت نہین ہوسکتا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بہی غمار ہوا تہا دوسرے
وہ جس کے زوال کی امید نہو لازم حال رہی جیسے جنون و خبل یہ دو طرح پر ہے ایک یہ کہ مدام

رہے افاقہ نہو یہ مانع ہے عقد و استدامت امامت سے یہ مرض جب طاری ہوگا تو بعد تحقق آنا
مرض کے امامت باطل ہوجاویگی دوسرے یہ کہ کبھی افاقہ بھی ہوجاوے سو اگر زمانۂ خبل
زمانہ افاقہ سے زیادہ ہے تو بمنزلہ دوام کے ہوگا مانع استدامت ٹھیریگا حدوث اس مرض سے
خارج از امامت ہوجاویگا اور اگر زمانہ افاقہ زمانۂ خبل سے اکثر ہے تو بھی مانع ہے بعض نے کہا
ابتداءً مانع عقد ہے مگر استدامۃً مانع نہین ہے رہا اندھا ہونا امام کا سو ذہاب بصر مانع ہے
عقد و استدامت دونوں سے جب یہ مرض طاری ہوا امامت جاتی رہیگی ہان شب کوری مانع نہین
ہے نہ عقد کو نہ استدامت کو اسلیے کہ اس بیماری کے دور ہونے کی امید ہے اسی طرح
ضعف بصر مانع نہین ہے اگر قدرے بھی دیکھہ سکتا ہے رہی وہ قسم جو غیر مانع ہے اوسکی دو
قسمین ہین ایک یہ کہ ناک مین کسی طرح بو معلوم نہو یا زبان مین کسی طرح کا مزہ نہ آوے یہ دونو اسلیے
مانع نہین کہ انکو راے و عمل مین کچھہ اثر نہین ہے تیسری قسم جو مختلف فیہ ہے وہ دو طرح پر ہے
ایک یہ کہ گونگا ہونا یا نقصان ابتداءً عقد امامت سے مانع ہے کیونکہ انکو تدبیر و عقل مین دخل ہے
بعض نے کہا اس نقصان سے امامت نہین جاتی اشارے سے کام ہوسکتا ہے کسی نے یون کہا
اگر لکھہ سکتا ہے تو خارج نہوگا اگر نہین لکھہ سکتا ہے تو خارج ہوگا کیونکہ کتابت و اشارت دونو
مفہوم ہین لکن مذہب اصح وہی پہلا قول ہے رہا تمتمہ زبان ثقل سمع سو اگر آواز بلند کو سن سکتا ہے
تو امامت سے خارج نہوگا ہان ابتداءً ایسے شخص سے عقد امامت نہ کرنا چاہیے بعض نے کہا
عقدۂ لسان مانع امامت نہین ہے اس لیے کہ موسی علیہ السلام کے لیے یہ لکنت زبان مانع نبوت
نہین ہوئی تو امامت سے بالاولی مانع نہین ہوگی۔

فصل

فقد اعضا چار قسم ہے ایک وہ جو صحت امامت سے عقد و استدامت مین مانع نہین ہے جیسے اثر
اوسکا راے و عمل مین نہو صورت نہ بگڑے اوٹھنے بیٹھنے مین حرج نہو جیسے کسی کا ذکر و انثیین مقطوع
ہو کہ یہ کچھہ مانع عقد و استدامت نہین ہے ان دونو کا فقد اگر موثر ہے تو تناسل مین

ہے نہ رای مین اللہ تعالی نے یحیی بن زکریا علیہما السلام پر ثنا کی ہی انکو سید حصور کہا ہے حصور کے دو معنی ہین ایک یہ کہ عنین یعنی نامرد ہو عورت سے صحبت نہ کر سکے قالہ ابن مسعود وابن عباس دوسرے یہ کہ عورت سے بچے قالہ سعید بن المسیب سو جب اس حالت نے ان کو نبوت سے نہ روکا تو امامت سے بالاولی مانع نہین ہے اسی طرح مقطوع الاذنین ہونا امام کا مانع نہین اسلیے کہ قطع اذنین کو کچہ تاثیر رای وعمل مین نہین ہے گوش بریدہ ہونا ایک شین خفی ہے اس عیب کو چہپا سکتا ہے دوسری قسم وہ ہے جو مانع عقد و استدامت امامت ہو عمل سے باز رکہے جیسے دونو ہاتہہ نہون یا دونون پاؤن اس لیے کہ اس حالت مین وہ حقوق امت سے جن کا تعلق عمل و نہضت سے ہی عاجز ہوگا تیسری قسم مانع عقد امامت وہ ہے کہ بعض عمل بعض نہوض سے عاجز ہو جسطرح ایک ہاتہہ یا ایک پاؤن کا آدمی ہو کسی نے کہا اس سے خارج از امامت ہو جاویگا ابتدائً واستدامۃً ایسے کو امام کرنا نہ چاہیے بعض نے کہا ابتدائً امام نہوگا مگر استدامت باقی رہے گی کیونکہ معتبر عقد مین کمال سلامت اعضا ہے اب خروج مین کمال نقصان ہوگا چوتہی قسم وہ ہی جو استدامت سے منع نہین کرتی مگر ابتدای انعقاد سے روکتی ہے جس طرح کوئی ایسی بات ہو جس مین عیب و قباحت ہے مگر عمل و نہضت مین اوسکو اثر نہین مثل نکٹے ہونے یا ایک آنکہہ کے کانے ہونے کے سو بعد عقد کے اس قبح کی وجہ سے خارج نہوگا ہان شروع مین ایسے کو امام نہ بناوے بعض نے کہا نہین بلکہ امام بنانا ایسے کا جائز ہے اس لیے کہ اس نقصان کو حقوق مین کچہہ دخل نہین ہے

فصل

نقص تصرف دو طرح پر ہوتا ہے ایک حجر دوسر قہر حجر یہ ہے کہ اعوان امام مستولی ہو جاوین خود تنفیذ امور کرنے لگین بدون تظاہر معصیت مجاہرت مشاقت کے سو یہ حجر نہ کچہہ مانع از امامت ہی نہ قادح درصحت ولایت ہان اتنی بات ہی کہ اوس مستولی کے افعال مین نظر کیجاوے گی اگر احکام دین جاری ہین کام موافق عدل ہوتے ہین تو قائم رکہنا اوسکا اوس کے تنفیذ امور کا

امضا اوس کے احکام کا درست ہے اسلیے کہ فسا د عقود مین اندیشہ وقوف احکام شرعیہ کا ہے
اور جو حکم اوسکا افعال اوس کے حکم دینی مقتضای عدل سے باہر ہین تو پہر مقرر رکہنا اوسکا کسی
طرح جائز نہین ایسے شخص سے جو اوسکا ہاتہہ پکڑے اوس کے تغلب کو زائل کرے مد دلین
و خلد جی اوس کی موقوف کردین قہر یہ ہے کہ امام ہاتہہ مین دشمن کے گرفتار ہو جاوے رہائی پر
قدرت نہو تو یہ مانع ہے عقد امامت سے اس لیے کہ وہ عاجز ہے نظر کرنے سے امور مسلمین مین
خواہ وہ دشمن کافر ہو یا مسلمان باغی ہو امت کو گنجایش دیگئی ہے کہ اوس کے سوا کسی دوسرے
صاحب قدرت کو پسند کرلی اور جو بعد عقد کے قید ہو گیا ہے تو پہر ساری امت پر چہوڑانا اوسکا
واجب ہے اس لیے کہ امامت مین نصرت امام داخل ہے اور وہ ہنوز امام ہے لڑائی سے یا فدیہ
دینے سے امید رہائی رکہتا ہے اگر ناامیدی ہو جاوے خواہ قید اہل شرک مین ہو یا گرفتاری
مسلمان باغی مین تو پہر وہ امامت سے خارج ہو جاویگا اہل اختیار نئے سر سے دوسرے شخص کو
امام بنا سکتے ہین اگر امام نے اس حالت قید مین جبکہ وہ ناامید ہو گیا تہا کسیکو ولیعہد کر دیا ہے تو
یہ عہد صحیح نہین ہے اس لیے کہ وہ امامت سے باہر ہو چکا تہا اور جو پہلی ناامیدی سے جبکہ رجاء
خلاص باقی تہی یہ عہد کیا ہو تو یہ عہد صحیح ہوگا بسبب بقای امامت کے اب یہ ولیعہد امام بن جاویگا
پہر اگر امام نے رہائی پائی تو عود بامامت نہین کرسکتا ہے اس لیے کہ یہ رہائی بعد از ناامیدی ہوئی
ہے بلکہ وہی ولیعہد اوسکا بجاے اوسکے قائم رہے گا اور جو یہ رہائی قبل ایاس ہوئی ہے تو
امامت اوس کی بدستور باقی ہے ولیعہد کی ولیعہدی بہی ثابت رہے گی گو امام نہو ہان اگر کسے
مسلمان باغی نے اسکو قید کیا ہو مگر امید خلاص کی بہی ہے تو امامت اوسکی برقرار ہے عہد اوسکا
بابت ولیعہدی کے ثابت نہین اور جو امید خلاص کی نہین ہے تو دو حال ہین یا باغیون نے
کسیکو اپنا امام بنا لیا ہو یا نہین بنایا اگر بے امام ہین جن کو فوضی کہتے ہین تو امام ماسور ہنوز امام
ہے اس لیے کہ بیعت اوس کی انکو لازم ہے طاعت اوسکی انپر واجب ہو یہ اوسکے ہمراہ ویسا ہے
جیسے ہمراہ اہل عدل کے ہو وقت عجز کے اب اہل اختیار کسیکو نائب ٹہیرالین اگر امام نے

خلع کیا یا مر گیا تو یہ نائب امام نہو گا اسلیے کہ وہ نائب امام موجود کا تھا جب وہ موجود ہی نرہا تو پھر
یہ نیابت کسکی اور جو باغیون نے کوئی امام بنا لیا ہے اوس سے بیعت کر لی ہے اوس کی اطاعت
مین داخل ہو گئے ہین اور سکے منقاد بن گئے ہین تو یہ امام ماسور بسبب یاس از خلاص خارج
از امامت ہو جاویگا اس لیے کہ اونہون نے جماعت سے علیحدہ ہو کر الگ ایک گھر اپنا مقرر کیا ہے
اسکی اطاعت سے باہر ہو گئے ہین نہ اہل عدل کو اونپر نصرت ملتی ہے نہ امام ماسور کو کچھ قدرت
حاصل ہوتی ہے اب اہل اختیار کو چاہیے کہ جسکو پسند کرین اوس سے عقد امامت باندہین یہ
امام ماسور اگر رہا ہو کر آویگا تو بھی عود بامامت نہو گا اسلیے کہ وہ پہلے ہی امامت سے باہر ہو چکا تھا

فائدہ جب کوئی شخص امام ہو گیا تو اوسکو چار قسم کے خلفا کی حاجت ہے ایک وہ جن کی
ولایت عامہ ہو سارے اعمال مین جیسے وزرا یہ لوگ بلا تخصیص کسی عمل کے سب امور مین
نیابۃً نظر کر سکتے ہین دوسرے وہ جن کی ولایت عامہ ہے مگر اعمال خاصہ مین جیسے امرا
اقالیم و بلدان کہ جو کام انکے سپرد کیا گیا ہے اوسمین نظر عام کر سکتے ہین امور غیر متعلقہ مین دخل
نہین دے سکتے جیسے مہتمان محکمہ جات و نظمای صوبجات وغیرہم تیسرے وہ جن کی ولایت خاصہ
ہے اعمال عامہ مین جیسے قاضی القضاۃ نقیب جیوش حامی ثغور مستوفی خراج جابی صدقات
انمین سے ہر ایک کی نظر جملہ اعمال مین مقصور علی الخصوص ہے چوتھے وہ جن کی ولایت خاصہ
اعمال خاصہ مین ہے جیسے قاضی شہر یا اقلیم یا مستوفی جراحت یا جابی صدقات یا حامی ثغر یا
نقیب جند انمین ہر ایک خاص النظر مخصوص العمل ہے ان سب ولاۃ کے لیے شروط ہین جنسے انکی
ولایت صحیح ہوتی ہے انکو بوجہ اوس ولایت کے نظر و نگرانی امور کرنا پہونچتا ہے ـــ

فصل

وزارت دو طرح پر ہے ایک تفویض دوسرے تنفیذ تفویض یہ ہے کہ امام تدبیر امور کو سپرد وزیر کے
کر دے وہ اپنی راے و اجتہاد سے امضای احکام و انتظام کرے اس طرح کی وزارت شرعاً
درست ہے کوئی اوس سے مانع نہین اللہ تعالی نے زبان موسی علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے

واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری [illegible]
اس طرح کی وزارت منصب نبوت مین جائز ٹھیری تو پھر امامت مین بطریق اولی جائز ہوگی [illegible]
اس سکے تدبیرات جو حوالہ امام ہے امام تنہا اوسکو بدون کسی وزیر کے انجام [illegible] تمام التدبیر
سکے سرانجام نہین دیسکتا ہے بلکہ نیابت تفرد امام سے تنفیذ امور جو باستقلال وزیر ہوگی صحیح وا [illegible]
سہے زلل سے دور خلل سے مانع تر ٹھیرکی وزیرین بھی وہی شروط معتبر ہین جو امامت مین معتبر
ہین سوا نسب کے اس لیے کہ وزیر مضی آرا منفذ اجتہاد ہوتا ہے تو اوسکی [illegible]
ہونا ضرور ہے مگر ایک شرط اوسمین شروط امامت سے زیادہ درکار ہے وہ یہ [illegible]
کہ اوسکو سپرد کیا گیا ہے اوس سے خبردار اوس کی پہچان مین واقف [illegible]
کبھی تو وہ خود اپنی ذات سے اس کام کو کریگا کبھی اپنا نائب مقرر کریگا [illegible]
جب تک خود کارگزار نہو گا تو یہ کام کس طرح چل سکتا ہے دوسرے کارگزار سے اس کام کو [illegible]
سکتا ہے ماوردی نے کہا وعلی ھذا الشرط مدار الوزارۃ وبہ ینتظم السیاسۃ [illegible]
شرط شروط دینیہ محضہ سے نہو مگر شروط سیاست سے تو جو مانع شروط دین ہین ضروری [illegible]
مصالح امت استقامت ملت کا تعلق اسی شرط سے ہے اب ایسے وزیر کو تجربہ [illegible]
نرے زبان سے کہدینے پر نہ رکھے ورنہ وزارت منعقد نہو گی بان زبان [illegible]
زیادہ بہتر ہے **فائدہ** وزیر کو چاہیے کہ احکامات امام کو مطالعہ کرتے [illegible]
تقلید خدمات پر نظر رکھے یہ نکرے کہ آپ بجاے امام مستبد بالرای بن جاوے [illegible]
[illegible] روائی وزیر کو دیکھتا سنتا رہے جو ٹھیک ہوا اوسکو برقرار رکھے [illegible]
کیونکہ تدبیر امت کی طرف امام کے موکول اجتہاد امام پر محمول ہے نہ طرف وزیر کے وزیر کو چاہیے
کہ حکم امام کا اپنی ذات پر بھی جاری کرے گو مقلد حکام ہو اپنی جان سے جہاد کرے دوسرون کو
اس کام پر بھیجے اس لیے کہ شروط حرب وضرب وزیرین معتبر ہین جو امر امام سے صحیح ہے [illegible]
وزیر سے بھی صحیح ہے سوا تین امر کے ایک ولیعہد کرنا کہ یہ خاص کام امام کا ہے نہ وزیر کا [illegible]

امام امت سے استعفاء امامت طلب کر سکتا ہے وزیر نہین کر سکتا تیسرے امام کو پونہچتا ہے کہ جس کو وزیر نے نوکر رکھا ہے یا کسی کام پر مقرر کیا ہے اوسکو معزول برطرف کر دے وزیر کو نہین پہونچتا کہ امام کے نوکر رکھے ہوے کو برطرف کر دے ان تین کامون کی سوا حکم تفویض کا مقتضی ہی جواز فعل وصحت نفوذ امر وزیر کو وزیر نے اگر کوئی حکم دیا ہے یا مال خرچ کیا ہے پس اگر وہ موافق شرع ہے تو امام کو نقض اوسکا اپنے اجتہاد سے جائز نہین ہے نہ اوس مال کو پہیرے نہ اوس قرار کو توڑ دے ہان جس جگہہ وزیر نے نری راے سے کچہہ خرچ کر دیا ہے یا کسی لشکر کا سامان بنایا ہے یا کسی طرف فوج کو روانہ کیا ہے تو امام اوس کو بدل سکتا ہے جس طرف مناسب سمجھے لشکر روانہ کرے جہان اچہا سمجھے وہان اوس مال کو اوٹہاوے اگر کسی کام پر امام نے کسی کو وزیر نے کسی کو مقرر کیا ہے تو جسکو امام نے پہلے وزیر سے مقرر کر دیا ہے وہی مقرر رہیگا وزیر کا مقرر کیا ہوا مقلد نہین ہو سکتا ہے اور اگر وزیر کا مقرر کیا ہوا اسبق ہے اور امام کو مقدم ہونا اوسکا معلوم ہو گیا ہے تو پہلا معزول دوسرا منصوب رہیگا اور جو علم امام سے پہلے وزیر نے کسی کو مقرر کر دیا ہے تو تقرر اوسکا جائز رہے اسلیے کہ تقلید ثانی بصورت نہ معلوم ہونے تقلید اول کے موجب عزل نہو گی ہان اگر اوسکا مقرر ہو جانا معلوم ہو چکا ہے تو موجب عزل ہو گا۔

فصل

وزارت تنفیذ کا حکم سخت ہے کہ شروط کمتر ہین امام کی راے و تدبیر پر نظر مقصود ہو گی یہ وزارت ایک واسطہ ہے درمیان امام و رعیت کے باقی دلالۃ امتثال امر و تنفیذ حکم و امضای امر کرتے ہین مہمات و ملمات کو وزیر پر عرض کرتے ہین جو حکم نافذ ہوتا ہے اوسکو بجا لاتے ہین سو ایسا وزیر معین امام ہوتا ہے تنفیذ امور مین والی نہین ہوتا اگر شریک راے امام ہے تو وزیر کہلاویگا ورنہ اوسکو واسطہ و سفیر کہین گے اس وزارت مین حاجت تقلید کی نہین ہے مجرد اذن مطلق امام کافی ہے وزیر مین سات وصف چاہیین ایک امانت تاکہ امر موتمن مین خیانت استصلاح مین غش نکرے دوسرے صدق لہجہ تاکہ اوس کی خبر دہی پر وثوق اوسکے قول پر عمل ہو سکے

تیسرے قلت طمع تاکہ رشوت نہ لے خدیعت نکرے متمایل متساہل نہو چوتھے یہ کہ اوس سے اور
لوگون سے کسی طرح کی دشمنی بغض نہو اس لیے کہ عداوت مانع تناصف و تعاطف ہوتی ہے
پانچوین یہ کہ مرد ہو عورت نہو اس لیے کہ اسکا کام یہ ہے کہ ہر بات کو خلیفہ تک پونہچا دے نفع
نقصان کا شاہد ہو سو یہ بات بے مرد کے نہین ہو سکتی چھٹے یہ کہ صاحب ذکا و فطنت ہو تا امر
مین تدلیس و تمویہ سے بچے کسی کے دہوکی دہڑی مین نہ آوے کیونکہ با وجود اشتباہ کے کوئی
عزم صحیح حزم صریح ہمراہ التباس کے تمام نہین ہوتا ہے ساتوین یہ کہ اہل اہواء سے نہو ہوی
ایک ایسی چیز ہے کہ حق سے طرف باطل کے لیجاتی ہے خادع الباب صارف عن الصواب
ہوتی ہے اسی لیے حدیث مین آیا ہے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ محبت کسی چیز کی آدمی کو اندہا
بہرا کر دیتی ہے پہر یہ وزیر اگر مشارک امام ہے رای و تدبیر مین تو ایک آٹھوان وصف اور اسکو
حاصل ہونا چاہیے وہ وصف حیلہ و تجربہ ہے اس لیے کہ تجربے سے عواقب امور دریافت
ہوتے ہین حیلے سے اعداء پر غلبہ حاصل ہوتا ہے الحرب خدعۃ ہان اگر مشارک نہین ہے تو
کچہ ضرورت تحصیل اس وصف کی ہی نہین ہے گو بعد مرور زمان و کثرت ممارست کے منتہی بوصف
مذکور ہو جاوے **فائدہ** قیام عورت کا بعہدہ وزارت جائز نہین ہے گو اوس کی خبر مقبول ہو
اس لیے کہ معانی ولایات ذوات مستورات سے سرانجام نہین پا سکتے حدیث مین آیا ہے ما افلح
قوم استندوا امرھم الی امرأۃ اوس قوم کو فلاح نہو گی جس نے اپنا کام حوالے عورت کے کیا ہے
علاوہ اس کے وزیر مین ثبات عزم طلب رائے کا ہونا چاہیے عورت پر یہ امر دشوار ہے وزیر مجلس
مین بیٹہکر مشورہ لیگا عورت مجلس مین نہین بیٹہہ سکتی **فائدہ** وزیر تنفیذ کا اہل ذمہ سے ہونا جائز
ہے بخلاف وزیر تفویض کے ان دونو وزارت مین وہی فرق دونو نظر کا ہے چار طرح پر ایک یہ کہ
وزیر تفویض کو مباشرت حکم کرنا نظر مظالم مین فرمانا جائز ہے وزیر تنفیذ کو یہ جائز نہین دوسرے
یہ کہ وزیر تفویض باختیار خود ولاۃ مقرر کر سکتا ہے وزیر تنفیذ نہین کر سکتا تیسرے یہ کہ وزیر تفویض
کو روانگی لشکر تدبیر حروب کرنا جائز ہے نہ وزیر تنفیذ کو چوتھے یہ کہ تصرف کرنا وزیر تفویض کا بیت المال

مین درست ہے اوہین سے بموجب حق کے لے سکتا ہے بموجب واجب کے دخل کر سکتا ہے
وزیر تنفیذ نہین کر سکتا ان چار ون امر کے سوا کوئی امر مانع وزارت اہل ذمہ سے نہین ہے
چنانچہ اسی لیے اکثر سلاطین نے خدمت دیوانی اہل ذمہ کو دی ہے ہندو ہو یا اور کوئی جیسے
وزیر تنفیذ اکبر بادشاہ تہا وزیر تفویض شیخ فیضی تہے مگر یہ کہ اہل ذمہ دست درازی کرین تو
اوس وقت انکو اس استطالت سے روکدیا جاوی اسی بنیاد پر وصف حریت وزارت تفویض
مین شرط ہے نہ وزارت تنفیذ مین اسلام بہی اول قسم مین شرط ہے نہ ثانی مین اسی طرح اول کو علم
احکام شرعیہ کا ہونا چاہیے نہ ثانی کو حرب وخراج کی معرفت بہی اول ہی مین شرط ہے نہ ثانی
مین خرضکہ چار وجوہ فرق کی نظر مین ہوئے چار تقلید مین باقی حقوق وشروط مین دونو وزیر ملکی
ملکی برابر ہین

فصل

خلیفہ کو مقرر کرنا دو وزیر تنفیذ کا اجتماعًا وانفرادًا جائز ہے نہ دو وزیر تفویض کا اجتماعًا اس لیے
کہ ولایت وزیر تفویض عام ہوتی ہے یہ ویسی بات ہے جیسے دو شخص کا امام ہونا درست نہین
اگر دو ہونگے حل وعقد وتقلید وعزل مین معارضہ رہیگا قال تعالے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ
لَفَسَدَتَا ہان اگر ایک کو امر حرب پر دوسرے کو امر خراج پر مقرر کرے ایک کو دوسرے کے کام مین
کچہہ بہی نظر ودخل وعمل نہو تو پہر جائز ہے ورنہ ایک وزیر تفویض ایک وزیر تنفیذ کافی ہے وزیر تنفیذ
عمال کو بر طرف کو بحال نہین کر سکتا ہے وزیر تفویض کر سکتا ہے مگر جسکو خلیفہ نے والی
کیا ہے اوسکو معزول نہین کر سکتا وزیر تنفیذ کو یہ اختیار بہی نہین ہے کہ اپنی طرف سے اپنے عمال
یا عمال خلفا کے نام توقیعات جاری کرے مگر بامر خلیفہ اسی طرح وزیر تفویض کو پہونچتا ہے کہ کسیکو
اپنا نائب ٹہیرالے وزیر تنفیذ کو نہین پہونچتا مگر با جازت خلیفہ

فصل

مقرر کرنا خلیفہ کا کسی شخص کو بطور امیر کے کسی اقلیم یا شہر مین دو طرح پر ہوتا ہے ایک عام

دوسرے خاص حکام کی دو قسمین ہین ایک امارت استکفار جو اختیار سے ہوتی ہے دوسرے امارت
استیلا جو اضطرار سے ہوتی ہے سو پہلی قسم کی امارت مشتمل ہوتی ہے عمل محدود و نظر معہود پر
اسکی امارت کی تقلید یون ہے کہ خلیفہ اوسکو کسی شہر یا اقلیم کی امارت سونپ دے وہ وہانکے
سب لوگون پر والی ہو سب کامون مین نظر کرے تدبیر جیوش ترتیب عساکر تقدیر ارزاق مین نظر
ڈالے احکام و تقلید قضاۃ و حکام مین غور کرے جبایت خراج قبض صدقات تقلید عمال تفریق مانحن
مین ناظر ہو حمایت حریم ذب عن البیضہ مراعات دین حفاظت کرے دین مین تغیر و تبدیل
ہونے دے حقوق خالق و مخلوق کو قائم کرے جمعہ و جماعت مین امامت کرے خود نماز پڑہاوے
دوسرے کو خلیفہ نکرے اوس جگہ کے لوگون کو واسطے حج کے روانہ کرے اگر سرحد پر رحمت ہو تو بہر
اوس جگہ کے لوگون سے لڑے جہاد کرے جو مال غنیمت کا ہاتھہ آوے اوسمین سے ایک خمس اہل خمس
کو دے اس امارت مین وہی شروط معتبر ہین جو وزارت تفویض مین معتبر تھے اس لیے کہ ان دونو
مین فقط یہی فرق خصوص امارت عموم وزارت کا ہے ہے شروط معتبرہ سوا اونمین درمیان اس
خصوص و عموم کے کوئی فرق و تفاوت نہین ہے جب خلیفہ نے کسی کو امیر مقرر کیا تو وزیر اوس کو
معزول نہین کر سکتا ہے اسی طرح کوئی امیر برطرفی وزیر کی نہین کر سکتا امیر کو پہونچتا ہے کہ اپنے
لیے وزیر تنفیذ مقرر کرے خواہ بامر خلیفہ یا بغیر امر کے مگر وزیر تنفیذ بلا امر خلیفہ کے مقرر نہین کر سکتا ہے
اس لیے کہ وزیر تنفیذ معین و مددگار رہتا ہے بخلاف وزیر تفویض کے کہ وہ مستبد و مستقل ہے
امیر کو یہ اختیار نہین ہے کہ تنخواہ فوج کی بلا سبب بڑہاوے مگر بوجہ کسی سبب کے جیسے گرانی غلہ
حدوث حدب ہان نفقہ حرب کا بیت المال سے بدون استیمار خلیفہ کے دیسکتا ہے اس لیے کہ
حقوق سیاست اوس کے سپرد ہین ہان ذاتی اضافہ انکا بھی بغیر حکم خلیفہ کے نہین کر سکتا ہے
فائدہ مال خراج مین جو فاضل بچے تنخواہ لشکر سے امیر اوسکو نزدیک خلیفہ کے بہیجدے وہ مال
واسطے مصالح عامہ کے بیت المال مین طیار رہے رہا مال صدقات اوسمین سے جو فاضل ہو عملے
کے خرچ سے بچے اوسکو بہیجنا نزدیک خلیفہ کے ضرور نہین ہے عمال مین جو اقرب اہل صدقات

ہون اونمین صرف کردے اگر مال کے خرچ مین کمی ہو توخلیفہ سے پورا کرالے مال صدقات مین
کمی ہو توخلیفہ سے نمانگے کیونکہ ارزاق جیش بقدر کفایت ہین حقوق اہل صدقات معتبر بوجود
ہین امیر کو اگر خلیفہ نے مقرر کیا ہے توموت خلیفہ سے وہ معزول نہوگا اور جو وزیر نے مقرر کیا ہے
توموت وزیر سے معزول ہوجاویگا مگر وزیر انتقال خلیفہ سے معزول ہوجاتا ہے نہ امیر یہ حکم
ایک قسم امارت عامہ کا ہے جس کو امارت استکفار کہتے ہین یہ عہدہ اختیاری سے ہے

فصل

امارت خاصہ یہ ہے کہ امرا امیر کا مقصو ہو تدبیر جیوش سیاست رعیت حمایت بیضہ ذب
عن الحریم پر قضا و احکام وجبایت خراج وصدقات سے کچھ اوسکو کام نہو نہ اقامت حدود
سے تعرض مگر یہ کہ تعلق اونکا اوسکے عہدے سے ہو اسی طرح نگرانی اوسکی مظالم مین ضرور نہین ہے
یہ کام قضاۃ کا ہے ہان اپنے علاقے کے لوگون کو حج کے لیے بھیجے رہی امارت اور امامت نماز جمعہ
اور اعیاد وغیرہ کی سو نزدیک شافعیہ کے تعلق اسکا قضاۃ سے ہے حنفیہ کے نزدیک امیر ہی احق ہے
ساتھ اسکے اس امارت خاصہ مین وہی شروط معتبر ہین جو وزارت تنفیذ مین ہین مگر دو شرطین
زیادہ ہین ایک مسلمان ہونا دوسرے آزاد ہونا

فصل

امارت استیلا جسکا عقد اضطراری ہوتا ہے اوس کی شکل یہ ہے کہ خلیفہ نے جن بلاد پر اسکو
امیر کیا تھا یہ اونپر مستولی ہوجاوے آپ سیاست و تدبیر کرنے لگے خلیفہ اسکے اذن سے وہان
احکام دین جاری رکھے اگرچہ عرف مین وہ امیر مقلد اس خلیفہ کا نہین ہے مگر اسمین ایک طرح کا حفظ
قوانین شرعیہ وحراست احکام دینیہ کا تو ضرور ہے پھر اوسکو جہان تک ہو سکے محتمل مدخول فاسد
معلول ٹھیرا کر ترک کرنا چاہیے یہان سات شرطین ہین جو خلیفہ مولّی امیر مستولی کے لیے ضرور
ہین بلکہ وجوب اونکا مستولی پر بھی ضرور ہے ایک یہ کہ منصب امامت کا حفظ رکھے تدبیر امور ملت
کرے اقامت احکام اسلام احیا سنن امانت بدع کرے واجبات شرع محفوظ رہین حقوق نفروغ عنہا

محروس رہین دوسرے اطاعت دینیہ ظاہر رہے تیسرے الفت و تناصر پر کلمۂ اسلام مجتمع رہے
مقابلہ غیر مسلمین مین سب یکدل ہو جاوین چوتھے یہ کہ عقود و ولایات دینیہ احکام و قضایا مجریہ نافذ
رہین پانچوین لینا دینا اموال شرعیہ کا موافق شرع کے ہو حق نہ چھوڑے ناحق نہ لیوے چھٹے
یہ کہ استیفاء حدود کا واجبی طور پر رہے ساتوین یہ کہ امیر حافظ دین وازع محارم ہو اگر امیر مستولی
پابندان شرائط کا ہے تو فبہا ورنہ اوس کی مخالفت کو دور کرے ماوردی نے احکام سلطانیہ مین ہر
حکم کے لیے ایک باب مستقل منعقد کیا ہے امیر جہاد کے احکام علیحدہ والی حروب مصالح کے احکام
جداگانہ ہین ہر باب مین فصول مقرر کیے ہین قتال اہل بغی کی فصل الگ ہے ولایت قضا کا
باب الگ ہے ولایت مظالم کا باب جداگانہ لکھا ہے مظالم کو آجکل کے عرف مین عدالت فوجداری
کہتے ہین ایک باب ولایت نقابت علی ذوی الانساب کا علیحدہ منعقد کیا ہے اس عہدے کی یہ
خدمت ہے کہ جو لوگ ہم نسب کفو یکدیگر ہین اون کی حفاظت کیجاوے اختلاط انساب نہ ہووے
شرف نہ کھونے پاوے حدیث اعرفوا انسابکم تصلوا ارحامکم اس کی دلیل ہے اس خدمت
کے متعلق بارہ کام ہین ایک حفظ نسب کہ غیر اوسمین داخل نہو و نسب اوسمین سے باہر نہو
لوگون پر تاکید رہے کہ اپنے نسب کا حفظ رکھین اپنی ہی ذات و قوم کی طرف منسوب ہون دوسرے
تمیز بطون و معرفت انساب ہے کہ کوئی قبیلہ و قوم اسپر مخفی نہ رہے دفتر مین حال مذکور لکھا جاوے
تیسرے جو لڑکا لڑکی پیدا ہو یا جو انمین مرے اونکو پہچانتے رہے چوتھے ہر قوم کے جو آداب ہین اونپر
اونکو قائم رکھے تاکہ شرافت نسب کرامت محتد حشمت و حرمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فرق
نہ آنے پاوے پانچوین حقیر پیشون ذلیل مکاسب خسیس مطالب سے روکے چھٹے ارتکاب محارم سے
باز رکھے تاکہ جس دین پر یہ ہین اوسمین فتور نہ آنے پاوے ساتوین منع کرے کہ خاص لوگ عام لوگونپر
اظہار تشرف و تبسط نسب نکرین کہ اسی سے باہم بغض پیدا ہوتا ہے آٹھوین اخذ حقوق مین اعانت
یکدیگر کرے نوین مطالبہ حقوق مین جیسے سہم ذوی القربی مال فیئ و غنیمت وغیرہ ہے انکا نائب ہو
بموجب تقسیم شرعی انہین دیتا رہے دسوین بیوہ عورتون کنیزون کو منع کرے کہ سوا کفو کے یا جو کفو سے

بہتر ہو دوسرے سے نکاح نکرین آمین صیانت انکے انساب شریفہ کے تعظیم انکی حرمت کی
ہے گیارہوین جو ذوی الہیئات ہین اون سے سوائے حدود کے باقی زلات وہفوات مین
بعد وعظ ونصیحت کے درگزر کرے بارہوین اس امر کی رعایت رکھے کہ لوگ اپنے اصول کے
حفاظت اپنے فروع کے تنمیہ مین قائم رہین یہ شروط تو نقابت خاصہ کے لیے ہین عامہ مین انکے
سوا اور پانچ امر ہین جیسے حکم کرنا امر متنازع فیہ مین ولایت ملک مین اقامت حدود مین وقت
ارتکاب معاصی کے تزویج کرنا ایامی کا بیاہ کر دینا اون عورتون کا جن کا کوئی والی نہین ہے
یا ہے مگر عاضل ہے روکنا احمق ناتجربہ کار مجنون وغیرہ کا تصرف کرنے سے اموال مین اسکے بعد
ماوردی نے وہ احکام لکھے ہین جنکا تعلق امامت نماز پنجگانہ سے ہے پھر ولایت حج کا ذکر کیا ہے
پھر ولایت صدقات کا صدقے کو زکوۃ کہتے ہین زکوۃ کو صدقہ بولتے ہین اسم جدا ہے مسمے ایک ہے
سوائے زکوۃ کے کوئی چیز مسلمان کے مال مین واجب نہین ہے فائدہ مال مزکی دو طرح پر ہے
ایک ظاہر دوسرا باطن ظاہر وہ ہے جو چھپ نہ سکے جیسے زرع ثمار مواشی باطن وہ ہے جسکو چھپا سکین
جیسے سونا چاندی عروض تجارت مال باطن مین والی کو کچھ تصرف نہین ہے ارباب مال خود اسکی
زکوۃ نکالین یا بخوشی خود سپرد امام کر دین تو امام و والی کو نظر کرنا اوسمین جائز ہے ہان اموال
ظاہرہ کو حکم دلیسکتا ہے کہ وہ زکوۃ اوس کی حاضر کرین اس حکم مین اگر والی عادل ہے تو دو قول ہین
ایک یہ کہ یہ امر محمول ہے ایجاب پر وہ لوگ متفرد باخراج نہین ہو سکتے اور نہ اخراج اوسکا کافی ہوگا
دوسرا قول یہ ہے کہ یہ محمول ہے استحباب پر اظہار اطاعت کے لیے اور جو خود ہی نکالین تو یہہ کافی ہے
پہر ان دونو قول پر اگر زکوۃ نہ کو رندین تو اون سے مقاتلہ کرے جس طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے مانعین زکوۃ سے کیا اس لیے کہ حکم ان مانعین کا جبکہ اطاعت ولاۃ سے ممتنع ہون حکم باغیونکا
ہے مگر ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر وہ خود نکالین تو لڑنا ضرور نہین ہے مگر قول اول قوی ہے اس جگہہ
پر ماوردی نے مسائل انصاب زکوۃ و بقر و غنم لکھے ہین سو یہ مسئلے فتح المغیث نہج مقبول عرف جادی
روضۂ ندیہ مین مفصل طور پر لکھے گئے ہین پہر بیان زکوۃ ثمار نخیل شجر زرع کا لکھا ہے زرع کو دس قسم

بتایا ہے خطہ شعیر آرزن ذرہ باقلا لوبیا حمص عدس دخن علسان پھران کے اقسام ذکر کیے ہین ہر ایک کا
نصاب لکھا ہے علس کو ایک قسم گیہون کی سلت کو ایک قسم جو کی جاروس کو ایک قسم دخن کی بتائی ہے
امام مالک نے شعیر کو حکم حنطہ مین رکھا ہے بہرحال جب زرع طیار ہو جاوے دیاست وتصفیہ سے
فراغت حاصل ہو تب پانچ وسق پر زکوۃ لین اس سے کم ہو تو کچھ نہ لین مگر نزدیک ابوحنیفہ رح
کے قلیل وکثیر دونو برابر لیجاویگی شافعی کے نزدیک اگر ذمی نے مالک ارض عشر ہو کر اوسکو مزروع کیا
ہے تو اوس پر کچھ نہین ہے نہ عشر نہ خراج ابوحنیفہ رح کے نزدیک خراج ہے اگر اسلام لائیگا تو بھی ساقط
نہوگا ابو یوسف نے کہا ذمی سے دگنا صدقہ لیوین یعنی بہ نسبت مسلمان کے ہان جب وہ مسلمان
ہو جاوے تو پھر دگنا نلین برابر مسلمان کے لین مگر قول محمد بن حسن وسفیان ثوری کا یہ ہے کہ
اوس سے کسی حال مین دگنا نہ لین مسلمان کی برابر ہی لین **فائدہ** جب کوئی مسلمان زمین خراجی کو
کاشت کریگا تو شافعی کے نزدیک عشر زرع مع خراج زمین کے اوس سے لیا جاویگا ابوحنیفہ
نے کہا نہین بلکہ فقط خراج لینگے نہ عشر اور جب کسی زمین خراجی کو اجارے مین لیگا اوس کو کاشت
کریگا تو خراج ذمے موجر کے ہے عشر ذمے مستاجر کے ابوحنیفہ نے کہا نہین بلکہ عشر زرع موجر پر ہے
اسی طرح معیر پر یہ تینون قول ظاہر ہین **فائدہ** چاندی سونے کی زکوۃ وہی ہے جو معروف ہے
معادن مین اختلاف ہے ابوحنیفہ کے نزدیک ہر منطبع مین جیسے سونا چاندی تانبا پیتل زکوۃ لینا
واجب ہے جو منطبع نہین ہے جیسے مائع یا حجر اوس پر واجب نہین ہے جواہر مستعملہ پر بھی ابوحنیفہ
لینا زکوۃ کا واجب کہتے ہین مگر شافعی کے نزدیک فقط کان زر وسیم پر واجب ہے نہ جواہر پر یہی
قول موافق حدیث کے ہے غرضکہ جب نصاب معدن کامل ہو جاوے تو اوس پر ربع عشر ہے مثل
سونے چاندی کے یا خمس ہے مثل رکاز کے بعض نے کہا اگر زیادہ محنت سے برآمد ہوا ہے تو ربع عشر
ہے ورنہ خمس یعنے اگر محنت کم ہے اون زکوۃ مین اعتبار حولان حول کا نہین ہے یا اپنے وقت لیجاتے
ہین رکاز مین اختلاف ہے کہ دفینہ جاہلیت ہے یا معدن کچھ ہو اوسمین خمس ہے اگر کسی گھر مین کچھ
دفینہ نکلا تو مالک اوسکا وہی شخص ہے جس کے وہ گھر مین ہے کسی دوسرے کو کوئی حق اوسمین نہین

پہونچتا اگر کسی نے سکہ اسلام کا پایا مدفون ہو یا غیر مدفون تو وہ حکم لقطہ مین ہے سال بہر تک
اوس کی تعریف کرے اگر مالک پیدا نہو آپ صرف کرے لکن اگر کبہی مالک آجاویگا تو یہ اوسکے
دینے کا ضامن ہے مسئلہ اگر کوئی آدمی زکوۃ مال چہپاوے عامل عادل کو نہ بتاوے تو
عامل وجہ اخفا کو دریافت کرے اگر اس لیے چہپا دیا ہے کہ خود اوس کو نکالیگا تو لائق تعزیر کے
نہین ہے اور جو خیانت کے لیے پوشیدہ کر رکہا ہے یا نہ دینے کا ارادہ ہے تو عامل اوسکو تعزیر دے
زیادہ مقدار زکوۃ سے تاوان نہ لے حدیث مین آیا ہے من غل صدقته فانا اخذها و شطر
ماله من عزمات الله مذہب امام مالک کا یہی ہے اور جو عامل اخذ صدقات مین جائر تقسیم
مین عادل ہے تو کتمان صدقہ جائز ہے جسطرح دفع اوسکا طرف عامل کے جائز تہا اور اگر عامل اخذ
مین عادل قسمت مین جائر ہے تو بہر چہپانا زکوۃ کا اوس سے واجب ہے دینا اوسکو جائز نہین اسپر
اگر اوس نے طوعًا یا جبرًا لیلیا تو حق اللہ انکے اموال سے ادا نہوگا بلکہ نکالنا اوسکا خود اور دینا اہل استحقاق
کو کہ اہل سہمان ہین لازم آویگا مگر امام مالک کے نزدیک کافی ہوگا اعادہ لازم نہ آویگا عامل نے
جب اقرار کیا کہ مینے صدقات اہل صدقات سے وصول پائے ہین تو یہ قول اوسکا وقت اوسکی
ولایت کے مقبول ہے خواہ وہ عامل تفویض تہا یا عامل تنفیذ اگر معزول ہو چکا ہے تو بیشمر
قبول قول مین دو وجہ ہین مسئلہ مصرف صدقات وہی ہین جنکا ذکر قرآن شریف مین آچکا ہے
یہ آٹہ قسم ہین فقرا، مساکین عامل صدقات مؤلفة القلوب رقاب غارمین سبیل اللہ
ابن السبیل اینکو خدا نے فریضۃ من اللہ فرمایا ہے غرضکہ صدقات مواشی و اعشار و زروع و ثمار و
زکوۃ اموال و معادن و خمس رکاز کو انہین آٹہ قسمون مین تقسیم کرے اسلیے کہ یہ سب آمدنی زکوۃ کی ہے
یہ نکرے کہ کسی قسم کو انمین سے محروم رکہے یہ قول ابی حنیفہ رح کا کہ ایک صنف کی طرف بہی صرف اوسکا
جائز ہے باوجودیکہ باقی اصناف بہی موجود ہون ٹہیک نہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے قرآن مین سبکو
مساوی رکہا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ لم یرض بقسمة
الاموال لملک مقرب ولا نبی مرسل حتی تولی قسمتها بنفسه ہان اگر بعض اصناف ثمانیہ

مفقود ہون توجو موجود ہین اونہین مین تقسیم کریگا ایک ہی قسم کی کیون نہون فائدہ جس ملک کی زکوۃ ہو اوسکو وہین کے لوگون پر تقسیم کرے دوسرے ملک مین نبہیجے مگر اوس وقت کہ اہل سہام یہان نہون اگر باوجود انکے دوسرے شہر کو بہیجا ہے تو جائز نہین یہی مذہب ہے ابو حنیفہ رح کا اسیطرح دینا زکوۃ کا کافر کو درست نہین اگرچہ ابو حنیفہ نے دفع زکوۃ فطر کو طرف ذمے کے خاصتہ نہ طرف معاہد کے جائز کہا ہے بنی ہاشم و بنی المطلب کو بہی زکوۃ ندیجاوےگی یہ قول ابو حنیفہ کا کہ دینا زکوۃ کا انکو جائز ہے خصوصاً جب سے کہ خمس بہی انکو نہین ملتا خلاف حدیث صحیح ہے بلکہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو بہی ندے بلکہ غلامان سادات کو بہی لینا زکوۃ کا جائز نہین اور ندے نے کہا عبد مدبر ام ولد کو بہی ندے اوسکو بہی ندے جسکا بعض رقیق اور بعض عتیق ہے مرد بی بی کو ندے بی بی میان کو دیسکتی ہے مگر نزدیک ابو حنیفہ رح کے نہین دیسکتی جب کسی کا نفقہ اس شخص پر واجب ہے جیسے باپ بیٹا اوسکو بہی ندے انکے سوا باقی اقارب کو دیسکتا ہے بلکہ صرف اس زکوۃ کا اقارب مین بنسبت اجانب کے افضل تر ہے رہا مال فیئ و غنیمت سو حکم اوسکا علیحدہ لکھا گیا ہے اس زمانے مین اس قسم کا مال اب کہان ہے ہان جب امام مہدی یا عیسی علیہما السلام آوینگے تب شاید اس طرح کی آمدنی ہو

فصل

لینا خراج و جزیے کا حق ہے یہ ایسا مال ہے جسکو خدا مشرکین سے لیکر مسلمین کو دلواتا ہے اس راہ کہ یہ دونو اہل شرک سے بطور ذلت و صغار لیے جاتے ہین انکا مصرف اہل فیئ ہین حلول حول کے بعد لینا انکا واجب ہے باہم مجتمع ہین اور اس راہ سے کہ جزیہ منصوص ہے خراج مجتہد فیہ ہے اقل جزیہ مقدر بشرع ہے اکثر اوسکا مقدر باجتہاد ہے بخلاف خراج کہ اقل و اکثر اوس کا مقدر باجتہاد ہوتا ہے اور جزیہ جب تک ہے کہ کفر باقی ہے پہر حدوث اسلام سے ساقط ہوجاتا ہے بخلاف خراج کے کہ ہمراہ کفر و اسلام دونو کے لیا جاتا ہے ایک دوسرے سے متفرق ہین والی امر پر واجب ہے کہ جو کوئی اہل کتاب مین سے داخل ذمہ ہوئی نفسہ اوس سے جزیہ لیوے اونکو دارالاسلام

مین رہنے دے اس بخشنے ابو حنیفہ رح نے کہا عرب سے جزیہ نہ لیا جاویگا خواہ مرتد ہو یا دہریے یا
بت پرست تا کہ انپر ذلت و خواری نہ آوے عجم کے بت پرستون سے لینا چاہیے اہل کتاب سے مراد
یہود و نصاری ہین انکی کتاب توریت و انجیل ہے مجوس کا حکم انہین کا سا ہے جزیہ وغیرہ مین
اسی طرح صابئین و سامرہ اگر ہم عقیدہ یہود و نصاری ہون گو فروع مین باہم اختلاف رکھتے ہون
تو اون سے بھی لیا جاویگا جزیہ کے لینے مین یہود خیبر وغیرہ سب برابر ہین باجماع فقہا جزیہ رجال
احرار عقلاء پر واجب ہے نہ عورت و بچے و دیوانہ و غلام پر اس لیے کہ یہ سب اتباع و نوراری ہین اسیطرح
خنثی مشکل سے بھی نہ لیا جاویگا مگر جبکہ اشکال اوسکا زائل ہو کر وہ مرد ٹھیر جاویگا تو پہر اوس سے بھی لینگے

فصل

مقدار جزیہ مین اختلاف ہے ابو حنیفہ نے کہا اغنیاء سے اڑتالیس درہم اوساط سے چوبیس درہم
فقراء سے بارہ درہم لیے جاوینگے مالک نے کہا تقدیر اقل و اکثر رائے امام پر ہے شافعی نے کہا
اقل ایک دینار ہے اکثر جو اوسکا اجتہاد والی مرہے جو کچھ وہ مناسب سمجھے اوتنا لے مگر پہر نہ بڑہائے لیکن جبکہ
وہ خود بڑہانے پر صلح کرین تو پہر زائد لینا درست ہے جسطرح عمر رضی اللہ عنہ نے تنوخ و نہد و بنی تغلب
سکنہ شام پر دو چند مقدار کر دیا تہا یہ بہی ٹہیر الیا تہا کہ جو مسلمان نزد و یک نصارائے شام کے مہمان ہو
اور پر گذر کرے تین دن اوس کی ضیافت کرین جو آپ کہاتے ہین وہی اوسکو کہلاوین یہ تکلف نکرین
کہ اوس کے لیے بکری یا مرغی ذبح کرین ہان اوسکے جانورون کو گہاس دانہ دین یہ بات ذمہ
اہل سواد پر رکہی تہی نہ ذمہ اہل مدن پر **فائدہ** جزیے مین دو شرطین ہین ایک مستحق ایک مستحب
مستحق مین چہ باتین چاہیین ایک یہ کہ ذکر کتاب اللہ تعالی کا طعن سے نکرین اوسمین تحریف عمل
مین نہ لاوین دوسرے یہ کہ ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکذیب و تنقیص کے ساتہہ
نکرین تیسرے یہ کہ دین اسلام کا ذکر بذم و قدح نکرین چوتہے یہ کہ کسی مسلمان عورت سے نہ زنا کرین
نہ نکاح پانچوین یہ کہ کسی مسلمان کے دین مین فتنہ نڈالین نہ کسی کے مال و خون سے متعرض ہون
چہٹے یہ کہ اہل حرب کی اعانت نکرین کسی جاسوس کو جگہ ندین ماوردی نے کہا ہذہ الستۃ حقوق

ملتزمة بغير شرط وانما يشترط اشعار الصغر وتاكيد التغليظ العقد عليهم ليكون ارتكابها بعد الشرط نقضا العهد هو انتهى یعنے عقد جزیہ مین یہ حقوق بدون اشتراط کے لازم ہوتے مین شرط صرف اس لیے ہے کہ اگر کسی حق کو ادا نکرین تو عہد شکنی سمجھی جاویگی

فصل

مستحب مین یہ چھ چیزین مین ایک یہ کہ اپنی ہیئت و شکل لباس بدلدین غیار پہنین زنار باندھین دوسرے یہ کہ اپنے گھر مسلمانون کے گھر سے بلند نہ بناوین بہت ہو تو برابر رکھین تیسرے یہ کہ آواز ناقوس کی تلاوت اپنی کتاب کی انکو نسناوین عزیر و مسیح مین اپنا قول انکے روبرو بیان نکرین چوتھے یہ کہ انکے سامنے شراب نہ پئین نہ اپنی صلیب و خنازیر ظاہر کرین پانچوین یہ کہ اپنے موتی کو مخفی دفن کرین کھلم کھلا نہ بہ نوحہ نکرین چھٹے یہ کہ گھوڑون پر سوار نہون انکا تحریر یہ چھ اشیا یہ ہر شش اشیای مستحبہ مجرد عقد ذمہ سے لازم نہین آتے ہین جب تک کہ شرط نہ کیے جاوین پھر شرط کرنے سے لازم آجاتے ہین ارتکاب انکا بعد شرط کے نقض نہین ہوتا لکن جبراً اس ارتکاب پر مواخذہ کیا جاویگا ادب دیا جاویگا ہان اگر سرے سے ہی یہ شرط نہین ہے تو حاجت ادب کی بھی نہین جو عقد صلح انکے ساتھہ ہوا ہے وہ دواوین امصار مین لکھا جاویگا تاکہ وقت ترک اوسپر مواخذہ عمل مین آوے جب کوئی قوم صلح سے نکول کریگی تو پھر خلاف اوسکا ضرور ہوگا **فائدہ** جزیہ سال بھر مین ایک ہی بار لیا جاتا ہے قمری حساب سے چھوٹا جب بڑا ہو جاویگا یا مجنون کو افاقہ ہوگا یا فقیر آسودہ ہو جاویگا تو اوس سے جزیہ لینگے نادار کو مہلت دینگے شیخ اور زمن سے جزیہ نہین ہوتا مگر بعض کے نزدیک ساقط ہو جاتا ہے انکا مقدمہ اگر نزدیک حاکم اسلام کے آویگا تو حکم موافق دین اسلام کے دیا جاویگا اور جو اپنا مقدمہ اپنے حاکم کے سامنے لیجاوین تو اختیار ہے مزاحمت نکیجاوے اگر مرتکب حد کے ہونگے تو انپر حد قائم کیجاویگی اہل عہد کے لیے دار الاسلام مین امان جان و مال ہے اگرچہ ایک سال تک نہ رہین کم رہین جب کوئی مسلمان عاقل بالغ کسی حربی کو امن دیدے تو یہ امن دینا سارے مسلمانون پر لازم آجاتا ہے عورت کا حکم بذل امان مین حکم

مردکا ہے غلام کا حکم مثل آزاد کے ہے البتہ امن دینا صبی و مجنون کا صحیح نہین ہے جب اہل ذمہ
وعہد ظاہر طور مسلمانون سے لڑین تو حربی ٹہیرینگے جزیہ نہ دینا انکا نقض عہد ہی ابو حنیفہ نے
کہا نہین ہے مگر اوس وقت کہ دار الحرب مین جا ملین پس جزیہ انسے بجبر لیا جاوے جسطرح اور دیون
لیے جاتے ہین انکو جائز نہین ہے کہ بلاد مسلمین مین کوئی گرجا گہر بناوین اگر بناوین تو اوسکو ڈہا دیا جاوے
ہان بیرانے کنائس و بیع کی مرمت کرسکتے ہین نقض عہد سے انکا قتل انکا مال لینا یا فرار ی کا
قید کرنا مباح نہین ہے بلکہ بلاد مسلمین سے انکو نکالدین یہ امن و امان کے ساتہہ اقرب بلاد
مشرکین مین چلے جاوین اگر خوشی سے نہ نکلین بزور نکالدیے جاوین

ہ مجوس نصاریٰ و یہود ۱۲

فصل

خراج اوس کو کہتے ہین جو قبہ زمین پر باندہا جاوے حقوق خراج ادا کیے جاتے ہین اسمین نص
وارد ہے اسی لیے جزیہ موقوف اجتہاد پر ہے قال اللہ تعالیٰ ام تسألہم خرجا فخراج ربک خیر
مراد خرجا سے اجر ہے یا نفع خراج رب سے مراد رزق دنیا ہے یا اجر آخرت خرج وہ ہے جو رقاب
پر ہو خراج وہ ہے جو زمین پر ہو خراج لغت عرب مین کرایہ غلّہ کو کہتے ہین ومنہ قولہ صلعم
الخراج بالضمان ارض خراج ارض عشر سے ملک و حکم و اراضی مین الگ ہے ارض خراج کی چار
قسمین ہین ایک وہ زمین جس کے رہنے والے مسلمان ہوگئے ہین یہ زمین عشری ہے دوسری
قسم وہ ہے جسکو مسلمانون نے آباد کیا ہے وہ بہی معشر ہے تیسرے وہ جسکو مسلمانون نے ہاتہہ
سے اہل شرک کے عنوۃً وقہراً لیلیا ہے وہ مسلمانون مین تقسیم ہوجاتی ہے یا وقف اول قول شافعی
کا ہے دوسرا قول مالک کا ہے یہی معشر ہے چوتہے وہ ہے جسپر صلح کرلی ہے وہ فیئ ہے اوسپر
خراج لگتا ہے اسکی دو قسمین ہین ایک وہ جسمین صلح ہوئی ہے زوال ملک پر اوسکا بیچنا درست نہین
ہے وہان کا خراج اجرت ہے مسلمان ہونے سے ساقط نہین ہوتا مسلم و ذمی دونو سے لیا جاویگا
دوسری قسم وہ ہے جسمین ابقار ملک پر صلح ہوئی ہے اوسکا بیچنا درست ہے اگر وہان کے لوگ
مسلمان ہوجاوینگے خراج ساقط ہوجاویگا مگر اہل ذمہ سے لیا جاویگا فائدہ گاؤنکو فقہا سواد

ہ عنوۃ ۱۲

گاؤن کو

سکتے ہین عمر رضی اللہ عنہ نے جب عراق کو فتح کیا تو اوسکا نام سواد رکہا یہ سواد کسری تہا اسکو
سواد اس لیے کہتے ہین کہ گانون مین کہیتی درخت وغیرہ کی سیاہی ہوتی ہے حد سواد طولاً حدیثہ
موصل سے عبادان تک عرضاً عذیب قادسیہ سے حلوان تک ہے طول مین ایک سو ساٹھ
فرسخ عرض مین اسی فرسخ رہا عراق سو وہ زمین مین مستوعب ارض سواد ہے عرفاً طول اوسکا مقصود
ہے عراق مین عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کو عنوۃً فتح کیا مگر غانمین پر تقسیم نفرمایا سکان عراق ہی کو
خراج مقرر کرکے دیدیا کسی نے کہا نہین بلکہ عمرؓ نے اوسکو سارے مسلمانون پر وقف کردیا تہا
انمین کسی سنے خود اوسکو جوتا بویا کسی نے خراج مقرر کرکے دوسرون کے حوالے کردیا فقہا کا اس مسئلے
مین اختلاف ہے ماوردی نے اوسکو مفصل ذکر کیا ہے فراسخ وجریب سے اوسکا حساب بتایا ہے
ہر ایک کا حکم مطابق مذاہب شافعی وغیرہ لکہا ہے **فائدہ** احیا موات کے مسائل فتح المغیث مین
لکہے ہین میاہ مستخرجہ تین طرح پر ہوتے ہین ایک انہار دوسرے میاہ آبار[۵۰] تیسرے میاہ عیون انکے
احکام جدا جدا ہین ماوردی نے بتفصیل لکہے ہین حمی[۵۱] وارفاق کا حکم بہی الگ ہے روکنا بڑکا ہ کا
سوا واسطے دواب غزو کے کسی کو درست نہین سب لوگ گہاس لکڑی پانی آگ مین شریک یکدیگر
ہین ان چیزون مین حق والی کا بہی اوتنا ہی ہے جتنا سارے مسلمانون کا ہے ارفاق سے مراد
یہ ہے کہ لوگ مقاعد اسواق افنیہ شوارع مین بیٹہکر روزی پیدا کرین جسطرح بساطی وغیرہ لب سڑک
لب بازار وغیرہ پر دوکانات لگاتے ہین جس ارتفاق سے کسیکو نقصان نہ پہونچے وہ جائز ہے
جس سے ہمسایہ ہم سوق وغیرہ کو ضرر ہو اوس سے منع کیا جاوے مسائل اس باب کے احکام سلطانیہ
مین لکہے ہین جلوس فقہا کا جوامع و مساجد و مدارس مین تدریس فتیا کے لیے ذکر کیا ہے احکام جاگیر
وغیرہ کو علحدہ باب مین بیان فرمایا ہے کچہریات کا ذکر بہی لکہا ہے عہدجات کا حال بہی لکہا ہے یہ
معاملات دیوانی ہین احکام فوجداری کے واسطے علحدہ ابواب منعقد کیے ہین جرائم کے حدود
تعزیرات لکہے ہین جیسے زنا سرقہ خمر لعان قذف[۵۲] عقل وقود جنایات احکام حسبہ[۵۳] پر استدلال
اس آیت سے کیا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

۵۱ چراگاہ
۵۲ قذف
عقل دیت
۵۳ احتسا
عہدہ کوتوالی

پھر محتسب و متطوع مین نو وجہ سے فرق بیان کیا ہے یہ سب ایک واسطہ ہے دربیان احکام قضا
و احکام مظالم کے امر بمعروف نہی عن المنکر کے قواعد ہین رہے معاملات منکرہ جیسے ربا و
بیوع فاسدہ سو بیان انکا کتب فروع مین مفصل لکھا ہے حقوق ناس خواہ محض ہون یا مشترک
یا حقوق الہی انکے بیان پر کتاب احکام سلطانیہ ختم ہے جس قدر احکامات کتاب اللہ و سنت صحیحہ
سے بابت معاملات دیوانی و فوجداری وغیرہا ثابت ہین بدون اختلاط رای مجردو تعصب
مجتہدین کے وہ سب فتح المغیث و روضہ ندیہ مین بسط تمام لکھے گئے ہین بادشاہ حاکم والی رئیس
امیر کو چاہیے کہ اپنی مملکت و ریاست و سلطنت مین مطابق اوسکے کام کرے دوسرون کو بھی یہی
حکم دے کہ جہان تک ممکن ہے اتباع سنت کرین ہر مقدمے کا فیصلہ ہر تنازع کا انصاف
مطابق اوسکے ہو کتاب مذکور زبان اردو مین ہے اوس کی فارسی نہج مقبول ہے عربی روضہ ندیہ
ہے زیادہ حوصلہ ہو تو نیل المرصوص عرف جادی کا بھی مطالعہ کرے اس سے زیادہ ہمت ہو
اور علم بھی حاصل ہو تو نیل سیل ان سب احکام کے لیے کافی وافی شافی ہین فائدہ اس زمانے مین
کہ اسلام باقی نہین رہا ہے الا ما شاء اللہ دنیا کفر و نفاق سے بھر گئی ہے شر و فساد نے ہر طرف سے
غلبہ کیا ہے جس والی رئیس امام سے جتنا بن سکے اور جو امر اوس کی قدرت و امکان مین ہو اوسکے
بجا لانے مین کوشش کرنا موجب نجات دنیا و آخرت کا ہے اور جس امر مین وہ محکوم کسی دوسرے
حاکم غیر اسلام کا ہی وہان معذور ہے بجا عذر عند اللہ بھی مقبول ہوتا ہے ظاہر کی بناوٹ کا
نتیجہ عقاب الٰہی ہے واللہ اعلم

فصل

طرابلس سے کچھ سوالات نزدیک حافظ ابن القیم رحمہ کے آئے تھے اونمین انسے یہ پوچھا گیا تھا
کہ حاکم یا والی کو حکم کرنا ساتھ ایسی فراست و قرائن کے جائز ہے جنسے حق ظاہر ہو اور استدلال
کرنا امارات سے درست ہے یا مجرد بینات ظواہر خواہ اقرار پر توقف کرے کبھی ایک خصم پر وقت
ظہور بطلان سکے تہدید کیجاتی ہے کبھی اوسکو مار پیٹ کرتے ہین کبھی اوس سے ایسے سوالات

کرتے ہین جو صورت حال پر دال ہون یہ کام کرنا اچھا ہے یا برا جناب موصوف رح نے بجواب
سؤالات مذکورہ ایک بہت لنبی چوڑی تقریر تحریر جامع مانع لکھی ہے جسکا نام طرق حکمیہ ہے
اس کتاب مین لکھا ہے کہ یہ مسئلہ عظیم النفع جلیل القدر ہے اگر حاکم و والی امر اسکو چھوڑ دیگا تو
بہت سے حقوق ضائع ہو جاوینگے بہت سا باطل قائم ہو جاویگا مگر زیادہ توسع بھی نکرے
ورنہ برخلاف اوضاع شرعیہ کے انواع ظلم و فساد مین پڑ جاویگا یہی مسئلہ کسی نے ابن عقیل
سے پوچھا تھا اونہون نے کہا یہ کچھ حکم بفراست نہین ہے بلکہ بامارات ہے شرع مین تامل کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ اسپر اعتماد کرنا درست ہے امام مالک نے توصل باقرار کو حسب راے حاکم جائز
رکھا ہے اسکی سند یہ آیت ہے ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت عطار و بلغ[۵۱] چمڑے
مین پڑ ہے درزی مستار و قدوم مین طباخ[۵۲] وخباز دیگ ہانڈی مین جب جھگڑین گے تو بجز ایسکے
کہ امارات پر اعتماد کیا جاوے اور کیا ہوگا سو جب کوئی حاکم یا والی فقیہ النفس نہوگا امارات و
دلائل حال شواہد و قرائن کو نہ پہچانیگا کلیات احکام کو نجانیگا تو حقوق کثیرہ ضائع ہو جاوینگے
اوسکا حکم خلاف علم مردم ہوگا اس لیے حاکم کو دو باتین چاہیین ایک سمجھنا احکام حوادث کلیہ کا
دوسرے پوچھنا نفس واقع و احوال ناس کا تاکہ ان دونوکی وجہ سے درمیان صادق وکاذب
ومحق و مبطل کے فرق و تمیز کر سکے حکم مطابق واقع کے دے جسکو شریعت کا ذوق ہے کمال ملت
پر اطلاع ہے وہ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ کوئی عدل فوق عدل شرع نہین ہے نہ کوئی مصلحت
فوق مصالح دین ہے یہ سیاست عادلہ ایک جزو ہے اجزاء شریعت سے ایک فرع ہے فروع ملت
سے جسنے دین کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے اوس کو کسی طرح کی حاجت طرف کسی سیاست غیر شرعیہ
کے نہین ہے سیاست ظالمہ کو خود شریعت نے حرام کر دیا ہے رہی ریاست عادلہ جس کے طفیل
سے اخراج حق ہاتھ سے ظالم فاجر کے ہوتا ہے سو وہ خود ایک شریعت ہے اسی لیے بعض محققین
نے کہا ہے کہ الرأي في الشريعة تحريف وفي القضاء مكرمة دیکھو جب دو عورتون نے ایک
بچے کا دعوی کیا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا چھری لاؤ اسکو دو ٹکڑے کر دو چھوٹی عورت نے کہا

یہ بچہ اوسیکا ہے انھون نے چھوٹے کو دلوا دیا بڑے کو نہ دیا اس قرینۂ ظاہرہ سے بہتر اور کیا بیّنہ ہوگا
یہان اقرار سے کام نہ چلتا تھا اس لیے اس قرینے پر اعتبار کیا گیا نسائی نے اس معاملے کے لیے
ترجمۃ الباب لکھا ہے باب التوسعۃ للحاکم فی ان یقول للشیئ الذی لا یفعلہ افعل کذا
لیستبین بہ الحق پھر ایک دوسرا ترجمہ اس سے بھی بہتر لکھا اور یہ کہا الحکم بخلاف ما یعترف
بہ المحکوم علیہ اذا تبین للحاکم ان الحق غیر ما اعترف بہ دیکھو خدا و رسول کے کلام کو یون
سمجھتے ہین تیسرا ترجمہ یون لکھا ہے نقض الحاکم ما حکم بہ غیرہ ممن ہو مثلہ او اجل منہ
یہ تین قاعدے ہوئے چوتھا قاعدہ مانحن فیہ یہ ہے کہ حکم قرائن و شواہد حال پر کیا جاوے پانچوان
قاعدہ یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے بجّا اون دونو کو نہ دیا جس طرح ابو حنیفہ نے کہا ہے اس قصے
سے یہ پانچ طریقے نکلے اسی طرح قول شاہد کا ہے قصۂ یوسف علیہ السلام مین خدا نے اوس کی گواہی
کا ذکر کیا اوس پر انکار نہین فرمایا بلکہ کرتی کے پھٹنے کو طریقہ معرفت صادق کا کاذب سے ٹھیرایا یہ لوث ہے
احد المتنازعین مین اس سے امر اولیٰ بالحق ظاہر ہوتا ہے قرآن شریف مین خدا نے ذکر لوث کا
بھوی مال مین بذیل قصۂ شہادت اہل ذمہ بحق مسلمین وصیت فی السفر مین کیا ہے اور یہ امر فرمایا
کہ بموجب اس شہادت کے کارروائی کرو پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصۂ قسامت مین
حکم بلوث فرمایا مدعیون سے کہا پچاس بار قسم کھاؤ خون قتیل کے مستحق ہو جاؤ سو یہ لوث فی الدما ہے
اور جو سورۂ مائدہ مین ہے وہ لوث فی الاموال ہے اور جو سورۂ یوسف مین ہے وہ لوث فی الدعوی
فی الاعراض ہے دیکھو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے باتفاق صحابہ ایک عورت حاملہ کے رجم کا حکم
دیا تھا جسکا کوئی شوہر و سید نہ تھا مگر حبل پایا گیا یہی مذہب ہے مالک و احمد کا اسیطرح عمر و ابن مسعود
نے بوئے شراب قیئ شراب پر حد کو واجب کیا ہے یہ اعتماد ہے قرینۂ ظاہرہ پر ائمہ و خلفا جب مال مسروق
کسی متہم کے پاس پاتے حکم ہاتھ کاٹنے کا دیتے سو یہ قرینہ بینہ و اقرار سے زیادہ تر قوی ہے کیونکہ
بینہ و اقرار دو خبر ہین خبر مین صدق و کذب ہوتا ہے مال کا کسی کے پاس ملنا گویا نص صریح ہے
یہان شبہہ کو بالکل راہ نہین ہے کوئی آدمی دیکھے کہ ایک قتیل خون آلودہ پڑا ہوا ہے دوسرا اوسکے

سر پر چھری لیے کھڑا ہے بھلا کون شک کریگا کہ اسنے اوسکو قتل نہین کیا ہے خصوصاً جبکہ اسکی
عداوت بھی اوس کے ساتھہ ہو اسی لیے جمہور علمار نے ولی قتل کے لیے پچاس قسمین جائز رکھی ہین
کہ اس آدمی نے اوسکو قتل کیا ہے مالک واحمد نے کہا اوسکو قتل کرینگے شافعی نے کہا دیت
لینگے اسی طرح اگر ایک آدمی کو دیکھین کہ وہ ننگے سر ہے اوس کی یہ عادت نہ تھی دوسرا اوسکے
آگے بھاگا جاتا ہے اوس کے ہاتھہ مین عمامہ ہے تو یہی حکم کیا جاویگا کہ وہ عمامہ اسی شخص کا ہے
نہ اوس ظالم غاصب کا جس کے ہاتھہ مین ہے کیونکہ یہ قرینہ ظاہرہ بینہ واعتراف سے کہین زیادہ تر
قوی ہے قضاء بنکول بھی تو یہی رجوع ہے طرف مجرد قرینۂ ظاہرہ کے جس سے یہ بات ظاہر ہے
کہ اگر مدعی سچا نہوگا تو مدعا علیہ قسم کھا کر اوس کے دعوے کو دفع کردیگا جب اوس نے قسم نہ کھائی تو
یہی نکول ایک ظاہر قرینہ ہے صدق مدعی کا اس لیے اصل برات ذمہ پر مقدم ہے بہت قرائن
وامارات ہین جو نکول سے بھی اقوی تر ہوتے ہین قصۂ حاطب مین جب عورت نے کہا میرے
پاس کوئی خط نہین ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا تو خط دیدے ورنہ ہم تجھکو برہنہ کرینگے ناچار اوسنے
اپنی چوٹی مین سے خط نکالکر پیش کیا اسیطرح اگر کوئی مدعی علیہ کہے کہ مین مفلس ہون میرے پاس
کچھہ نہین ہے تو حاکم کو پہونچتا ہے کہ حسب درخواست مدعی اوس کی تفتیش وتلاشی کرلے سراً قرینہ
نے دعوے عدم بلوغ کا کیا تھا صحابہ نے بامر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشف ازار کرکے دیکھا
بالغ کو نابالغ سے علیحدہ کردیا اسی باب سے ہی حکم کرنا قیافے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفا
راشدین نے قیافے کو دلیل ثبوت نسب کا ٹھیرایا ہے حالانکہ یہان سوا امارات وعلامات اور
کچھہ نہین ہے بعض فقہاء نے کہا بڑے عجب کی بات ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعد
اونکے صحابہ وتابعین تو قیافہ سے الحاق نسب کرین عمر بن خطاب اوسپر عامل ہون پھر اس مسئلے
کا انکار کیا جاوے اور اگر کوئی مشرق مین ہو پھر وہ ایک عورت سے نکاح کرے جو مغرب مین ہے پھر
چھہ مہینے بعد اس عقد کے وہ بچا جنے اور مرد نے اوسکو تین طلاقین بھی دیدین ہون تو وہ بچا اوسی شوہر
کا ٹھیریگا اس لیے کہ وہ عورت اسکی فراش ہے اسی باب سے لعان بھی ہے جب عورت نے قسم کھائی

انکار کیا تو یہ اقوی امارات ہے صدق زوج پر اسکا لعان اوسکا نکول بجاے شہود ہوگا فائدہ
بینہ شرع مین اوس چیز کا نام ہے جس سے حق ظاہر ہو یہ بینہ کبھی چار گواہ کبھی تین گواہ کبھی دو
کبھی ایک مرد و عورتین کبھی ایک گواہ ہمراہ یمین مدعی کبھی ایک ہی مرد ایک ہی عورت کبھی نکول
کبھی شاہد حال ہوتا ہے جیسی صورت ویسا ہی بینہ البینة علی المدعی کے یہی معنے ہین کہ مدعی اپنے
صحت دعوے کو بیان کرے سو جس طریق سے صدق اوسکا ظاہر ہوگا اوسکے موافق حکم دیا جاوے گا
حکام زولاة حذاق نے ہمیشہ استخراج حقوق کا فراسات و امارات سے کیا ہے جنسے بینہ کو دو یا چار یا
ایک گواہ کے ساتھہ خاص کیا ہے اونسے حق مسمای بینہ ادا نکیا قرآن شریف مین جہان کہین ذکر
بینہ کا آیا ہے مراد اوس سے حجت ہے نہ دو گواہ اگرچہ گواہ بھی منجملہ بینہ کے ہین مگر مراد اوس سے مطلق
دلیل و برہان ہے مفرد ہو یا مجموع بلکہ کبھی بعض انواع بینہ دو شاہد سے بھی زیادہ تر قوی ہوتے
ہین جبکہ صدق حال مدعی پہ دال ہون بینہ و دلالت حجت برہان آیت تبصرہ علامت امارت
یہ سب الفاظ متقاربة المعنی ہین فقہا نے کہا ہے حاکم کو جب شہود مین کچہہ شک پیدا ہو تو اونکو جدا جدا
کرکے سؤال کرے مدعی کے دعوے مین شک ہو تو سبب حق سے اور یہ کہ وہ حق کس طرح پر ہے سوال
کرے اسی طرح امین و مدعی علیہ کے کلام مین غور کرے قرائن کو دریافت کرے جس سے امور حال
منکشف ہو جاوے ابن قیم نے کہا ہے قل حاکم او والی اعتنی بذلك وصار له فيه ملكة الا و
عرف المحق من المبطل واوصل الحقوق الى اهلها عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک
عورت آئی اونسے شوہر کا شکر ادا کیا کہا یہ سارے اہل دنیا سے بہتر ہے رات بھر عبادت کرتا ہے
دن بھر روزہ رکھتا ہے پھر حیا سے چپ ہو گئی عمر نے کہا جزاه الله خير اثنوني اوسکو بہت اچھا کہا
جب پھر کر چلی کعب بن سوریا نے کہا ای امیر المومنین یہ تو اپنے شوہر کا شکوہ لائی تھے کہا بلاؤ کعب سے
کہا تم فیصلہ کرو کعب نے کہا کیا آپکے سامنے مین حکم دون کہا ہان تم نے اسکی بات سمجھ لی ہے
مینے نہین سمجھی کعب نے اوس کے شوہر سے کہا اللہ تعالی نے فرمایا ہے فانکحوا ما طاب لکم من
النساء الخ اس لیے تین دن روزہ رکھ چوتھے دن نزدیک بی بی کے افطار کر تین رات قیام

چوتھی رات اوس کے پاس بسر کر عمر نے کہا ھذا اعجب الیّ من الاول پھر کعب کو قاضی بصرہ کر دیا
انکی فراست کے عجائب حکایات ہین قاضی شریح بھی فطنت و فراست مین ضرب المثل تھے
شعبی نے کہا مین پاس شریح کے بیٹھا تھا ایک عورت آئی کسی مرد کی عدیہ مخاصمہ تھی اٹھہ اٹھہ
آنسو سے روئی مینے کہا قاضی صاحب یہ ضرور مظلومہ ہے اونہون نے کہا یوسف علیہ السلام کے
بھائی شام کو باپ کے پاس روتے ہوے آئے تھے اسی طرح ایاس بن معاویہ کے نزدیک چار
عورتین آئین ایاس نے کہا ایک انمین حاملہ ہے دوسری مرضعہ تیسرے ثیب چوتھی بکر دیکھا تو
ایسا ہی پایا اسے کہا تم نے کیونکر پہچانا کہا حاملہ جب بات کرتی تھی اپنے پیٹ سے کپڑا اوٹھاتی مرضعہ
ثدیین پر ہاتھ رکھتی ثیب آنکھہ مین آنکھہ ڈال کر بات کرتی بکر زمین کی طرف نگاہ نیچی کر کے گفتگو
کرتی تھی طرق حکمیہ مین اس طرح کے فراسات و امارات کے بہت سے حکایات لکھے ہین عمدہ عمدہ روایات
استخراج حق کے بیان کیے ہین حکام و ولاۃ کی بیدار مغزی معاملہ شناسی مقدمہ فہمی کا ذکر بھی کیا ہے
غرضکہ جس تدبیر و حکمت سے حق و ناحق مین فیصلہ ہو سکے وہ داخل اباحت ہے اسی طرح اگر کوئی ایسا
حیلہ ہو جس کے سبب کسی مکروہ و آفت سے رہائی ہاتھہ آتی ہے قول ہو یا فعل یا تعریض تو وہ بھی
جائز ہے مسند احمد مین ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کے آیا کہا مجھکو میرا ہمسایہ ایذا دیتا ہے فرمایا گھر کا سارا سامان نکالکر راہ پر ڈالدے اوسنے ایسا ہی
کیا لوگ جمع ہو گئے پوچھا کیا قصہ ہے کہا میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے لوگون نے اوس ہمسایے پر لعنت
کرنا شروع کیا اللھم العنہ اللھم العنہ کہنے لگے آخر ہمسایہ آیا اوسنے کہا تم اپنے گھر مین چلو
سامان لیجاؤ واللہ پھر مین تم کو کسی طرح کی ایذا نہ دونگا سو یہ حیلہ اور جو حیلہ کہ اس طرح کا ہو اوس کو
شریعت مباح رکھتی ہے الحاصل وہ تحیل انسان جسمین کسی فعل مباح کے ذریعہ سے ظلم ظالم سے
رہائی حاصل ہو سکے درست ہے نہ وہ احتیال جس کے وسیلے سے کسی فرض خدا کو ساقط کرے محرم شرعی
کو جائز کیا جاوے سفر ہجرت مین جب کوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھتا کہ تمہارے ساتھہ یہ
کون شخص ہین تو وہ کہدیتے ھادٍ یدلّنی علی الطریق یعنے ایک راہ بتانے والا ہے اسی طرح اور صحابہ

نے بھی بعد انکے کیا ہے غرضکہ ایسی تعریض جس کے سبب سے کسی آفت و بلای دینی و دنیوی سے
نجات حاصل ہو سکے اوسمین ارتکاب کسی معصیت کا نہووے تو وہ قول و فعل وہ تحیل و تدبیر
شرعاً جائز ہے ابن ابی لیلی کو بعد نماز جمعہ کے ایک دکان پر کھڑا کیا کہ تم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
پر لعنت کرو انہون نے کھڑے ہو کر کہا امیر نے مجھکو حکم دیا ہے کہ مین علی بن ابی طالب پر لعنت
کرون سو تم سب اوسپر لعنت کرو لعنہ اللہ

فصل

حاکم کو جائز ہے کہ ایک مرد کی گواہی پر حکم دے جبکہ صدق اوسکا پہچان لے مگر غیر حسد و دین
اللہ تعالی نے یہ کہین واجب نہین کیا کہ بجز دو گواہ کے حکم نہ دیا جاوے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ایک گواہ و یمین اور فقط ایک گواہ پر حکم جاری فرمایا ہے اسی طرح صحابہ و تابعین نے
اس مسئلے پر عمل کیا ہے یحیی بن سعید نے کہا ان ذلک عندنا ھو السنۃ المعروفۃ قضا بیمین مع الشاہد
سنت صحیحہ سے ثابت ہے ہرگز مخالف حکم خدا و رسول کے نہین ہے قرآن شریف مین جو حکم تحریر و شاہدین
قرض کا و دو گواہی وغیرہ کا آیا ہے وہ واسطے حفظ حقوق کے ہے سو یہ اور چیز ہے اور حکم حاکم اور
چیز دیکھو حاکم نکول و یمین پر واسطے مرد و د کے حکم کرتا ہے حالانکہ ان دونو کا ذکر قرآن مین نہین آیا
ہے حاکم حکم بقرعہ کرتا ہے قیافے سے حکم لگاتا ہے قسامت کا حکم دیتا ہے حالت موجودہ کا اعتبار کرتا ہے
حالانکہ ان سب کا ذکر کتاب اللہ مین نہین آیا ہے مگر یہ عملدرآمد شرعاً جائز ہے سلفاً خلفاً معمول بہ
چلا آیا ہے الوابی فی القضاء مکرمۃ کے یہی معنی ہین و فی الشریعۃ تعریف کا دوسرا محل ہی فائدہ
ایک گروہ کا مذہب قضاۃ سلف عادلین سے یہ ہے کہ جب صدق گواہ معلوم ہو گیا تو ایک گواہی بھی
کافی ہے حاجت قسم کی نہین ہے آنحضرت صلعم نے یمین کو ہمراہ شاہد کے شرط نہین رکھا ہے بلکہ
بطریق تقویت شہادت اعتبار کیا ہے سنن ابی داود مین ہے باب اذا علم الحاکم صدق الشاھد
الواحد یجوز لہ ان یحکم بہ پھر اس باب مین حدیث خزیمہ بن ثابت کو لکھا ہے آنحضرت نے تنہا
اونکی گواہی جائز کہی بمقدمہ لینے ایک اسپ کے اسی طرح ایک اعرابی کی گواہی رؤیت ہلال مین

قبول فرمائی شاہد واحد کی شہادت قصہ سلب میت منظور کی قاتل سے نہ دوسرا شاہد طلب کیا
نہ حلف چاہا یہ قصہ صحیحین مین ہے فائدہ تنہا عورتون کی گواہی بہی غیر حدود و قصاص مین درست
ہے ایک جماعت سلف و خلف کا یہی مذہب ہے ایک مست نے اپنی جورو کو تین طلاقین دیدی
تہین یہ قصہ سامنے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گیا چار عورتون نے گواہی دی اوسپر دونوین
تفریق کرادی اسی طرح گواہی ایک طبیب عدل کی جراحت موضحہ مین درست ہے جبکہ دو طبیب نہین
مرض دواب مین گواہی ایک بیطار کی مقبول ہے یہ باب اور باب دعاوی نہایت لنبا چوڑا ہے
مسائل ان ابواب کے طرق حکمیہ مین مع ادلہ کتاب و سنت و حدیثیہ و فقہیہ بہت شرح و بسط سے لکہے ہین
یہان تو فقط اشارہ کرنا طرف صحت اس عمل کا امر کے منظور ہے نہ استقراء جملہ احکام و دعاوی غیرہا کا
حاصل مقام یہ ہے کہ عموم و خصوص ولایات اور جو کچھہ متولی بذریعہ ولایت استفادہ کرتا ہے
تلقی ان سب کی بذریعۂ الفاظ و احوال عرف ہوتی ہے اس کے لیے شرع مین کوئی حد مقرر نہین ہے
کبہی وہ بات جو داخل ولایت قضا ہے ولایت حرب مین آجاتی ہے کبہی بالعکس اسکے ہوتا ہے
یہی حال حسبہ و ولایت مال کا ہے یہ سب ولایات در اصل ولایات دینیہ و مناصب شرعیہ ہین
جس کسی نے ان ولایات مین عدل کو لگا رکہا حسب الامکان اطاعت خدا و رسول بجا لایا وہ ابرار
عادلین سے ہے قیامت کے دن زیر سایۂ عرش ہوگا جسنے حکم ساتہہ جہل و ظلم کے دیا وہ ظالمین
معتدین سے ہے جہنم اوسکا ٹہکانا ہوگا ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم

فصل

حرص کرنا و لایت پر طلب کرنا عہدے کا مکروہ و حرام ہے ابی موسی نے کہا مین اور دو مرد بنی عم
میرے پاس رسول خدا صلعم کے آئے ایک نے کہا مجہکو والی کرو بعض چیز کا دوسرے نے بہی یہی
کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا انا واللہ لا نولی ہذا العمل احدا یسألہ و احدا حرص علیہ متفق علیہ
حدیث انس مین ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جسنے مانگا قاضی ہونا وہ سونپا گیا
طرف اپنی جان کے اور جسپر جبر کیا گیا اوسپر فرشتہ اوترتا ہے وہ اوس کی مدد کرتا ہے

رواہ الخمسۃ الا النسائی حدیث ابی ہریرہ مین ہے جسنے طلب کیا قاضی ہونا مسلمانونپر
پہروہ قاضی ہوگیا عدل اوسکا جور پر غالب ہوا اوسکے لیے جنت ہے جسکا جور عدل پر غالب
ہوا اوسکے لیے دوزخ ہے رواہ ابو داود ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کیا ہے کوئی حاکم نہین جو حکم کرتا ہے درمیان لوگون کے مگر روکا جاویگا دن قیامت
کے ایک فرشتہ اوس کی گردن پکڑکر جہنم مین کھڑا کردیگا ابوذر سے فرمایا مین تجکو ضعیف دیکھتا
ہون تو دو آدمیون پر امیر مت بن امارت امانت ہے دن قیامت کے خزی وندامت ہے
فائدہ احق مردم بقضا وہ شخص ہے جسکا فضل وصدق وعلم وورع ظاہر ہو عارف کتاب و
سنت ہو نوازل کو پہلے قرآن سے تلاش کرے پہر سنت سے پہر قول متفق علیہ صحابہ سے پہر اگر
اونکے اقوال مین اختلاف ہو تو جو قول اشبہ بقرآن ہو پہر اشبہ بسنت اوسکو پہر فتوای اکابر
صحابہ کو اختیار کرے اہل علم وفضل سے اکثر مشورہ کرتا رہے زبان وفرج کا حافظ ہو عاقل بالغ
مائل عن الہوی ہو چونکہ اس زمانے مین جامع ان سب اوصاف کا ملنا مشکل ہوگیا ہے اس لیے
واجب یہ ہے کہ جو اکمل وافضل اہل زمانہ ہو اوسکو تلاش کرے حدیث ام حصین مین آیا ہے سنو
اور مانو گو تم پہ کوئی غلام حبشی امیر ہو جب تک کہ وہ کتاب خدا کو قائم رکہے رواہ الجماعۃ الا
البخاری مہلب نے کہا اطاعت غلام کی واجب نہین ہے مگر جبکہ کسی امام قریشی نے اوسکو حاکم
مقرر کیا ہو اس لیے کہ امامت نہین ہوتی ہے مگر قریش مین شافعیہ حنفیہ کے نزدیک غلام کا قاضی
ہونا درست نہین ہے امام کیسا ہی ہو عادل یا ظالم جب تک نماز پڑھتا ہے اوس کے قاضی
کرنے سے قاضی ہو سکتا ہے سلف صالح بنی امیہ کی طرف سے عمال وقضاہ ہوتے تھے حالانکہ
علم وعمل اونکا مخفی نہین ہے نہ ظلم بنی امیہ کا پوشیدہ ہے انمین ایسے ہی تھے جو ناحق کا خون کرتی
مال غیر حلال لیلیتے فائدہ قاضی کا مجتہد ہونا چاہیے اس لیے کہ حق وعدل کو مجتہد پہچانتا ہے
مقلد کو وہی معلوم ہے جو اوس کے امام نے کہا ہے وہ کیا حکم ساتہہ حق وعدل کے کریگا بریدہ نے
کہا رسول خدا نے فرمایا ہے قاضی تین طرح پر ہین دو جہنم مین ایک جنت مین جس نے حق پہچانا

حق کے موافق حکم کیا وہ جنت مین ہے جسنے حق پہچانا مگر موافق اوس کے حکم نہ دیا بلکہ جور کیا
وہ جہنم مین ہے تیسرا وہ شخص ہے جسنے حق نہ پہچانا بلکہ جاہلانہ حکم دیا وہ جہنم مین ہے رواہ الاربعة
وصححہ الحاکم یہ حدیث نہایت خوفناک ہے اس زمانے کے اکثر حکام وقضاۃ اسکے مصداق
ہین اس لیے کہ اکثر تو انہین حق کو ناحق سے امتیاز ہی نہین کرتے ہین کوئی اگر حق کو کسی جگہہ
پہچان بھی جاتا ہے تب بھی خلاف حق حکم دیتا ہے سو یہ دونو قسم کے آدمی دوزخ کا ایندھن
بنینگے ایسا حاکم وقاضی جو عالم بحق ہو حق کے موافق حکم کرے لاکھون مین ہزار ہزارون مین سو
سیکڑون مین دس پانچ بھی کسی جگہہ دیکھے سنے نہین جاتے سچ ہے ؎

درکارخانۂ عشق از کفر ناگزیر ست　　آتش کرا بسوزد بولہب گر نباشد

یوم نقول لجہنم ھل امتلأت وتقول ھل من مزید مختصر شرح سنہ مین لکھا ہے غیر مجتہد کو جائز
نہین ہے کہ قاضی بنے نہ امام کو جائز ہے کہ اوسکو قاضی بنادے مجتہد کو پانچ علم ہونا ضرور ہے
علم قرآن کا علم حدیث کا علم اقوال صحابہ کا علم لغت کا علم استنباط حکم کا کتاب وسنت سے آبی ہریرہ
نے کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے من ولی القضا فقد ذبح بغیر سکین رواہ احمد والاربعة
وصححہ ابن خزیمة وابن حبان یعنی جو کوئی قاضی ہوا وہ بے چہری ذبح کیا گیا مراد یہ ہے کہ دین سے
ہلاک ہوا دوسرے حدیث مین ابی ہریرہ سے یون آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے لگتا ہے
کہ تم حرص کروگے امارت پر یہ امارت پشیمانی ہے دن قیامت کے رواہ البخاری واحمد
والنسائی یہ حدیث شامل ہے ادنی امارت سے لیکر امامت عظمی تک کو خواہ ایک نفر پر امیر ہو یا
خلیفہ امت دونو اسمین داخل ہین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک خط ابو موسی کو لکھدیا تھا اوسمین
احکام قضا لکھے تھے قاضی کو اوس خط کا معلوم کرنا موجب اوس کے چلنا ضروری ہے خط کتاب طرق حکمیہ
مین نقل کیا ہے قاضی کو نچاہیے کہ حکم دے جبتک کہ مدعی مدعی علیہ دونو کی بات نہ سن لے حدیث عمر
مین ہے مرفوعا جو ناحق جھگڑتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ بات ناحق ہے وہ ہمیشہ خدا کے غصے مین
ہے یہان تک کہ باز آوے دوسری روایت مین یون آیا ہے جسنے مدد کی کسیکی خصومت مین

ہوا ظلم اور سپر خدا کا غضب ہے رواہ ابو داود ام سلمہ نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا مین بشر
ہون تم میرے پاس جھگڑا لاتے ہو شاید تم مین بعضا آدمی تیز زبان تر بیان ہوتا ہے مین جیسا
سنتا ہون ویسا حکم دیتا ہون سو جسکو مین حق اوس کے بہائی کا دلا دون وہ نلیوے مین ایک
ٹکڑا آگ کا کاٹ کر اوسکو دیتا ہون رواہ الجماعۃ جابرؓ نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا کیونکر پاک
ہو سکتی ہے وہ امت کہ اوس کے ضعیف کا حق شدید سے نہ دلایا جاوے رواہ ابن حبان عائشہ
نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے قاضی عادل کو دن قیامت کے بلاوین گے ایسا سخت حساب
لیا جاویگا کہ وہ تمنا کریگا کاش مینے ساری عمر مین دو آدمیون کے بیچ مین بہی کوئی حکم نکیا ہوتا
رواہ ابن حبان جب قاضی عادل کی یہ گت ٹھیری تو قاضی جور و جہل کا خدا حافظ ہے عبد اللہ
ابن وہب کو خلیفہ وقت قاضی کرنا چاہتے تھے وہ چھپ رہے کسی نے ایکدن گھر مین جہانکا دیکھا
چھپے بیٹھے ہین کہا تم باہر نکلکے موافق کتاب و سنت کے کیون حکم نہین کرتے کہا تم کو معلوم نہین کہ
علماء کا حشر ہمراہ انبیاء کے ہوگا قاضیون کا حشر ہمراہ سلاطین کے ہوگا ابی امامہ نے کہا رسول خدا نے
فرمایا جسنے دس آدمی یا زیادہ پر ولایت کی ہے اوسکو دن قیامت کے ہاتھ گردن سے باندہکر لاوینگے پہر
نیکی اوس کی اوسکو چھڑاویگی یا گناہ اوسکا اوسکو ہلاک کر دیگا رواہ احمد فائدہ حدیث
ابی بکرہ مین آیا ہے رسول خدا صلعم نے فرمایا لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ رواہ البخاری
واحمد والنسائی والترمذی وصححہ کبہی فلاح نہوگی اوس قوم کو جسنے عورت کو اپنا امیر بنایا
یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ عورت کا والی ہونا احکام عامہ مسلمین پر جائز نہین ہے خواہ
امارت ہو یا قضا شوکانی نے کہا حدیث دال ہے اس امر پر کہ عورت اہل ولایات سے نہین ہے
کسی قوم کو حلال نہین کہ اوسکو والی بناوین اس لیے کہ تجنب ایسے امر کا جو موجب عدم فلاح ہو
واجب ہے انتہی اسی سبب سے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جس قطر یا خطے یا ملک مین کوئی عورت حاکم
ہے وہ قوم ہمیشہ خرابی مین رہتی ہے کبہی اوسکو فلاح نہین ہوتی ہر عورت کا دین ہر عورت
کی عقل ناقص ہے جب دین ناقص ہوا تو اوس سے دوسرون کے دین کو کچھ نفع نہوگا جب

عقل ناقص ہوئی تو ہر کام اوسکا سراسر خلاف عقل ہوگا عقل سلیم سے درستی دنیا کی ہوتی ہے
دین سے درستی آخرت کی ہوتی ہے جب امیر یا حاکم یا والی یا رئیس بے عقل ناقص دین ٹہیرا تو پہر
دین دنیا دونو برباد ہین یہ حکم حق مین عام عورتون کے ہے پہر جو عورت کسی قدر آسودہ یا امیر
ہوتی ہے تو اوسکا دین اوس کی عقل اور بہی زیادہ کم ہوجاتی ہے اومن ینشأ فی الحلیة
وھو فی الخصام غیر مبین یعنی جسنے ناز نعمت آرام عیش زیور پوشاک مین پرورش پائی وہ لڑنا جہگڑنا
مقدمہ معاملہ سمجہنا کیا جانی جتنے عیوب ونقائص خدانے ذات مین عورتون کی رکہے ہین بیان
وہ سب ظاہر ہوجاتے ہین اس لیے کہ امارت کسی عیب کی ظاہر ہونے سے منع نہین کرتی بلکہ
قوت دیتی ہے غریب عورتون کے عیب توبسبب عدم قدرت کبہی پوشیدہ بہی رہجاتے ہین
یا صحبت شوہر صالح یا عالم یا درویش مین بسبب اطاعت شوہر کے جو شرعًا واجب ہے اصلاح پذیر
بہی ہوجاتے ہین مگر ستان آسودہ حال مستورات امیرات کے عیوب کسی طرح مخفی نہین رہ سکتے
اونکو کسی کام کے کرنے مین کسیکا کچہہ ڈر نہین ہوتا ہے نہ عیب کو وہ عیب سمجہین اونکے نزدیک
گویا حسن و قبح اشیاء کا عقلی ہے جسکو وہ عیب جانین وہی عیب ہے جسکو وہ ہنر سمجہین وہی ہنر
ہے نہ خود کسی طرح کا علم ہے کہ نیک و بد مین تمیز کرین نہ دوسرے سے اپنے عیوب کا حال پوچہین
بلکہ جو کوئی اونکی بات اونکے کام پر عیب لگاوے تو اوسکی دشمن ہوجاوین اگلے بادشاہ سلطان
والی امرا علما و فقرا اوسکے گہر جاتے اونسے نصیحت وصیت طلب کرتے اپنے عیوب دریافت فرماتے
پہر جب اونکو اونکے حالات و مظالم پر مطلع کرتے تو یہ رو دیتے ڈر جاتے توبہ کرنے لگتے آج اگر
کوئی اس طرح پر کسی رئیس امیر کو نصیحت کرے تو شاید فی الفور شہر سے نکالدیا جاوے ورنہ اتنا تو
ضرور ہی ہوگا کہ اوس کی صورت سے نفرت ہوجاویگی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
غرضکہ امارت ایک خزانہ فساد ہے جب امیر مرد ہی راہ پر نہین ہوتے تو پہر امیر عورتون کا کیا
ذکر ہے قرآن شریف مین شیطان کے مکر کو ضعیف عورتون کے مکر کو عظیم فرمایا ہے فائدہ

عمرو بن مرۂ جہنی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جسکو خدا نے امور مسلمین
مین سے کسی چیز کا والی کیا ہے وہ لوگون کی حاجت و فقر سے پردے مین بیٹہا تو اللہ اوسکی حاجت
سے پردہ کریگا اخرجہ ابو داود والترمذی اس سے معلوم ہوا کہ والی ملک کو اہل حاجت سے
چہپ کر بیٹھنا پردہ نشین ہونا درست نہین ہے اس باب مین اور کئی حدیثین بہی آئی ہین مگر
جب عورت کسی امر کی والی ہوگی تو اوسکو حجاب سے چارہ نہین ہے وہ اوسی اپنے پردے کی
اوٹ سے حاجت اہل حاجت کو سنے سمجہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے حدیث مذکور کو سنکر ایک شخص
کو مقرر کیا تہا کہ وہ حوائج مسلمین کو اون تک پہونچا دیا کرے ایسے شخص کو اصطلاح ملوک مین
عرض بیگی کہتے ہین شافعی نے کہا حاکم کو دربان مقرر کرنا نچاہیے تاکہ ہر حاجتمند اوس تک پہونچ سکے
اوروں نے کہا نہین بلکہ تقرر دربان کا جائز ہے تاکہ حاجتمند ترتیب وار آوین ہر شخص گہس نہین
اندیشہ شر و فساد کا ہے سلف کا زمانہ سکون و اجتماع علی الخیر کا تہا اب وہ وقت ہے کہ اگر والی اپنا
حفظ نکرے تو یہ اوباش بد معاش مفسد خدا جانے کیا گت اوسکی کر ڈالین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
جب قف بئر پر بیٹہے تہے تو دروازہ باغ پر دربان مقرر کر دیا تہا کہ بے اذن کوئی اندر نہ آنے پاوے
اسی طرح قصۂ ایلاء مین بے اذن کوئی اندر مکان کے نہ آتا تہا اگلا قصہ گویا نمونہ دربار عام کا ہے
دوسرا یہی دربار خاص کا اس سے جواز اتخاذ حاجب کا معلوم ہوا ہمیشہ محتجب رہنا بہی بے شبہہ
مکروہ ہے گو حرام نہو علما نے کہا ہے جو پہلے آوے اوسکو پہلے بلاوے حاجب ایسا ہو کہ مقادیر مردم
کو پہچانے ہر ایک کا حفظ مرتبہ رکہے امین ثقہ پارسا ہو **فائدہ** حدیث مین آیا ہے لعنت خدا کی
ہے راشی مرتشی پر رواہ الاربعۃ وصححہ الترمذی یہ لعنت ان دونو پر بلکہ رائش پر بہی سکے
حدیثون مین آئی ہے راشی کہتے ہین رشوت دینے والے کو مرتشی وہ جو لیوے رائش وہ جو دلاوے
رشوت مین قاضی عامل حاکم وغیرہم سب برابر ہین رشوت کا دینا لینا حرام ہے گو صاحب حق کیون
نہو جنہے کہا کہ طالب حق کو رشوت دینا اور حاکم کو اوس سے لینا جائز ہے اونسے خطا کی کوئی مخصص
اس حکم کا موجود نہین ہے بلکہ رشوت مطلقاً حرام ہے بدلیل عموم حدیث ہان اس جرم پر کوئی حد

تعزیر شرع مین نہین آئی ہے اسکی سزا اسی قدر کافی ہے کہ ایسا آدمی معزول کیا جاوے
مال رشوت واپس کرا دیا جاوے سبل السلام مین لکھا ہے جو مال قاضی لیتے ہین وہ چار قسم پر ہے
رشوت ہدیہ اجرت رزق پہلا مال اگر اس لیے دیا گیا ہے کہ حاکم حکم ناحق کر دے تو یہ حرام ہے
راشی مرتشی دونو پر اور جو اس لیے دیا گیا ہے کہ سچا حکم دے تو حاکم پر حرام ہے نہ دینے والے پر
اس لیے کہ اوسنے اپنی حقرسی کے لیے دیا ہے اسکا حکم ویسا ہے جیسے کوئی واسطے لانے غلام گریختہ
کے کچھہ مزدوری مقرر کر دے یا خصومت پر کچھہ اجرت دے بعض نے کہا نہین بلکہ یہ بھی حرام ہے
اس لیے کہ اس طرح کا دینا حاکم کو گناہ مین ڈالتا ہے یہی قول قوی وحق ہے ہدیے کی یہ صورت
ہے کہ قاضی ہونے سے پہلے اگر اس طرح کا برتاؤ تھا تو حرام نہین ہے لیلیوے اور بدلا کرے اور جو
بعد قضا کے دیتا ہے اور کوئی معاملہ مقدمہ نہین ہے تو مکروہ ہے گو جائز ہوا اور جو کوئی مقدمہ
دائر ہے تو پھر بالکل حرام ہے حاکم ومہدی دونو پر اجرت یہ ہے کہ حاکم نے جسکو اس کام پر مقرر
کیا ہے اوسکو عوض کام کے کچھہ تنخواہ یا سالانہ بیت المال سے دیتا ہے تو اوسکو اس اجرت کا لینا
بقدر عمل درست ہے ہان اگر عمل سے زیادہ لیگا تو حرام ہے اسلیے کہ یہ اجرت بمقابلی عمل کے
ہے نہ اس لیے ہے کہ وہ حاکم ہے جتنی اجرت غیر حاکم کو اوس عمل پر ملنا چاہیے اوتنی ہی اسکو لینا
درست ہے نہ زیادہ اسی لیے یہ بات کہی گئی ہے کہ تونگر کو قاضی بنانا فقیر کے قاضی بنانے سے
بہتر ہے رزق یہ ہے کہ بیت المال سے بقدر سد رمق اوسکو دیا جاوے خواہ وہ قاضی ہو یا نہو
اسکا لینا بھی درست ہے

فصل

شہادت کہتے ہین خبر قاطع کو شاہد وہ ہے جو اس شہادت کو ادا کرے لفظ شہادت کا تلفظ وقت
ادائے شہادت کے کچھہ شرط نہین ہے ادلہ شرعیہ مین کہین اسکا ذکر نہین آیا مجرد اخبار کافی ہے
بعض نے کہا شہادت علی الاقوال مین تلفظ شرط نہین ہے مگر افعال مین شرط ہے جو شخص سوال سے
پہلے شہادت ادا کرے وہ بہت اچھا آدمی ہے مگر جبکہ سچی گواہی دے یہ وہ بات جسطرح گواہی دیتا ہے

مثل جہر نیمروز کے اسپر روشن ہو ورنہ شہادت زور برابر شرک کے ہوتی ہے حدیث مین آیا ہے
جائز نہین ہے گواہی خائن و خائنہ و دشمن کینہ ور و قانع اہل بیت کی رواہ ابوداود وعن ابن
عمر ایک روایت مین زانی و زانیہ بہی آیا ہے انکی گواہی اسلیے درست نہین ہے کہ یہ کہلے
فاسق ہین خدا نے فرمایا ہے ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا اسی طرح عورت اہل شہادت سے
نہین ہے یعنے بسبب نقصان عقل و دین کے شرطیت آزادگی پر البتہ کوئی دلیل نہین ہے نہ قرآن
مین نہ حدیث مین باپ بیٹے کی گواہی مین اختلاف ہے کیونکہ قرابت و زوجیت مظنہ تہمت ہے
قریب و متہم کی گواہی سے بہی حدیث مین نہی آئی ہے جسکو اکثر سہو ہوتا ہے اوسکی گواہی بہی صحیح
نہین جو آدمی جہوٹ بولا کرتا ہے اوس کی شہادت بہی مقبول نہین ہے ہان مسلمان کی گواہی
حق مین کافر کے مقبول ہے گو باہم عداوت دینی ہو قانع جو کسی کے گہر روٹی کپڑے پر پڑا رہتا ہے
اوس کی گواہی حق مین گہر والون کے تو درست نہین ہے مگر غیرون کے لیے جائز ہے حدیث مین
آیا ہے گواہی گانون والون کی شہر والون پر جائز نہین ہے رواہ ابوداود وعن ابی ہریرۃ مرفوعا
یہی مذہب ہے امام احمد کا مگر شوکانی نے کہا ہے کہ اگر بدوی عادل ہو تو کوئی مانع اوسکی قبول
شہادت سے نہین ہے رسول خدا صلعم نے گواہی اعرابی کی ہلال رمضان پر قبول فرمائی ہے
اسی طرح شہادت زن عادلہ کی حق مین عورات نساء کے مقبول ہوتی ہے تعدیل شہادت مین
اسی قدر کافی ہے کہ ظاہر مین مستقیم الحال ہو کوئی شک شبہ اوسپر ظاہر نہو یہ ضرور نہین ہے کہ باطن
حال کی تحقیق کرین عمر رضی اللہ عنہ نے مجہول الحال کی گواہی جائز نہین رکہی جہوٹی گواہی منجملہ
اکبر الکبائر کے ہے اللہ پاک نے شہادت زور کو برابر شرک کے ٹہرایا ہے یہ گواہی زنا چوری سے
بہی بدتر ہے مگر لوگون نے اسکو ایک آسان کام سمجہ لیا ہے تحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

ایک گواہ کے ساتہ یمین مدعی کافی ہے یمین کا اعتبار لعان قسامت مین کیا گیا ہے ہان
اہل رائے اسکو قبول نہین کرتے ہین سو یہ بڑے منکرین سنن ان کو تو قبول کرنا خدا و رسول کا کافی ہے

گر دوست موافق ست سعدی سہل ست جفاے ہر دو عالم

فائدہ جب کوئی یہ زعم کرے کہ اس چیز مین میرا حق ہے خواہ حق ہو یا باطل تو اسکو دعوی
کہتے ہین جب اوس دعوے پر وہ دلیل لاویگا تو اسکو بیّنہ کہتے ہین ابن عباس نے کہا رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر لوگون کو زرے اونکے دعوی پر دلوا دیا جایا کریگا تو بہت لوگ
دعویدار دماء و اموال کے کہڑے ہو جاوینگے ولکن مدعا علیہ پر قسم ہے یعنے اگر وہ انکار کرے
مدعی پر حجت پیش کرنا ہے یعنے صورت فیصلہ دعوی کی یہی ہے کہ مدعی بیّنہ لاوے مدعا علیہ
تصدیق کرے یا قسم انکاری کہاوے سلف و خلف امت کا یہی مذہب ہے عمل کرنے مین قرائن
قویہ پر بہت احادیث آئی ہین ائمۂ فقہ و فتوی نے بھی قرائن پر اکثر عمل کیا ہے جس طرح کہا ہے
القول قول البائع فی کذا والقول قول المشتری فی کذا اسیطرح سائر معاملات مین قائل قرائن
ہوئے ہین جنے علماء مین سے انکار اسکا کیا ہے وہ اقوال اہل علم سے غافل رہا چاہیے کہ اون
قضایاے جزئیہ کے جو شارع سے وارد ہین قالہ الشوکانی اس باب مین کتاب طرق حکمیہ بہتر ہے
ذکر اوسکا اوپر گذر چکا ہے **فائدہ** آنحضرت صلعم نے ایک قوم سے قسم لینا چاہا اونہون نے جلدی کی
فرمایا انمین قرعہ ڈالو جسکا نام نکلے وہ قسم کہاوے رواہ البخاری اس حدیث سے ثبوت قرعہ کا
ہوتا ہے یہی مذہب ہے مالک و شافعی و احمد کا شارع نے جسطرح اعتبار قرعے کا الحاق ولد و اعتاق
موالی اختیار زوجات مین واسطے سفر کے کیا ہے اسی طرح جس چیز مین دو آدمی دعوی کرین دونو کے
بیّنہ برابر ہون تو اعتبار قرعہ کا ہے اسی طرح قسمت مواریث مین وقت التباس کے قرعے کو معتبر کہا ہے
یہ قول کہ حدیث قرعہ منسوخ ہے غلط ہے حنفیہ نے اگر اسکو نمانا تو کیا تعجب ہے وہ تو اکثر سنن کو نہین مانتے
ہین ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما
تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا کیفیت قرعے کی کسی حدیث مین نہین آئی ہے مگر غزی نے
یہ لکہا ہے کہ تین چار یا زیادہ پرچے کاغذ کے لے ہر پرچے پر نام ایک شریک کا شرکا مین سے لکہے
پہران سب پرچون کو لیکر الگ الگ گولیان مٹی یا موم یا آرد کی بناوے پہران سب گولیون کو لیکر

گو دمین ایک ایسے شخص کی رکھے جو وقت لکہنے نام بنانے گولی کے حاضر نہ تہا پہر ایک دوسرا شخص
جو پہلے سے موجود تہا وہ ایک گولی اوٹھالے جسکا نام نکلے اوسکو وہ گولی دے اسی طرح ہر ایک گولی
کو اوٹہا اوٹھا کر جسکے نام کی ہو اوسکو دیوے اسکو قرعہ ڈالنا کہتے ہین **فائدہ** حدیث مین آیا ہے
جسنے کسی مسلمان کا حق قسم کہا کر لیلیا اوسپر جہنم واجب جنت حرام ہے ایک آدمی نے کہا اگرچہ
تہوڑی چیز ہو فرمایا ایک مسواک ہی کیون نہو رواہ مسلم عن ابی امامۃ الحارثی اسی کو یمین
فاجرہ کہتے ہین وہان تو ایک شاخ اراک پر یہ وعید سخت ہے یہان تو ہزارون کا حق جہوٹی جہوٹی
قسمین گواہیان وبکرداب رکہتے ہین گندۂ جہنم نہون تو کیا ہون ہان اتنی بات ہے کہ یہ سزا سب ہے
کردیدہ ودانستہ اسکا مرتکب ہو پہر تو یہ بہی نکرے حق غیر واپس بہی ندے ورنہ توبہ ہر دحقوق مجاز توبہ
ہے **فائدہ** قبضہ گواہی پر مقدم ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فیصلہ اسی طرح کیا تہا
یہی مذہب ہے شافعی ومالک وغیرہما کا شافعی نے کہا تم دونو دعوی وبینہ مین برابر ہو مگر یہ چیز
جسکے ہاتہہ مین ہے وہ اقوی ہے **فائدہ** اسامہ بن زید کو ایک قائف نے قیافہ سے بیٹا زید کا
بتایا تہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے یہ دلیل ہے اعتبار قیافہ پر مالک وشافعی
وجماہیر علما نے ثبوت نسب مین اعتبار قیافہ کا کیا ہے آنحضرت صلعم کی تقریر حجت شرعی ہے عمر
ابن خطاب نے محضر صحابہ مین حکم قیافہ پر دیا کسی ایک نے بہی انکار نہ کیا یہ گویا اجماع صحابہ ہوا حدیث
لعان مین بہی اسپر دلیل ہے کیونکہ فرمایا تہا کہ اگر یہ بچہ اس صفت کا پیدا ہو تو فلان کا ہے اور اگر اوس
شکل کا ہو تو فلان کا ہے آخر وہ بچہ موافق اوسی وصف مکروہ کے پیدا ہوا تب فرمایا اگر قرآن
نہوتا تو مین اسکو سمجہہ لیتا اہل راے نے قیافہ کا انکار بہی ثبوت نسب مین کیا ہے مگر جب شارع
علیہ السلام سے اعتبار اوسکا ثابت ہو گیا تو پہر کسیکا انکار کچہہ بکار آمد نہین ہو سکتا ہے اذا جاء نہر اللہ
بطل نہر معقل **فائدہ** آنحضرت صلعم نے ایک آدمی کو تہمت مین قید کیا پہر چہوڑ دیا اوسکو
ایک رات دن حبس مین رکہا تہا تاکہ حق ظاہر ہو جاوے یہ دلیل ہے جواز حبس مجرم پر حدیث
مطل الغنی ظلم یحل عرضہ وعقوبتہ بہی اسپر دلیل ہے صحابہ وتابعین کے زمانے مین بہی

جلس واقع ہوتا تھا کسی نے انکار نہ کیا قید خانہ زمانۂ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مین مقرر
ہوا الا ان یسجن او عذاب الیم نص قرآن کریم ہے شرع ماقبل سے بلانکیر محکی ہے اس لیے دلیل
ما نحن فیہ ہے **فائدہ** متہم کو مار پیٹ کرنا درست ہے قصۂ افک مین آنحضرت صلعم سے ضرب متہم
ثابت ہوئی ہے اردبیلی نے انوار مین ماوردی نے احکام سلطانیہ مین اس مسئلے کو مفصل لکھا ہے
فائدہ حدیث مین آیا ہے جسکو ہم نے کسی کام پر مقرر کر کے رزق دیا پھر جو کچھ وہ بعد اس رزق
کے لیگا وہ غلول ہے رواہ ابوداود عن بریدۃ اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ
سلم عمال کی تنخواہ مقرر فرماتے تھے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ اموال مصالح و جزیہ و سائر بیت المال
کا مصرف یہی مصالح مسلمین جوائج مومنین ارزاق محسنین ہین اعظم مصالح وہ ہین جنمین تشیید معالم دین ہو
مصالح دنیویہ بمقابلہ مصالح دینیہ کے کچھ چیز بھی نہین ہوتے ہین صحابہ مال جمع کرتے تھے پھر اوس
مال کو مسلمانون مین صرف کرتے تھے ہر شخص کو بقدر اوس کے مرتبے کے علم و دین و سبقت اسلام
مین دیتے جو لوگ مفسر محدث ہوتے اونکو زیادہ دیتے قاضی مفتی مقرر کرتے حاصل یہ ہے کہ جتنے
آدمی طرف سے امام یا خلیفہ کے اعمال مختلفہ پر فوج کا کام ہو یا علمی کا مقرر ہوتے ہین انکو بیت المال
سے رزق ملتا ہے ان سب سے مصالح دینیہ کا کام اولاً مصالح دنیویہ کا کام ثانیاً لیا جاتا ہے ہر ایک
کو رزق موافق اوس کی محنت و نفع دین کے دیا جاتا ہے نہ مطابق قرابت و قربت و نسب کے
ہان قرابت نبوت کا صلۂ رحم کرنا اپنے صلۂ رحم سے بہتر ہے اس صلۂ رحم مین اگر اپنا جی خوش ہوتا ہے
تو اوسمین اس شخص سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہونگے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وقت
قسمت غنیمت کے اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر کو کم دیا تھا امام حسن و حسین کو زیادہ دیا تھا اونہون نے
کہا مین ہمراہ رسول خدا صلعم کے جہاد کیا کرتا تھا اب تک میری تلوار خون کفار سے خشک نہین ہوئی
ہے یہ دونوں گلی کوچے مین پڑے کھیلتے پھرتے تھے انکو تم نے زیادہ دیا مجھے کم دیا حضرت عمر نے فرمایا
مین تمکو بھی زیادہ دونگا مگر تم انکا سا باپ انکی سی مان انکا سا نانا انکی سی نانی لے آؤ پھر زیادہ دلو
الغرض سلف صلحا کا یہ طریقہ تھا کہ وہ صلۂ رحم رسول خدا صلعم کو اپنے صلۂ ارحام پر مقدم رکھتے تھے

لین دین تعظیم تکریم مین اور رون پر فائق سمجھتے تھے مگر اب وہ وقت آیا ہے کہ سادات سب سے
زیادہ ذلیل وخوار ہین افغان ومغل انسے بہتر ٹہیرائے جاتے ہین جو حق اپنی قوم وقرابت کا ہے
گو وہ مجہول النسب یا غیر نکاح سے ہون وہ کسی شریف صحیح النسب کا بھی نہین ہے اسپر دعوی اسلام
کا خدا ورسول کی محبت کا ہے سبحان اللہ وبحمدہ گنتی کے شاید ایک دو آدمی ایسے کہین ہون
تو ہون جو قدر سیادت کرتے ہین ورنہ جسکو دیکھو یزید پلید کے طرح ان کے خون کا پیاسا ہی کوئی
زہر دیتا ہے کوئی شہر سے نکالدینے کی فکر مین ہے کوئی تدبیر آبرو ریزی کر رہا ہے کوئی رات دن
کوستا ہے کوئی بغیر کسی دلیل وثبوت صحیح کے نسب وحسب پر طعن کرتا ہے حالانکہ حدیث شریف مین
آیا ہے کہ بیشک تم مین دو چیز کو چھوڑا ہے ایک کتاب اللہ کو دوسرے اپنے اہل بیت کو مین دیکھونگا کہ تمنی
بعد میرے کیسی خلافت میری انمین کی . یہ دونو مجھسے جدا نہون گے یہان تک کہ حوض پر پاس
میری آوین سو جیسی کچھ خلافت آجکل ہو رہی ہی وہ ظاہر ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت   کہ با کہ باختۂ عشق در شب دیجور

فائدہ اگر کسی کو کوئی بادشاہ کچھ دیوے عنایت کرے تو اوسکا لینا اس شخص کو منع نہین ہے اصل
اس باب مین حدیث عمر بن خطاب ہے آنحضرت صلعم نے انسے کہا خذ ما جاءک من ہذا المال
وانت غیر مشرف ولا سائل فخذہ وما لا فلا تتبعہ نفسک یعنے جو بے مانگے ملے وہ لیلے
خود تاک مین لینے کی نرہے مال سلطنت کا مشتبہ ہوتا ہے اوسمین آمدنی حلال وحرام دونو کی ہوتی ہے
اسکو کچھہ بحث اس سے نچا ہیے کہ یہ مال کیسا ہے مگر بے حاجت سوال ہی نکرے علما نے کہا ہے جو
مال ہاتھہ مین ظالمون کے ہے اوسکا لینا جائز ہے مگر یہ کہ وہ مال کسی شخص معین معروف سے لیا ہو یا
منظلم کے لیا ہو تو پھر اوسکو نلے یہود رشوت کہاتے سود لیتے جزیہ دیتے ہین انکا مال جو بیت المال
مین آتا ہے یا لین دین مین ملتا ہے وہ حلال ہے آنحضرت صلعم نے انکا کہانا کہایا ہے اپنی زرہ انکے
پاس رہن رکھی ہے جو یہود مدینے مین رہتے تھے صحابہ اون سے معاملہ کرتے تھے مسلمانونکا اس
بات پر اجماع ہے کہ یہود ونصاری وغیرہ اہل ذمہ سے لین دین کرنا جائز ہے حالانکہ یہ شراب بیچتے

سور کہاتے سود لیتے ہین صحابہ و اہل بیت مین ایسے لوگ جو جوائز و عطایا ے ظلمہ لیتے تھے بے گنتی
گذرے ہین **فائدہ** یہ غلہ و طعام جو باورچی وغیرہ سے لیتے ہین آسمین حلال حرام مختلط ہوتا ہے یہ گھی جو
بازارون مین بکتا ہے فاسق کافر بے نماز عورتین نہایت بے احتیاطی سے اسکو نکالتی ہین یہ نعرن
انواع غلات جو دہقانی درست کرتے ہین آسمین پیشاب حیوانات کا ملکر خشک ہو جاتا ہے یہ کفار
جو پیشہ غلہ فروشی وغیرہ کا کرتے ہین ہر غلہ وغیرہ کی اولا پوجا کر لیتے ہین سوان سب اجناس کا خریدنا
بیچنا کہانا کہلانا درست ہے عموم بلوے کے سبب سے یہ حرام نہین ہو سکتے لشکری و اہل عملہ کے
ہاتھ جو مال بیچا جاتا ہے اوس کی قیمت تاجرون کو حلال ہی حالانکہ معلوم ہی کہ وہ قیمت مال جو اہل عملہ و لشکر
دیتے ہین خالی غصب یا رشوت یا باطل یا شبہہ سے نہین ہے خصوصًا جو اکل و بیع و شری طرقات
حرمین شریفین و حجاز مین ہوتی ہے وہ بھی اسی طرح کی ہے یہ اعراب و بدو اپنی عورتون کو وارث
متروکہ نہین کرتے انکا مال غالبًا لوٹ مار نوچ کھسوٹ کا ہے تنوکانی رہنے لکہا ہے خلاصہ کے
یہ صورت ہے کہ مومن کا حال مثل حال رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہونا چاہیے آنحضرت صلعم
بعد بعثت کے تیرہ برس مکہ معظمہ مین رہے وہین کے لوگون سے معاملہ بیع و شرا کا فرماتے تھے اونکے
مہمان ہوتے تھے مگر سوا اوس کے جو بعینہ حرام ہوتا تھا کچھہ ترک نہ کرتے حالانکہ سارے قریش آکل ربا
آکل مال باطل تھے مکہ اوس وقت کچہہ دار حرب بھی نہ تھا کہ جو ہاتھ لگے وہ درست ہو اس لیے کہ وہ تو
بعد نزول اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الخ کے دار الحرب ہوا ہے یہ آیت اوس وقت اوتری
جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طرف مدینے کے ہجرت فرمائی حالانکہ اہل مکہ پر ربا قبل بعثت
بھی حرام تھا تحریم ربا بنی اسرائیل وغیرہم پر عام تھی پہر جب مدینے مین آئے اہل کتاب سے لین دین
رہا عقد جزیہ مین یہ شرط بھی ٹھیری کہ جو مسلمان انکا مہمان ہو یہ تین دن اوسکی ضیافت کرین حالانکہ
یہ شراب پیتے سور کہاتے حرام مال جمع کرتے تھے مگر وہ مال او نکا حق مین اہل اسلام کے حلال ٹھیرا دیا گیا
ہان اتنی بات ضرور ہے کہ اس زمانہ متاخرین بسبب کثرت ظلم و مظالم کے حلال صرف کا ہاتھہ لگنا
بہت مشکل ہو گیا ہے کوئی مال کسی طرح کے شبہے سے خالی نہین بچا ہے

وشیئان معدومان فی الارض درہم حلالٌ وخلٌ فی الحقیقة ناصحٌ

یعنی دو چیزین اس وقت مین ناپید ہین ایک تو حلال کا پیسا دوسرے دوست خیرخواہ سو جسطرح
سلف نے گذر کیا ہے اوسی طرح خلف بھی بسر کرسکتے ہین آنا چاہیے کہ جس مشرک کافر فاسق مبتدع
ظالم اہل ذمہ سے لین دین کرین عقود فاسدہ بیوع وشرا سے بچین سود نلین ندین ناجائز خرید و
فروخت نکرین باقی جو مال ہاتھہ سے ان ظلمہ فسقہ فجرہ کفرہ کے بعوض ثمن اشیاء مبیعات قیمت تجارات
یا عطایاے سلطانیہ مین ملے وہ ان کے حق مین حلال ہے نہ حرام ہان یہ اور بات ہے کہ کوئی
شخص شبہات سے بچے حلال خالص کی تلاش کرے طریقۂ تقشف کو اختیار کرے کہ یہ راہ بھی کچھہ
بری نہین ہے بلکہ بہت اچھا طریقہ ہے فاعل اس طریقی کا محمود ہے صلحای امت ہمیشہ تجارت
کرتے تھے اپنے ہاتھہ سے کپڑا سیتے کتاب لکھتے کوئی اور اچھا پیشہ کرتے اوس سے پیٹ بھرتے
اہل اموال مشتبہ سے بچتے رہتے لکن معہذا جو کمائی ان کامون کی ہوتی ہے وہ غالبا ایسا ہی مال
ہوتا تہا جو مختلط مشتبہ تہا بہت لوگ خیال کرتے ہین کہ یہ اوقاف حلال خالص ہین حالانکہ اونمین ایسے
احوال جمع ہوجاتے ہین جنسے وہ داخل مشتبہات ہین اس صورت مین کوئی راہ سوا اسکے نہین ہے کہ
جسکا حرام خالص ہونا معلوم و متعین ہو اوس مال کی طرف جلدی نکرے ہاتھہ نہ بڑہاوے جسکو مشتبہ
مختلط بحرام جانے حتی الامکان اوس سے بھی پرہیز رکھے اپنی آبرو و دین کو بچاوے جس مال کا حال
معلوم نہو وہ عفو ہے مجرد اس وہم سے کہ یہ مال سلطان مشتبہ یا حرام ہے ترک عطیۂ سلطانی ٹھیک
نہین ہے علمای امت نے ہمیشہ عطایای سلطنت کو قبول کیا ہے جو معاملہ آنحضرت صلعم اہل کتاب سے
کرتے تھے اوسی طرح ہمکو ان ملوک کے ساتھہ چاہیے مال جزیہ منجملۂ مشتبہات ہے حدیث مین مشتبہ
سے بچنے کو فرمایا ہے حالانکہ خود آنحضرت صلعم نے جزیہ لیا ہم کو لینے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ اشتباہ
مال جزیہ کا ہاتھہ مین کفار و اہل ذمہ کے ہے جس طرح سے وہ آیا ہے اونکو ہمکو سب کو معلوم ہے مگر جب
اون کے قبضے مین سے نکل کر ہمارے ہاتھہ مین آیا تو اب ہمارے لیے حلال بن ٹہیرا اس لیے کہ
اول تو اس مال جزیہ کے لینے کا ہم کو حکم ہے دوسرے یہ کہ حرب بنی النضیر و قریظہ و حرب نصاری

مین کہ اہل کتاب تھے اور انکا مال قیمت خمر و خنزیر و ربا و رشوت و نہب و سرقت وغیرہ وجوہ محرمہ سے
جمع ہوا تھا غنیمت سنے اوس مال کو بنص شارع و اجماع مسلمین سب کے لیے حلال کر دیا بلکہ اس
مال کو اطیب ارزاق ٹھیرایا قال تعالی فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا حاصل تحقیق یہ ہے کہ جو عطیہ
سلطان بغیر سوال و استشراف کے ملا ہے وہ حلال بین ہے اوس کے لینے کا حکم خود رسول خدا صلعم
نے دیا ہے انما ھی رزق ساقه الله الیك فرمایا ہے عمر بن خطابؓ سے کہا فکل و تصدق و تمول
ان شئت یعنی کہاؤ کہلاؤ مالدار ہو جاؤ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بہی فرمایا ہے کہ
اللہ تعالی قبول نہین کرتا صدقہ مگر مال حلال سے اس سے معلوم ہوا کہ عطیہ سلطنت حلال ہے
کہاوے صدقہ دیوے مال مشتبہ نہین ہے فائدہ جسکے ہاتہ مین مال شبہات و مظالم کا ہے
جیسے ملوک و رؤسا وغیرہ اونکو چاہیے کہ مال مذکور کو مصارف خیر مین صرف کرین کیونکہ یہ مال
جب تک انکے ہاتہ مین ہے تو شبہات کا مال ہے مگر دوسرے کے ہاتہ مین جاویگا تو حلال طیب
ہو جاویگا اسلیے کہ سلطان نے جو کچہہ نقد و جنس وغیرہ صدقہ و خیرات مین نکالا ہے یہ کچہہ نا فلہ نہین ہے
بلکہ اسکا نکالنا تو اوسپر پہلے ہی سے واجب تہا پس جسکے پاس مال غیر طیب موجود ہے اور وہ بذریعہ
مظالم وغیرہا جمع ہوا ہے جب یہ اوس مال کو صرف کر دیتا ہے تو ظلم و غصب سے اسکی رہائی ہو جاتی
ہے مراد مال مظالم و نحوہا سے اس جگہ وہ مال ہے جو اسکو خزانہ ریاست یا بیت المال سلطنت مین
جمع کیا ہوا ملا ہے یا ترکی ورثی مین ہاتہ لگا ہے اور کوئی مالک اوس مال کا معلوم نہین ہے تو صورت
نجات کی اوس مال حرام سے یہ ہے جو ذکر کیگئی یہ مطلب نہین ہے کہ امرا و رؤسا مال حرام مال مظالم
جمع کرین پہر اوسکو مصارف خیر مین اوٹہا دین کہ یہ سرے ہی سے اظہر البطلان ہے رہی یہ بات کہ
جو علما و صلحا متورع متقی تھے انہون نے جوائز سلطانی کو قبول نہین کیا سو تورع کرنا حلال بین سے
بھی مندوب ہے اللہ تعالی کو محبوب ہے یہ بات نہین ہے کہ جس چیز سے کسی صالح نے تورع کیا ہے
وہ چیز حرام ہی ہوتی ہے یا مشتبہ بلکہ جو حلال مال مین تقلیل کرے تارک مال طیب ہو تو ایسا شخص
نزدیک خدا کے اوس شخص سے زیادہ تر دوست و عزیز ہے جو مال طیب بکثرت رکہتا ہے اسی لیے فقرا

اغنیا سے پانسو برس پہلے بہشت مین جاوین گے اغنیا سے مراد وہ لوگ ہین جو مال حلال رکھتے
ہین کیونکہ یہی لوگ لائق مغفرت وجنت کے ہین نہ وہ آسودہ لوگ جن کے پاس مال حرام جمع
ہے کہ وہ تو لائق دوزخ کے ہین ابن حزم نے محلے مین لکھا ہے جسکو کوئی چیز بے مانگے ملے
اوسپر لینا اوس چیز کا واجب ہے پہر لیکر اختیار ہے کہ اوسی کو ہبہ کردے جسنے وہ چیز دی ہے یا کسی
اور کو بخشدے اسی طرح حکم صدقہ وہدیہ وغیرہ سائر وجوہ نفع کا ہے دلیل اسکے وجوب کی وہی حدیث
عمر رضی اللہ عنہ ہے جسمین حکم لینے عطا کا بدون مسئلے کے اور منع استشراف نفس سے آیا ہے جو کوئی
اس شخص کو کچھہ دیتا ہے خواہ وہ سلطان ہے یا غیر سلطان عادل ہے یا ظالم سو یہ عطا اس بات
سے خالی نہین ہے کہ لینے والا جانتا ہے کہ اسنے مجھکو مال حرام دیا ہے یا مال حلال یا بالکل نہین
جانتا کہ حلال ہے یا حرام اگر ظن غالب یہ ہے کہ حرام ہے یا حلال یا دونو امر ممکن ہین تو جس مال کے
حرام ہونے کا یقین ہے کہ وہ بغصب وظلم لیا گیا ہے تو اوسکو نہ پہیرے اس لیے کہ اوس کے
رد کرنے مین اعانت ظالم ہے ظلم وعدوان پر لینے مین اعانت ہے بر وتقوی پر ہان اگر اسکو
معلوم ہے کہ یہ مال فلان شخص کا ہے اس ظالم نے اوس سے چہین کر مجھکو دیا ہے تو اسکا پہیرنا اور بھی
بدتر ہے گویا اس رد مین اوس ظالم کو مظلمہ مذکور پر قائم رکہنا ہے بلکہ یہ اس مال کو لیکر اوس شخص کو
دیدے جسکا وہ مال ہے اور اگر نہین پہچانتا کہ یہ مال کسکا ہے تو اس مال کو مصالح مسلمین مین صرف
کرے اچھے نیک کامون مین اوٹہا دے اور جو نہین جانتا ہے کہ حلال ہے یا حرام ہے کیونکہ اکثر
معاملات خلق کے الا ماشاء اللہ اسی طرح پر ہین تو اگر اسکو حرام کردیا جاویگا تو سارے معاملات حرام
ہوجاوین گے کوئی صورت جواز تعامل کی حلت لین دین کی باقی نہ رہیگی عہد نبوت مین سرقات و
معاملات فاسدہ غیر مشروعہ بہت تھے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی سبب سے خنہ
اون اموال کا تعامل مردم مین حرام نہین کیا ہان ایک قوم نے منجملہ اہل تقوے وورع کے ایسے
مال سے جو انکے ظن غالب مین حرام تہا پرہیز کیا ہے سو یہ کچھہ برا نہین بلکہ وجوب نصیحت مین
داخل ہے اگر جی چاہے تو ایسے مال کو لیلے کچھہ مضائقہ نہین اور چاہے لیکر صدقہ وخیرات مین صرف

کردیا تو بہرحال اوسپر اجر ہے اور اگر سرے ہی سے نلیا تو بھی کچھ حرج نہین بلکہ کمال تقویٰ سے ہے
واتقوا اللہ حق تقاتہ کا یہی مطلب ہے

فصل

سارے مسلمانون کا اجماع ہے کہ امر بمعروف نہی عن المنکر واجب ہے بڑے ستون دین کے یہی
دو کام ہین ہر فرد مسلمان پر انکا وجوب ثابت ہے پہر جسکو منصب امامت یا قضا یا ولایت یا
ریاست حاصل ہے اوس کے حق مین فرضیت انکی زیادہ تر مؤکد ہے ف زمانہ نبوت و خلافت
راشدہ وغیرہ مین کوئی شخص آپ سے قاضی مفتی نہوتا تہا جب تک کہ خلیفہ یا امام اوس کو اس کام پر
مقرر نکرے بلکہ کوئی شخص تالیف تصنیف دینیہ بھی نہین کرسکتا تہا جب تک کہ ملوک و علماے وقت
اوسکو لائق اس کام کے نہ سمجھ لیتے اب ہر ایک جاہل کم علم مقلد مذہب اور عوام الناس کو یہ حوصلہ پیدا
ہوگیا ہے کہ بڑے بڑے اہل علم پر معترض ہوتے ہین رسالے بناتے ہین کوئی ایسا حاکم باقی نہین
رہا ہے جو انکو تنبیہ تادیب کرے ایک سبب اعظم غربت دین کا یہ فساد خامہ فرسائی بھی ہے محب اللہ
الہ آبادی نے جب رسالہ[1] وحدۃ الوجود تالیف کیا تو سلطان[2] دہلی کی طرف سے سخت باز پرس
ہوئی کتاب مذکور جلا دی گئی سلف کے حکام اسلام اگر ایسا نکرتے تو یہ دین قائم نرہتا اب وجوب تقلید شخصی
مین رسالے کے رسالے بنتے ہین سارے عوام تباہ ہوگئے کوئی ان کتابون کو نہ جلاتا ہے نہ دریا مین
ڈبوتا ہے اسلام غریب نہو تو کیا ہو امین بن ابراہیم نے تاریخ وافی مین بذیل ذکر ہارون رشید
لکہا ہے ولما رأی تکاثر الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امر بان لا یعتمدوا
الا القرآن وبعض الحدیث المجتمع علی صحتہ وجمع جمیع الکتب التی کانت سببا
للجدال فکانت حمل مائتی جمل فارسل ورماها فی دجلۃ انتہی زنادقہ نے اٹہارہ ہزار
احادیث بنائے تہے یا زیادہ ہارون نے اسی قسم کی کتابونکو دجلے مین ڈبوا دیا جو کتب مجمع
علے الصحۃ تھی جیسے صحاح وغیرہ اونکو باقی رکہا اب اگر خدا کسی کو ایسی توفیق دے کہ وہ ان کتب رای
و قیاس کو جمع کرکے دریا مین غرق یا آگ مین حرق کر دی تو یہ سارا فساد اختلاف و ہرج کا اٹھ جائے

دور ہوجاتا ہے خالص کتاب وسنت واسطے عمل کے باقی رہجاویگی ف تحکیم ایک دوسرا طریقہ
ہے قضا سے علیحدہ جب فریقین نے یہ التزام کیا کہ جو حکم پنچایت سے ہوگا وہ ہمکو منظور رہیگا تو
التزام انکا سبب لزوم اس حکم کا ہوجاتا ہے قرآن وحدیث دونو سے جواز اس تحکیم کا ثابت ہے
جزا صید مین اسکا اعتبار کیا گیا ہے قضیۂ بنی قریظہ مین سعد حکم ہوئے تھے زوجین کے جھگڑے مین
بھی ایک ایک شخص کا حکم ہونا دونو طرف سے آیا ہے ف جس سے مسلمان بیعت نکرین وہ امام و
ولی نہین ہوسکتا ہے ہان یہ محتسب مثل آحاد مسلمین کے ہے جنپر قیام با مر و نہی واجب ہے
سو جسمین صلاحیت قضا ہو وہ مثل محتسب احتساب کرسکتا ہے محتاج ولایت نہین ہے محتسب کو
ایسا ہی ہونا چاہیے کہ وہ صالح قضا ہو اوامر و نواہی کو جانتا ہو ف مقتضیات قضا سے ایک
یہ بات ہے کہ خصوم حاضر ہون زحام نہو آوازین بلند نکی جاوین مدعی مدعا علیہم شور غل نکرین
اس لیے کہ غل غپاڑے سے ذہن حاکم کا مشوش ہوجاتا ہے سماع واجابت دعوی اچھی طرح نہین ہوتا
ہے پورا مطلب سمجھ مین نہین آتا ف مدعی مدعا علیہ مین برابری کرنا واجب ہے ورنہ عدل نہوگا آنحضرت
صلعم نے حکم دیا ہے کہ خصمین سامنے حاکم کے بیٹھین جب بیٹھنے مین دونو برابر ٹھیرے تو بات چیت خطاب
جواب تعزیر تقیید مین بالاولی برابری چاہیے حاکم کو نچاہیے کہ احد الخصمین پر چلا کر بولے دوسرے سے
نرم بات کرے یہ جب ہے کہ دونو مسلمان یا دونو غیر مسلمان ہون ورنہ کافر کو ٹھرا رہے مسلمان بیٹھ جاوے
اس لیے کہ حدیث مین آیا ہے لاتساووھم فی المجالس یہ حدیث ضعیف ہے ف حاکم پہلے مدعی
کی بات سنے پھر مدعا علیہ کی یہ نکرے کہ ایک ہی کے بات سنکر حکم لگادے حکم جب دے کہ مقدمے کو
خوب ٹھونک پیٹ کر سمجھ بوجھ لے ورنہ عدل نہوگا ف مدعی کے گواہ و بینہ کا حال اگر حاکم کو معلوم نہو تو تحقیق
کرلے بے دریافت قبول نکرے مدعا علیہ کا طرفدار نبنے مدعا علیہ سے کہدے کہ ثبوت دعوی مدعی
کا اس طرح پر ہے اگر وہ اوسکو دفع کرے تو مہلت دے ورنہ حکم جاری کرے ف اللہ تعالی نے بندو پر
ظلم کرنا حرام کیا ہے کسیکا استثنا نہین کیا والد ہو یا ولد اگر باپ ظلم سے باز نہ آوے تو حاکم اوسکو
قید کرسکتا ہے یہان تک کہ اوس ظلم کو بیٹے سے اوٹھادے اگرچہ حق والدین بہت بڑا ہے مگر ظلم بھی

اونکو قدرت وینا منع ہے رہی یہ بات کہ باپ کے عوض اولاد سے بھی مواخذہ جائز ہے یا نہین سو جواز اسکا بخوبی ثابت ہے محتاج بیان نہین ہے اور اگر باپ بیٹے کو مار ڈالے تو قصاص نہین آتا وعلی ہذا القیاس غرضکہ بعد خدا و رسول کے کسیکا حق واکرام آدمی پر ماں باپ سے زیادہ نہین ہے ماں کا حق باپ سے دگنا لگتا ہے ماں باپ اسکے جنت و دوزخ ہین **ف** جو قید ہوا وہ اپنے پاس سے کہاوے اوس کی خوراک دوسرے کے ذمے نہین ہے یہان تک کہ جو حق اوسپر واجب ہے اوسکو ادا کرے پہر اگر بعد اوس کے بہی اوسکو قید رکہے تو جسنے اوسکو قید کرایا ہے وہ اوسکو کہلاوے اس لیے کہ وہ ظالم ہے اونسے اسکو قید کرار کہا ہے اس ظلم کی یہی سزا ہے کہ اوس محبوس کو یہ ظالم خوراک وغیرہ دیوے اور جو محبوس فقیر ہے اور ہی ادا ہوری حق نہین کرتا ہے تو وہ منجملہ اون محاویج کے ہے جن کو بیت المال سے کچہہ ملنا چاہیے تہا یہ خوراک طرف سے حاکم کے بسبب اوسکے فقر کے ہے خواہ محبوس ہو یا نہو اس لیے نہین ہے کہ وہ متمرد عن الحق ہے مگر یہ حکم جب ہے کہ کسی مطالبۂ مال مین محبوس نہو جیسے حد یا قصاص یا خسارہ وغیرہ اور جو حبس اوسکا بابت کسی صیغۂ مال کے ہے اور وہ اپنی جان کے نفقے سے بہی عاجز ہے تو اوسکو چہوڑ دینا چاہیے اوسکا قید رکہنا بیفائدہ ہی **ف** سبحان اللہ و احوال کی اجرت مال مصالح مسلمین سے دینا چاہیے اگر گنجایش نہو تو پہر اوسی متمرد سے دلوا سکیے جو باعث حاضر عدالت نہوتا تہا یا اوس محبوس سے جو کسی حق واجب مین قید کیا گیا ہے خفاجی نے شفاء الغلیل مین لکہا ہے کہ زمانۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم مین کوئی قید خانہ نہ تہا مسجد مین یا گہر کے دہلیز پر مجرم کو محبوس کرتے تہے جب علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو انہون نے قید خانہ احداث کیا اوسکا نام نافع رکہا کچہہ مضبوط مکان نہ تہا مجرم لوگ اوسمین سے نکل بہاگتے ناچار دوسرا جیلخانہ طیار کیا اوسکا نام مخیس رکہا انتہے اخضعوا فیہا ولا تکلمون **ف** حاکم کو چاہیے کہ شش علی الصلح کرے قوارع وزواجر کا ذکر کرکے ڈراوے خصومت باطلہ پر وعید سناوے جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تہے کیونکہ کبہی کوئی مسلمان وعید سنکر بہی دعوے باطل سے دست بردار ہوجاتا ہے یہی ایک صورت

فیصلۂ حق کی ہے **ف** نمبر وار خصوم کا بلانا و اصلین کی ترتیب رکھنا مقدمات کا مرتب تاریخ وار
فیصلہ کرنا اچھا طریقہ ہے اسمین انتظام رہتا ہے اسکے خلاف کرنے مین جور ہے نہ عدل اس لیے کہ
جسکا مقدمہ پہلے دائر ہوا ہے اوسکا فیصلہ بھی پہلے ہونا چاہیے جب پچھلے کو مقدم اول کو مئوخر کردیا
تو یہ عدل نہوا ظلم ہوا **ف** جس مقدمے مین عورتون کا شمول ہو تو مجلس اونکی مردون کی
مجلس سے علیحدہ رکھے خلط مبحث نکرے اس لیے کہ اختلاط نساء و رجال مین وسائل سنکر ذرائع وقوع
معصیت بہت پیدا ہو جاتے ہین اسی لیے یہ دستور ہے کہ قید خانہ عورتونکا علیحدہ مردونکا علیحدہ
ہوا کرتا ہے **ف** ضعیف و قوی مین برابری کرے ایسا عدل جاری فرماوے کہ قوی کو طمع ضعیف
کو ناامیدی نہو یہ وہ عدل ہے جس کے سبب سے آسمان و زمین قائم ہین اگر ذرا بھی ان دونو
مین فرق کریگا یا بال برابر امتیاز دیگا تو ظالم ہوگا ہان اگر احد الخصمین مین ایک دہقانی ہے دوسرا
شہری ہے تو گانو والے کو مقدم کرنا مضائقہ نہین ہے اس لیے کہ جو مشقت اوسکو ہے وہ شہری
کو نہین ہے اوسکا فیصلہ جلدی کرکے اوسکو رخصت کردیا جاوے فصل خصومات مین دیوانی ہون
یا فوجداری تاخیر بے ضرورت کرنا منع ہے آج کل ذرا ذرا سے مقدمے مین مہینون برسون آدمی
عدالتون کی خاک چھانتے ہین مدتون تک حوالات مین پڑے خراب برباد ہوا کرتے ہین یہ سراسر
ظلم ہے یہ عدالت نہین ہے ایک ظلمہ عظیم ہے پہلے زمانے مین ایسے فیصلے روبرو حاکم کے
فی الفور طے ہوکر زبانی حکم کی تعمیل کردی جاتی تھی اب اگر بے لکھے پڑھے نہین بنتا ہے تو جس قدر
عجلت ممکن ہے اوتنا تو ضرور ہی واجب ہے ورنہ پھر سرے سے عدالت کا نام ہی لینا حرام ہے
ف حاکم کو مستحب ہے کہ وقت فیصلے کے علمای ریاست کو حاضر و موجود رکھے اگرچہ وہ کیسا ہی
عادل عالم کیون نہو اس لیے کہ اگر کسی معاملے مقدمے مین اسکو سہو یا نسیان یا خطا ہوگا تو
عالم اوسپر آگاہ کر دیگا خصوصا اوس رئیس پر تو استحضار انکا مئوکدتر ہے جو عالم نہین ہے مسائل
فقہ کا صور دقیقہ کو خود نہین پہچان سکتا ہے مطابق کتاب و سنت یا باجتہاد صحیح حکم نہین دیسکتا ہے
علمائی کی موجودگی سے ایک یہ بھی بڑا فائدہ ہے کہ اگر یہ کوئی حکم جور یا تعصب یا نفسانیت کا دینا

چاہتا ہوگا تو انسے شہرا کریا انکی بات سنکر اوس حکم ظلم و جور سے باز رہیگا ملوک و سلاطین قدمائے اسلام اسی طرح کیا کرتے تھے مگر جب سے لکھ بن لگے امیر رئیس ہونے لگے یہ سارے قاعدے انصاف کے مٹ گئے نری ہٹ دہرمی ظلم خالص باقی رہگیا جو مونھہ سے کہدیا وہی حکم ہے خواہ اوسمین نقصان دین کا ہو یا دنیا کا خواہ کسی کی آبرو جاوے یا رہے یہ نقصان اگرچہ ظاہر مین محکوم علیہ کا ہوتا ہے نہ حاکم کا مگر خدا کے نزدیک یہ حاکم ظالم ٹھیرجاتا ہے اگر یہان وبال ظلم کا اسپر نہ پڑا تو نہ سہی وہان کا عقاب تو سب سے زیادہ ہے اوسکا علاج کیا کریگا ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ حالانکہ خالق کی معصیت مین اطاعت کسی مخلوق کی نہیں ہے رعایا پر لازم نہین پر تعمیل اوسے حکم کی واجب ہوتی ہے جو موافق شرع ہے ورنہ اوس نافرمانی سے نزدیک خدا کے یہ عاصی نہین ہوتا ہے بلکہ مطیع ہے گو کوئی اسکو کسی عدول حکمی کا مرتکب کیون نہ سمجھے ف حاکم پر واجب ہے کہ خصم کو اوس کے نفع نقصان پر آگاہ کردے جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا کرتے تھے فرمایا الک بینۃ تیری پاس کوئی بینہ ہے الک یمینہ تیرے لیے مدعا علیہ پر یہی قسم کھانا ہے کبھی یون کہتے شاھدالک او یمینہ یعنی تو دو گواہ لا یا وہ قسم کھالیگا کیونکہ احکام شریعت کچھہ دھوکی ڈھری تعاریا نہین ہین بلکہ ایک کھلا ہوا راستہ ہے جسکا دانا نادان یکسان و برابر ہے حاکم نے جب خصمین کو بتا دیا کہ تجھکو یہ چاہیے اوسکو یہ چاہیے تو اسکا ذمہ بری ہوگیا ورنہ چھپانے ضابطہ و قانون عدالت سے ظالم ٹھیرجاویگا اسی لیے حکام انصاف پسند قوانین منضبطہ کو عوام و خواص مین رائج کر دیتے ہین کہ کوئی عامل وغیرہ خلاف اوس کے کارروائی نکرے یہ بیچارے ناواقفی دستور کے سبب ناحق مارے نجاوین ف حاکم ایسے قاضی مفتی مہتمم عامل مقرر نکرے جنکا متعصب ہونا معلوم ہے کیونکہ یہ تعصب سبب حق تلفی خلق کا عدم انصاف معاملے کا ہوگا تو پھر گویا دیدہ و دانستہ ظلم کراتا ہے ف حاکم مامور ہے ساتھہ اس امر کے کہ درمیان آدمیون کے حکم کرے اگرچہ خود بھی وہ ایک آدمی ہے مگر اس حیثیت سے کہ حاکم ہے گویا اونمین سے خارج و علحدہ ہے اوسپر یہ بات صادق نہین آتی کہ وہ احد الخصمین ہے اس لیے جو معاملہ اوسکا ذاتی ہو اوسمین وہ خود حکم نہ دے کہ تہمت کو ایسی جگہہ بہت گنجایش ہے بلکہ

اپنے شرکا رو لونڈی غلام کے معاملے مین بہی خود حاکم نہ بنے کیونکہ مال عبید کا آپ کا مال ہے فیصلہ اپنے معاملات کا حوالہ قضاۃ وغیرہم کرے جو حکم شرع کا اوس مقدمے مین ہوگا اوس کے موافق دوسرا حاکم فیصلہ کردیگا گویہ حاکم اسکا ملازم یا محکوم ہے کیونکہ نہو اسمین ذات حاکم تہمت سے بری رہیگی سلاطین وملوک قدمای اسلام اسی طرح کیا کرتے تھے اپنی ذات کے لیے آپ حکم نہ دیتے علما و قضاۃ کے سپرد کردیتے پہر وہ حکم اونکا خواہ موافق نفس کی ہوتا یا مخالف دم نمارتے اب وہ زمانہ ہے کہ اگر ایک ادنی حکم ہے کوئی قاضے یا عالم خلاف مرضی رئیس یا حاکم دیتا ہے تو وہ رئیس اوسکی صورت سے بیزار ہوجاتا ہے یا اوسکو برطرف کردیتا ہے ہر والی و رئیس یہ چاہتا ہے کہ جو ہماری مرضی ہے اوسی کے موافق قضا فتوے سزا جزا رہائی ہو ہمارے اقربا کی طرفداری ہو ہماری قوم کے سرداری ہو چنانچہ دیکہا سنا جاتا ہے کہ سارا قانون ریاست کا غربا رعایا و ملازمین پر جاری ہے ذوی القربی اہل قوم کیساہی قصور کرین اونکے حق مین کوئی قانون دستور دین دنیا کا چل نہین سکتا اسی کو حدیث شریف مین عصبیت جاہلیت کہا ہے ایسے ہی امیر ذنکو دوزخ کا امیر بتایا ہے حالانکہ مقتضای منصب امامت ریاست ولایت یہ ہے کہ غیر سے اگر کسی امر مین درگذر بہی ہوجاوے تو ہوجاوے مگر اپنے اقارب و اولاد و اپنی جان پر درگذر نکرے اس لیے کہ اس درگذر مین تہمت ظلم و جور اسپر لگتی ہے وہان یہ تہمت نہین لگتی وہ رحم سمجہا جاتا ہے یہ تعصب صحیح ہے

ف حاکم اپنے علم پر حکم جاری کرسکتا ہے یہ حکم اوسکا عدل و حق ہے گو اہل رائے نے اسکا انکار کیا ہے مگر یہ حکم غیر حدود مین ہے اس لیے کہ حدود مین جب نصاب معتبر موجود نہو گا تو ادنی شبہہ سے یہ حدود دفع ہوسکتے ہین مراد حاکم سے وہ ہے جو جامع عدل و ورع ہو نہ وہ حاکم جو خود متہم یا مشتبہ ہے کہ وہ کیا اور اوسکا علم کیا اور اوسکا حکم کیا **ف** جو متولی حکم بذات خود علم و دین رکہتا ہے اسی طرح اوسپر قادر ہے تو ظاہر یہی ہے کہ اوسکا حکم حق و عدل ہوگا اوس کی تنفید تحقیق بہت درست ہوگے معہذا اوس کے حکم کا مرافعہ ہوسکتا ہے کوئی مانع اس سے نہین ہے **ف** خط کتابت پر عمل کرنا جائز ہے دستاویزات کا اعتبار شرع مین ثابت ہے قرآن و حدیث و اجماع اسپر دلیل ہین اگر تحریر

وکتابت نہوتی تو ساری شریعت زائل ہوجاتی بلکہ دستخط کا اعتبار مہر کے اعتبار سے بھی زیادہ
ہے ہوسکتا ہے کہ ویسی مہر بنالے یا چہرا کر لگالے خط بنانا مشکل ہے گو محال نہو **ف** حاکم کا حکم
فقط ظاہر مین چلتا ہے باطن مین دخل نہین کرتا اوسکے حکم سے نہ کوئی حلال حرام ہوسکے نہ حرام
حلال گو ظاہر مین خلق اوس کی تعمیل کیون نکرے یہ قول اہل رائے کا کہ حکم حاکم محلل حرام محرم حلال
ہوجاتا ہے گو نفس الامر و واقع مین خلاف اوسکے ہو قول باطل ہے قرآن وحدیث دونو اس
رائے کو رد کرتے ہین **ف** جس عامل ملازم نے جور کیا یا رشوت لی وہ لائق عزل ہے اس لیے
کہ عدالت اوس کی جاتی رہی اب امام کو نچاہیے کہ اوسکو بحال رکھے ورنہ خود بھی مثل اوسکے
ساقط العدالۃ ہئیر یگا **ف** حاکم کا حکم بدون کسی دلیل جلی کے شکست نہین ہوسکتا ہے بلکہ بجا آوری
اوس حکم کی جو اوسنے سمجھ بوجھکر موافق شرع کے دیا ہے واجب ہے ہان اگر اوس حاکم سے اوس حکم
مین کوئی غلطی فاحش ہوئی ہے یعنے حکم اوسکا مخالف کتاب وسنت ہے تو دوسرا حاکم اوسکو
نقض کرسکتا ہے قاضی متولی حکم جو نا اہل قضا نہین ہے اوسکا حکم سرے ہی سے باطل ہے
حاصل یہ ہوا کہ لزوم حکم حاکم وجوب امتثال امر والی تحریم نقض حکم مذکور اوسی وقت ہے کہ راجح طرف
مطابقت حق کے ہو عدم لزوم جواز نقض اوس وقت ہے کہ راجح طرف مخالفت حق کے ہو **ف**
جس حاکم نے خلاف حق حکم دیا وہ جائر ظالم ستمگر ہے یہ جور اوس کی حکومت کو باطل کرتا ہے اسپر تو
اجتہاد کرنا واجب تھا جب اوسنے اجتہاد نہ کیا راجح کو مرجوح سے نہ پہچانا بلکہ جان بوجھ کر حکم بباطل دیا
تو یہ بہت بڑی جرأت ہوئی مخالفت خدا و رسول پر ایسا شخص لائق حکومت کے نہین ہے **ف**
اللہ تعالی کا مال مصالح مسلمین کے لیے جمع کیا جاتا ہے اسی لیے اوسکو بیت المال المسلمین کہتے ہین اعظم
مصالح مین سے یہ ہے کہ قضاۃ عادلین مقرر کیے جاوین عمال دیانت دار امانت دار مامور ہون ہر
کام کے آدمی کو بقدر اوس کی محنت وخیر خواہی دین کے رزق دیا جاوے امام وخلیفہ بھی اوسمین سے
اوتنا ہی رزق لین جتنا کام ریاست کا کرتے ہون انکا حق اونسے مسلمان کے حق کی برابر ہے
جس طرح زیادہ کم محنت والون کو زیادہ یا کم اجرت ملتی ہے اوتنا ہی استحقاق انکا ہے جو انمین زیادہ

کام کرے وہ زیادہ لیوے جو کم کرے وہ کم لیوے یہ جو ملوک و سلاطین بیت المال کو اپنا ذاتی
مال سمجھکر اپنی جان یا اولاد یا اقارب پر صرف کرتے ہین بالکل حق تلفی اسلام و مسلمانون کی ہے
سراسر ظلم و جور و ستم ہے یہ مال کسی طرح انپر حلال نہین ہے کیا تم نے نہین سنا کہ خلفای راشدین
کیا حق لیتے تہے اگلے سلاطین اسلام باوجود پادشاہی محنت مزدوری کرکے کہاتے تہے بیت المال کا
مال رعایا کا مال سمجھتے تہے اوسمین سے اونکا حق بموجب حکم خدا و رسول بمقدار واجب دیتے تہے یہ عیش ہائے
اسراف کس جگہہ درست ہے جو آج کل کے روسا و امرا کرتے ہین یہ نوچ کہسوٹ جو انکے ملازم کرتی
ہین یہ کس دین مین درست ہے یہ دعوی استحقاق معاش و جاگیر و ریاست کی جو انکی اولاد یا اولاد
کی اولاد کرتی ہے کہان درست ہین **ف** جو شخص عدل نہین ہے اوس کی بات کا اعتبار نہین
شرع شریف مین عدالت شہود وغیرہ کا بڑا اعتبار رکہا گیا ہے مگر اس زمانے مین کہ مدعی مدعا علیہ
بہی عدل نہین ہوتے ہین جیسے خصوم ہین ویسے ہی شہود اس لیے انہین شہود کی شہادت جاروناچار
مسموع کی جاتی ہے ظاہر حال کو دیکہہ لیا جاوے کہ نمازی روزہ دار ہے زیادہ کُوہ کُرید کرنا ضرور
نہین اس لیے کہ پہر زمین کے پردے پر کوئی شاہد عدل نملیگا جب نملا تو کوئی راہ واسطے فصل
خصومات کے بہی باقی نرہیگی ہان جو لوگ ایسے ہین کہ اونکا جہوٹا ہونا الم نشرح ہے شرابی زانی قمار باز
مغلم لوطی سود خوار رشوت گیر فریبی دغا باز مکار جعلساز حرامکار حرامخور مشہور ہین اون کی بات و گواہی
قبول نکرے حتی الامکان تزکیہ شہود کر لے پہر توکل بخدا کرکے حکم دیوے انشاء اللہ تعالی اسکا ذمہ بری
رہیگا کیونکہ اپنے سے تو کوشش کر لی جو بات اسکے اختیار مین نہین ہے اوسپر اسکی پکڑ بہی نہین
فاتقوا اللہ ما استطعتم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کتاب ظفر اللاضی مین مسائل قضا بہت
تفصیل سے لکہے ہین اون سب کا اس جگہہ نقل کرنا ضرور نہین ہے کیونکہ مقصود بیان کرنا
کلیات احکام کا ہے نہ جزئیات قضایا کا

فصل

مفتی کو جائز ہے کہ جواب مستفتی سے عدول کرکے جو بات اوس کے لیے انفع ہے وہ اوسکو بتاوے

جس طرح قرآن مین آیا ہی یسألونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین
الآیۃ تیسرا جائز ہے کہ سوال سے زیادہ جواب دے بخاری رح نے اس کے لیے صحیح مین ایک باب مقرر کیا ہے
کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا محرم کیا پہنے فرمایا یہ نہ پہنے وہ نہ پہنے کئی چیزون کا
ذکر کر دیا مفتی کو چاہیے کہ اگر مستفتی کو اوس کے سوال سے روکے تو کوئی اور بات نفع کی اوسکو
بتا دے جس طرح آنحضرت صلعم نے ایک صاع تمر جید کو بعوض دو صاع ردی کے لینے سے منع کیا
پھر کہا سب کو بیچکر اوسکی قیمت سے اچھی کھجور خرید کر فتوے مین سائل کو وجہ احتراز پر آگاہ کر دینا
بھی چاہیے اوس جگہہ [illegible] کہ وہم طرف خلاف صواب کے جاتا ہو جس طرح بعد لا یقتل مومن
بکافر کے یہ بھی فرما دیا کہ ولا ذو عھد فی عھدہ فتوے مین دلیل حکم کا ذکر کرنا ماخذ کا بتا دینا بہتر
ہے جہان تک ہو سکے کیونکہ نرے حکم سے کبھی ضیق عطن ہوتا ہے رسول خدا صلعم کے اکثر
فتاوے اسی قسم کے ہین کہ اونمین دلیل حکم تعلیل امر موجود ہے جب کوئی حکم غریب ہو تو اوسکے
تمہید پہلے سے کرکے دلیل بیان کرنا اچھا ہے اسمین غرابت اوس حکم کی ذہن سے سامع کی دور
ہو جاتی ہے مفتی کو ثبوت حکم پر حلف کرنا منع نہین گو نزدیک سائل کے وہ حلف موجب ثبوت حکم
نہو اس حلف سے اتنی بات ضرور حاصل ہو گی کہ وہ مفتی اوس فتوے مین اعتماد و ثقت پر ہے
کسی طرح کا شک و شبہ اوسمین نہین رکھتا ہے قرآن پاک مین خدا نے حدیث مین رسول خدا صلعم نے
بہت امور کو قسم کہا کر بیان فرمایا ہے مفتی کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے فتوی بالفاظ نصوص
دے کیونکہ غالب الفاظ نصوص کے متضمن حکم و دلیل پر ہوتے ہین سلف صالح کا یہی طریقہ
تھا کہ جب اون سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو آیت یا حدیث پڑھ دیتے یا لکھ دیتے اسلیے کہ جو جامعیت
کلام الوہیت و نبوت مین ہے وہ کسی عالم امام مجتہد کے کلام مین نہین ہے مسئلہ بھی معلوم
ہو جاتا ہے تبلیغ کتاب و سنت بھی ہوتی ہے ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار جب سے
علماء خلف نے الفاظ نصوص عبارات ادلہ مبانی براہین کو فتاوے مین لکھنا ترک کر دیا اقوال رجال
پر اکتفا کیا تب سے عجب طرح کا فساد مذہب مین خلل عقائد و اعمال مین پیدا ہو گیا ہے ہزارون

بدعات پھیل گئے ہین سیکڑون سنتین مرتفع ہوگئی ہین غرضکہ جو عصمت و عفت الفاظ و معانی نصوص کے اندر رہتے جو بیان و تفسیر عبارت اوکے کتاب و سنت مین ہے ویسے کسی کی مبانی و معانی مین نہین جسنے ہدایت وحق کو غیر مشکوۃ نبوت مصابیح سنت سے لینا چاہا وہ مشکل مین پڑ اوس کا بیڑا پار نہو گا ؎

کسانیکہ زین راہ برگشتہ اند ‌ ‌ ‌ برفتند و بسیار سرگشتہ اند

مفتی کو پہونچتا ہے کہ اللہ و رسول پر اس بات کی شہادت دے کہ خدا نے یا رسول نے اسکو حرام کیا ہے یا حلال یا واجب یا مکروہ اپنی طرف سے ہرگز کسی چیز پر حکم حلت یا حرمت کا لگا دی خواہ یہ حکم اوسکا ٹھیک ہے یا نہین سائل اگر یہ پوچھے کہ مطابق کتاب و سنت کے حکم دو تو دیا حکم اور اگر کہے کہ موافق قول امام کے مسئلہ بتا دو تو جو قول امام کا نزدیک اس کے یقینی ہو اوسکو کہدے مگر اوس قول کو منسوب طرف اوس امام کے نکرے یعنے اس خیال پر کہ وہ قول فلان کتاب مین طرف امام کے منسوب ہے خدا جانے امام نے کہا ہے یا نہین یا اوس سے رجوع کیا ہے یا نہین یا اصول امام پر دوسرے نے بنایا ہے یا اوس کے کسی ہمنام نے وہ مسئلہ نکالا ہے کتب فروع مین جو اقوال ائمۂ مذاہب کے لکھے ہین اونکی سند متصل مرفوع تا امام ثابت نہین ہوتی ان کتب مین قول امام قول اتباع امام دونو خلط ملط ہین پھر اگر وہ قول یقینی بھی ہو تو اگر موافق ظاہر کتاب و سنت کے ہے تو لائق فتوی ہوگا ورنہ کالاے بد بریش خاوند ہے اور اگر سائل نے یہ کہا کہ جو تمہارے نزدیک ثابت ہے وہ بتا دو تو جو بات اس کے ظن غالب مین بعد استفراغ وسع کامل و بذل جہد تام کے قوی اشبہ بقرآن و حدیث معلوم ہو وہ اوس سے کہدے اس لیے کہ دین اللہ کا ہے یہ فقط مفتی ہے اس سے ہر فتوے کا سؤال روز حشر روبروی ذو الجلال ہوگا مفتی پر حرام ہے کہ فتوی موافق اپنے مذہب تقلیدی کے دیوے حالانکہ جانتا ہے کہ مذہب غیر کا اس مسئلے مین اقوی ارجح ہے دلیل صحیح اوسی کے موافق ہے مگر ریاست و منصب نے اوسکو اس تعلیم پر مجبور کر رکھا ہے اس فتوے مین یہ خائن خدا و رسول خائن سائل ہوگا ایسے شخص پر جنت حرام ہے

مفتی کو نہ چاہیے کہ سائل کو حیران کرے اشکالات و اغلوطات کا استعمال کرے بلکہ ایسا فتوے
لکھے جو فصل خطاب کافی مقصود د باب ہو پھر حاجت طرف غیر کے باقی نرہے مثلا کوئی مفتی سے
پوچھے کہ مواریث کا کیا حکم ہے تو وہ یہ لکھے کہ موافق فرائض اللہ کی تقسیم کرو اس لیے کہ وہ سرے ہی سے
فرائض نہین جانتا مفتی صاحب اوسکو بتاتے نہین بتا وین کیا خاک خود تو جانتے ہی نہین ہین
زبردستی کے مفتی بنے ہین افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ابن حزم نے کہا ہمارے پاس ایک مفتی صاحب
تھے جب تک کوئی پہلے اونسے فتوی نہ لکھدیتا وہ آپ فتوی نہ لکھتے پھر دوسرون کے فتوے پر یہ
لکھدیتے کہ ہمارا جواب بھی اس مسئلے مین وہی ہے جو فلان شیخ کا جواب ہے اتفاقاً ایک مسئلے مین
دو فتوے مختلف ہوئے انہون نے دونو فتوون کے نیچے وہی عبارت لکھدی کسی نے کہا ان دونو
مین تناقض ہے کہا جس طرح اون دونو نے باہم تناقض کیا اسی طرح مین بھی اس مسئلے مین تناقض
کرتا ہون انتہے جب دنیا مین ایسے مفتی ہون تو پھر دین کس طرح قائم رہ سکتا ہے مفتی کو نہ چاہیے
کہ جس مسئلے مین ضرورت تفصیل کی ہے وہان اجمال و اطلاق کرے بلکہ استفصال کرے معلوم
نہین کہ کونسی نوع اوس تفصیل کی مطلوب سائل ہے اس اجمال مین شاید مقصود اوسکا حاصل نہو
یہ کیا ضرور ہے کہ جب کوئی شخص مسئلہ فرائض کا پوچھے تو اوس کے موانع کا بھی ذکر کرے کہ یہ فریضہ اس
شرط پر درست ہے مثلا کافر نہو رقیق نہو قاتل نہو جنین نہو خیان نہو بلکہ جتنا سوال ہے اوتنا ہی
بتادے ہان اگر کوئی ضرورت یا حاجت داعی طرف تفصیل کے ہو تو بسط کریگا بھی مضائقہ نہین ہے
فائدہ مقلد کو حرام ہے کہ اللہ کے دین مین اپنی تقلید سے فتوی دے ابن القیم نے اسکے عدم
جواز پر اجماع جمیع سلف نقل کیا ہے ایک جماعت اہل علم سے یون مروی ہے کہ لا یجوز للمقلد ان
یفتی بما ہو مقلد فیہ یہ منع اس لیے ہے کہ مقلد کو بصیرت نہین ہے اوسکو اتنی ہی خبر ہے جو کتب
رائی و قیاس مین لکھا چلا آتا ہے نہ دلیل معلوم ہے نہ علم مفہوم دوسرے کی آنکھ سے دیکھتا ہے آپ
اندھا ہے اندھا کیا راہ بتادیگا خود تو راہ چل ہی نہین سکتا ہے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند
آج کل جتنے فتوے لکھے جاتے ہین اونکا حال یہی ہے کہ چند تقادیم پارینہ مذہب کے کتب رائی و قیاس کو

مفتی جی نے سامنے رکھہ لیا دس یا پانچ یاد و چار روایتین ماو شما کی قول زید و عمرو کا اونسے نقل
کر دیا چلو فتوی لکھہ گیا کچھہ نہین جانتے کہ یہ قول کیسا ہے اسکا ماخذ کیا ہے پہر اگر کوئی دوسرا انکو
کوئی آیت یا حدیث صحیح بتادے تو بہی کان نہین رکہتے ماننے کا کیا ذکر کانہم حمر مستنفرۃ
فرت من قسورۃ یہ دین کا ہیکو ہوا لہو و لعب ٹہیرا حالانکہ اہل علم نے کہا ہے کہ مفتی کو جائز نہین
ہے کہ جن اقوال و وجوہ پہ چاہے بدون نظر کے وجوہ ترجیح مین عمل کر بیٹھے یا مجرد قول امام پہ اعتماد
کر لے ماخذ اوسکا دریافت نکرے جاہلون نے ترجیح اسکو سمجھا ہے کہ چند کتب فقہ کو جمع کیا جسکی
طرف کثرت روایات ہوئی یا وہ قائل کوئی مولوی مشہور تہا یا اوس کے مذہب کا مقتدا ہے
تو اوس کے قول کو سب پہ بالا ٹہیرا دیا گو وہ حق سے ہزار کوس دور کیون نہو سو ترجیح یہ نہین ہے یہ
تو تمریض یا تحریف شریعت یا تصحیف حق ہے ترجیح اسکا نام ہے کہ جس مسئلے مین دو قول یا زیادہ
ہون اون سب کو کتاب و سنت پہ عرض کرے جو قول مطابق یا اوفق بدلیل صحیح ہو اوسکو راجح جانے
پہر احادیث مین جو حدیث صحیحین مین ہے وہ غیر پہ راجح ہے محدثین نے مراتب استدلال کے مقرر کیے
ہین اونکی رعایت بہت ضرور ہے یہ رعایت صدہا تعارض کو دور کرتی ہے احادیث مختلفۂ متعارضہ
مین توفیق تطبیق بخشتی ہے وجوہ ترجیح کے قریب ایک صد عدد کے ہین جنکو صاحب حصول المامول
نے ذکر کیا ہے آداب فتوی بہی بہت ہین ذخر المحتی مین سو ادب سے بہی زیادہ ذکر کیے گئے ہین ہر
عالم دیندار تقوی شعار پہ واجب ہے کہ وقت تحریر فتوے کے اون آداب کو نصب العین رکہے
جس طرح ہر قاضی کو لازم ہے کہ مراتب و مسائل قضا کو ظفر اللاضی کے موافق عمل مین لاوے
آن کتابون مین یا سیل نیل وغیرہا مین کوئی مسئلہ رای مجرد کا نہین ہے مگر بطریق حکایت یا رد
کے جتنے مسائل انمین لکہے گئے ہین کمال تنقیح تمام تنقید نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد مطابق
نصوص کتاب ظواہر قرآن صرائح سنت صحیحہ کے ضبط مین آئے ہین مگر توفیق تحصیل و مطالعہ
ہدایت عمل من جانب خدائے تعالی درکار ہے ورنہ دنیا مین لاکہون نسخے قرآن شریف کی ہزارون
کتابین حدیث نبوی کی بہی موجود ہین مگر نزدیک مقلدین مذاہب جامدان رای و قیاس کے

سب بیکار رہین اونہین کو کوئی نہین دیکہتا پڑہتا کتب فقہ حدیث کو سوائے اہل حدیث کے بہلا کون پوچہے پڑہے انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل بیان مین خطط دینیہ سلطانیہ کی

منجملہ ان خطط کے ایک سکہ زر وسیم کا ہے جسپر مدار کل تعامل خلق کا ہے مسلمان ہون یا غیر مسلمان علی باشا مبارک نے کتاب علم الدین مین لکہا ہے صاحب قاموس نے کہا ہے لفظ دینار معرب ہے اصل مین دنار تہا مگر یہ ذکر نہین کیا کہ کس زبان سے اسکو معرب کیا ہے برہان وغیرہ کتب لغت فارسیہ مین تو دینار ہی لکہا ہے بلکہ بعض کتب عربیہ مین بہی بیائے تحتیہ لکہا ہے دینار کہتے ہین سونے کے ایک ٹکڑے مضروب کو جس سے لین دین کرین مقدار معتبر شرعی اوسکا ایک مثقال سونا ہے فقہا زکوۃ کے لیے کبہی بیس مثقال نصاب بتاتے ہین کبہی دینار و مثقال سے ایک ہی چیز مراد رکہتے ہین جو مثقال شرع مین معتبر ہے وہ ایک درہم اور تین اسباع درہم ہے طحطاوی نے شرح درمختار مین لکہا ہے دراہم زمانہ عمر رضی اللہ عنہ مین مختلف تہے بعض دس درہم برابر وزن دس مثقال کے تہے بعض دس درہم برابر چہہ مثقال کے تہے بعض دس درہم برابر پانچ مثقال کے تہے عمر نے ان تینون کو لیکر دس کو تین چہہ کو دو پانچ کو ایک اور دو ثلث کر ڈالا جسکا مجموعہ وزن سبعہ ہوتا ہے اور اگر چاہو تو سب کو جمع کر لو تو اکیس ہونگے مجموع کا ثلث وہی سبعہ ٹہیریگا اسی لیے دس درہم کو وزن سبعہ کہتے ہین یہ ہر چیز مین جاری ہوتا ہے زکوۃ ہو یا نصاب سرقہ مہر ہو یا تقدیر دیات انتہی مصطفی ذہبی نے ۱۲۷۲ھ مین ایک رسالہ بیان درہم و مثقال مین لکہا ہے اوسمین یہ ذکر کیا ہے کہ یہ دونو کبہی مختلف نہین ہوئے نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین یعنے اسلام مین مقدار انکا وہی رہا جو جاہلیت مین تہا اسکو یونان نے مقرر کیا تہا اوسی کا لین دین سب لوگ کیا کرتے تہے جب اسلام آیا شارع نے اوسپر سکوت کیا جو دراہم و مثاقیل زکوۃ وغیرہ مین آئے ہین وہ اسی پر محمول ہین کچہہ مبہم نہین جس طرح بعض نے توہم کیا ہے ابن رفعہ نے تبیان مین سروجی نے شرح ہدایہ مین سیوطی نے قطع المجادلہ مین مقریزی وعبد القادر صوفی وغیرہم نے نقل کیا ہے کہ یونان نے

ایک درہم کا اندازہ چار ہزار دو سو دانے خردل صحرائی سے کیا ہے مثقال کو برابر چہ ہزار دانۂ خردل
کے رکھا ہے اس حساب سے ایک درہم سبع اعشار ایک مثقال کا ہوتا ہے یعنی نصف و خمس
مثقال اور مثقال ایک درہم تین اسباع درہم کا ہوتا ہے اس حساب سے دس درہم برابر سات
مثقال کے ہوئے یہ بات اس بنا پر ہے کہ جب صاف سونے کو صاف چاندی پر برابر تول کرینگے
تو سونا چاندی سے تین اسباع بھاری ہوگا یہ بات تو انہون نے کہی ہے مگر ماسبق سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ثقل نوعی صاف سونے کا بہ نسبت آب مقطر کے تسع عشر و یک ربع ہے اور ثقل صاف
چاندی کا بھی ایک عشر و نصف ہے اس بنا پر وزن سونے کا چاندی کی تول سے ذو ثلث بار
و ثمن بار تقریبا ہوگا نہ تین سبع مثلا اگر ایک کرہ فضۂ صافیہ کا لین جسکا وزن ایک مثقال ہو
پھر ایک کرہ ذہب صافی کا برابر اوس کے مساحت و حجم مین لین تو وزن اوسکا ایک مثقال و
دو ثلث مثقال اور ثمن مثقال کی برابر ہوگا نہ ایک مثقال و تین اسباع کی برابر اس نسبت کا
قیاس اس لیے کیا ہے کہ استعمال درہم و مثقال کا نقدین مین باوجود اشتہار مثقال کے سونے
مین اور اشتہار درہم کی چاندی مین غالب ہے خردل بری کا اعتبار اس لیے کیا ہے کہ یہ دانے
جنگلی رائی کا ایک ہی طرح کا خفت و رزانت مین ہوتا ہے مختلف نہین ہوتا جیسا کہ مقریزی وغیرہ
نے کہا ہے پس اندازہ کرنا نقود کا اوسپر نسق و مطرد ہے بخلاف اور دانون کے کہ وہ طرح طرح کے
ہوتے ہین کوئی ہلکا کوئی ذرا بھاری تو پھر اندازہ کرنا اونسے ٹھیک نہ اوتریگا ہان اگر کوئی دانہ
اپنی نوع مین بازروئی خفت و رزانت کے متوسط ہو تو پھر اوسپر تقدیر کرنا درست ہے جس طرح
متاخرین واسطے قلت عدد کے کرتے ہین چنانچہ درہم کا اندازہ خردل بستانی احمر معتدل
متساوی سے ہزار دانے پر کیا ہے اور تخم ہندی اسود بالغ معتدل مساوی کا ایک سو چالیس دانے
پر کیا ہے اور شعیر اعزل ملآن معتدل سے پچاس شعیرہ و پنجاہ پر کیا ہے اور حبۂ خرنوب اسم
معتدل متساوی کو برابر سولہ دانے و چار اخماس کے بتایا ہے پھر قیاس مثقال کا درہم پر اوسے
اگلی نسبت سے کیا ہے پھر اسکو ہم وزن تقدیر ہی دانا ٹھیرایا لکن اتنی بات ہے کہ معلوم ہونا تو سط

دانے کا خفت و رزانت مین جب ہوتا ہے کہ مراعات اوقات استنباطات فصول چہارگانہ کے عمل مین آوے زمان و مکان دونو کا لحاظ کیا جاوے جس طرح ابن ابی الفتح صوفی نے رسالہ تحفۃ النظار فی انتشار العیار مین لکھا ہے مگر میسر ہونا اس امر کا مشکل ہے اس لیے اقرب بلکہ عمدہ تحریر مین یہی تقدیر خردل بری سے ہے پچاس دانے خردل کے لیکر ایک باٹ برابر پانچ دانہ خرنوب کے بناوین پہر سب کو ملا کر ایک باٹ پچاس کا طیار کرین اوس سے ایک باٹ چار اخماس کا بناوین پہلے و تیسرے باٹ سے ایک صنجہ واسطے حبہ کے طیار کرلین اسکا نام قیراط ہوا یہ چار دانگ دو قیراط و دو خمس ٹہیرے اس کے سات درہم عشر مثقال ہوئے پہر اسی نسبت پر ترکیب دیتے ہین پس ایک مثقال چوالیس قیراط ہوگا درہم سولہ قیراط چار اخماس قیراط کا ہوگا ایک قیراط بمقدار دو ہم صد خردلہ ٹہیریگا حنفیہ نے اسکو تین سو خردلہ کہا ہے کیونکہ وہ یہ کہتے ہین کہ مثقال بیس قیراط ہے درہم چودہ قیراط ہے اس اصطلاح مین رعایت نسبت کی بدون کسر کے کی گئی ہے فقد بر عرف مصر مین درہم شرعی سولہ قیراط مثقال ڈیڑہ درہم ٹہیرایا گیا ہے اس حساب سے قیراط مصری برابر دوسو باسٹھ و نصف خردلہ کے ہوتا ہے مثقال کا مقدار چہ ہزار تین سو خردلہ کی برابر ٹہیرتا ہی مثقال شرعی سے ایک قیراط مصری و سبع قیراط کی برابر ٹہیرتا ہے پس مثقال شرعی قراریط مصریہ سی بائیس قیراط چہ اسباع قیراط ہوتا ہے یعنی بمقتضای نسبت شرعیہ بعض بناد قہ مین یہ مقدار پایا جاتا ہے اوسکا نام مشخص ہے اسکو مثقال شرعی کا معیار بتاتے ہین اس صورت مین ایک مثقال مصری ایک مثقال شرعی اور ربع خمس اوسکا ہوا بیس مثقال مصری اکیس مثقال شرعی ٹہیرے باقی رہا درہم سو خود شرعی ہے اوسکی تحدید درہم ملک اشرف پر کی گئی ہے اوپر اونکی مہر لگی ہوئی ہے وہ مہر درہم شرعی پر ہے انتہی فائدہ دینار کا عیار دینار کی قیمت حسب بیان ایک صراف فرانسیس کے یہ ہے کہ اصل مین نزدیک سارے امم کے یہی دینار عمدہ نقد حالی و ثمن جید تہا آمین خالص سونا ہوتا ایک دینار مضروب دمشق ۹۰ھ ہجری کا ہاتہ لگا اوس کا عیار ہزار سے ۹۹۷ کے برابر تہا یعنی ۲۳ ۲۲ قیراط ۲۳ نکلا اسی کے قریب وہ دینار ہے جو زمن

این طولون مین مضروب ہوا تہا اوسکا عیار ۹۹۶ تہا اوسکو احمدی کہتے تہے سو اس عیار اور اوس
عیار مین جو بمقام مصر زمانۂ استیلاء فرانسیس مین مضروب ہوا تہا بہت تفاوت ہے بڑا فرق ظاہر
ہے اس لیے کہ اوسکا عیار ۲۲/۲۴ قیراط ۱۶ یعنی ۹۰۰ بنسبت ہزار کے تہا اور قیمت اوس دینار کی جو
قرن ثالث ہجرت تک مروج تہا چودہ فرنک اکاون سنتیم تہے سو یہ برابر عمل دیوانی میریہ کی ہے
جسکو صاغ کہتے ہین یہ بات باعتبار اوسکے عیار کے ان اوقات مین تہی سو وہ ۹۰۷ بنسبت ہزار
کے ہے وزن اوسکا جرام سے ۴۲۰۴ ہوتا ہے یہ مثقال شرعی سے ایک جزو سینتیس جز مین سے
تقریبا چہوٹا ہے کیونکہ وزن مثقال شرعی کا جو ایک درہم مین اسباع کا ہوتا ہے برابر اس ایک
درہم سکے کے ۱۶ یا رہ ۷ ۵ غرش عمل دیوانی مذکور کے ہے یہی قیمت قریب اوسکے ہے جو رسالۂ ذہبیہ سے
مستنبط ہوتا ہے اس لیے کہ انہون نے اوس رسالے مین مقدار نصاب زکوٰۃ کا ہر نوع نقود متداولۂ
مصر کو بیان کیا ہے سو جنی مصری سے مقدار نصاب کا گیارہ و نصف و ربع ہے مبلغ کے حساب
سے ۷۵ ۱۱ غرش ہوتے ہین سونے کا نصاب بیس مثقال ہے اس طرح پر ہر مثقال ۳۰ بارہ ۵۸۰ غروش
کا ہوگا اسی طرح ساخت فرانساوی سے جسکو بنتو کہتے ہین کیونکہ نصاب بنتو سے پندرہ و ایک ثلث
ہے تو مثقال اس سکے کا برابر ۹۰ قرش سکے کے ٹہیرا یہ دونو قریب یا سبق ہین مثقال ذہب بنتو کا مع اضافہ
کے اب شہر پاریس مین برابر پندرہ مثقال و نصف مثقال سکے ریال فضہ سے جسکو تنکو کہتے ہین
مع اضافہ ہوتا ہے اضافہ انکے نزدیک سونے چاندی مین بقدر عشر کے رکہا جاتا ہے ۱۲۷۵ ہجری
مین حکومت مصریہ کا فرمان بتعیین مقدار دیت شرعیہ مین صادر ہوا تب دینار یعنے مثقال کے لیے
اندازہ چالیس غرش تعیین فضہ پانچ جدد و کا درہم کے لیے ایک قرش اور تعیین فضہ کا باعتبار درہم کیا گیا
یہ ۱۶ قیراط ہوئے درہم شرعی سے دو قیراط زیادہ ہین علمائی مصر نے بعد بحث دار الضرب و اوزان و
معاز زر و سیم کے یہ حکم دیا کہ واجب دیت شرعی مین باعتبار نرخ حال اور وقت سکے نظر بقیمت غالب
فضہ یعنی باعتبار تعیین فضہ و ثلث مضاف سکے پندرہ ہزار اور نوی قرش تعیین فضہ ساخت عمل
دیوانی سکے ہوتے ہین تقریب سب قرش دس ہزار درہم شرعی کی قیمت ہے اور اس دیت کو جو سونے سے

انداز کرین جسمین سونا اپنے غیر پر باعتبار مذکور نے الفضہ غالب ہو تو چالیس ہزار سات سو باٹھہ
غرش ہیں فضہ ساخت مذکور کے ہوتے ہین یہ ہزار دینار شرعی کی قیمت ہوئی مراد دینار سے وہی
مثقال ہے مقریزی نے کہا قیمت نقود کی سات قرون اول مین بہت متغیر رہی ایک انمین سے
دینار ہے جو سنہ [illegible] ہجری مین برابر ساڑھے پندرہ درہم کے تہا زمانۂ حاکم بامراللہ مین دینار بکثرت
ہوگئے اونمین غش بہی بہت تہا ایک دینار کو چونتیس درہم سے بدلتے تہے نرخ اشیا کا گران ہوگیا
لوگ گہبرا اوٹہے آخر سارے دراہم جمع کرکے سکۂ جدید نکالا اگلے سکے کے موافق بنایا دارالضرب
سے ۲۰ صندوق دراہم جدیدہ کے نکالکر رواج دیا اگلے سکے کا چلن بند کردیا تین دن کی مہلت
دی لوگون نے نئے دراہم کو قدیم سے بدلنا شروع کردیا پرانا دینار ۱۸ درہم جدید کی قیمت مین
ٹہیرا پہر بہی دینار مصر اور سارے بلاد اسلامیہ مین چلتا رہا سلطان صلاح الدین کے زمانے تک
اجرت جسمین ضمائم خراج ارض انہین دنانیر سے لیا جاتا تہا دنانیر سنداولۂ مصر مختلف تہے بعضے
ضرب مصر تہی بعضی بلاد روم سے آتی تہی جو روم سے آتی تہے اونکو ہرقلیہ کہتے تہے سکۂ بندقی کا بہی چلن تہا
یہ سکہ منسوب ہے طرف شہر بنادقہ وشہر بندیک کے جو منجملہ بلاد ایطالیا کے ہے مصر مین کچہ دینار
ایسے بہی ملے جنپر ضرب مصر بنام احمد بن طولون سنہ ۲۵۴ کے تہے پہر ابوالحسن جوہر صقلی نے مصر مین
بزمانۂ معز لدین اللہ سنہ ۳۵۸ مین دنانیر پر سکہ لگایا اسکو معزیہ کہتے تہے نسبت بمعز پہر سلطان ناصر
فرج بن برقوق نے سنہ ۸۰۳ مین دنانیر مضروب کیے یہ ضرب عیار مین پہلے دینار سے اقل تہے
اسکو ناصریہ کہتے تہے عرب اصل مین تعامل ساتہہ پارہ ہاے زر و سیم کے کرتے تہے اونکی قطعات
کی شکل غیر منتظم تہی کوئی مربع کوئی مستدیر پہر بزمانۂ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بایام خلافت
مکۂ معظمہ مین سنہ ۶۴ ہجری مین شکل مستدیر قرار پائی دینار قدیم کا قطر بقدر ۱۹ ملیلی متر سے تہا
یہ برابر قطر بندقی قدیم کے ہے جو طرف سے بلاد بنادقہ و روم و بلاد فرنگ کے آتا تہا اور نیز مساوی
قطر فندقلی وزر محبوب کے ہے نقود زمانۂ قدیم پر کچہ صور مرسوم تہے وہ عہد نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تک نہایت سنہ ۷۶ ہجری بیوزن تغیر کے باقی رہی یہ مشابہ نقود عجم

تھی جس طرح مقریزی نے ذکر کیا ہے پہر عمر رضی اللہ عنہ نے اوسمین لفظ الحمد للہ بعض مین لا
الہ الا اللہ بعض مین محمد رسول اللہ بعض مین اپنا نام زیادہ کردیا زمانہ معاویہ مین دنانیر
پر رسم انسان ضرب کی گئی وہ انسان تلوار لٹکائے ہوئے تہا اسی طرح زمانہ عبدالملک بن مروان
مین دنانیر مورخہ ۷۶ھ ضرب کیے گئے اونپر بہی صورت تہی پہر بدت ظاہر رکن الدین بیبرس
مین اوسپر صورت سبع رسم کی گئی اسکو ظاہر یہ کہتے تہی بعض کہتے ہین سب سے پہلے جسنے معاملہ خالی از
صور ایجاد کیا عبدالملک بن مروان ہے یہ کام اوسنے باشارۂ خالد ابن یزید ابن معاویہ کیا
خالد نے کہا جن بادشاہون نے نام پاک اللہ کا نقود پر لگایا اونکی عمر دراز ہوئی بعض نے کہا
عبدالملک نے نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس خط مین لکہا تہا جو بنام بادشاہ روم
بہیجا تہا اوسنے غصہ کیا اور کہا اگر تم اس طریقے کو ترک نہ کروگے تو ہم نام تمہارے پیغمبر کا نقود پر ایسے
صورت سے لکھین گے کہ تم خفا ہوجاؤگے عبدالملک کو نہایت غصہ آیا خالد بن یزید سے مشورہ
کیا خالد نے کہا تم نقود اسلامیہ عوض نقود روم نکالو حیوۃ الحیوان مین بذکر عبدالملک بن مروان
لکہا ہے کہ سب سے پہلے سکۂ اسلام بضرب دنانیر و دراہم انہین نے نکالا ہے پہلے دینار پر نقش
رومیہ تہا دراہم پر نقش فارسیہ تہا امام ابراہیم بن محمد بیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی مین ہارون رشید
سے حکایت کیا ہے کہ قراطیس روم مین بنتے تہے اکثر رہنے والے مصر کے نصرانی تہے مذہب ملک روم
پر انکا طراز بہی رومیہ تہا اب و ابن و روح اوسپر مطرز ہوتا صدر اسلام تک یہی حال رہا یہانتک
کہ عبدالملک کو تنبہ ہوا ایک دن ایک قرطاس یعنے کاغذ انکے ہاتہ مین آیا اوس کے طرز کو دیکھکر
حکم دیا کہ اسکا ترجمہ عربی مین کرو جب ترجمہ ہوا ناپسند آیا عبدالعزیز بن مروان عامل مصر کو لکہا
کہ اس طرز کو باطل کردو کسی کاغذ کپڑے پردے پر باقی نرہے صناع قراطیس کو حکم دو کہ قرطاس
کو مطرز بطراز توحید کرین شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو لکہین اب تک طراز قراطیس یہی ہی نہ زیادہ ہوا
نہ کم نہ اوسمین کچہ تغیر کیا گیا سارے عمال آفاق کو لکہدیا کہ تمام قراطیس مطرزہ بطرز روم کو بگاڑدو
جس کے پاس ہو اوسکو سزا دو بعد اس نہی کے اگر کوئی اوسکو رکہتا تو اوسکو ضرب وجیع وحبس طویل کرتی

جب یہ قراطیس بطرز توحید جا بجا بلاد روم مین پہونچے ملک روم نے اونکا ترجمہ کرایا بہت خفا ہوا عبد الملک کو لکھا کہ مصر وغیرہ مین جو کاغذ بنتا ہے اوسمین یہی طراز روم ہوتا تہا تم نے کیون اوسکو باطل کر دیا اگر تم سے پہلے کے خلفا رصواب پر تہے تو تم نے خطا کی اور جو تم صواب پر ہو تو اونہون نے خطا کی ان دونو باتون مین سے ایک کو اختیار کرو اس خط کے ساتہہ کچہہ ہدیہ بہی بہیجا اور یہ درخواست کی کہ وہی اگلا طراز قائم رکہو مین آپکا شکر گزار ہونگا یہ ہدیہ عظیم القدر تہا عبد الملک نے خط پڑہکر قاصد کو واپس کر دیا کہا اسکا کچہہ جواب نہین ہے ہدیہ بہی پہیر دیا ملک روم نے پہر قاصد بہیجا لکہا کہ شاید آپ نے ہدیے کو قلیل سمجہہ کر پہیر دیا ہے اس لیے میرے خط کا جواب بہی نہین لکہا مین پہر درخواست کرتا ہون کہ آپ وہی اگلا طراز جاری رکہین عبد الملک نے پہر جواب خط کا نہ لکہا ہدیہ پہیر دیا ملک روم نے تقاضا جواب خطوط کا کیا کہا تم نے میرے خط و ہدیہ کو خفیف سمجہا میرا کام نہ کیا اس لیے اب مین دوگنا تگنا ہدیہ بہیجتا ہون اور مسیح کی قسم کہاتا ہون کہ وہی اگلا طراز قائم رکہو ورنہ مین نیا سکہ درہم و دینار کا اوسی نقش اول پر ضرب کرونگا اسلام مین کبہی درہم و دینار پر نقش نہین ہوا ہے اب اوسپر تمہارے پیغمبر کو گالی گلوچ لکہونگا جب تم اوسکو پڑہوگے تمہارے ماتہے پر پسینا آجاویگا اس لیے تم یہ ہدیہ قبول کرلو طراز اول جاری کردو عبد الملک نے جب اس خط کو پڑہا نہایت تنگدل ہوا کہا مین خیال کرتا ہون کہ مجہسے زیادہ منحوس کوئی بچہ اسلام مین پیدا نہوا ہوگا اس لیے کہ اسکا فر کی بدولت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنایت ہوتی ہے سارے ملک سے محو کرنا اسکا ممکن نہین ہے اس لیے کہ انہین دنانیر و دراہم روم کا رواج پہلے سے عرب مین ہے سارے اہل اسلام کو جمع کر کے مشورہ کیا کسی نے ایسی رائے نہ دی جو لائق عمل ہوتی روح بن زنباع نے کہا تم کو اس کا مخرج معلوم ہے مگر تم عمداً اوسکو ترک کیے ہوئے ہو کہا کیا کہا امام محمد باقر علیہ السلام اہل بیت نبوت سے ہین اونسے تو دریافت کرو عبد الملک نے عامل مدینہ کو لکہا کہ محمد بن علی بن حسین علیہم السلام کو یہان بہیجدو ایک لاکہہ درہم واسطے طیاری سفر کے بہیجے تین لاکہہ درہم زاد راہ کے لیے دیئے قاصد روم کو اونکے آنے تک اپنے پاس روک رکہا جب وہ آئے

تو اونسے یہ حال کہا اونہون نے فرمایا تم کچہہ فکر مت کرو یہ کچہہ بات نہین ہے اول تو اللہ تعالیٰ اوسکی دہمکی کو حق مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے نہ دیگا دوسرے اس معاملے مین حیلہ چل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ٹکسالیون کو اپنے روبرو بلوا کر دراہم و دنانیر کا سکہ طیار کراؤ اوسپر توحید کا نقش کرواؤ ایک طرف یہ ہو دوسری طرف ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گرد اوسکے ذکر اوس شہر کا ہو جہان یہ ضرب لگائی گئی ہے ضرب کے سن لکہے جاوین درہم وزن عشرہ ہو دینار وزن سبعہ کا نیچ کے باٹ بناؤ جسمین کم و بیشی نہو سکے اوس وقت رواج دراہم کسرویہ کا تہا جنکو آج کل بغلیہ کہتے ہین اسلیے کہ راس بغل واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے یہ سکہ کسرویہ اسلام مین ضرب ہوا تہا اوسپر صورت بادشاہ کی تحتی کرسی کے نیچے فارسی مین لفظ نوش خور لکہا تہا یعنے کہاؤ پیو وزن اوس درہم کا اسلام سے پہلے ایک مثقال تہا وہ درہم جنکا وزن عشرہ تہا اونمین بعض چہہ مثقال کے تہے بعض پانچ مثقال کے اونپر فارسی نقش تہا عبد الملک نے اسی طرح کیا امام باقر نے فرمایا جمیع بلاد اسلام مین لکہہ بہیجو کہ اسی کا چلن رکہین جو کوئی اسکے سوا دوسرا سکہ چلاویگا وہ قتل کیا جاویگا چنانچہ عبد الملک نے ایسا ہی کیا قاصد روم کو رخصت کردیا خط کا یہ جواب لکہدیا کہ جو تو چاہتا ہے اللہ عزوجل اوس سے منع کرتا ہے ہمنے سارے اقطار بلاد مین اپنے عمال کو لکہہ بہیجا ہے کہ کل طرو زر رومیہ باطل کردیے جاوین لوگون نے ملک روم سے کہا جو دہمکی تم نے ملک عرب کو دی تہی وہ کیون نہین کرتے کہا نہین میری غرض تو صرف یہ تہی کہ ذرا اوسکو اس تحریر سے غصے مین لاؤن اگرچہ قدرت رکہتا ہون یہ سارے مال وغیرہ انہین رسوم روم پر ہین اب مین ایسا نکرونگا اسلیے کہ اہل اسلام اوسکا چلن نکرینگے آخر خاموش ہوکر بیٹہہ رہا اتبک وہی سکہ تجویزہ محمد بن علی رضی اللہ عنہما جاری ساری ہے پہر ہارون رشید نے اپنے زمانے مین دوسرا سکہ بدلا مرآۃ الزمان مین لکہا ہے کہ عبد الملک بن مروان نے ۷۵ سنہ ہجری مین کچہہ دینار چار سو برس پہلے کے پائے اونپر نام اب وابن وروح کا لکہا ہوا تہا اوسکے بدل مین نئے دنانیر بنائے اونپر نام اللہ ورسول کا لکہا بعض آیات قرآن نقش کیے اوسوقت سے عبارات قرآن یا حدیث

یا کسی اور عبارت اسلامیہ کا نقود پر لکھنا مروج ہوگیا ایک دینار قدیم اسلامی ملا اوس کے
ایک طرف تین سطرین تہین اس صورت پر   دوسری طرف یہ عبارت تھی





اس سکے مین نام شہر کا یا بادشاہ کا جس کے زمانے مین یہ دینار مضروب ہوا نہ تھا مگر یہ تاریخ
موافق مدت سلیمان بن عبد الملک بن مروان کے ہے اسی طرح دنانیر مضروبہ مصر تہے جو قرن
ثالث ہجرت تک باقی رہی ہمیشہ انپر نام اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرن سابع ہجرت
تک نقش کیا جاتا تہا پہر یہ نقش موقوف ہوکر نام ملوک کا مع اونکے القاب و اسامی بلاد کے لکھنا
جاری ہوگیا کہتے ہین یہ کام بزمانہ سلطان مراد بن اورخان ۷۶۱ھ ہجری مین ہوا یہ بات شاید
اس لیے کی گئی کہ درہم دینار روپیہ پیسا اکثر ہاتہ سے زمین پر گر جاتا ہے پامالی مین آتا ہے
ایسے شخص کے ہاتہہ مین جاتا ہے جو اوس کی صیانت حفاظت نہین کرتا نہ ادب اسمای شریفہ و
آیات قرآنیہ کا رکہتا ہے اس لیے نقوش نقود کو اوس سے منزہ کیا گیا کہتے ہین سب سے پہلے جسنے
اپنا نام سکے پر لگایا نقود پر چہاپا ابو جعفر منصور عباسی ہے ۱۵۳ھ مین یہ عملدرآمد ہوا کتاب علم الدین
مین بعد اس سب تحریر کے یہ لکہا ہے فهذا ما حضرني الآن مما يتعلق بالدينار الذي جرنا اليه
مبحث اللؤلؤ والمياه وهو مبحث ظريف قطعنا به معظم الطريق من غير سآمة ولا ملل فان
كان عندك فيه مزيد فاتحفنا به لنقطع فيه ما بقي من مسافة الطريق انتهى۔ اس مین شک
نہین کہ یہ بیان علم الدین کا بہت مختصر جامع ہے مگر مقریزی نے جو بحث اسکی ایک رسالہ
مستقلہ مین لکہی ہے وہ اس سے زیادہ تر مفصل ہے اوس بحث کو صاحب طلائع المقدور من مطالع الدهر

نے ترجمہ کرکے نقل کیا ہے آمین بن ابراہیم نے کتاب الوافی کے جزء اول مین بذیل ذکر قرن اول ہجرت کے یہ لکھا ہے کہ اس قرن کے ربع رابع ابتدائے امر مین خلفائے اسلام قانع تھے دراہم عجمیہ پر سکۂ یونانیہ انکا اونکے زمانے مین رائج تھا یہان تک کہ عبدالملک بن مروان نے ضرب جدید نقود باسم دنانیر نکالی حجاج نے اوسمین قل ھو اللہ احد نقش کیا لوگون نے اسکو پسند نکیا اس لیے کہ غیر طاہر ہی اوسکو ہاتھ لگاویگا پھر اس امر مین اہتمام کیا گیا کہ سونا چاندی خالص ہو کسی طرح کا بٹہ کھوٹ اوسمین نہونے پاوے ابن ہبیرہ نے ایام یزید بن عبدالملک مین اور زیادہ مبالغہ کیا پھر خالد قسری نے زمانۂ ہشام مین اور بھی زیادہ اہتمام تخلیص ذہب وفضہ کا ظاہر کیا بعد انکے یوسف بن عمر آئے انہون نے اس مبالغے وامتحان عیار مین سب سے زیادہ افراط کی نہایت خالص سکہ چلایا غرضکہ ضرب ہبیریہ خالدیہ یوسفیہ اجود نقود بنی امیہ تھے پھر منصور نے حکم دیا کہ خراج ملک وغیرہ مین سوا اس ضرب کے دوسری ضرب کا سکہ نہ لیا جاوے پہلے سکے کو مکروہ کہنے لگے یا تو بوجہ عدم جودت وعیار یا بسبب نقش حجاج عجم کے دراہم مختلف تھے کوئی چھوٹا کوئی بڑا بعضا مثقال اوسمین کا بیس قیراط کا ہوتا بعضا بارہ قیراط کا بعضا دس قراریط کا ان تینون قراریط کو جمع کیا بیالیس ہوئے اسکے ثلث کو کہ چودہ قیراط ہوتے ہین وزن درہم عربی مقرر کیا ہر دس درہم وزن مین برابر سات مثقال کے ہوتے تھے کہتے ہین مصعب بن زبیر نے تھوڑے سے دراہم اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین مضروب کیے تھے مگر صحیح یہی ہے کہ سب سے پہلے ضرب سکہ اسلام مین عبدالملک بن مروان نے کیا ہے انتہےٰ ذکر اوزان دراہم ودنانیر کا کتب متداولہ مین کم ملتا ہے مگر نے اسحال ایسی کتب تاریخیہ وغیرہ بحمدہ تعالی میسر آگئے ہین جنسے ساری حقیقت نقود سابقہ ولاحقہ کی کھل گئی بنیان مرصوص طلائع المقدور اکلیل الکرامہ وغیرہ مین حال دنانیر ودراہم وپول سیاہ کا بعبارات واضحہ سہلہ لکھا ہے جسکو سیکڑون کتب پر اطلاع حاصل ہے وہ اعرف مردم ہے حالات نقود سے اس جگہہ جو تقریر علم الدین کی لکھی گئی ہے اوس سے مستنبط ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے کاغذ کپڑے پردے وغیرہ پر نقوش رومیہ

رسوم شرکیہ ثبت کیے جاتے تھے جسطرح آج کل عملداری حال عیسائیہ مین کوئی چیز نقش تصویر
وغیرہ سے خالی نہین ہوتی ہے کیا کاغذ کیا لباس کیا طعام کیا آوند کیا روپیہ کیا پیسہ عموم
صورت کشی کا رواج اس درجے تک پہونچا ہے کہ جا تو قلم بضائع ملبس و مسکن وغیرہا سب مین
نقش او پر حیوان موجود ہین حتیٰ کہ بسکٹ وغیرہ جو داخل طعام ہے اوسپر بھی نقش صورت ہوتا ہے
تصویر سے احتراز کرنا خارج امکان سے ہوگیا ہے آب کہین عبدالملک بن مروان سا کوئی حاکم
اسلام ہو تو شاید یہ ضرر اسمو قوف ہون یا مہدی علیہ السلام یا جناب مسیح علیہ السلام تشریف لاوین
تو یہ منکرات مبدل بحسنات کیے جاوین ورنہ کوئی امید اصلاح اسلام ترقی مسلمین کی باقی
نہین رہی ہے بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بدء فطوبی للغرباء فائدہ ملت اسلام جب
دین صادق حق ہے کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا اوس سب کی خبر اہل اسلام کو دیگیی ہے
مثلا فرمادیا ہے کہ خلافت تیس برس تک رہیگی پہر ملکداری ہوجاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا پہر
حال غربت اسلام کا بتادیا چنانچہ یہ غربت سنہ ایک ہزار ہجرت سے اہل اسلام پر بڑے زور شور
سے طاری ہے اس کے بعد ذکر ظہور مہدی نزول عیسی علیہ السلام کا کردیا کہ وہ وقت ترقی
دوبارہ اسلام کا ہے سو یہ وقت بھی قریب آلگا ہے انشاءالله تعالی سب لوگ صحت اس خبر کی
بہت جلد دریافت کرلینگے

فصل

منجملہ خطط دینیہ شرعیہ کے نماز جماعت فتوی قضا جہاد احتساب وغیرہ ہے یہ سب کام داخل
ہین منصب خلافت مین خلیفہ ان کامون کو اپنی ذات سے کرے دوسرے پر چھوڑے مساجد
کا بندوبست کرنا بھی بذمہ خلیفہ کے ہے مسجدین دو طرح پر ہین ایک بڑی مسجدین شہر کی جنمین جمعہ
ہوتا ہے جماعات صلوات کثرت سے قائم ہین انکا انتظام صرف ضروری طرف سلطان یا وزیر یا قاضی
کے چاہیے بادشاہ رئیس والی امر ایسی مساجد مین اپنی طرف سے کسیکو امام و مؤذن مقرر کرے
جو لوگون کو نماز پنجگانہ نماز جمعہ نماز عیدین نماز کسوف خسوف استسقاء وغیرہ پڑہاوے یہ مقرر کرنا

اولیٰ و مستحسن ہے مگر جو لوگ جمعے کو واجب کہتے ہین اونکے نزدیک یہ تقریر بہی واجب ہے جمعہ کی فرضیت ویسی ہی جیسے نماز پنجگانہ کی جمعہ اور نماز ون سے صرف سنیت خطبہ مین جو نماز سے پہلے پڑہا جاتا ہے ممتاز ہے باقی ارکان و شروط اس نماز کے وہی ہین جو صلوات خمس کے لیے ہین یہ شروط کہ جمعہ مصر اعظم مین ہو خلیفہ یا نائب خلیفہ وہان آیا کرے با جماعت اس قدر لوگون کی ہو بے اصل ہے دوسری قسم مساجد کی وہ ہے کہ مسجد کسی قوم یا محلے کی ہو ایسے مساجد کا بند و بست صرف ذمے پر اہل محلہ یا اوس قوم کے ہے نہ ذمہ سلطان ہو والی امر پر اور دینی احکام سلطانیہ مین تفصیل اس مسئلے کی اچہی طرح پر کی ہے فائدہ اگلے خلفار و ملوک و سلاطین ورؤسار ان سب کامون کو خود بجالاتے تہے غیر کو سپرد نہ کرتے تہے چنانچہ زخمی ہونا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا مسجد مین وقت نماز کے مشہور ہے بنی امیہ نے بہی اسی کو اختیار کیا تہا مگر جب طبیعت سلطنت نے سلاطین مین اپنا اثر کیا تو اکثر امزجہ ملوک مین غلظت آگئی لوگونکی برابری سے گو نماز ہی مین کیون نہو ترفع کرنے لگے ابتدا مین چندروز یہ وتیرہ رہا کہ کبہی خود نماز پڑہاتے کبہی دوسرے سے پڑہوا دیتے پہر آہستہ آہستہ اپنا امام نماز بننا بالکل موقوف کر دیا مگر نماز کے لیے مسجد مین آیا کرتے لوگون سے علیحدہ مقصورہ مین نماز بجماعت پڑہتے کبہی فقط جمعہ و عیدین مین امام بہی بنجاتے خلفای عباسیہ ملوک عبیدیہ اسی طریقے پر تہے بعد اوس کے جب سے اکثر سلاطین شیاطین ہوگئے آنا جانا مسجد کا موقوف کیا امام ہونے نماز پڑہانے خطبہ پڑہنے کا کیا ذکر ہے اسی طرح اگلے خلفار خود فتوی دیتے معاملات و خصومات کا فیصلہ کرتے جہگڑا قضیہ چکاتے پہر انہین ایک طرف سے تو سستی عیش و عشرت کی آئی دوسری طرف سے علم جاتا رہا جہل و سفاہت نے زور پکڑا اوس وقت انہون نے کام قضا و فتوی کو بہی ترک کیا دوسرون کے سر پڑ ڈالدیا مگر ابتدائے اس مصیبت مین خلفار و ملوک سلف نے اتنا خیال ضرور رکہا کہ واسطے تفویض خدمت افتار و قضا کے تفحص اہل علم و تدریس اصحاب فضل و دانش و تقوی کا کرتے تہے جس شخص کو رعایا مین سے عالم صالح متدین امین متقی حق پرست بے طمع خوش عقیدہ متبع کتاب و سنت پاتے اوسکو

اس کام پر مقرر کرتے تھے یہ نہوتا تھا کہ پڑھے نہ لکھے نام کے فاضل جس طرح آج کل مفتی قاضی مدرس
واعظ وغیرہم ہین کہ تقلید سے فتوی دیتے ہین رائے کی حمایت مذہب کی تائید کرتے ہین بدعت کو
زندہ سنت کو مردہ بناتے ہین وکان امر اللہ قدرا مقدورا یہ عمل سلف صالح کا اس لیے تھا کہ
تعلق مصالح اسلام ومسلمین کا اسی فتوی سے ہے ان مصالح کی رعایت واجب ہے جسکو اہل فتوی
نپاتے اوسکو فتوی دینے سے روکدیتے اسی طرح مدرسے تعلیم وتعلم کے قائم کرتے مساجد سلطانی مین
باذن سلطان تدریس ہوتی مساجد عامہ مین خود اہل علم درس علم دیتے حدیث مین آیا ہے اجرؤکم
علی الفتیا اجرؤکم علی النار منصب قضا وظائف عہدۂ سلطانی مین اس لیے داخل ہے کہ یہ
منصب فصل خصومات کا ہے لوگون کے درمیان تنازع کا قطع کرنا جھگڑے قصون کا فیصلہ کرنا
حکم سلطان پر موقوف ہوتا ہے سلطان پر واجب ہے کہ حکم موافق قرآن وحدیث کے دے
صدر اسلام مین سلاطین وخلفا خود اس کام کو کیا کرتے تھے کسی دوسرے کو قاضی نہ بناتے تھے
سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی مقرر کیے ابو الدرداء کو مدینے مین شریح کو بصرے
مین ابو موسی کو کوفے مین قاضی مقرر کیا احکام قضا کو ایک کاغذ مین لکھکر دیدیا تھا کہ موافق اوسکی
حکمرانی کرین یہ اسلیے کیا کہ خلیفہ یا بادشاہ کو بسبب کثرت شغل جہاد وفتوحات وسد ثغور وقیام
سیاست عامہ اتنی فرصت نہین ہوتی تھی کہ وہ خود اس کام کو سرانجام کرتے نہ خود ہر جگہہ موجود
ہو سکتے تھے عمرؓ نے اس کتاب مین یہی لکھدیا تھا کہ حکم موافق کتاب وسنت کے دو اگر انمین حکم
موجود نہو تو امثال واشباہ کے نظائر بہچانکر قضا کرو معتمد قاضی اوسکو کرتے تھے جو انکے کنبے کا یا
ولاء کا ہوتا دور کے آدمی کو یہ منصب نہ دیتے اس منصب کے شروط وغیرہ کتاب احکام سلطانیہ و
ظفر اللاضی وغیرہ مین لکھے ہوئے ہین عہد خلفاء مین کام قاضی کا فقط جھگڑا چکانا مدعی مدعا علیہ
کے بیچ مین فیصلہ کرنا تھا نہ اور کچھ پھر بتدریج بسبب مشغول ہونے خلفاء و ملوک کے سیاست کبری
مین اور کام بھی انسے متعلق ہو گئے جس طرح حق رسی کرنا اہل حقوق کی بند وبست رکھنا مجانین و
یتامی ومفلسین وحمقا کا اجرا کرنا وصایای مسلمین وتزویج ایامی کا جبکہ انکے اولیا نہون نظر کرنا

مصالح طرقات و ابنیہ تصفح شہود و امناء و نواب مین استبقار کرنا علم کا عدالت و جرح کے ساتھ
تاکہ وثوق کامل حاصل ہو جاوے غرضکہ یہ سب امور وظیفہ قضا سے متعلق ہو گئے ہین ورنہ پہلے
اس سے ان سب کامون کو ایام خلیفہ مہتدی تک خلفا خود کیا کرتی تہی کبہی اتفاقاً سپرد قاضی بہی
کردیتے تہے جس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے کام قضا کا ابوادریس خولانی کو سپرد کردیا تہا مامون نے
یحیی بن اکثم کے حوالے کیا تہا معتصم نے احمد بن ابی داؤد کو سونپ دیا تہا کبہی قاضیون سے کام
جہاد کا بہی لیتے تہے یحیے بن اکثم زمانۂ مامون مین ایک لشکر لیکر طرف ارض روم کے نکلے تہے منذر بن
سعید اندلس کے قاضی تہے طرف سے عبد الرحمن ناصر اموی کے غرضکہ یا تو خود ان وظائف کو سرانجام
دیتے یا اون کے وزرا امیر معتمد اس کام کو کرتے تہے **فائدہ** دولت عباسیہ پہر دولت امویہ مین جو
اندلس مین تہی نظر کرنا جرائم و اقامت حدود مین حوالہ صاحب شرطہ تہا یہ ایک دوسرا منصب ہے
مناصب شرعیہ سے سوا قضا کے یعنے حاکم دیوانی کو قاضی کہتے ہین حاکم فوجداری کو صاحب شرطہ
بولتے ہین اسکا کام یہ تہا کہ حد جاری کرتا قصاص لیتا تعزیر کرتا تادیب دیتا پہر جب خلافت مین
فتور آیا لوگ ان دونو کامون کو بہول گئے حکام ظالم ہو گئے خود سزا جزا جاری کرنے لگے سیاست شرعیہ
کے پابند نرہے طرح طرح کے قانون اپنی عقل سے نکالے نام عہدون کے بدل ڈالے ہر کسیکو خدمات
مذکورہ سپرد کرنے لگے عصبیت دولت کا لحاظ نرکہا ورنہ پہلے سوائی عرب ہم نسب یا موالی عرب
کے کسی دوسرے کو یہ کام سپرد نکرتے تہے یہان تک کہ سارا ملک ہاتہہ سے عرب کے نکل گیا
دوسرونکی پاس آگیا ترک بربر وغیرہ حاکم زمین کے ہو گئے خطط خلافت اور بہی زیادہ دور جا پڑے جبتک
عرب مالک ملک تہے وہ شریعت کو اپنا دین سمجہتے تہے یہ جانتے تہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہماری ہی قوم کے ہم مین سے ہین اونکے احکام و شرائع عین ہمارا دین و مذہب ہے اس لیے
ابقاء و امضائی احکام و حدود شرعیہ مین بڑا اہتمام رکہتے دوسرون نے ان امور کا لحاظ نکیا
صرف تعظیم تکریم دین کی کرتے مسلمان کہلاتے تہے غیر عصبہ کو خدمات سپرد کرتے یہ لوگ مدت دراز
سے بداوت کو بہول گئے تہے عیش و آرام مین پڑ گئے تہے سارا کارخانہ خطط خلافت کا خراب ہو گیا لوگ

مین اہلیت علم و لیاقت فضل باقی نرہی جاہل لوگ سلاطین ہو گئے پہلے و ادار عہدہ و خدمت کا علما پر ہتا اوس وقت تک لوگ علم بہی بکثرت سیکہتے تہے پہر ملوک نے گروہ فقہا و قضاۃ و علما سے قطع نظر کر لی علم بہی اوس دن سے جاتا رہا حالانکہ حدیث مین آیا ہے العلماء ورثة الانبیاء ان وارثون کے ہوتے ہوئی کون زیادہ مستحق اون خطط شرعیہ دینیہ کا ہے مراد ان فقہا و علما سے علماے کتاب و سنت ہین جنکا حکم عین عدل و انصاف ہے نہ یہ فقہاے راے و قیاس جوان دونو اصل اصیل سے ناواقف ہین انکو اوتنا ہی آتا ہے جو انکی مذہبی کتابون مین لکہا ہے یہ درحقیقت شریعت حقہ و سنت مطہرہ سے بالکل جاہل عاطل ہین یہ لوگ ہرگز مستحق ان مناصب و وظائف کے نہین ہین **فائدہ** عدالت ایک وظیفہ دینی تابع قضا ہے حقیقت اس وظیفہ کی یہ ہے کہ شہادت نفع و نقصان کی درمیان مین لوگون کے باذن قاضی ہو سجلات مین گواہی واسطے حفظ حقوق کے لکہی جاوے املاک و دیون و معاملات وغیرہا ضبط کیے جاوین گواہونکا تزکیہ ہو عدالت شرعیہ پائی جاوے جرح سے برارت ہو **فائدہ** حسبہ جسکو احتساب کہتے ہین یہ بہی ایک وظیفہ دینیہ ہے داخل امر بمعروف نہی عن المنکر ہے کام اوس شخص پر جو قائم بامور مسلمین ہے فرض ہے محتسب کے ہمراہ اعوان بہی چاہیین جو منکرات کی خبر رکہین تعزیر و تادیب کیا کرین لوگون کو مصالح عامہ پر آمادہ کرین راستون کو تنگ نہونے دین حمالون ملاحون کو زیادہ وزن اوٹہانے سے منع کرین جو دیوارین مکانات کی گرنے پر ہون اونکو ہدم کرا دین میانجیون کو بچون کی مار پیٹ سے مکتبون مین روکین کہوٹے کہرے نقد کا ناپ تول کی کمی کا خیال رکہین یہ کام طرف سے قاضی کے سپرد محتسب ہوتا ہے پہر سلاطین ان کامونکو خود کرنے لگے **فائدہ** سکہ اسکا تعلق سلطنت سے اس لیے ہے کہ جو پیسا روپیا شرفی خلق مین رائج ہوتا ہے ضرور ہے کہ اوس کی نگہبانی کیجاوے تاکہ کوئی اوس نقد مین غش یا نقص نکرنے پاوے سکے پر نام نشان سلطان کا اس لیے لکہا جاتا ہے کہ اوس کے کہرے ہونیکی علامت ہے اس وظیفے کا نگران صاحب دار الضرب ہوتا ہے سو باعتبار مذکور یکسان ہے

ایک وظیفۂ دنیبہ مین داخل ہے اس کام پر متدین و دیندار امین صادق کا مقرر ہونا واجب
ہے اوزان نقود قدیمہ وجدیدہ کا بیان اوپر گذر چکا ہے **فائدہ** استحسان مجتہدین کا
شریعت مین کچہہ چیز نہین ہے شافعیؒ نے فرمایا ہے من استحسن فقد شرع جتنے محدثات
ایسے ہین کہ فقہا نے اونکو بدعت حسنہ ٹھیرایا ہے وہ سب یا اکثر درحقیقت سیئات ہین اسی لیے
حدیث مین آیا ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار یعنی ہر نوایجاد کام دین مین ضلالت
ہے کوئی کام کیون نہو ہر گمراہی دوزخ مین ہے **فائدہ** جن مفاسد سے برکت علم جاتی رہی
ہے کلمۂ اسلام مین تفرقہ پڑگیا ہے بہت ہین منجملہ اونکے سب سے بڑا مفسدہ دین مین سب سے
زیادہ تباہی اسلام مین یہ ہوئی کہ شریعت مین مذاہب مروجہ نکلے ہر مذہب والا اپنے مذہب
کے لیے تعصب کرنے لگا اپنے مذہب کو حق وصواب دوسرے کے مذہب کو خطا و باطل
جاننے لگا حالانکہ خدا ایک ہے رسول ایک ہے قرآن پاک ایک ہے شریعت حقہ ایک ہے پہر الگ
الگ مذہبون کا کیا مطلب اس احداث سے اسلام مین نہایت ضعف آگیا مسلمان غریب
ہوگئے جمعیت مین تفرقہ پڑگیا بہجت دین رونق شریعت بالکل جاتی رہی اس بدعت نے یہانتک
زور پکڑا کہ خاص مکۂ معظمہ مین بہی چار مصلے قائم ہوگئے انا للہ دوسرا مفسدہ فرط اعتقاد و شدت
تعظیم اموات ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گور پرستی پیر پرستی امام پرستی مجتہد پرستی استاد پرستی مسلمانون مین
پہیل گئی قبرون پر لاکہون روپے کی عمارت بن گئی در و دیوار پر چادر غلاف پگڑی تلوار صندل
پہول چراغ چڑہنے لگے نذر نیاز منت ہونے لگی توحید کے عوض شرک آگیا پختہ قبرین بنین
اونپر عربی فارسی اردو مین کتبے لکہی گئے حظیرے مقبرے گنبد طیار ہوگئے حالانکہ حدیث شریف
مین ان کاموں پر لعنت آئی ہے بعض کو حرام فرمایا ہے تیسرا مفسدہ یہ ہے کہ اسلام مین ایک قوم
متصوفہ کی ظاہر ہوئی اسنے ظاہر شریعت کو چہوڑ کر دعوی معرفت باطن کا کیا ظاہر کتاب و سنت
کو اپنے پہیر کر اور ہی مطلب پر لگایا اس حیلے سے دین کو بدل ڈالا الحاد کو اسلام مین ملا دیا ورنہ پہلے
صوفی اوسکو کہتے تہے جو زہد و عبادت مین اعلے درجہ رکہتا تہا ہدی نبوی پر چلتا تہا حدیث کا حافظ

محدثات باطن سے علیحدہ رہتا تہا پہر نام کے فقیر رہگئے درویشی ایک پیشہ ہوگیا صدہا رسوم ومنکرات اس پیرایے مین پہیل گئے ہزارون کرامات خلاف شرع کا ظہور ہوا پیران نمی پرند مریدان می پرانند جیسے انکے اگلے بہتر تہے ویسے ہی ان کے پچہلے بدتر ہوگئے الاماشاء اللہ اگلون کا یہ قول تہا کہ جو باطن خلاف ظاہر شریعت ہے یعنے مخالف کتاب سنت وہ کفر و زندقہ ہے اب جو ظاہر خلاف باطن ہوتا ہے اوسکا انکار کرتے ہین کشف کرامات پر سارا کارخانہ چلتا ہے شعبدہ نیرنج استدراج کو کرامت سمجہ لیا ہے سلوک وتصوف کو عکس القضیہ کر رکہا ہے حالانکہ اہل علم نے کہا ہے الخیر کل الخیر فی الکتاب والسنۃ فما خرج عن ذالک فلا خیر فیہ وان جاءنا بر ازھد الناس فی الدنیا وارغبہم فی الاخرۃ فانہ لا زھد ولا دین لمن لم یعش علی الھدی النبوی ولا تقوی ولا خشیۃ لمن لم یقتد بالکتاب الالھی یعنی کوئے درویش کیسا ہی بڑا زاہد دنیا مین راغب عقبی مین ہو جب تک وہ قرآن وحدیث پر نہ چلے گا تب تک وہ نہ زاہد ہے نہ دیندار نہ متقی ہے نہ پرہیزگار کثرت عبادت سے کام نہین چلتا جب تک عقیدہ درست نہو خوارج کو دیکہو اونکے روبرو ہماری عبادت بالکل بے حقیقت ہے مگر قرآن اون کے گلے سے نیچے نہین اوترتا جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اس طرح یہ دین سے باہر نکل گئے ہین حدیث مین انکو دوزخ کا کتا فرمایا ہے حالانکہ یہ لوگ اس امت مین بڑے عابد ہین نماز روزہ حج زکوۃ تلاوت قرآن تہجد وریاضت وغیرہ مین بے مثل ہین پہر جو تارک ہی نہو سڑی خبطی برہنہ پاگل احمق نجس ناپاک کتون کا رکہنے والا بڑ لگانے والا ہو وہ کس طرح ولی اللہ ہوسکتا ہے مگر جب سے رؤسا امراء جاہل ہونے لگے انہون نے ایسے ہی فقیرون کو کامل واصل سمجہ لیا انکی دیکہا دیکہی عوام بہی خراب ہوکر بد دین بنگئے وام شرک وکفر مین پہنس گئے قبرون کو سجدہ کرنے لگے ان کو متصرف عالم سمجہ لیا حالانکہ یہ ولی شیطان ہین نہ ولی رحمن شیطان علم مین سب سے زیادہ ہے مگر ایسا گمراہ ہوا کہ پہر کوئی ویسا گمراہ دیکہا نہ سنا اس سے معلوم ہوا کہ تنہا علم وعبادت کچہہ نافع نہین ہے جب تک کہ میزان کتاب وسنت مین نہ تلے بلکہ جو کوئی طاعت وعبادت

طریقہ مسنون پر نہین کرتا ہے وہ ملحق بخوارج ہے

فصل

جب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو اونکو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے تھے جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو خلیفۂ خلیفۂ رسول خدا کہلاتے تھے آخر توالی اضافات کی سبب سے اس لقب کو بوجھل سمجھکر ملتوی کر دیا گیا سپہ سالار لشکر کو امیر کہتے تھے جاہلیت والی رسول خدا کو امیر مکہ بولتے امیر حجاز کہتے صحابہ سعد بن ابی وقاص کو امیر المومنین کہتے تھے اسلیے کہ جیش قادسیہ پر امیر ہو کر گئے تھے پہر اس لقب کو واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا جو خلفا بعد انکے آئے اونہون نے بھی اپنے لیے اسی لقب کو علامت سرداری وخلافت ٹھیرایا مگر شیعہ نے علی مرتضیٰ کو امام کہنا شروع کیا امامت بھی خلافت کی بہن ہے کچھ ڈر نہین مگر شیعہ کا مطلب اس لقب سے یہ تہا کہ مستحق امامت یہی ہین نہ ابو بکر وعمر وعثمان اس محاورے مین گویا اپنے مذہب کی طرف تعریض وایما کرتے ہین پہر جسکو انکی اولاد مین لائق خلافت سمجھا اوسکو امام کہنے لگے جب تک کہ اوسے خلافت نہ ملی اگر خلافت ملی تو پہر دوسرا لقب مقرر کیا جس طرح شیعہ بنی عباس اپنے ائمہ کو امام کہا کرتے تھے ابراہیم تک جب ابراہیم نے کہل کر دعوت مذہبی کے لڑائی کا نشان کہڑا کیا تو پہر دوسرا لقب بدل دیا اسی طرح رافضۂ افریقیہ اولاد اسمعیل کو امام کہتے تھے یہانتک کہ عبید اللہ مہدی ظاہر ہوا جب سے ملک لیلیا تو امیر المومنین کہلانے لگا پہر یہ لقب ملوک حجاز وشام وعراق وغیرہا مین رائج ہوگیا عباسیہ فی ابعد اپنے تملک کے اور القاب تراشے کسیکا لقب سفاح ہوا کوئی منصور کوئی مہدی کوئی ہادی کوئی رشید کوئی امین کوئی مامون وغیرہ وغیرہ اور وہ ملوک عجم جو ملک مشرق مین رہتے تھے اونہون نے اپنے لیے اور ہی ڈہب کے لقب لیے جیسے شرف الدولہ عضد الدولہ نظام الملک آصف جاہ تعالی جاہ وغیرہ بعض نے القاب مضاف بسوی لفظ دین اختیار کیے جیسے صلاح الدین جلال الدین نور الدین شہاب الدین وغیرہا انمین سے کسیکو فی نفسہ لقب کوئی مذموم چیز نہین ہے خود رسول خدا صلعم نے صحابہ کو

القاب بخشتے تھے کسیکو سیف اللہ فرمایا کسیکو امین امت کہا کسیکو ارحمہم کسیکو اشدہم فی امر اللہ
کسیکو ایسی کسی کو اقضی لقب بخشا اتنا فرق ضرور ہے کہ اگلے القاب مع خلاف واقع و تعریف
و خود ستائی سے خالی ہوتے تھے مطابق وصف حاصل کے لقب دیا جاتا تھا جب سے اسلام
غریب ہو گیا بڑے بڑے فخر و شرف کے لقب لینے دینے لگے یہ سراسر کذب و کبر و معصیت ہے
لا تزکوا انفسکم بل اللہ یزکی من یشاء **فائدہ** علی بن شوکانی رحمہ نے درر فاخرہ مین لکھا
ہے مراد ملک یعنے بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر یا جملہ اقطار و بلاد کا مالک ہو دوسرے
بادشاہ سے مدد نہ لی اپنے اختیار سے اپنے ملک مین عامل مقرر کرے یہ لفظ خلیفہ و سلطان سے
عام تر ہے اللہ تعالی نے کچھ لوگون کو اس ملکداری مین مبتلا کیا خلق کو اونکی اطاعت کرنیکا
حکم دیا ملک پر شرعا عدل کرنا واجب فرمایا اقامت شریعت کا حکم دیا سب سے پہلے بادشاہ
روی زمین کے آدم ابو البشر ہوئی یہ خدا کے خلیفہ تھے دین کے سلطان تھے جب مر گئے تو
انکی اولاد دو طرح پر ہو گئی ایک دین مین انکے قائم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے
بادشاہ بنے جتنے نبی رسول آئے وہ سب سلطان دین تھے اونکی اطاعت اون لوگون پر فرض
تھی جن کی طرف وہ بھیجے او ٹھائے گئے تھے پھر خواہ اون امت نے اونکا کہنا مانا سنا یا نمانا نہ سنا
جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اونسے دین نہ تھا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہین کے ہاتھہ سے ہوئی
ان دونو طرح کے ملوک آدم سے لیکر تا خاتم رسل ہوتے رہے جب اللہ تعالی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین دنیا دونو کا سردار کیا دونو حالتون کا مالک بنایا اپ پھر شریعت لائے
اور پھر سیاست ان دونو وظائف کے ساتھہ جیسا قیام آنحضرت صلعم نے کیا سارے جہان مین
کسی نے نہین کیا نہ کوئی کریگا ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ٭ انکے بعد جو انکی راہ پر چلا ہے
اوسکو خلیفۂ رسول کہہ سکتے ہین جو نہ چلا وہ انکا خلیفہ نہین ہے ملک ہے یا سلطان یا متغلب
یا متبع خطوات شیطان ہے **فائدہ** سب سے زیادہ بلا مین وہ پھنسا ہوا ہے جو کسی جگہہ کا
بادشاہ یا امیر یا ولیعہد یا رئیس ہے اس لیے کہ اشرفی روپے سے لیکر ایک ایک کوڑی پیسے تک

جو کچھ اس شخص نے رعیت سی لیا ہے اوسکا حساب کتاب اسکے ذمے پر ہے قیامت مین یہ جمع خرچ پیش ہوگا واصلباقی اس کی بہی جاوگی اگر حق سے لیا ہے تو خیر ورنہ خدا حافظ آخر اسنے جو یہ اعوان ارکان اخوان رعایا کے سر پر مقرر کیے ہین یہ ناحق مال چھینتے جان مارتے خونریزی کرتے خلق کو ستاتے غریبون پر ظلم کرتے ہین سو ہر خون کا وبال ہر ظلم کا سوال اس سے ہوگا اپنی رعیت کے حالات سے پوچھا جاویگا کہ کیسا برتاؤ اونسے کیا اونکے حقوق دیے یا تلف کیے کیونکہ جس کام کا یہ چرواہا ہے جب اسنے اوسی کو ضائع کیا نگاہ نرکھا تو پھر سوال نہو یعنی چہ فائدہ بادشاہ پر کئی کام شرعا واجب فرض ہین ایک درستی نیت کی کہ مقصود اسکا اس بادشاہی سے وہی کام ہو جو شرع مین اس سے مطلوب ہے دوسرے شفقت رعیت پر یہان تک کہ بڑے کو برابر باپ کے برابر کو مثل بھائی کے چھوٹے کو بیٹے کی طرح سمجھے تیسرے یہ کہ وزیر کار خیر مین اسکے معین ہون حدیث مین آیا ہے کہ جب اللہ کسی بادشاہ کے ساتھہ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اوسکو وزیر نیک دیتا ہے اگر یاد کرے تو یہ اوس کی مدد کرے اگر بہ بجاوے تو اسکو یاد دلاوے چوتھے یہ کہ احوال رعیت کی خبر رکھے قرضدارون کا قرض بعد موت اداکرے اگرچہ میت اتنا چھوڑ گیا ہو کہ اوس سے قرض ادا ہو جاویگا لکن پھر ورثہ بالکل محتاج رہتے ہین اس لیے ترکہ ورثہ کو دے بیت المال سے قرض ادا کرے اگر مردی نے یہ قرض کسی حاجت ضروری کی لیے کیا ہے اور جو کہین فسق فجور عمارت اسراف مین صرف کیا ہے تو قرض لینے والا قرض دینے والا قرض کا ادا کرنیوالا سب گناہ مین برابر ہین پانچوین یہ کہ اہل صلاح وتقوی وامانت وایمان والون کو اپنا مقرب بنا دے جس کو دیکھے کہ یہ دین مین مددگار ہے صلاح نیک دیتا ہے ہدایت تقوی وطہارت کے کام کرتا ہے اوسکو ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے کلان پر پہونچاتا رہے جسکو دیکھے کہ نری دنیا ہی کا دوست ہے اوس کو علیحدہ کر دے چھٹے یہ کہ امور سلطنت مین ایسا شخص مشیر ہو جو عقلمند ودیندار غیر خائن غیر طامع ہے ملک ومملکت دونو کا خیرخواہ ہے اللہ تعالی نے اپنی نبی صلعم کو حکم کیا ہے کہ مشورہ لیا کرو آنحضرت صلعم اکثر امور مین صحابہ سے مشورہ لیا کرتے تھی چنانچہ احد کے دن

مشورہ لیا قصۂ افک مین مشورہ کیا باوجودیکہ وحی آتی تھی خود سب سے زیادہ اعلم واکرم و
اعقل نوع انسان اقرب جناب رحمن تھے اہل تجربہ نے کہا ہے جو کام مشورے سے ہوتا ہے
اوسمین ندامت نہین ہوتی ساتوین یہ کہ کریم النفس سخی ہو اللہ نے حقوق خلق اس کے ہاتھ
مین رکھے ہین اسکو حکم کیا ہے کہ حقوق اہل حق کو پہونچا دے جو شخص جس چیز کا مستحق ہے
وہ اوسکو دے کسیکا حق واجب شرعی نہ روکے اندہادہند خرچ کرنا اپنے دل کے موافق مال
اوڑانا داخل سخاوت وکرامت نہین ہے بلکہ عین اسراف وتبذیر ہے قرآن شریف مین مبذرین
کو اخوان شیاطین فرمایا ہے اسراف کی مذمت کی ہے بادشاہ امیرون رئیسون مین یا تو بخیل
ہوتے ہین جن کے ہاتھ سے ہزارون کی حق تلفی ہوا کرتی ہے یا مسرف ہوتے ہین کہ
اپنی ناموری کے لیے لاکھون روپیہ خلاف مرضی خدا ورسول صرف کرتے ہین پھر اسکو سخاوت
سمجھتے ہین شرع شریف مین ہر مال کا مصرف مقرر ہے مال کو اوسی طرح اوسی جگہہ صرف کرے
ورنہ جوابدہ ہوگا آٹھوین یہ کہ حلیم بردبار متحمل مزاج ہو اللہ تعالی نے فرمایا ہے فمن عفا واصلح
فاجرہ علی اللہ دوسری جگہہ ارشاد کیا ہے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس مراد عفو
وحلم سے اس جگہہ یہ ہے کہ عمدہ لوگون کی چھوٹی موٹی خطا سے درگذر کرے انتقام نلے اقیلوا
ذوی الھیئات عثرا تھم نہ یہ کہ حدود وتعزیرات شرعی کو باوجود ثبوت جرم حد یا جرم تعزیر
کے چھوڑدے یا غریبون پر حد وتعزیر جاری کرے امیرو نیز بھائی بندون پر جاری نکرے کہ یہ
عین ظلم وغایت عصبیت نہایت حمیت جاہلیت ہے اسکو دین سے کچھہ بھی علاقہ نہین اسی لیے
حاکم کو منع کیا ہے کہ بحالت غیظ وغضب مین کوئی حکم جاری نکرے اگر جاری کریگا تو وہ حکم بصورت
خلاف شرع ہونے کے لائق تعمیل نہوگا آجراسی غضب مین اس کی جان بھی ہلاک ہوگی سکا
مال بھی برباد جاویگا ملک ویران ہوجاویگا نوین یہ کہ بہادر ہو جب کسی طرح کی سختی تنگی آفت
پیش آوے دل کو قوی رکھے مستقل مزاج رہے مضطر نہو لڑائی کے وقت ثابت قدم رہے مقابلہ
دشمن مین راسخ القدم ہو توقع پاوے تو حملہ کرے ہوار ہو یا پیادہ موقع ندیکھے تو اپنی جان ہلاک

مین نہ ڈالی دسوین یہ کہ جس شخص مین ملاحظہ شجاعت مردانگی جوانمردی کا کرے یا دیکھے کہ اوس سے
کوئی اچھا کام ہوا ہے یا کسی ملک کو اوس نے فتح کیا ہے یا کوئی عمدہ خیرخواہی کی ہے تو اوسکا مرتبہ
بڑہاوے اوس کی رعایت دلجوئی کرے تا کہ اوسکو حوصلہ ان کامون کا زیادہ ہو جان نثاری و
خیرخواہی مین زیادہ تر کشش و کوشش بجا لاوے جب خیرخواہ کی بات سنی نہین جاتی ہے تو
اوسکا دل ٹوٹ جاتا ہے وہ خاموش ہو کر بیٹھ رہتا ہے اسکا انجام حق مین مالک کے بہت برا ہوتا
ہے جو بادشاہ بڑے ماہر تھے اونہون نے بہت اچھے قاعدے اس کام کے لیے نکالی ہین گیارہوین
یہ کہ معاصی و محرمات سے بچتا ہو اس لیے کہ امام و مالک بننے سے تو مقصود یہی ہے کہ لوگون کو
گناہ و جرم و حرام کامون سے روکے اچھے کام کرنے پر آمادہ کرے پھر جب مالک و بادشاہ خود ہی
گناہون مین پھنسا ہوگا تو وہ دوسرون کو کیا خاک منع کریگا بلکہ اسکا گناہ کرنا سبب اونکی جرأت کا
ہوگا کیونکہ ملک و دین دونو توام ہین اونکا گناہ بھی اسی کے ذمے لگیگا یہ شخص جو بادشاہ کیا گیا تھا
اس لیے کیا گیا تھا کہ شریعت حقہ کو قائم کریگا معروفات جاری کریگا منکرات کو مٹاویگا منہیات
سے رعایا کو باز رکھیگا واجبات کا حکم کریگا سیئات سے بچاویگا سو جب خود ہی یہ مجتنب نہوا قبحات
مین مبتلا رہا تو وہ فائدہ جس کے لیے اسکو بادشاہ یا امیر یا رئیس بنایا گیا تھا بالکل باطل ہو گیا
اسکی امامت ولایت فقط اس کام کی نہ ٹھہری کہ ساری خلق محروم ہو تنہا ایک یہ شخص سارا مال اپنے
جان یا اپنے گھرانے پر صرف کرے عیش و آرام مین رہے کسی سے کچھ غرض نہین اگر غرض ہے
تو یہی ہے کہ تم اپنا مال ہمکو دو ہم بہت سے نکاح کرین اپنے لذات و شہوات مین صرف کرین الغرض تمکو
کہلاوین منکرات و سیئات مین اوڑاوین تم چولھے مین جاؤ یا بھاڑ مین پڑو جیو یا مرو کچھ مطلب
نہین فائدہ ملوک و رؤساے بنی اسرائیل اسی طرح ہلاک ہو گئے کہ اقامت حدود کو اونہون نے
ترک کر دیا سزا و جزا اونکا اشراف سے بالکل اوٹھا دیا غریبون پر جاری رکھا انصاف چھوڑ دیا جب
کوئی ضعیف آدمی زنا کرتا تھا اوسپر حد جاری کرتے تھے اگر قوی زنا کرتا تو اوسکو چھوڑ دیتے آخر
شریعت مٹ ہی گئی امت ہلاک ہو گئی خلق مین فساد پڑ گیا بارہوین یہ کہ جب شہر مین کوئی حادثہ

واقعہ معاملہ خلاف عادت و قاعدہ واقع ہو تو اوس کی خبر رکھے اوسکا سبب دریافت کرے اگر وجہ مصلحت معلوم نہو تو اوس فعل کے فاعل کو سزا دے آدسکو اس کام سے روکے تیرہوین یہ کہ فوجی لوگون کو رعیت پر مسلط نکرے جب کسی لشکری سے کوئی بیجا بات حق مین کسی شخص کے واقع ہو تو رعیت کا حق اوس سے دلاوے اوس کو موافق جرم کے سزا جزا دے یہ نہ کرے کہ لشکریونکا ظلم غریب غربا پر روا رکھے ؎

بہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد   زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

یہ عجب قوم ہے جب کسی جگہہ اونکو کمان پر بہیجو تو رسد مفت لیوین لڑائی پر بہیجو تو مال غنیمت مین خیانت کرین رسد کے دام دین تو کم دین نرخ مین بحث کرین حاجت کی چیز زبردستی چہین لین چودہوین یہ کہ اپنی جان پر انصاف کرے یعنی جس کام پر دوسرون سے مؤاخذہ کرتا ہے اگر وہ کام خود اس سے واقع ہو تو وہی سزا اپنے حق مین بہی جاری کرے ورنہ ظالم ہے اپنی اولاد پر بہے حد و تعزیر قائم رکھے اپنے بہائی بندون کو بزور قبول احکام شرع پر مجبور فرماوے اگر نہ مانین تو ترک برادری و کلام وسلام کردے غرضکہ حکم اسلام کا سب پر یکسان و برابر جاری و قائم ہو جب اولاد و اخوان سلطنت یا ریاست یا امارت کو یہ بات معلوم ہوگی کہ انصاف مین ہماری کچہہ رعایت نہین ہے بلکہ ہم اور ساری رعیت برابر ہین تو پہر کوئی پسر یا برادر کسی پر ظلم نکریگا اور جب اخوان و اولاد سے درگذر کیا گیا تو انتظام مین فرق آویگا ظالمون کا ہاتہہ مظلومون پر خوب ہی صاف ہوگا رعب حاکم کا جاتا رہیگا بڑا انطلہ دنیا مین جس سے دین کی جڑ اوکہڑ جاتی ہے مرد عادل ظالم ہو جاتا ہے ضعیف اپنے حق سے محروم رہتا ہے یہی ہے کہ اکثر رئیس امیر و والی و سلطان اولاد و اخوان کی رعایت کرتے ہین عام رعیت سے اون کی عزت و آبرو زیادہ سمجہتے ہین یہ کیساہی فسق فجور کرین کتناہی اسراف کرین عزیز ہیے ہوتے ہین رعایا مین کوئی کتناہی اچہا نیک چلن ہو کیسی ہے لیاقت رکہتا ہو متقی پرہیزگار عالم دیندار درویش تقوی شعار ہو اوس کی اوتنی قدر نہین ہوتی جتنی قدر اس عزیز برادر

رشتہ دار کی ہوتی ہے یہ مظلمہ و ناانصافی سب گناہون سے بڑہکر ہے پسند رہوین یہ کہ بادشاہ امیر رئیس حاکم مالک کو ایسا ہونا چاہیے کہ سب لوگ یہ بات جان لین کہ شریعت کی عظمت اسکی نزدیک سب امور پر مقدم ہے یہ خلاف شرع کام کو ہرگز روانہ رکہے گا مجرم کو بے سزا دیے ہوئے نہ چہوڑیگا فاسق کی اہانت کریگا دیندار کی عزت بڑہاویگا حق مین کسیکے مطلق رعایت نہ کریگا انصاف مین کسی کی مروت نکریگا کیونکہ یہ بات اوس کے ذمی پر شرعًا واجب ہے وہ قائم مقام نبوت ہے اگر ایسا نکریگا تو پہر وہ خلیفۂ خدا خلیفۂ رسول نائب پیغمبر نہین ہے شیطان کا بہائی ابلیس کا خلیفہ ہے شریعت اوس کے سبب سے بے رونق ہوجاویگی رسوم جاہلیت جاری ہونگے عادات ملوک کا رواج ہوگا مظالم خلق روز افزون ہونگے والی کا فرض منصب تو یہ ہے کہ جو کام خلاف شریعت اسکے گہر مین کنبے مین اولاد مین اخوان مین برادری مین رشتہ دارون مین رعایا مین شہر مین واقع ہو اوسکا انجام استیصال عقاب و بال نکال ضرب حد تعزیر سزا جزا ہو نہ یہ کہ خود وہ خلاف شرع کام کرے دوسرون کو حوصلہ دلاوے فاسقون فاجرون سے قطع نظر کرے برادری کے سبب سے اونسے درگذر کرے انسے ہشاش بشاش ہو کر ملے قرآن شریف مین صاف آچکا ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب علیھم الایمان فی قلوبھم وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار یعنی جو قوم اللہ پر دن آخرت پر ایمان رکہتی ہے اوس سے یہ کام کسی طرح نہین ہوسکتا ہے کہ جو کوئی مخالف خدا اور رسول ہو یعنی خلاف شرع کام کرتا ہو یہ اوسکو دوست رکہے اگرچہ وہ باپ یا بیٹا یا بہائی یا کنبا اسکا کیون نہو اللہ نے اس قوم کے دل مین ایمان لکہدیا ہے اپنے نور سے اسکی تائید کی ہے انکو بہشت مین داخل کریگا مفہوم اس آیت شریف کا یہ ہے کہ جو کوئی اپنے باپ بیٹون بہائی بندون رشتہ دارون کو باوجود فسق و فجور کے دوست رکہتا ہے درحقیقت اوسکو خدا پر قیامت کے آنے پر یقین نہین ہے اوس کے دل مین ایمان نہین لکہا گیا ہے اگر ایمان لکہا جاتا تو وہ انکو

کبھی دوست نہ رکھتا انسے ہزار کوس بھاگتا انکی صورت سے بیزار ہوتا ہے

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد　　فدای یک تن بیگانہ کاشنا باشد

صحابہ رضی اللہ عنہم نے خدا و رسول کی خوشی کے لیے اپنی مغفرت کے واسطے اپنے ہاتھہ سے اپنے ابناء آباء اخوان کو راہ خدا مین قتل کیا رشتہ توڑ دیا پھر جان جب امیر رئیس کا یہ طریقہ نہو اہلکہ خلق کو یہ معلوم ہوا کہ یہان اپنون کی پرسش ہے انکے سب گناہ معاف ہین قوم کی طرفداری حمایت ہے امیر کا یہ حال ہے کہ دین پر اوسکو استقامت نہین ہے رعیت کو اوس کے ہاتھہ سے امن نہین ہے مظلوم کا انصاف ظالم سے نہین لیا جاتا ہے جو قانون جاری ہے وہ خاص جمعیت کے لیے ہے اگر کوئی معاملہ کسی قریب عزیز کا دیوانی ہو یا فوجداری یا مالی پیش ہوتا ہے تو اوسپر وہ قانون جاری نہین ہوتا ہے اوسکی گزارش سچ سمجھی جاتی ہے اوسکے مدعی کا بیان جھوٹ ٹھیرایا جاتا ہے اگر مقدمہ ثابت بھی ہو جاتا ہے تو بھی پوری سزا اوس کی مجرم مدعا علیہ کو نہین ملتی ہر طرح سے رعایت برادری کی مانع اجرای اوس قاعدے کی ہوتی ہے اوس کے پیچھے اہلکار پر غصہ ہوتا ہے اہلکار بھی بسبب رشتہ داری رئیس دبے رہتے ہین اظہار حق کرنے مین رئیس کی خفگی کا ڈر ہوتا ہے تو پھر یہ امارت شرعی نہ ٹھیری طاغوت ہوئے یہ علم خلق کا اوس والی امیر رئیس کی حق مین سم قاتل ہو جاتا ہے یہی لوگ اوس کے افعال و اعمال کے دن قیامت کی گواہ ہو جاوینگے دنیا مین خوشامد سے یا ڈر سے کوئی برا نہ کہے مگر دل مین تو ضرور ہے اوسکو برا سمجھہ لیتے ہین بد دعا دیتے ہین سو ہلاک ابدی رئیس امام کے لیے اسی قدر کافی ہے امیر رئیس والی امر کا انصاف ایسا چاہیے کہ کسی ظالم فاسق کو خلاف شرع امر مین طمع نہو کسی دنی آدمی کو نا امیدی نہو دیکھو یہ کم بادشاہ رعیت کو دوست رکھے اون کے لیے دعا کرے حدیث مین آیا ہے کہ بہتر امیر وہ ہین جنکو تم چاہتے ہو وہ تم کو چاہتے ہین تم اونکو دعا کرتے ہو وہ تم کو دعا کرتے ہین بدترین امراء وہ ہین جنپر تم لعنت کرتے ہو وہ تمپر لعنت کرتے ہین تم اونکو دشمن رکھتے ہو وہ تم کو دشمن رکھتے ہین غرضکہ محبت و دعا اسباب خیریت ملک سے ہے بغض و لعن اسباب شرریت سے ہے یہلی بات موجب فوز

وفلاح ونجات ہے دوسری بات موجب ہلاک وعذاب وعقاب ووبال ہے فائدہ
اس جگہہ اتنا لحاظ ضرور ہے کہ اگر امیر اچھا ہے تابع شریعت مروج دین انصاف پرست ہے
رعایا فاسق فاجر ہے اس سبب سے لوگ اوسکو پسند نہین کرتے تو امیر کا کچھہ بھی نقصان نہین
ہے اور اگر سچ مچ امیر مین سب یا بعض اوصاف مذکورہ مذمومہ موجود ہین اس سبب سے
رعایا اوس کو ناپسند کرتی ہے خصوصا صلحاء اوس ملک ومملکت وریاست کے تو حق اس جگہہ
طرف رعایا کے ہے امیر ناحق پر ہے ستر ہوین یہ کہ امیر رئیس بادشاہ کے لیے اعوان وانصار
کا ہونا چاہیے جتنے کام ریاست وسلطنت کے ہین ہر کام کا ایک مددگار چاہیے جو اوس کام کی
اصلاح کرے ایسے لوگ چند قسم ہین ایک وزیر باتدبیر اوسپر واجب ہے کہ وہ آپکو قائم مقام ابوبکر
وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم سمجھے موسے علیہ السلام نے کہا اجعل لی وزیرا اصل اھلی معلوم
ہوا دنیا مین بے وزیر کام نہین چلتا ہے وزیر یہ خیال کرے کہ مین کس کی جگہہ بیٹھا ہون مجھکو
کیا کرنا چاہیے اللہ نے کچھہ بھلائی چاہی ہے جو اسکو وزیر کیا ہے اگر اچھا برتاؤ کریگا خدا کی طرف
سے مدد ملیگی اگر برا برتاؤ کریگا تو پھر عذاب الیم موجود ہے آپ بھی ڈوبا اپنے آقا کو بھی ڈبویا امیر
کو چاہیے کہ وزیر اوسکو کرے جو اہل تقوی ومروت ووفا وکرم ہو اس لیے کہ وزیر ملک کا عنوان
ہوتا ہے رعایا ور اعی کے درمیان مین واسطہ ہے حدیث مین آیا ہے اللہ جب کسی بادشاہ
کے ساتھہ بہتری کرنا چاہتا ہے تو اوسکو نیک وزیر دیتا ہے اگر بادشاہ کوئی بات بھولجاوے
تو اوسکو یاد دلاوی اگر اوسکو یاد آوے تو اوس کی مدد کرے شریعت کا متبع ہو سارے کام موافق
شرع کرے پر کسیکو ترجیح نددے گویا دشاہ کیون نہو کسیطرح کا فریب دہوکہ مکر زور عیت سی نکری
نہ کسی کی طرفداری بیجا یہ لحاظ کری ظاہر وباطن یکسان رکھے نفاق ومداہنت کو دخل نہ دے
حق بات کھولکر کہدے عدل کا دوستدار ہو ظلم سے بیزار ہو سلطان وامیر ورئیس کی خیانت
نکرے اپنے آقا کا خیرخواہ وفادار ہو فرض خدمت کو پورا پورا ادا کری ملک مین اخبار نویس مقرر کری
ہر جگہہ کی خبر رکھے ایسے عامل مقرر کرے جو رعایا کی حال پر شفیق مہربان ہون مال مین طمع نکرین

اہل دین کی تعظیم کرے پردے مین زیادہ نہ رہے ہر حاجتمند اوس تک پہونچ سکے سب کی بات
سنے نیک و بد کو پہچانے مال کو لعب و لہو مقرر نکرے کہ جہان چاہے اوتدلیسیہا خرج کری بیچ لیے
گہر بناوی زمین پیدا کرے جانداد بہم پہونچاے بلکہ جب بات کہے سچی بات کہے جہوٹ نہ بولے
علمار مین جہگڑا مذہبی نہ ڈالی کسی مذہب کو کسی مذہب پر ترجیح نہ دے کسی مذہب کی طرفداری نکرے
تعصب پیشہ نہو حق پسند حق گو تابع کتاب و سنت ہو ہر شخص سے موافق اوس کے رتبے کی برتاؤ
کرے عالم سے عالم کے موافق جاہل سے جاہل کے موافق حق کا مددگار ہو باطل کو مٹاوی ورنہ
ملک ویران ہوجاویگا بندے ہلاک ہوجاوین گے جسنے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ انجام ان
امور کا پہچانتا ہے بغداد مین جو واقعہ ہلاکو خان رافضہ کے ہوا اوسکا سبب بہی تعصب مذہبی بعض امرا کا
تہا ابن علقمی وزیر خلیفہ مستعصم باللہ رافضی تہا اوسنے اپنی تعصب مذہبی سے ایسی بڑی سلطنت اسلام
کو ہاتہ سے ہلاکو خان کے برباد کرادیا گو آخر کو آپ بہی برباد ہو گیا لشکر تتار مین مثل غلامون کے
پڑا پہرتا تہا کوئی نہین پوچہتا جو وعدہ منصب و معاش کا تتار نے اس سے کیا تہا وہ بعد فتح بغداد
پورا نکیا اسنے چاہا تہا کہ بجائی عباسیہ کوئی علوی نسب کا بادشاہ مقرر کردیا جاوے کہ رفض چمکے
یہ بہی نہوا وہ بہی نہو خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ہو الخسران المبین اسی کا ایک دوست نصیر الدین طوسی
ملحد تہا کہتے ہین غلطی تہا ان دونون نے ملکر دولت اسلام کو برباد کرادیا انا للہ **فائدہ** بڑا فتنہ جس سے
ملک و اسلام مین تباہی آتی ہے فتنہ مذہب کا ہے جب کوئی قوم تعصب مذہبی اختیار کرتی ہے
آفت و بلا اوس قوم کی عاشق ہوجاتی ہے طرح طرح کے فتنے کہڑے ہوجاتے ہین عوام جمع ہوجاتے
ہین ایک دوسرے آپسمین لڑ مرتے ہین بادشاہ کو چاہیے ایسا وزیر مقرر کرے جسمین یہ سب صفت
مذکور یا بعض انہین سے موجود ہون ورنہ پہر ہلاک ملک نقد وقت ہے جس سلطنت مین بڑی وزیر
خائن اسیر رافضی خارجی اہلکار مقرر ہوے وہ ملک جلد ہی جاتا رہا اسرار لشکر وقت مہمات کے مدد دیتے
ہین دشمنان سلطنت سے لڑتے ہین فوج سپاہ طیار رکہتے ہین جہاد کرتے ہین آپنے دبدبی رعب سے
کفار کو دبائی رکہتے ہین انکا انتظام بہی ذمہ والی یا وزیر خوش تدبیر کے ہے رسول خدا صلعم کی آپ

بہت امرا تھے مہاجرین وانصار مین سے جنکا حال کتب سیر مین لکھا ہوا ہے جب جناب رسالتمآب
نے مکہ معظمہ سے طرف مدینہ منورہ کے ہجرت فرمائی ہر سال چڑہائی کفار پر کیا کرتے بڑی چھوٹے
لشکر جابجا اطراف کو روانہ فرماتے ہر لشکر پر ایک افسر ہوتا ایک کے بعد دوسرا افسر مقرر فرما دیتے
یہانتک کہ اپنے انتقال سے کچھ پہلے جیش اسامہ کی طیاری فرمائی تھی کہ اس درمیان مین
وفات شریف ہوگئی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بمجرد خلیفہ ہونے کے جیش مذکور روانہ کیا اسی طرح ہر
شریعت مین بھی قاعدہ جاری تہا ایام موسی علیہ السلام مین نقبا رہتے تھے ایام عیسی علیہ السلام مین
حواری تھے ایام سلیمان علیہ السلام مین خلفا تھے سلطنت مین بڑا عمدہ کام بھی انتظام لشکر وجیش وسریہ
کا ہے **فائدہ** امارت کئی طرح کی ہوتی ہے ایک لشکر وفوج کی جسکو آج کل بخشی کہتے ہین دوسرے
محل بادشاہ کی کہ اوس کے خدم حشم گھربار کا بندوبست رکہے اسکو دیدار نقیب الحرم کا مدار کہتے ہین
تیسری اصطبل کی کہ خیل وبغال وجمال وعجلات وافیال وغیرہ کی سیاست کرے چوتھی کتابت
کی یہ کئی قسم کی ہوتی ہے ایک کاتب انشا ایک کاتب سر یعنی مخفی نگار ایک کاتب خراج جس کو
دفتر حضور کہتے ہین ان سب کاتبین کے لیے شرطین ہین جن کے ذکر مین طول ہوتا ہے پانچوین
محکمہ مشورہ ہے بادشاہ ہر وقت اسکا محتاج ہے کہ ایک جماعت مردم کامل العقل وافر الشعور
اہل فراست وتجربہ کی اوس کے پاس ہو جلسے ہر مشکل امر مین معاملات رعایا برایا مین مشورہ کیوے
اس لیے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینی والا
کبھی نادم نہین ہوتا جو مشورہ نہین لیتا یا لیتا ہے مگر اوسپر عمل نہین کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے
مشیر دن کا مؤتمن ہونا چاہیے صلاح نیک دین یہ اوسی وقت ہو سکتا ہے کہ جبکہ اہل مشورت
اہل علم وفضل ہون جیلی چاپڑ جاہل مجرر صلاح کار نہون اکثر سلاطین ورؤسا اسی طرح برباد
ہوگئے کہ فقط اپنی رائے پر کام کیا یا اپنے خدمتگارون مصاحبون خوشامدیون کے مشوری پر چلے
جو لوگ لائق اس کام کے تھے اونسے نہ پوچھا چھٹے جلیس ہین یہ سب اعوان سلطان مین زیادہ تر
لائق چاہیین اس لیے کہ کلام وخطاب سلطان کا زیادہ تر اپنے جلیس ومصاحب سے رہتا ہے

جب وہ عقل و شرافت مین بادشاہ سے کم ہوا تو اوس کی صحبت سلطان کو مضرت کرگئی سی لیے عقلمند بادشاہ اپنے لونڈی غلام خدام کو اپنا جلیس و انیس نہین کرتے تھے عمدہ آدمیون کو تلاش کرکے مصاحب بناتے تھے وہ دین دنیا مین انکو رائی نیک دیتے امور خیر مین مددگار رہتے اپنے مالک کے دل و جان سے خیرخواہ ہوتے محتاجون کے کام نکلتے جس کی رسائی نہوتی اوسکا سچا سچا حال تا امیر رئیس تک پہونچا دیتے اپنی غرض نفسانی نفع ذاتی کو دخل ندیتے آن جیا و سوالی سے نا رہا لوگون کو نہ ستاتے ہر وقت عدل و انصاف کی خوبی بیان کرتے رہتے اتباع شریعت کا شوق دلاتے مصاحب جامع اوصاف کا ملنا بہت مشکل ہے اگر سب صفت نہون بعض اوصاف بہی موجود ہون تو بہی غنیمت ہے خصوصا اس چودہوین صدی مین اور اگر قسمت سے کوئی ایسا آدمی ہاتھ لگ جاوی جسمین سب وصف یا اکثر اوصاف وزارت و مصاحبت موجود ہون تو پہر کیا پوچہنا پانچون انگلیان گہی مین ہین ایسا ایک آدمی سو پر بہاری ہوتا ہے وہ سب کام کرسکتا ہے ؎

شراب کہنہ کہ روشنگر روان منست مصاحب من و پیر من جوان منست

آج کل ایک آفت یہ ہے کہ بعض رؤسا جسکو خیرخواہ سمجہتے ہین اوس سے اگر مشورہ بہی لیتے ہین تو اوس مشورے پر عمل نہین کرتے وہ تو مشورہ دیکر نادم ہوتا ہے یہ اوس سے بدگمان رہتے ہین آخر الامر یہ ہوتا ہے کہ وہ بہی جان چہڑانے لگتا ہے خاموشی اختیار کرتا ہے اگر ایسا کرے تو اوس کے عزت و معاش مین فرق آتا ہے ع صحبت گذاشتم ز تماشائیان شدم ٭ ساتوین عمال یہ ایک صوبے کے حاکم ہون یا تحصیل ملک پر عامل یا مناصب مصارف وظائف مساجد خیرات زکوۃ کے مہتم آٹہوین وظیفہ رسالت ہے رسول کہتے ہین سفیر و وکیل کو سفیر مرسل کی عقل و کیل موکل کی نقل ہوتا ہے اوس کی لیاقت سے حال لیاقت موکل کا معلوم کیا جاتا ہے حکام و بادشاہ لوگ حال وکیل سے حال موکل کا استنباط کرتے ہین اگر وکیل عاقل فاضل دانشمند ہے تو سمجہتے ہین کہ موکل اس سے بہی بہتر ہوگا وا لا یہ جانتے ہین کہ موکل کم لیاقت ہے اسی لیے پہلے یہ دستور تہا کہ

جب سلطان یا خلیفہ یا امام کسیکو دوسری سلطنت کی طرف بعہدہ سفارت رسالت وکالت بھیجتے تھے تو جو علما مین سب سے زیادہ عالم فقیہ دانشمند تجربہ کار معاملہ فہم ہوشیار مقرر محرر ہوتا تھا اوس کو مقرر کرتے تھے نوین خدم وحشم بادشاہ ہین جن کو شرط کہتے ہین جن کی جگہہ اب چوبدار چپراسی رہتے ہین انکا کام یہ ہے کہ جس کی نسبت جو حکم خلافت و امارت وریاست ہوا وسکی پوری تعمیل کرین اوس حکم کو محکوم علیہ تک جون کا تون پہونچا دین پیام سلام کلام مین فرق نہ آنے دین عین مضمون وعبارت حکم ادا ہو جاوے دار وگیر کا کام بھی سرانجام دین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصر مین قیس بن سعد شرط تھے لکن یہ طریقہ جو ملوک مین اب جاری ہے اوس وقت اس خدمت کا یہ ڈھنگ رنگ نہ تھا دسوین دربان لوگ ہین جو لوگون کو بے اذن آنے سے روکتے ہین آنحضرت صلعم کے زمانے مین قصۂ ایلا مین اسی طرح کی کارروائی واقع ہوئی حدیث وقرآن مین عموماً جملہ اہل اسلام کو حکم ہے کہ کوئی بے اذن کسی کے گہر مین نہ گھسے لکن جب لوگون نی امرا ورؤسا پر ہجوم کرنا شروع کیا تو مجبورانہ اس کام کی لیے حجاب مقرر کیے گئے بادشاہ بھی ایک آدمی ہی کوئی فرشتہ نہین اوسپر بھی حق اوس کی جان کا اولاد کا اہل کا ہے اگر ہر دم رات دن اوس کے پاس لوگ آوین جاوین اوسکو فرصت نہ لینے دین تو سارے حقوق مذکورہ خواہی نخواہی ضائع ہو وینگے اس لیے ضرور ہوا کہ بے وقت بے محل بے موقع آنے سے لوگون کو روکا جاوی مگر جس طرح یہ اذن عام موجب خلل انتظام ہے اسی طرح اکثر ایام بادشاہ کا مخفی رہنا کسیکو نظر نہ آنا کسی کی کسی وقت بے اوس تک رسائی نہونا برا ہے حدیث مین اس کام پر وعید سخت آئی ہے گیا رہوین طیاری فوج ولشکر وسپاہ سوار وپیادہ وپولس بیڑہ وغیرہ کی ہے قرآن مین فرمایا ہے واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ دوسری جگہہ فرمایا ہی ولو لا دفع اللہ الناس آنحضرت صلعم سالجات سواران پر ایک رسالدار مقرر فرماتے تھے کہ اوس کی حکم سے سب کام ہوتا تھا جب تک آیۂ سیف نہ اوتری حکم قتال کا نہ آیا اسلام کو غلبہ نہوا ملوک کا طریقہ طیاری لشکر وآلات حرب وضرب وغیرہ مین مختلف طور پر رہا کیا ہے ہر بادشاہ نے مطابق مقتضائے وقت کے درستی فوج وہتیار وسلاح مین کوشش کی

قوت سلطنت کسی قسم کی آلات قدیمہ یا جدیدہ سے ہو داخل حکم آیۂ مذکورہ ہے بدعت نہین ہے
بارہوین مقرر کرنا عرفا کا ہے جنکو چودہری کہتے ہین میر محلہ بولتے ہین جتھر سمجھتے ہین خواجہ قریہ
وغیرہ جانتے ہین ہر فرقے ہر ہرنے والون مین ایک شخص ایسا ہونا ضرور ہے جو حالات فرق وحزب
سے حاکم کو اطلاع دیتا رہے اوس کی معرفت سب کارروائی اوس قوم والون کی ہو ہر شہر ہر گاؤن
ہر قبیلہ ہر قوم مین ایک چودہری بمنزلۂ واسطہ درمیان ملک ورعایا یا وزیر امیر کے اسی لیے
ہوا کرتا ہے کہ جزئیات احوال پر بدون اس تدبیر کے آگاہی حاصل نہین ہو سکتی مگر حدیث شریف
مین آیا ہے لا بد للناس من عریف وکل عریف فی النار مراد اس وعید سے یہ ہے کہ جو عریف
خلاف شرع کام کرے حال رعایا کو خلاف واقع ظاہر فرماوے اپنا حق چودہرات تولیوے مگر اونکے
اصلاح نکرے وہ دوزخی ہے نہ یہ کہ گو متقی متدین ہو تو بھی وہ جہنم مین جاویگا ہان اس کاروبار
مین متقی رہنا دیانت دار امانت دار حق گو حق رسان ہونا البتہ بہت مشکل ہے یہان تک خلاصہ
کتاب درر فاخرہ کا ہے۔

فصل

ابن خلدون نے خطط سلطانیہ مین کئی امر ذکر کیے ہین ایک وزارت اسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے دوسرے
کچہریات دیوانی فوجداری مال اس کی اصل کسریٰ سے ہے پھر اسلام مین سب سے پہلے عمر
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسکو جاری کیا اسکا نام عربی مین دیوان ہے جس طرح اوس جگہ کو
جہان بیٹھکر یہ کام کرتے ہین دیوانخانہ کہتے ہین اسی طرح اوس شخص کو جو یہ کام سرانجام کرتا ہے دیوان جی
کہتے ہین کوئی کچہری دفتر انشا کی ہوتی ہے جہان سے رسائل ومکاتیب واحکام بنام عمال وملازمان
لکھکر جاری ہوتے ہین کوئی کچہری مال وحساب کی ہوتی ہے اسلام مین ہمیشہ جب تک خلافت
قریش مین قائم رہی دفتر مملکت عربی زبان مین رہا کیا اس زبان کی خوبی بیان سے باہر ہے جو
بات زبان قلم سے ادا ہوتی ہے جیسا مدعا عبارت والفاظ عربی مین لکھا جاتا ہے وہ بات
قلم زبان سے نہین ہو سکتی خصوصا عبارت عربی مبین مین جو سارے جہان کی زبانون سے

فصاحت و بلاغت مین ممتاز ہے **فائدہ** خلفاء و امرای صحابہ جو شام و عراق مین تھے کمال امانت
غایت دیانت نہایت خلوص و حفظ اسرار کی وجہ سے منشیان مملکت کو اپنے ہی نسب یا عظمائی
قبائل سے مقرر کرتے تھے یہ خدمت ہاتھہ مین غیر شخص کے ندیتے تھے سب سے بڑھکر یہی ایک عہدہ
ہے جسپر نیک و بد سلطنت کا موقوف ہے لکن یہ فن انشا بڑا مشکل فن ہے ہر پڑھے لکھے کا کام نہین
کہ اس خدمت کا سرانجام کرلے منشی اگر لائق فائق ہے تو زور تحریر قوت انشا سے دشمن کو زیر زبر
کر سکتا ہے اگر نالائق ہے تو دوست کو بھی دشمن کر لیگا ادیب ایک صفحے کا مضمون چار سطر مین لا سکتا ہے
سب پہلو اعتراض و انتقاد سے بچا سکتا ہے نرا محرر ذرا سی بات کو بہت سی عبارت مین بھی
ادا نہین کر سکتا اپنی تحریر سے آپ پکڑ مین آجاتا ہے ابن خلدون نے کہا منجملہ خطط سلطانیہ کے
ایک توقیع ہے یعنی فرمان شاہی دوسرے شرطہ ہے اسکی اصل دولت عباسیہ مین قائم ہوئی اس
منصب کا آدمی اقامت احکام جرائم کرتا ہے حدود کا مستوفی ہوتا ہے تیسرے قیادت اساطیل ہے
اس عہدہ دار کو ملند کہتے ہین اسکا کام یہ ہے کہ اساطیل کو رجال و سلاح و مقاتلی سے مملو و مشحون
رکھے بحری سلح خانہ کا انتظام مہیا چاہیے کرے جو کفار دریا پار ہون اون سے لڑے آلات بحریہ ایجاد
کرے کشتیون پر سوار ہو چوتھے تفاوت مراتب اہل سیف و قلم ہے پانچوین انتظام نشانون و
نیزون کا ہے طبول کا بجانا بوق و نرسنگے کا پھونکنا یہ کام دشمن کے ڈرانے کو حرب مین ہوتی ہین
چھٹے سریر و منبر و تخت و کرسی ہے جسپر سلطان نشست کرتا ہے اسلام سے پہلے ہی دستور ملوک کا تھا
سلیمان علیہ السلام کا تخت و کرسی ہاتھی دانت کا تھا اوس کو سونے سے مطلا بنایا تھا اسلام مین سب سے
پہلے اس کام کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا لوگون سے کہا مین موٹا ہو گیا ہون اگر کہو تو تخت پر
بیٹھون سب نے اجازت دی پھر رہے سہے ملوک اسلام نے اس امر کو اختیار کر لیا ایک علامت اپنے
ابہت و شوکت کی ٹھیرالی پھر جتنے سلاطین اسلام شرق و مغرب مین ہوئے اونہون نے سریر و منبر
تخت کرسی بنائے اکاسرہ و قیاصرہ کی چال پر چلے اتنے سریر کا ثبوت تو سنت صحیحہ سے بھی پایا جاتا ہے
مگر تخت و تاج و کرسی کا ذکر کسی حدیث شریف مین نہین آیا ملوک نے اس باب مین نہایت اسراف

اختیار کیا تخت طاؤسی کا صرف کروروں تک پہونچا یہ بالکل خلاف شرع ہوا ایک دستور دولت کا
اجرائی سکۂ دنانیر و دراہم ہے جسکا رواج درمیان لوگوں کے ہوتا ہے سکے مین صور و کلمات
نقش کیے جاتے ہین کھوٹا کھرے سے جدا کیا جاتا ہے معاملات مین نقد خالص کا رواج رہتا ہے
اسلام مین سب سے پہلے عبد الملک نے ضرب سکہ کا حکم دیا سنہ ۷۴ھ مین جسطرح سعید بن مسیب نے
کہا ہے یا سنہ ۷۵ھ مین جسطرح مدینی نے ذکر کیا ہے اس سکے پر یہ لکھا تھا اللہ احد اللہ الصمد ورنہ اس سے
پہلے ملوک عجم سکہ جات مین تماثیل مخصوصہ بناتے تھے بادشاہ عہد کی تصویر کھینچتے تھے یا قلعہ کی یا
کسی حیوان یا مصنوع کی صورت نقش کرتے تھے چنانچہ فی الحال جو ایک کتاب مختصر سکہ جات کی
لکھی گئی ہے اومین تین سو سکے سے زیادہ اسی قسم کی تماثیل و صور ہین جب مسلمان آئی انہون نے
رسم عجم کو موقوف کر دیا کلمات طیبات کا لکھنا جاری فرمایا اس لیے کہ شرع شریف مین تصویر کشی
کی سخت ممانعت ہے دینار درہم کی شکل علیحدہ علیحدہ تھی گول صورت ہوتے اوس کے گرداگرد ایک
طرف نام اللہ پاک کا یا تہلیل تحمید درود تحریر کرتے دوسری طرف تاریخ و نام خلیفہ کا لکھتے زمانہ عباسیہ
و امویہ مین بھی دستور رہا پہر جبید مین نے اپنے عہد مین سکے کو جو کھوٹا کر دیا مینے سکہ جات عہد عباسیہ
و امویہ دیکھے اونپر عربی عبارت لکھی ہوئی ہے کسی پر کلمہ طیبہ کسی پر کوئی آیت قرآن شریف کی
صاحب اکلیل الکرامہ نے ان سکہ جات کے سنوات کو نقل کیا ہے حال نقود قدیمہ و جدیدہ کا اوپر
گذر چکا ابن خلدون نے کہا منجملہ خطط سلطانیہ کے ایک مہر کرنا ہے خطوط و صکوک پر ہرقل کو جو خط
جناب نبوت صلعم نے لکھا تھا اوسپر مہر لگائی تھی نقش خاتم لفظ محمد رسول اللہ تھا پھر وہ مہر نزدیک
ابوبکرؓ و عمرؓ کے رہی پھر ہاتھ سے عثمانؓ کے چاہ اریس مین گر گئی کتنا ہی ڈھونڈھا نملی دوسری طراز ہے
یعنے ریشمی کپڑے کی بناوٹ مین نام سلطان کا یا کسی علامت خاص کا منسوج کرنا یہ لباس مخصوص
تھا ساتھ سلاطین کے چنانچہ ترک و مصر و شام مین اب تک بھی اس قسم کا لباس بنا جاتا ہے تیسرے
فساطیط و سیاج ہین یہ کتان صوف قطن سے واسطے سلاطین کے بنائے جاتے تھے سفر مین یہ
گھر کا کام دیتے ہین آجکل انکا نام ڈیرہ خیمہ راؤٹی بلتن وغیرہ ہے طرح طرح کے رنگ وار بڑے

چھوٹے یک چوبہ دوچوبہ ہوتے ہین خیمہ وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین بہی تھا
گو اس تکلف کا نہو جو اس زمانے مین ہوتا ہے جو تے مقصورہ نماز ہے یہ مکان مساجد عظیمہ جامع مسجد
مین سلطان کے لیے بنایا جاتا ہے کہ وہان علیحدہ بیٹھکر نماز جماعت پڑہے ہی خطبہ جمعہ سنے دعائے
مسلمین مین شریک ہو اسکی ایجاد ملت اسلام ہی مین ہوئی ہے پہلے کہین وجود اسکا نہ تہا معاویہؓ
نے اسکو نکالا جبکہ ایک خارجی نے اونکو زخمی کیا کسی نے کہا احداث مروان بن الحکم ہے جب ہاتھہ
یمانی کے مجروح ہوا پہر خلفا نے اسکو اختیار کر لیا سب ممالک مین رواج اوسکا ہوگیا حتی کہ ہند
مین بھی چنانچہ احمد آباد گجرات کی مسجد جامع مین قنوج کی جامع مسجد مین اب تک مقصورہ موجود ہے
فائدہ پہلے خود خلفا نماز پڑہاتے تہے خطبہ جمعہ نماز عیدا ماستسقا نماز استسقار وغیرہ کرتے
درود کے بعد صحابہ کا ذکر کرتے تہے جامع مصر مین سب سے پہلے عمرو بن عاص نے منبر بنایا عمر بن خطاب
نے اونکو لکہا اسکو توڑ ڈالو سب سے پہلے خطبے مین دعا خلیفہ کے لیے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
کی بصری مین کی جبکہ یہ وہان کے عامل تہے انکی دعا یہ تہی اللھم انصر علیا علی الحق پہر اسکا رواج
ہوگیا بنی امیہ نے حکم دیا کہ خطب جمعہ مین علی مرتضے و اہل بیت نبوت پر تبرا لعنت کیا کرو مگر جب
عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو انہون نے اس رسم بد کو بدل دیا بجاے لعن وطعن پڑہنا اس
آیت شریفہ کا مقرر کر دیا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء
والمنکر الخ چنانچہ اب تک تلاوت اس نص کریم کی خطب مین معمول ہے جب سے اسلام آیا ہمیشہ
خطبہ زبان عربی ہی مین سب نے پڑہا دوسری زبان مین کوئی زبان عجمی کیون نہو پڑہنا خطبے کا
خلاف طریقہ سلف صلحا و ائمہ ہدی کے ہے ہان وعظ کرنا زبان عربی فارسی اردو مین مدت سے
چلا آتا ہے کسی نے اوسکو منع نہین کیا **فائدہ** منجملہ خطط کے ایک حرب وضرب ہے مذاہب امم
ترتیب عساکر طرائق حروب انواع مقاتلہ مین جدا جدا ہین جب سے اللہ نے انسان کو پیدا کیا
ہمیشہ آپس مین لڑائی بہڑائی رہے بعض نے ارادہ انتقام کا بعض سے کیا اہل عصبیت نے اپنی اپنی
قوم وملک کے لیے تعصب ظاہر کیا کوئی امت اس کام سے خالی نہین ہے گویا یہ جدال وقتال

طبیعت بشری ہے آتنی بات ہے کہ سبب انتقام کا کسی جگہہ غیرت وحمیت ہے کسی جگہہ غضب ہے واسطی خدا و رسول کے کسی جگہہ غصہ ہے واسطی ملک گیری کے جو لڑائی بھڑائی خدا کے لیے ہوتی ہے اوسکو جہاد کہتے ہین جو غیر خدا کے لیے ہوتی ہے وہ فتنہ فساد بلوی عصبیت حمیت جاہلیت ہے مقریزی نے خطط مین بہت سے دواوین سلطنت ذکر کیے ہین اونمین سے بعض کا ذکر پہلے ہوچکا ہے **فائدہ** اکلیل الکرامہ مین ایک خاص فصل بیان مین اون آیات کے لکھی ہے جو متعلق خلافت و امارت واطاعت امرا نازل ہوئے ہین ان آیتون مین یہ حکم ہے ہے کہ امیر رئیس پر حکم کرنا بموجب قرآن پاک کے واجب ہے جسطرح امر بمعروف ونہی عن المنکر فرض ہے ایسی آیات اشارہ او نیس ہین کچھہ کم نہین ہین جو لوگ موافق قرآن کے حکم نہین کرتے ہین اونکو خدانی فاسق ظالم کافر کہا ہے لفظ ما انزل اللہ مین سنت صحیحہ بھی داخل ہے بدلیل اس آیت کے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

فصل

مسئلہ امامت عجب مسئلہ ہے اصول وفروع والون نے اسکو بہت کچھہ طول دیا ہے وجوب نصب امام مین اختلاف ہے کہ قطعی ہے یا ظنی یا فقط شرعی ہے یا شرعی عقلی ہر فرقے نے اپنی دلیلین لکھی ہین مگر اکثر محل نزاع سے خارج مقام استدلال سے ساقط ہین حالانکہ بات آتنی تھی کہ امامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے فرمایا ہے الائمۃ من قریش قرآن وحدیث سے معلوم ہوچکا ہے کہ ائمہ کی اطاعت کرو علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یہ حدیث صحیح ہے پھر فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس برس رہیگی آئمین اون کی طرف اشارہ کیا جو بعد رسول خدا صلعم کے بجاے رسول خدا قائم ہون گے جب آنحضرت صلعم کا انتقال ہوگیا صحابہ نے سب امور سے مقدم مبایعت امام کو ٹھیرایا دفن نبوی سے پہلے امام مقرر کیا اسی طرح جب ابوبکرؓ مرے عمرؓ کو خلیفہ کرگئے عمرؓ خلافت کو درمیان مین چھہ شخصون کے چھوڑ گئے کہ انمین سے جسکو سب لوگ پسند کرین وہ خلیفہ ہو بعد قتل عثمانؓ علی مرتضیٰؓ سے بیعت کی گئی پھر حسن علیہ السلام سے جب اونہون نے خلافت چھوڑ دی تو

عنہ خلافت نبوت ختم ہوگیا پہر مسلمان اسی طریقے پر چلا کیے کہ ایک کے بعد دوسرے کو امام کرتی ہے
لکن جب ملک اسلام وسیع ہوگیا مملکت کا طول بڑہگیا لوگون مین اختلاف پیدا ہوا ہر قطعہ پہ
ایک والی یا سلطان یا امیر یا رئیس حاکم بن بیٹہا تو متعدد ملوک در ئوسا ہوگئے جب انمین ایک مرتا
تو دوسرے کو جلدی سے اوس کی جگہہ بٹہا دیتے یہ بات سب کو معلوم ہے بلکہ ثبوت اسکا اجماع
اہل اسلام سے ہے کیونکہ سارے مصالح دین و دنیا کے ذات سلطان سے مرتبط ہین اگر سلطان نہو
تو یہ سب کارخانے تباہ ہوجاوین سب کو جانے دو یہ کیا کم ہے کہ جہاد و امن راہ و انصاف مظلوم
امر و نہی نشر سنن امامت بجع اقامت حدود بے امام و سلطان کے نہین ہوسکتا ہے اس حیثیت سے
شرعاً نصب امام واجب ٹہیرا بڑی دلیل وجوب کی یہ حدیث ہے من مات ولیس علیہ امام جماعۃ
فان موتتہ موتۃ جاھلیۃ اخرجہ احمد والترمذی وابن خزیمۃ وابن حبان وصححہ من
حدیث حارث الاشعری یعنی بے امام کے موت ایسی ہے جیسے جاہلیت کی موت کسی نے کہا
فلان شخص بعد رسول خدا صلعم کے امام منصوص ہے کسی نے کہا نہین بلکہ فلان ہے باجماع کسی نے
کہا امامت فلان شخص کی فلان دلیل سے ہے کسی نے کہا نہین اوس دلیل سے ان سبہون نے
ایک بیفائدہ جہگڑا کہڑا کردیا پہر ایک دوسری کی تکفیر تفسیق تبدیع تشنیع کرنے لگے آپس مین دشمنی
عداوت یہانتک بڑہی کہ سیکڑون کا خون ہوگیا ہتک حرم ہوا دین مین تفرقہ پڑگیا یہ سارے
فتنے شیعہ سنی وغیرہم کے کتب تاریخ مین درج ہین اس مسئلے کے پیچہے جو عداوت باہم یہود و نصاریٰ
کے نہین ہے وہ عداوت درمیان مسلمانون کے ہوگئی حالانکہ ہم سب متعبد ہین ساتہہ اس امر
کے کہ اتباع واجبات شریعت کرین نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد بجا لائین ہمپر یہ بات واجب نہین ہے کہ
ہم یہ معلوم کرین کہ فلان وقت مین فلان شخص امام تہا یا فلان شخص فلان وقت مین امام نہ تہا
پہر کیا ضرور کہ ہم ان قصون جہگڑون مین پڑکے اپنی اوقات ضائع کرین امام کا حال اگر ہمکو
معلوم ہوگا تب بہی فرائض شرع ہمپر فرض ہین اگر معلوم نہ ہوگا تب بہی اوسی طرح واجب ہین اگر
ہر وقت کے امام کا پہچاننا واجب ہوتا تو آدم سے لیکر تا خاتم رسل سب انبیاء کا پہچاننا بہی بقیہ امام

واقطار و اعصار واجب ہوتا بلکہ مقدم تر و اہم تر ہوتا فائدہ اللہ تعالیٰ فی واسطی برارت دامن
نبوت کے لوث تہمت سے اہل بیت رسالت مین خلافت کو نہ رکہا بلکہ خلافت اول ابوبکر و عمر
و عثمان رضی اللہ عنہم کو ملی بلکہ خلیفہ مامون نے علی رضا علیہ السلام کو خلیفہ کرنا چاہا تہا تو انہون نے
قبول نہ کیا بلکہ حضرت نے اپنی عترت کے لیے یہ دعا کی اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا یعنی ان کو
بقدر گذر اوقات سے زیادہ نہ ملی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دنیا مین سب گہرون مین سلطنت آئے
مگر سادات کسی جگہہ کی سلطان مستقل نہوئی صوبہ ہوجانا یا مثل چہوٹے موٹے رئیسون کے ہوجانا آ
اور بات ہے جس طرح مکہ معظمہ کے شریف یا یمن میمون کے ائمہ ہوئی سو وہ بہی مستقل طور پر نرہے
غالبًا دو نو تابع سلطنت روم وغیرہ رہا کیے ہان امام محمد مہدی علیہ السلام ساری دنیا کی سلطان
مثل سلیمان و ذو القرنین کے چند روز کے لیے ہوجاوین گے سات یا نو یا اونیس یا چالیس برس
تک حکمران رہین گے پہر سلطنت ہاتہہ مین عیسیٰ علیہ السلام اور اون کی اولاد کے آجاوی گی اللہ تعالیٰ
کو یہ منظور ہوا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ آخرت سے محروم رہین
انکا پورا حصہ اوسی دن کے لیے رکہا گیا ہے جس دن سارے روی زمین کے بادشاہ حقیر یہ عزیز
ہون گے سیدا شباب اہل الجنۃ اس کی دلیل ہے یہ حدیث اگرچہ خاص حق مین امام حسن
امام حسین کے وارد ہے لکن اصول کو فروع مین سرایت ہوتی ہے صلحای اہل بیت کا مرتبہ بیشبہہ
صلحای دیگر اہل سلام سے وہان زیادہ ہوگا جس طرح ان کے گنہگار دوسرون کے گنہگارون سے
زیادہ مجرم سمجہے جاوین گے اس لیے کہ تعزیر بقدر عزت ہوتی ہے قرآن مین فرمایا ہے یضاعف
لہا العذاب ضعفین

فصل

امامت کے لیے ایک یہ شرط ہے کہ امام عاقل بالغ مکلف ہو اس لیے کہ کم عمر بچا امور مسلمین کے
تدبیر نہین کرسکتا ہے بلکہ خود اپنی جان کے تدبیر سے بہی عاجز ہوتا ہے پہر وہ غیر کا بند و بست کیونکر
کریگا اور دلیلون سے یہ بات بہی ثابت ہے کہ صبی و صغیر مرفوع القلم ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نے امارت صبیان سے پناہ مانگی ہے اسکو احمد نی ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے امارت سفہا سے
بھی تعوذ کیا ہے یہ حدیث بھی نزدیک احمد کے بسند صحیح آئی ہے سو کم عمر یا بچا بلا شبہہ بیوقوف ہوتا ہے
علامات قیامت سے ایک یہ بھی علامت ہے کہ نااہل کم عمر امیر ہوں بے وقوف لوگ حاکم و رئیس
ہوں دوسری شرط یہ ہے کہ امام بادشاہ سلطان امیر رئیس والی حاکم مرد ہو عورت نہو اس لیے کہ
عورتین ناقص العقل والدین ہوتی ہین جس طرح حدیث مین آیا ہے سو جب کے عقل و دین مین نقصان
ہوا وہ کب بند و بست امامت کا کرسکتا ہے یا درمیان بندگان خدا کے حکم دیسکتا ہے یا فیصل
خصومات بمقتضای شریعت مطہرہ کرسکتا ہے ایسے شخص سے عدل کا ہونا مشکل ہے امامت و قضا
کے لیے اجتہاد رائے فہم کامل شعور وافر تجربہ تمام درکار ہے عورت کو تفہم حقائق تبصر امور کہان
طاقت تدبیر امر عباد و بلاد سے وہ خود عاجز و ضعیف ہے حدیث بخاری مین بروایت ابی بکرہ آیا ہے
لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ جب ملک فارس مین لوگون نے بوران دختر شیرویہ کو تخت نشین
کیا اور یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تب یہ فرمایا کہ جس قوم نے اپنا کام عورت کو سونپا
وہ قوم فلاح نہ پاویگی اس سے زیادہ کوئی وعید نہین ہے کہ فلاح کی نفی کی گئی خطابی نے کہا اس
حدیث سے یہ بات نکلی کہ عورت کو والی امارت و قضا نہونا چاہیے انتہی یہی قول جمہور علما کا ہے
عورت کا حاکم بنانا رسم پارس رسم نصاری ہے اسلام کی رسم نہین ہے عورت اگر خدا و رسول پر
ایمان رکھتی ہے تو اوسکو یہ چاہیے کہ امام نہ بنے اگر مجبور ہو تو کام اپنا اپنے وزیر کو سپرد کرے خود برائے
نام رہے شاید اس تدبیر سے کوئی صورت نجات کی برآمد ہو ورنہ جس طرح وہ گنہگار ہے اسی طرح
اوس کے امام بنانے والے ورطۂ ہلاکت مین پڑے ہوئے ہین تیسری شرط یہ ہے کہ امام آزاد ہو لیکن
اگر کوئی غلام اگرچہ حبشی کیون نہو حاکم بن بیٹھے تو پھر اوس کی اطاعت لازم ہوجاتی ہے ہان غلام لشکر
کا امیر کسی کار خانی کا منصرم ہوسکتا ہے اس لیے کہ رسول خدا صلعم نے اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ
کو کہ یہ دونو موالی رسول خدا صلعم کے تھے امیر لشکر کردیا تھا حالانکہ اوسمین اکابر مہاجرین و انصار بھی
موجود تھے چوتھی شرط یہ ہے کہ امام قریشی ہو پھر اگر فاطمی ہو تو سب سے بہتر ہے مگر فاطمی ہونا کچھ

شرط نہین ہے قریشی ہونا البتہ شرط ہے حدیث مین آیا ہے الائمۃ من قریش یہ حدیث اگرچہ
صحیحین مین نہین ہے لکن حد تواتر کو پہونچی ہے متواتر حدیث قطعی ہوتی ہے ہان صحیحین مین یہ حدیث
کئی طریق سے آئی ہے ان الناس تبع لقریش فی الخیر والشر دوسری حدیث مین بیان اس
خیر وشر کا یون آیا ہے قریش ولاۃ الناس فی الخیر والشر الی یوم القیامۃ اسکو ترمذی ونسائی نے
عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے صحیحین مین ابن عمر سے آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا لا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان اس سے معلوم ہوا کہ لوگ نیکی بدی مین تابع
قریش ہین قریش ہے کو والی کرنا والی ہونا چاہیے قیامت تک جب تک کہ دو آدمی بھی انمین سے
دنیا مین باقی رہین اس نص کے سوا اجماع امت بھی اسی پر ہے کہ نسب خلیفہ امام والی رئیس کا
قریشی ہونا لازم ہے کسی قوم کی امامت ابتدائی درست نہین روز سقیفہ کے جب انصار نے سعد بن عبادہ
سے بیعت کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث سے اون کو رد کر دیا کہ امامت قریش مین ہی ہو دوسرے مین
نہین ہوسکتی ہے انصار نے مان لیا امامت سعد کو ملتوی کر دیا ابو بکر نے فرمایا امیر ہم مین سے ہو وزیر
تم مین سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قدموا قریشا ولا تقدموہا یعنی قریش کو
مقدم کرو تم اونپر مقدم نہو ماوردی نے کہا ولیس مع ہذا النص شبہۃ لمنازع فیہ ولا قول لمخالف
لہ انتہی چنانچہ اسی وجہ سے جب خلافت قریش کی بغداد سے جاتی رہی ملک اسلام ہاتھ سے ہلاکو خان
کے برباد ہوا طوائف الملوک پیدا ہو گئے تو جو والیان ملک وامرای بلاد اسلام وسلاطین عظام تھے
وہ آپ کو خلیفہ امام نہین کہتے تھے خاندان خلافت مین سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے تھے
آپ کو اوسکا نائب سمجھتے اب تک جہان کہین حکومت وامارت اسلام باقی ہے وہان کے حاکم آپ کو
امیر ونائب قریش سمجھکر بادشاہ یا سلطان کہتے ہین خلیفہ امام نہین کہتے اس لیے کہ یہ قریش نہین ہین
اگر قریش ہوتے تو خلیفہ امام کہلاتے اسی لیے والی روم وملک استنبول بھی سلطان کہلاتے ہین خلیفہ
وامام مگر سچ پوچھو تو یہ ایک حیلہ ہے اس لیے کہ دنیا مین قریش بہت موجود ہین انمین بعضے ایسے بھی
ہونگے جو علم وعمل کی راہ سے لیاقت امامت کی حاصل رکھتے ہین اونکے ہوتے ہوے انکا نائب

ہونا کیا ضرور ہے جسکو جامع اوصاف امامت پاوین اوسکو خلیفہ کرلین امام بنالین آپ اوسکے
نائب و وزیر ہوں جس طرح ابو بکر صدیق نے انصار سے فرمایا تھا نحن الامراء وانتم الوزراء
قاضی عیاض و نووی نے اجماع نقل کیا ہے اس بات پر کہ خلافت مختص ہے ساتھ قریش کے
دوسری کو خلیفہ بنانا جائز نہین ابن خلدون نے کہا دن سقیفہ کی صحابہ نے اجماع کیا ہی نسب قریش
پر حدیث مین بھی آیا ہے لا یزال ہذا الامر فی ہذا الحی من قریش اس طرح کی دلیلین
قوی اور بھی بہت ہین مگر جبکہ امر قریش ضعیف ہو گیا ان کی عصبیت جاتی رہی یہ سب عیش
و آرام مین پڑ گئے بار خلافت انسے نہ اوٹھ سکا تو اعاجم نے تغلب کر لیا سارا بند و بست ہاتھ مین
انہین عجمیون کے آ گیا بعض محققین پر مسئلہ امامت مشتبہ ہو گیا کہا کہ قرشیت نسب شرط امامت
نہین ہے اس حدیث سے استدلال کرنے لگے اسمعوا واطیعوا وان ولی علیکم عبد حبشی
مگر حجت ساتھ اس حدیث کے صحیح نہین ہے اس لیے کہ یہ بات بطور تمثیل کے فرمائی ہے نہ بطریق
امر کے مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر فرضاً کوئی غلام حاکم ہو جاوے تو بھی تم کو اوس کی اطاعت
کرنا فرض ہے نہ یہ کہ تم غلام کو حاکم بناؤ ہان نفی شرط قرشیت موافق رائے خوارج کے ہے انتہی حاصلہ
اسی لیے جو لوگ غیر قریش کسی ملک کے حاکم امیر رئیس ہو گئے ہین مگر مسلمان نمازی ہین تو اہل علم نے
اون کی اطاعت اختیار کی ہے اونپر خروج نہین کیا کیونکہ مقصود نصب امام سے اصلاح امت ہے
اگر اس غیر قریشی سے جسنے بزور بازو یا بقوت تلوار ملک لیلیا ہے بگاڑین گے اوس کی جگہ کسی قریشی
کو خلیفہ کرین گے تو بڑا فساد پڑیگا اصلاح درکنار مفت کا خون ہوگا ناچار اوس کا قائم رکہنا مصلحت
ٹھیرا جب تک وہ نماز پڑہتا ہے مسلمان ہے صریح کفر نہین کرتا ہے تب تک اوس پر خروج کرنا منع ہے
بغاوت کرنا حرام ہے ہان اگر وہ صریح کفر کی باتین کرنے لگے نماز چھوڑ دے تو پھر اوس کی اطاعت
واجب نہین ہے بے شبہہ اسکو معزول کرکے دوسرا شخص قریش مین سے منصوب کرنا چاہیے سید ہو یا
شیخ کسی قبیلہ کی کچھ خصوصیت نہین ہے اگرچہ فاطمی ہونا امام کا نور علی نور ہے **فائدہ**
حدیث شریف مین اس بات کی خبر دی ہے کہ خلافت کے بعد بادشاہی ہو گی خلافت تیس برس

ہیگی پہر ملکداری ہو جاویگی مراد خلافت سے خلافت راشدہ ہے جو نبوت کے طریقے پر ہوگی جسمین
مطلقاً آمیزش ہوائی نفس و بدعت کی نہو یہ مراد نہین ہے کہ تیس برس کے بعد اگر کوئی قریشی
والی ملک ہو تو اوس کو خلیفہ نہ کہو کیونکہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے
سو تیس برس مین تو فقط چار پانچ ہی خلیفہ ہوئے اسی لیے سارے خلفا بنی عباس بلکہ ملوک مصر خلیفہ کہلاتے تھے و
ملوک مین اب تک ائمہ کہلاتے ہین کیونکہ یہ سب نسب قریش سے تھے انکی خلافت امامت بحیثیت اوصاف
مذکورہ بالیقین صحیح تھی گو انمین بعضے نیک تھے بعضے بد ہان جس طرح شیعہ کہتے ہین کہ خلافت قریش
کی خاص ہے ساتھ خاندان اہل بیت کے سو اسپر کوئی دلیل نہین ہے بلکہ بلا تخصیص خاندان کے
مطلقاً قریش سے خلیفہ و امام کا ہونا لازم ہے کوئی قوم کوئی قبیلہ قریش کا کیون نہو ہان یہ بات ہے
کہ اگر کوئی فاطمی قریشی ہاتھ لگی جسمین شرائط امامت علی وجہ الکمال موجود ہون دوسرے قریشیون مین
وہ وصف نہو یا ہو مگر اس کی برابر نہو تو بلا شبہہ اسکا خلیفہ کرنا اوس دوسرے کے امام بنانے سے
بہتر ہے شوکانی نے کہا یہ جو اجماع خلافت قریش پر ہوا ہے بیشک احوط ہے پانچوین شرط یہ ہے کہ
امام و خلیفہ و بادشاہ و امیر و رئیس سلیم الحواس عقلمند ہو اس لیے کہ مقصود اوس کے قائم کرنے سے
یہ ہے کہ وہ بندوبست رعایا و برایا کا عموماً و خصوصاً کرے سب کام موافق قاعدے کے جاری رکھے
سو اگر اوس کے حواس مین خلل ہوگا یا وہ بیوقوف ہوگا تو یہ تدبیر امور خلق کی اوس سے ہرگز نہ ہوسکیگی
جب نہ ہوسکی تو اوسکو امیر کرنا کیا ضرور ہے یہ تو گویا دیدہ و دانستہ انتظام کا بگاڑنا ظلم کرانا ملک کا
ویران کرنا ہوا اسکا وبال اونہین کے ذمے پر ہے جنہون نے ایسے شخص کو کسی مرکز کا والی کیا یہی سبب ہے
کہ ہر سلطنت عقلمندون کو ارکان بناتی ہے خواہ اخوان ہون یا غیر نالائق اہلکار مقرر نہین کرتے
گو اپنے عزیز اقارب ہی کیون نہون امام و قاضی کو اس کی حاجت ہے کہ مدعی مدعا علیہ کو اپنی آنکھ
سے دیکھے اون کے جھگڑے کو اپنے کان سے سنے اگر امام یا قاضی اندھا یا بہرا ہوا تو پھر سمجھو کہ خدا کا
غضب ٹوٹا ہان یہ بات شرط نہین ہے کہ سارے اعضا اطراف جوارح اوس کے سلامت ہون لنجا
اعرج اشل بھی نہو اس لیے کہ سلامت و آفت اعضا کو کچھ تدبیر ملک مین دخل نہین ہے کیونکہ امام

یہ تو مقصد نہین ہے کہ وہ اپنے پاؤن سے خوب دوڑے بہت سا بوجہہ سر پر اوٹہا سکے بڑا پہلوان شہسوار ہو شیر کا شکار کرتا ہوا نشا گہر مین خوب چوگان بازی کرتا ہو بلکہ مراد اوس سے یہ ہے کہ معاملہ فہم سلیقہ شعار مقدمہ رس تجربہ کار عادل منصف مدبر منتظم ہو اگر دیوانہ ہوا یا احمق یا بیوقوف یا نافہم مگر سارے ہاتہہ پاؤن خوب درست ہین فیل تن ہے ایک بکری کے کباب روز کہا جاتا ہے کالفہم خنب مسند کا مصداق ہے چیتے شیر پالتا ہے چڑیا خانہ رکہتا ہے تو اس سے کچہہ لیاقت امامت کی ثابت نہین ہوتی چہٹی شرط یہ ہے کہ امام و خلیفہ و والی مجتہد ہو یہ شرط سب امور پر مقدم ہے اس لیے کہ مقصود نصب امام سے یہ ہے کہ وہ احکام خدا جہاد اعدا حفظ بیضۂ اسلام دفع مکروہات دین مین مستعد ہو ظالم سے مظلوم کا بدلا لی جب اسکو علم ہی نہوا جس سے حق و ناحق مین تمیز کر سکے اپنی ذات سے احکام شرعیہ کو بجا لاوی دوسرون سے اوس کی تعمیل کراوے تو پہر ایسے امام کو کوئی لیکر کیا کرے اوس کو ظلم و عدل مین سر سے ہے سی کچہہ تمیز حاصل نہین ہے خلفای اربعہ اور جو ملوک بعد اون کے ۶۵۶ھ ہجری تک اسلام مین قریش یا اہل بیت سے عرب مین یا عجم مین ہوئے وہ سب عالم فاضل کامل مجتہد تہے جب سے خلافت نسب قریش سے نکل گئی اعاجم مالک ملک بن بیٹہے ترک مغل وغیرہ اقوام مختلف رئیس و امیر ہو گئے تب سے پہر یہ وصف والیان ملک سے بالکل جاتا رہا مگر انگی روسا و امرا نی اتنا تو ضرور کیا کہ اگرچہ خود تو عالم نہ تہے مگر اہل علم و لیاقت ہی کو ہر منصب و منزلت و خدمت و عہدہ پر مامور فرماتی تہے اون کی رای و مشورہ و حکم کے موافق کام کرتے تہے قاضی مفتی صدر الاسلام شیخ الاسلام وزیر صوبہ حاکم عدالت دیوانی فوجداری صیغۂ مال صیغۂ مصارف وغیرہ خطط سلطانیہ پر عالم سے عالم لائق سے لائق شریف سے شریف کو ڈہونڈ کر مقرر کرتے تہے جاگیر و معاش معقول دیتے تہے اعزاز و خطاب و القاب سے سرفراز فرماتی تہے اوس وقت تک بہی اونہون نی ایک طرح کا بچاؤ اپنے لیے سمجہہ لیا تہا مگر جب سے کثرت جہل کی اس حد کو پہونچی کہ جاہل احمق کم نسب حسب سعی و سفارش سے یا بذریعۂ رشوت دہی وغیرہ کے ہر عمدہ کام پر مقرر ہونے لگے تو اب خلافت و امامت کا تو کچہہ کام ہی نہ رہا یہی ضوابط امارت قواعد ریاست باقی رہگئے فقط کہاؤ کہاؤ لیو لیو سمیٹو سمیٹو مگر گیا

اہل علم ذلیل ہو گئے شریف حقیر ٹہیر گئے تیری میری قدر بڑہ گئی امیر رئیس کی صحبت مین غیر شریف جمع ہو گئے میراثی مطرب گانے بجانے والی شراب خوار فاسق فاجر بے نماز و روزہ بد دین رافضی شیعہ پارسی بوہرہ نیچری کارباری ٹہیری سبحان اللہ کیا اچھا انجام اس ریاست و امارت کا ٹہیرا یہ وہ منصب تہا جس کو وراثت نبوت جانتے تھے یہ وہ مرتبہ تھا جسکو خلافت خدا یا نیابت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سمجہا جاتا تہا اب اوس کی یہ گت ہوئی کہ بازیچۂ اطفال و عورات ہو گیا ہے ملکداری وراثت ٹہیر گئی ہے علم سے علماء سے دشمنی جانی ہو گئی ہے جہل و سفاہت سے دوستی ہے خدمتگار مصاحب ہین جاہل مدبر کار و بار دولت ہین ع اے تاج دولت بر سرت از ابتدا تا انتہا فائدہ ہم نہین کہتے کہ امام کا علم مین مجتہد ہونا ایسی شرط واجب ہے کہ جسپر دلیل قطعی قائم ہو یا امیر رئیس مثل ائمۂ مجتہدین کے عالم کامل فاضل بے مثل ہون یا اس شرط پر اجماع قائم ہو چکا ہو بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسلمان ہو قریشی ہو مسائل ضروری دین کے جانتا ہو حلال حرام مکروہ مباح جائز ناجائز سمجہتا ہو اوس کے اہلکار وزرا ارکان دولت سمجہدار لائق فائق ہون اہل علم سے مشورہ لیوی راہ کا امن رکہے مظلوم ضعیف کا انصاف ظالم قوی سے کرے حفاظت رعایا تدبیر لشکر کر سکے آشنا ہی غنیمت ہے یہ تو نہو کہ خدا کا مال جو اوس کے خزانے و بیت المال مین ہر سال آکر جمع ہوتا ہے جسمین ساری رعایا ئی اور ملک کا حق ہے وہ اوس کی آرام و عیش کی سامان مین صرف ہو جاوی مسلمان فاقہ کشی کرین ننگے پھرین بہوکے رہین قرضدار ہون تہیدست ہون حوائج ضروری کا بہی ٹہکانا نہو یہ مال خدا کو فسق و فجور مین اوڑاوین گہرون مین باغون مین تصویرون مین جیڑیا خانون مین بگہی گہوڑون مین کہیل تماشون مین لذات و شہوات مین داد عیش خوان وار باب نشاط وغیرہ امور خلاف شرع مین بی دریغ صرف کرین رئیسون امیرون بادشاہون نی آمدنی ملک کو اپنا مال ذاتی سمجھ لیا ہے امارت و ریاست کا یہ مطلب خیال کر لیا ہے کہ یہ ساری دولت ہمارے باپ کی ملک ہے ہم اس کے مالک مختار ہین جہان ہمارا جی چاہے خرچ کرین جس کو چاہین دین جسکو چاہین نہ دین ہم سے کوئی مواخذہ نہو گا سوا ہمارے گہر والون دوستون کے ہرگز کسی دوسری مسلمان رعیت کا کچہ بہی حق اسمین نہین ہے ارباب تقوی و صلاح

تو روٹی کپڑے کو محتاج پھرین فاسق فاجر ہزارون لاکھون روپے کا مال کوئی بہائی بند بنکر کوئی
ارباب نشاط وغیرہ مین داخل ہوکر کوئی خوشامد وسوال کرکے حاصل کرین بہلا ذرا تو انصاف کرو
تم کو رعیت پروری عدل گستری کے لیے خدا نے یہ ملک سپرد کیا تہا تم کو انکا چرواہا خادم بنایا تہا
یا اس لیے حاکم کیا ہے کہ خلق تکلیف مین ہو تم عیش مین رہو آج تو یہ بات تم پر سخت ناگوار گذرتی
ہے بہت برا مانتے ہو لکن کل یہ بات ثابت ہو جاویگی کہ ہم سچے تہے یا تم جو امرا رئوسا رخدا سے ڈرتے
ہین وہ ان باتون کو سنکر دل مین شرمندہ ہوکر خدا سے دعای عافیت ونجات مانگتے ہین جو اپنے
نفس کے بندے متلون مزاج عاشق شہوات ولذات خود پسند خود رای ہین وہ بے شبہہ اس بات
کو معلوم کرکے غصہ کرینگے مگر وہر مسلمان پر امر بمعروف ونہی منکر فرض ہے ہم نے اگر یہ فرض ادا کر کے
اپنی گردن کو اس بار نصیحت سے ہلکا کیا تو کیا برا کیا **فائدہ** وہ بادشاہ امیر رئیس والی حاکم جن کو قیامت
مین عرش کی نیچے سایہ ملیگا جن کا گھڑی بہر کا عدل ساٹھ برس کی عبادت سے بڑھ جاویگا یہ وہی
ملوک وسلاطین ہین جنھون نے اپنے پاؤن حد شرع سے باہر نہین رکہے خدا کا مال وہان خرچ کیا
جہان خرچ کرنیکا حکم تہا اوس طرح پر خرچ کیا جس طرح پر شرع مین آیا ہے گو کوئی صورت کسی خرچ
کی مباح کیون نہو آخر پہر وہ صورت جسکا حکم خدا نے دیا ہے یا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے وہ بے شبہہ
اس صورت مباح سے ہزار درجہ افضل ہے اس صورت مین بہت ہوا تو یہ ہوا کہ نہ ثواب ہے نہ عذاب
اوس صورت مین یہ ہوگا کہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملیگا پہر اگر وہ صورت مطابق سنت صحیحہ کے تہی کمال
یقین آخرت نہایت اخلاص عبادت کی راہ سے ہے تو پہر سات سو گنے تک اوسکا اجر مل سکتا ہے
بہلا کسی عقلمند کا یہ کام ہے کہ خدا دس گنا سات سو گنا ثواب دیوے وہ کہے کہ مین یہ نہین لیتا مین تو
وہ کام کرونگا جسمین مجھکو کچھ نفع نہو بلکہ نقصان ہو ایسے شخص کو بیشک سب عقلمند بیوقوف کہینگے نہ
ہوشمند **فائدہ** امارت ریاست سلطنت ولایت حکومت بڑی خوفناک چیز ہے جس کو لوگون نے
مفت کا مال سمجہ رکہا ہے اللہ ہی خیر کرے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اس لینے کی لیکے دینے
پڑتے ہین سلطنت کی طفیل سے تو انبیا علیہم السلام پانسو برس پیچہے بہشت مین جاوینگے فقیر

اون سے پہلے وہان پہونچکر نجات پاوین گے پہر دوسرون کو کیا امید ہے مگر اوسی صورت مین
کہ جہان تک ہو سکے انصاف کرین اپنی نفسانیت وخواہش دلی پر خاک ڈالکر خدا سے ڈر کر بمیرؔ
بسو کر عدل فرماوین تو پہر دونو جہان کے یہی بادشاہ ہونگے انسے بہتر کوئی نہوگا مگر وہ کہ جس نے انسے
زیادہ عدل وانصاف وتقوی وطہارت اختیار کیا ہوگا ساتوین شرط یہ ہے کہ امام سلطان امیر
رئیس عادل ہو عدالت گر ہے سب کامون کا سارے امور کا اسی پر دارمدار ہے زمین آسمان اسے
عدل کے طفیل مین قائم ہین جو عادل نہین ہے اوس کا کچہ اعتبار اوس کی جان مین
بہے نہین دوسرے کی حق مین کب اوسپر بہروسا ہو سکتا ہے جب عدالت نہوئی توکچہ پروا
اتباع شریعت کی بہی نرہے گی امرونہی سے کام نہوگا قرآن شریف مین جابجا تاکید عدل کی آئی ہے
اعدلوا ہو اقرب للتقوی ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان عدل سے مراد یہ ہے کہ معاملات
خلق مین خواہ لین دین ہو خواہ سزا جزا خواہ اخذ وعطا جو حکم دی وہ موافق قرآن وحدیث کے
ہو مال اوس کو دے جس کے دینے کا حکم ہے پہر اوتنا دے جس قدر فرض واجب مستحب ہی جسکو
دینا منع ہے اوس کو ہرگز نہ دے جس جگہہ خرچ کرنا ناجائز ہے وہان حتی المقدور خرچ نکرے حدود و
تعزیرات مین کسی کی رعایت نہو آپ ہو یا بیٹا یا باپ جتنا لینے کا حکم ہے اوتنا ہی رعیت سے لے
زیادہ ستانی نکرے ناجائز رقم حرام قلم کو جائز نہ رکہے جو حاکم امیر رئیس عادل نہین ہے اہل حل وعقد
کو اوسکا امام رئیس قاضی سلطان امیر بنانا منع ہے ہان اگر وہ انواع ظلم سے توبہ کرے اقسام عدالت
کو رواج دے معاملات خلق مین انصاف کی راہ پر چلنے لگے اپنے بیگانے اوس کی نزدیک
برابر ہون اہل علم اہل دین کی عزت کرے فساق فجار کو ذلیل وخوار رکہے تو پہر اوس کی امارت
ریاست امامت درست ہے ورنہ خیر لیکن اس وقت مین ایسے امیر کہان ہین جو اول ہے سے عادل
ہون یا تائب ہو کر عدل اختیار کرین بلکہ اہتو خود اہل حل وعقد ایسے حاکم کے طالب ہین جو عدل سے
ہزار کوس بہاگے جو درست ہو سکار ستمگار رغاجر فاسق ہوان جا بادان بدکارون کی قدر کرے
اگر کوئی عادل پرہیزگار امام ہوگا تو پہر انکا کام نہ چلے گا رشوت بند ہو جاوے گی چوری کا مال حرام کا

روپیہ ہاتھ نہ آویگا جب امیر رئیس بادشاہ سلطان عادل نہو ا ظالم ہوا تو پھر اوس کی اطاعت
خدا کی نافرمانی کے ساتھ جائز نہین فائدہ فسق کرنے سے امام معزول نہین ہوسکتا ہے اس لیے
کہ آخر امام بادشاہ والی سلطان خلیفہ امیر رئیس بھی تو آدمی ہین کچھ فرشتے نہین رسول نہین پیغمبر
نہین معصوم نہین کہ اونسے کبھی کوئی خطا سرزد ہی نہو کوئی قصور صادر ہی نہو جس طرح ساری
خلق سے اچھے برے کام ہوتے ہین اسی طرح زمرۂ ملوک وسلاطین وولاۃ سے بھی کبھی کوئی فسق فجور
ہوجاتا ہے کبھی کوئی طاعت وعبادت صادر ہوتی ہے خلطوا عملا صالحا وآخر سیئا سو
جس طرح سب کو عموما حکم ہے کہ گناہ سے توبہ کرتے رہین اسی طرح انکو بھی اپنے گناہ سے توبہ کرنا فرض
ہے طاعت ومعصیت مین حکم حاکم ومحکوم ومالک ومملوک کا ایک ہی طرح پر آیا ہے نفس امارت
وریاست کو اسمین کچھ دخل نہین ہے ہان کفر صریح کرنے سے امیر رئیس حاکم سلطان شرعا معزول
ہوجاتا ہے مثلا نماز پڑھنا چھوڑدی یا کسی فرض واجب کا دیدہ ودانستہ انکار کرے یا کسی خیر کو شعائر
اسلام مین سے منع کردے جیسے اذان نہ دینے دے مسجد ڈہا دے تو پھر وہ حاکم رئیس امام نہین رہ سکتا ہے
حنفیہ کے نزدیک فسق سے عزل نہین ہے شافعیہ کے نزدیک والی ملک فسق سے معزول ہوجاتا ہے
مگر اس جگہہ مذہب حنفیہ ہی کا موافق دلیل کتاب وسنت کے ہے یہی وجہ ہوئی ہے کہ اکثر ملوک و
سلاطین بعد خلفائی امویہ وعباسیہ کی حنفی مذہب ہوگئے انہون نے اس نسبت کو اس لیے اختیار
کیا کہ فسق سے بچنا محال ہے اگر ہم آپ کو شافعی کہین گے رعایا برایا ہم کو بسبب فسق کے معزول
کردیگی اس لیے حنفی کہلانا اچھا ہے کہ سلطنت ریاست امارت تو ہاتھ سے نجاوے یہ تو اس مصلحت
سے حنفی بنے تھے مگر ان کی حنفیت نے رعایا مین بھی اثر کیا بفحوائی الملاث والدین تو اما ان انکے
دیکھا دیکھی اکثر جاہل مسلمان بھی حنفی بن گئے اَلنَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِھِم محبت دنیا الفت مال نے
انکو اس بلا مین مبتلا کردیا اس مذہب کا اور مذہب مالکی کا رواج بطفیل اسی سلطنت کے ہوا ہے
جو اہل التقوی ودین متبع سنت سید المرسلین تھے وہ اپنے طریقۂ سنیہ پر بدستور جمے رہے جیسے شافعیہ
حنابلہ انہون نے کچھ پروا دولت وحکومت کی نکی اس لیے رواج اون کے طریقے کا کم ہوا یا بت ہوا

تو غربا ہی اہل اسلام مین ہوا دولتمندون دنیا طلبون مین نہوا کیونکہ اونمین اگر ہوتا تو اون کے
حکومت و دولت مین فرق آتا جبراً قہراً عدل کرنا پڑتا ظلم سے بچنا لازم ہوتا اس لیے یہ لوگ پردۂ
حنفیت مین خوب کہل کہیلے کیسا ہی فسق و فجور کرین کیسے ہی عدل سے دور ظلم و تعصب سے
نزدیک ہون مگر سلطان امیر حاکم رئیس بنے رہتے ہین گاہ گاہ وقت بیوقت دو چار ٹکرین نماز
کے لیے بہی لگا دیتے ہین کہ بالکل ترک نماز کفر بواح سے کہین نزدیک حنفیہ کے بہی لائق عزل
نہو جاوین تو بہر دو نو دین سے گئے پانڈے حلوا ملا نہ مانڈے یہ سب کہیل تماشے نفس امارہ و ابلیس لعین
کے ہین جب سر گریبان مین ڈالکر سوچو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب یہ دین ناقص ہے باقی نہ رہا نرا
لہو و لعب رہگیا ہے نہ معرفت ایمان ہے نہ اخلاص اسلام مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب آسیر
طرہ یہ ہے کہ بعض امرا آپ کو اولیا سمجہتے ہین صاحب کرامات جانتے ہین لوگون کو مرید کرتے ہین
کسیکو شاگرد بناتے ہین اگر انمین کوئی حرف شناس ہو گیا تو اوس نے سمجہ لیا کہ ہم سے زیادہ کوئی
عالم نہین ہے یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا ماوردی نے کہا ہے شروط معتبرہ امامت سات
ہین ایک عدالت مع شروط جامعہ دوسرے علم مؤدی بسوی اجتہاد وقت نزول نوازل و احکام
تیسرے سلامت حواس درستی کان آنکہ زبان جس سے ادراک مدرکات ہو سکے چوتہے سلامت اعضا
ایسے نقص سے جو مانع استیفاء حرکت و سرعت نہوض ہو پانچوین صحت راے جس سے سیاست
رعیت تدبیر مصالح کر سکے چہٹے شجاعت و نجدۃ یعنے بہادری جس سے حمایت بیضہ جہاد عدو ہو سکے
ساتوین نسب کہ قریش سے ہو بدلیل ورود نص و انعقاد اجماع —

فصل

مقاصد امامت مین سے ایک یہ مقصد ہے کہ امام بادشاہ امیر رئیس والی ملک حاکم قاضی عادل یعنی
جو حقوق عباد کو اون کی جگہہ مین رکہے جس جگہہ سے اخذ حقوق کا حکم ہے وہان سے اون کو لے
کیونکہ اگر غیر جگہہ سے لیگا یا غیر جگہہ مین رکہے گا تو ظالم ہوگا ایسا لینے دینے والا ستمگار ہے نہ عادل
مسئلہ زیور جواہر سونا چاندی روپیہ اشرفی پیسا وغیرہ جو کعبہ معظمہ پر چڑہایا جاتا ہے اسکا

فاصل حکم مین کانزین کے ہے ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون اگر کوئی امام
یا خلیفہ یا سلطان یا والی یا امیر یا رئیس جسکو اوسپر قدرت حاصل ہو اس مال کو لیکر مصالح
مؤمنین مین صرف کردے یا بعض مفاسد کو اوس کے ذریعے سے دور کرے تو کچھہ قصور نہین ہی کوئی
دلیل شرعی اس سے منع کرنے پر موجود نہین ہے صحیح مسلم مین بروایت عائشہ رض آیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اگر تیری قوم تازہ عہد جاہلیت سے نہوتی تو مین اس کنز کعبہ کو
راہ خدا مین صرف کردیتا اس سے معلوم ہوا کہ جب مانع صرف زائل ہوجاوین تو اس خزانہ واموال کو
لیکر مصالح اسلامیہ مین صرف کردی پہر جب مال کعبہ کا یہ حکم ٹہیرا تو وہ مال جو مشائخ وامراء ورؤساء
کے مقابر پر شہیدون کی قبرون پر مسجدون کے گنبد ونیر چڑہایا گیا ہے وہ بالاولی لائق صرف کے
راہ خدا مین ہے اسی طرح جو کچہہ مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین روضہ مبارک مین رکہا ہوا ہے
ہزارون لاکھون سیکڑون روپی کی قیمت کا مال ہے اوس کا حکم بہی یہی ہے کہ وہ سب
عمدہ کامون مین صرف کردیا جاوی وہان رکہا ہوا کیا کرتا ہے کس کام آتا ہے اوسکا کیا خاک ثواب
ملتا ہے شوکانی رح نے لکھا ہے جس نے مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یا کعبے پر یا باقی مساجد پر
کچہہ وقف کیا ہے جو وہان رکہا رہتا ہے کسیکو اوس سے کچہہ فائدہ نہین ہوتا سوا ایسا شخص نہ متقرب
ہے نہ متصدق بلکہ کانز ہے آیت مذکور کے نیچے داخل ہے قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا کہ اونہون نی باقتدائے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوبکر کنز کعبہ کو چہوڑ دیا کچہہ مخالف اس کے نہین ہے اس لیے کہ
حدیث عائشہ مین ذکر اوس سبب کا آگیا ہے جس کی وجہ سے آنحضرت صلعم نے اوس کنز کو چہوڑ رکہا تہا
پس جبکہ وہ سبب یعنی حداثت کفر زائل ہوگیا اسلام کا پانو جما تو پہر کوئی مانع اوس کے انفاق سے
نہین ہے کذا فی الدراری المضیئہ در بہیہ مین لکھا ہے جسنے مال بنا کسی مسجد یا مشہد مین رکہا ہے
جس سے کوئی مسلمان منتفع نہین ہوتا تو امام یا سلطان کو جائز ہے کہ اوسکو وہان سے لیکر اہل حاجات
کو دیدے یا مصالح مسلمین مین صرف کردے انتہے وبل الغمام مین ہے یہ اموال جو مساجد پر وقف
کیے گئے ہین اور اون کی آمدنی سے عمارت مسجد یا خرچ نماز وتلاوت وتدریس علوم چلتا ہے

بی شک یہ اعظم قرب سے ہین کسی مسلمان کو لینا او نکا جائز نہین ہے لکن وہ اموال جو زیب
آرایش کے لیے وہان رکھے رہتے ہین منجملہ علامات قیامت کے ہین یا فخر و مکاثرت کے
لیے چڑہائے گئے ہین یہ اضاعت مال ہے بلکہ معصیت الہی مین داخل ہے اس قسم کی اموال
کا لینا اور مصالح مسلمین مین صرف کرنا واجب ہی کیونکہ اسمین ایک تو نہی عن المنکر ہے دوسرے
بچانا مال کا ہے اضاعت سے یہ دونو کام حدیث صحیح سے ثابت ہین انتہی شیخ مرعی نے کتاب
نزہتہ الناظرین مین لکھا ہے سلطان پر واجب ہے کہ مال حلال لیوی محل حلال مین صرف کری
مستحق کو اوس سے نہ روکے جو مال سلطان نے کسی مسلمان کا بغیر حق لیا ہے جیسے ہدیہ یا رشوت
اوس مال کا پہیر دینا واجب ہے جسکا وہ مال ہو اوس کو واپس دیوے اگر پتا نہ چلے تو بیت المال
مین رکھے اچھے کام مین صرف کرے **مسئلہ** شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا ہے مسلمانون نے
اجماع کیا ہے اس بات پر کہ مال لیکر حد شرعی کا جاری نہ کرنا منع ہے ایسا مال سحت خبیث ہے
سلطان کی حرمت ایسے مال کے لینے سے جاتی رہتی ہے دلون سے عظمت وہیبت جاتی ہی نظرون سے
گر جاتا ہے جب امیر رئیس بادشاہ نے مال لیکر انکار منکرات اقامت حدود کو ترک کر دیا تو وہ چور رنگا
تہانگی حرامیہ کا مقدم رہزنون کا پیشوا ٹھیرا یا مثل قواد و قرمساق کے ہوا کہ مال لیکر دو آدمیونکو
فاحشہ پر جمع کرتا ہے جو عالم مولوی سلطان کو اس کام پر ٹھیرنے دیتے ہین وہ مثل یہود کے ہین
جن کے حق مین خدا نے فرمایا ہے کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون
اس قسم کا مال بالکل نجس ناپاک حرام ہے دوسرا مقصد امامت سے یہ ہے کہ امام مدبر ہو اکثر رائے
اوس کی صواب پر ہو اس لیے کہ اگر ایسا نہوگا تو گنتی اوس کی احمقون مین ہوگی وہ اپنی جان کے
درستی تو کر ہی نہ سکیگا دوسرے مسلمانون کا بندوبست کیا خاک پتھر کریگا حاصل یہ کہ اوسکا عقلمند
سمجھدار ہونا جلد باز نہونا تحمل و بردباری کرنا غصے سے دور رہنا ضرور ہے تا کہ رائے اوس کی صواب
پر رہے خصوصاً مقتدی ہونا امام کا کتاب و سنت کے لیے مشورہ لینا اہل عقل سے تو لازم ہے
ورنہ اوس کا اقتدا کسی طرح جائز نہین ہو سکتا ایک عقل سے دو کی عقل ہو وے تین کی عقل اچھی ہو وے

پھر اگر ایک جماعت کی عقل ہو تو پھر کیا پوچھنا تیسرا مقصد یہ ہے کہ امام قوی القلب شدید الباس
ہو تا کہ اعداء سے مقابلہ کر سکے ہمت نہ ہارے نامردی کا کام نہ کرے شجاع بہادر ہو جبن ایک
ایسی بری خصلت ہے جس کو خدا دشمن رکھتا ہے جب خلق کو امام سلطان حاکم امیر رئیس کا ڈر
نہوا رعب نہوا تو سارے حدود و قصاص معطل ہو جاوین گے چارون طرف سے دشمن ہجوم
کرین گے زمین مین فساد پھیلیگا ہر شخص کو اوس کی مخالفت پر جرأت ہوگی سارا کام مروت و درگذر
کرنے سے خراب ہو جاویگا اہل حل و عقد کو چاہیے کہ ایسے شخص کو امام سلطان رئیس نہ بناوین
امیر والی مقرر نہ ٹھیراوین سلطان کا رعب ایسا چاہیے کہ کسی شخص کو اپنا ہو یا بیگانہ اوس کی سامنے
مجال گفتگوی باطل و بیہودہ گوئی کی نہو کوئی اوسکو لوٹ کر بے ادبی سے جواب نہ دے سکے
بات کرے تو نہایت ادب و لحاظ سے خاموشی حاکم سے رعب بڑھتا ہے بلکہ اوس سے خوف
جاتا رہتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے سارے صحابہ و اہل بیت بڑے چھوٹے
سارے اون کے گھر والی رشتہ دار ایسے بیٹھتے تھے کہ گویا اون کے سرون پر پرندے بیٹھے ہین
اگر ذرا ہلین گے تو وہ اوڑ جاوینگے چوتھا مقصد یہ ہی کہ اہل حل و عقد امام یا سلطان سے بیعت
کرین خواہ اوس کی طرف سے طلب ہو یا نہو جب یہ بیعت ایک شخص سے ہوگئی تو ولایت امامت
اوس کی قائم ہو جاتی ہے اگر وہ خود بیعت طلب کریگا تو گناہگار ہوگا اس لیے کہ حدیث مین طلب
کرنے امارت سے نہی آئی ہے حاصل یہ کہ امام اہل حل و عقد کے بنانے سے امام بنتا ہے نہ اپنی
طلب و خوشی سے جب سارے اہل حل و عقد جیسے علماء رؤسا امرای لشکر وغیرہ نے ایک شخص کو
پسند کر کے بیعت کر لی اور یہ لوگ صاحب رای و خیر خواہ مسلمین ہی تھے تو وہ شخص اب امام ہوگیا
پھر اگر کوئی ایسا شخص مستولی ہو جاوے جسمین شروط امامت کے موجود نہین ہین تو اوسکی اوتار دینے
مین جلدی نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ بے لڑائے بھڑائے وہ معزول نہو سکیگا لڑائی بھڑائی مین مصلحت
سے زیادہ مفسدی کی امید ہے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا تھا کہ ہم ایسے سے
نہ لڑین فرمایا نہ لڑو جب تک وہ نماز پڑھتا ہے ہان اگر کفر صریح دیکھو جس کی دلیل روشن تمہارے

پاس موجود ہے تاویل کی گنجایش بھی نہین ہے تو پھر مضائقہ کرنا جائز ہے حاصل یہ کہ خروج کرنا امراء رؤسا پر ناجائز ہے جب تک کہ فعل اونکا محتمل تاویل ہو پھر جب کسی طرح کی تاویل نہ ہو سکے تو خروج کرنیکا مضائقہ نہین ہے فتح الباری مین اجماع نقل کیا ہے اس بات پر کہ اطاعت سلطان متغلب کے جہاد کرنا ہمراہ اوس کے واجب ہے یہ اطاعت خروج سے بہتر ہے کیونکہ خروج مین ہتک حرمت خونریزی کا اندیشہ ہے ہان اگر کفر صریح کرے تو اطاعت اوس کی جائز نہین ہے بلکہ خود اوسپر جہاد کرنا ہمراہ کسی صاحب قدرت کے واجب ہے مسئلہ جب امامت اسلامیہ کسی ایک شخص کے ساتھہ مختص ہو گئی رجوع سب کامون کا اوس کی طرف ہو گیا جس طرح زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین تھا تو حکم شرع کا حق مین اوس دوسرے کے جو بعد ثبوت ولایت اس اول شخص کے باغی بنکر آیا ہے یہ ہے کہ اوس کو قتل کر ڈالین اگر اس جھگڑے سے وہ توبہ نکرے فائدہ بغاوت دو طرح پر ہے ایک یہ کہ باغی سارے یا بعض اہل اسلام پر بغی کرے مال لوٹے جان مارے ہتک حرم کرے جیسے راہزن قزاق قطاع الطریق غارتگر لٹیرے کیا کرتے ہین اس طرح کی بغاوت کا حکم قرآن شریف مین آچکا ہے پھر اگر ایک جماعت اس طرح کی ہو تو دفع کرنا اوسکا واجب تر ہے دوسری بغاوت یہ ہے کہ کوئی شخص کسے امام یا سلطان یا امیر یا رئیس یا والی یا بادشاہ یا حاکم وقت سے باغی ہو جاوے اوس کی حکم عدولی کرے بعد اس کے کہ لوگ اوسپر مجتمع ہو چکے تھے اوس کی طاعت مین داخل ہو گئے تھے خواہ بہت ہون یا تھوڑے سوا ایسے باغی سے لڑنا قتال کرنا واجب ہی بنص قرآن فان بغت احداھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی اس کا یہ گمان کہ مین امام ہون دافع بغاوت نہین ہو سکتا یا یہ خیال کہ مین اوس پہلے امام سے زیادہ تر اصلح ہون یا ایک گروہ مسلمانون کا میرے ہمراہ بھی ہے دافع بغاوت سے اسکو باہر نہین کرتا ہنوز یہ باغی ہی ہے اس لیے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جب کار بار لوگون کا مجتمع ہو پھر کوئی آکر اون کی بات مین فرق ڈالنا چاہے تو تم اوس کی گردن مارو ہان اگر پہلے شخص سے کوئی کفر بواح ظاہر ہوا ہے یا اوس نے اپنے عجز کو خود ظاہر کیا ہے تو البتہ اس صورت مین یہ دوسرا باغی نہوگا یزید پلید نے شراب و زنا کو حلال کر دیا تھا اسلیے امام حسین علیہ السلام نے

اوس کی بیعت سے انکار کیا یہ حق پر تھے وہ باطل پر تھا علی مرتضیٰؑ کی بیعت پر اجماع مہاجرین و انصار ہو چکا تھا معاویہ نے اونپر بعد اس بیعت کے خروج کیا اس لیے وہ باغی ٹہیرے **فائدہ** بغاوت کرنا خلیفہ یا سلطان یا رئیس اسلام سے ایک بڑی معصیت ہے منجملہ اکبر معاصی کے گو کفر نہین ہے اس لیے کہ قرآن کریم مین دونوکو مومن کہا ہے فلہذا اہل سنت تکفیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نہین کرتے شیعہ جو محاربین مرتضوی کو ایمان سے باہر نکالتے ہین یہ بات انکی خلاف حکم قرآن ہے بغاوت کے لیے یہ ضرور نہین ہے کہ بیگانہ ہو بلکہ ماں باپ اولاد خویش اقارب لونڈی غلام نوکر چاکر وغیرہم جتنے اپنے ہین جو کوئی ان مین سے والی وقت رئیس عہد کی اطاعت نکریگا عدول حکمی کریگا وہی باغی ہے جو سارے باغیون کا حکم ہے وہی حکم اسکا ہے کہ اگر تو بہ نکرے تو مارا جاوے **تنبیہ** نیل الاوطار مین لکھا ہے کسی مسلمان کو نہ چاہیے کہ جن لوگون نے منجملہ عترت وغیرہم کے سلف مین سے ائمۂ جور پر خروج کیا ہے اونکو برا کہین اس لیے کہ انہون نے یہ کام اپنے اجتہاد سے کیا تھا وہ بڑے متقی بڑے مطیع سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے نسبت اون۔ اہل علم اور اون لوگون کے جو بعد اون کے آئے ہین یعنے اجتہاد مین خطا پر بھی ایک اجر ملتا ہے سوا نکے فعل پر کچھ اولہنا نہین پہونچتا ولقد افرط بعض اهل العلم حتی حکموا بان الحسین السبط رضی اللہ عنہ باغ علی الخمیر السکیر الهاتك لحرم الشریعة المطهرة یزید بن معاویة لعنه الله فیا لله العجب من مقالات تقشعر منها الجلود ویتصدع من سماعها کل جلمود انتہی حاصلہ غرضکہ جب بغاوت گناہ کبیرہ ٹہیری نہ کفر تو حکم باغی کا یہ ہے کہ اوسکو قتل کرین اگر بغاوت سے باز نہ آوی اور جو وہ توبہ کرے اطاعت بجالاوی تو قصور اوسکا معاف کیا جاوے بعد شکست کے زخمی کو جان سے نہ مارین مال نہ لوٹین قید نہ کرین فقط مقابلے مین جو مارا گیا وہ مارا گیا اب بعد ہزیمت کی اوس سے قطع نظر چاہیے پانچوان مقصد یہ ہے کہ اگر دو شخص سے ایک ایک جماعت نے ایک ہی وقت مین بیعت کرلی ہے تو کوئی ان دونون مین سے بہ نسبت اوس دوسرے کے اولی بالامر نہین ہی اہل حل و عقد کو چاہیے کہ ایک کو سمجھ بوجھکر والی امر کردین جس کو اصلح و افضل و اکمل پاوین وہ امام ہو جاوے

ترجیح کے متالطین پر مخفی نہین رہتے ہین یہ مسئلہ مجملاً پہلے بھی گذر چکا ہے **فائدہ** یہ حکم اوس وقت
کا ہے کہ ایک ہی امام ہو لکن جبکہ اسلام دور دور تک پہونچا ملک اسلام وسیع ہو گیا تو ہر قطر مین امیر
رئیس سلطان امام حاکم جدا جدا ہو گئے بعد اقطار و تباعد اطراف کی وجہ سے ایک کا امر و نہی دوسرے
قطر مین جاری نہوا تو اس صورت مین تعدد ائمہ و رؤسا و ملوک و سلاطین کا لا باس بہ ٹھیرا ہر
قطر و مصر کی رعایا پر اوسے اپنے امیر و رئیس کی اطاعت واجب ہے جس کی یہ رعایا ہین نہ اوس
دوسرے امیر و رئیس کی جسکا امر و نہی اس قطر و ملک مین جاری نہین ہے اسی کو طوائف الملوک
کہتے ہین اس قسم کے امرا و ائمہ کے باغی کا حکم بھی وہی ہے جو ایک خلیفہ یا سلطان کے باغی کا حکم ہے
غرضکہ دوسرے اہل قطر پر اطاعت اس حاکم کی واجب نہین اس لیے کہ ایک کا علاقہ ولایت دوسرے
علاقے سے دور دراز مسافت پر ہے بلکہ کبھی ایک کو دوسرے کی خبر حیات و ممات بھی نہین پہونچتی
کہ کس جگہہ کا کون رئیس ہے وہ کب صدر نشین ہوا کب مرا اس صورت مین اگر اس قطر والون کو اوس
دوسرے قطر کے امیر کی اطاعت واجب ہو تو تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہے چین و ہند والون کو مطلقاً
خبر نہین کہ اب مغرب مین کون بادشاہ ہے اوسکا کیا نام و نشان ہے اوسکا ملک کتنا ہے اسی طرح
ماوراء النہر والے نہین جانتے کہ مین مین کس کی ولایت ہے اگر یہ بات معلوم بھی ہو جاوے تو بھی
اطاعت نہ کور واجب نہین ہو سکتی کیونکہ امر و نہی اوس حاکم قطر دیگر کا اس قطر والون پر جاری نہین ہے
نہ اونہون نے اوس سے بیعت کی ہے نہ اوسکی ولایت مین داخل ہوئے ہین یہ اطاعت یعنی جیہ ٹھیک
طور پر مسئلہ یون ہی ہی جو کوئی اس کے خلاف کہے یا اسکا انکار کرے وہ لائق خطاب والتفات نہین
واللہ اعلم ہمارا مقصد یہ ہے کہ واسطے بیعت امام کے یہ شرط نہین ہے کہ ہر صالح بیعت اوس سے بیعت
کرے تب امامت صحیح ہو نہ اوس کی اطاعت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ منجملہ مبایعین کے ہو یہ دونو شرط
باجماع مسلمین مردود ہین بلکہ جب اکثر اہل حل و عقد نے ایک شخص سے بیعت کر لی تو اوس قطر و ملک کے
ساری رعایا پر اطاعت اوس امام کی واجب ہو گئی اوسکا امر و نہی اون سب پر جاری ہو سکتا ہے
سب پر خیر خواہی اوس کی لازم آئی احادیث صحیحہ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے اب جو کوئی مخالفت

اوس کی کریگا وہ عاصی ہوگا حدیث مین آیا ہے من نزع یدہ من طاعة الامام فانه یجیٔ یوم القیامة ولا حجة له دوسری حدیث مین ہے من مات وهو مفارق للجماعة فانه یموت میتة جاهلیة یہ مسئلہ بھی اوپر ذکر ہو چکا ہے مسئلہ کسی آیت وحدیث مین یہ نہین آیا ہے کہ جو کوئی لوگون کو اپنی بیعت کے لیے بلاوے وہ امام ہو جاتا ہے اوس کی اطاعت واجب اوس کے مخالفت حرام ہے یہ بات تو کسی خلیفہ سے نہین ہوئی کہ اونے آپ دعوی امامت کا اپنے لیے کیا ہو یا کہا ہو کہ مین امام ہون مجھسے تم سب بیعت کرو میری خلافت منظور فرماؤ بلکہ سلف اس کام کو مکروہ جانتے تھے اوس سے بہاگتے پہرتے تھے لوگ اونکو لائق امامت سمجھکر خود بیعت کرتے تھے تب چار ناچار وہ اوسکو مان لیتے تھے الحاصل جب ایک جماعت مسلمین کسی ایک نیک شخص سے منجملہ صلحای امت کے بیعت کر لے اوسکے امر ونہی کی اطاعت اختیار کرے تو اوس ملک کے سارے لوگون پر واجب ہی کہ وہ بھی اوس کی اطاعت مین آجاوین جبکہ پہلے اس سے کسی کی بیعت نہین ہوئی ہے نہ اوسکا امر ونہی جاری ہے پہر جس کسیکو یہ خبر پہونچے کہ فلان سے بیعت ہو گئی تو اسکو چاہیے کہ یہ بہی اوس کی اطاعت مین داخل ہو جاوی اگر مخالفت کریگا عاصی ہوگا مفارق جماعت ٹھیریگا باغی سمجھا جاویگا یہ حاصل ہے ادلہ صحیحہ کا افعال خواص صحابہ بہی اسی پر دلالت کرتے ہین حدیث مین ایسے ہی موقع پر یہ فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ساتوان مقصد یہ ہے کہ خلیفہ امام سلطان امیر رئیس والی بہی ایک فرد ہے افراد مسلمین مین سے جس طرح سب کا حق بیت المال مین ہی اوسطرح اسکا حق ہے بیت المال مذکور مین ہے یہ اونمین سے او تنا لیوی جتنا اسکا ہم درجہ لیوی ہان اتنے خصوصیت اسکو زیادہ ہی کہ یہ قائم بمصالح مسلمین ہے دوسرا شخص اس کام کو نہین کرتا ہے اجرت اپنے عمل کی بیت المال سے لیوی کیونکہ خدای تعالی نے لینا اپنے نصیب کا عامل صدقہ کی لیے جائز رکھا ہے اسی طرح اس والی کو بھی لینا اجرت کا بقدر استحقاق جائز ہے اگر اپنی رہائی گناہ سی چاہتا ہے تو جس وقت عطیات مسلمین کی تفریق کرے اونکے حقوق دیوے تو اپنا حصہ بہی مثل حصہ اوس شخص کے لیلیوی جو شجاعت وجہاد وعلم مین اسکے مشابہ ہی موافق تعدد اسباب استحقاق کے ٹھیرا اپنی

اجرت الگ لی جس قدر اہل وخدم کی حاجت ہوا و تنے خادم وغیرہ رکھنے اوس قدر جتنا جی چاہئے

فائدہ والی اگر بیع وشرا کرے تو کچھ کراہت نہین خواہ حاکم ہو یا عامل اس لیے کہ تجارت کو اللہ نے اپنے بندون کے لیے حلال کیا ہے ہر فرد کو افراد عباد سے سوداگری کرنا جائز ہے خواہ امیر ہو یا مامور جس طرح سب لوگ بازارون مین خرید فروخت کرتے ہین اسی طرح کوئی مانع بیع وشرا کا انکی لیے بھی نہین ہے والی کو بھی اس کی حاجت ہے کہ بعض اشیا فروخت کرے بعض خریدے معاش کا قیام بے اس لین دین کے نہین ہو سکتا کسی کے پاس گو بہت کچھ ہو تب بھی کوئی چیز ایسے باقی رہجاویگی جس کی اوسکو حاجت ہوگی آخر طعام وشراب وملبوس ومرکوب کا وہ ضرور ہی محتاج ہوگا ہان اگر ایسے والی کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ لوگ اوس سے قیمت لینے مین اندیشہ کرتے ہین اوس کی رعایت سے دام کم لیتے ہین تو مقتضای ورع یہ ہے کہ خود اپنی ذات سے خرید وفروخت نہ کرے کسی دوسرے کو جسکی نسبت یہ گمان نہین ہے اس کام پر مقرر کردے یہ اندیشہ یا تو خوف سے اوس کی ظلم کی ہوگا یا رغبت سے اوس کے عدل مین سو پہلا اندیشہ تو حرام ہے اور دوسرا رشوت ہے۔

فصل

سیاست شرعیہ وملکیہ مین بہت فرق ہے اول محمود ہے ثانی مذموم شافعی نے کہا نہین سیاست مگر جو کہ موافق شرع ہو ابن عقیل نے کہا سیاست وہ کام ہے جسمین صلاح مردم ہو فساد سے دور رہے گو اوس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کیا ہو یا وحی اوس باب مین نہ آئی ہو یعنے مصالح ملکے رائی امام پر مفوض ہین یہ مطلب نہین کہ خلاف شرع یا خلاف طریقۂ سلف کوئی سیاست جاری کرے بعضے بند وبست ایسے ہوتے ہین کہ شرع مین اونکا حکم نہین آیا ہے مگر اوس کے کرنے مین کوئی مخالفت شرعیہ بھی لازم نہین آتی سو ایسے امور حوالۂ تجویز حاکم ہین **فائدہ** ابن القیم نے بدائع الفوائد مین اس مسئلے کو مزلۃ الاقدام مضلۃ الافہام کہا ہے نہایت مشکل ومعرکۃ الآرا ٹھیرایا ہے بعد کہا ایک گروہ نے حدود کو ضائع کر دیا اہل فجور کو فساد پر جرأت دی شریعت کو قاصر سمجھا صحیح طریقے معرفت محق کے معطل سے بند کر دیے ناچار ملوک نے قوانین سلطنت نکالی ان اوضاع سے شر طویل فساد عریض حادث ہو گیا دوسرے

گروہ نے یہان تک افراط کی کہ ہر حکم منافی شرع کو جائز رکھا یہ دونو فرقے معرفت حق مین قاصر
ہین بات آئی تھی کہ جب علامات حق ظاہر ہوگئے ادلہ عقلیہ قائم ہوگئے حال مقدمی کا کہل گیا تو
پھر حکم عدل دینا چاہیے یہ خود شرع و دین ہے جس راہ سے حق و عدل برآمد ہوسکے وہ کرنا چاہیے
سیاست عادلہ ہرگز مخالف شریعت کاملہ نہین ہے بلکہ ایک جز ہے اجزای شریعت کا ایک باب ہے
ابواب دین کا اوسکا نام سیاست رکھنا ایک اصطلاحی امر ہے ورنہ درحقیقت وہ شرع ہے رسول خدا صلعم
نے ایک شخص کو بوجہ تہمت قید کردیا مجرد تہمت پر سزا دی جبکہ امارات شک اوس متہم پر ظاہر ہوگئے
پھر اگر کوئی ہر متہم کو چھوڑ دے اوس کی قسم پر اعتبار کرے باوجودیکہ وہ مشہور بفساد ہے گھرون مین نقب
دیتا ہے کثرت سے چوری کرتا ہے خصوصا جبکہ اوس کے پاس کوئی شے مسروق بھی برآمد ہوا اور یہ بات
کہے کہ بدون دو گواہ عادل کے یا اقرار مدعاعلیہ کے بطوع و اختیار مین اسکو کچھ سزا نہ دونگا تو یہ قول اوس
شخص کا بالکل مخالف سیاست شرعیہ ہے اسی طرح آنحضرت صلعم نے غال کو غنیمت مین سہم نہ دیا خلفای
راشدین نے ساری پونجی غال کی جلا دی جسنے اپنے امیر کی بے ادبی کی تہی اوسکو سلب قتیل نہ دیا جسنے
زکوۃ نہ دی اوسکا آدہا مال جرمانی مین لیا اسی طرح جسنے ایسی چوری کی جسمین اوسکا ہاتہ کاٹا نہ گیا اوسپر
دگنا تاوان باندہا اوسکو کوڑے لگائے جسنے ضالہ کو چہپایا اوس سے دگنا ڈانڈ لیا عمر بن خطاب نے شراب
کی دوکان جلا دی بلکہ ایک گاوُن جسمین شراب بکتی تھی اوسکو آگ سے جلا دیا سعد ابن ابی وقاص
رعایا سے گھر مین چہپ کر بیٹھے تھے اون کے گھر کو پہونک دیا نصر بن حجاج کا کسی قصور مین سر مونڈ ڈالا
ضبیع کو درے سے مارا جب کہ اوسنے متشابہ قرآن کا تتبع کیا عمال پر مصادرہ ڈالا صحابہ کو حکم دیا کہ روایت
رسول خدا صلعم سے کم کیا کرین تاکہ لوگ قرآن مین زیادہ مشغول ہون ایسا نہو کہ حدیث کے پیچھے
قرآن کو ضائع کردین اس طرح کی اور بہت سیاستین ہین سو یہ سیاسات قیامت تک سنت ہین گو کوئی
اس کے خلاف کہے یا کرے زنا مین مجرد حمل پر شراب خواری مین مجرد بوئی شراب پر یا قے پر مواخذہ کیا
یہی ٹہیک ہے کیونکہ دلیل قی ور ائحہ و حمل کے شرب پر زنا پر گواہ ہے سے قطعًا اولی تر ہے شریعت
ہرگز اقوی دلیل کو لغو نہین کرتی صدیق رضی اللہ عنہ نے لوطی کو جلا دیا علی مرتضی نے پہاڑ پر سے

سر کے بل گرا دیا عثمان رضی اللہ عنہ نے صحف مخالفۂ مصحف مجمع علیہ کو جلا دیا عمر بن خطاب نے حکم دیا
کہ لوگ مناسج کیا کرین تاکہ غیر اشہر حج مین عمرہ بجا لاوین خانۂ کعبہ ہمیشہ معتمرین و خلق [illegible]
معمور ہو بیع امہات اولاد سے منع کر دیا حالانکہ حیات نبوی مین بیع ہوتی تھی جس نے ایک
مونہہ سے تین طلاقین دین اوسکو طالق ٹھیرا دیا محض عقوبت کے لیے چنانچہ خود اس کی تصریح کر دی
ورنہ زمانۂ نبوت و عہد ابی بکر مین ایسی تین طلاقین ایک ہی طلاق گنی جاتی تھین غرضکہ اس طرح کے
سیاسات عادلہ بہت ہین جن کے ساتھ امت مین کارروائی کی گئی ان سیاستون مین قرآن حدیث
کو تاویل کر کے اصول شریعت قواعد دین سے انکو نکالا **فائدہ** لوگون کا حکم کو تقسیم کرنا طرف شریعت
و سیاست کے ویسا ہی ہے جیسے بعض لوگ دین کو طرف شریعت و حقیقت کے تقسیم کرتے ہین یا
طرف عقل و نقل کے یا طرف ظاہر و باطن کے یہ ساری تقسیمین باطل ہین بلکہ سیاست ہو یا طریقت
یا حقیقت یا عقل ان سب کی دو قسمین ہین ایک صحیح ایک فاسد جو صحیح ہے وہ اقسام شریعت سے
ہے اوسکا کوئی قسیم نہین جو باطل ہے وہ ضد صحیح ہے مثلاً حقیقت دو طرح پر ہے ایک سچی صحیح حقیقت
یہ لب شریعت ہے اسکا قسیم نہین دوسرے باطل جو ضد شریعت ہے جس طرح ظلم ضد عدل ہوتا ہے
اسی طرح معقول دو طرح پر ہے ایک وہ جو کہ موافق ماجاء بہ الرسول ہے یہ تو ٹھیک و درست ہے دوسرے
وہ جو خلاف ماجاء بہ الرسول ہے یہ بالکل خیالات و شبہات باطلہ ہین صاحب معقول مذکور ہر چند ان کو
معقولات خیال کرے لکن درحقیقت یہ وساوس و ہفوات ہین یہی حال قیاس و شرع کا ہے کہ جو قیاس
صحیح و جلی ہے وہ تو معقول النصوص ہے جو باطل ہے وہ مخالف نصوص مضاد شرع ہے یہی بات حد
فاصل ہے درمیان ورثۂ انبیاء و غیر ورثۂ انبیاء کے **فائدہ** اس اصل کو اہم و انفع اصول سمجھنا چاہیے
اس کی بنیاد فقط ایک حرف پر ہے وہ حرف یہ ہے کہ رسالت رسول خدا صلعم کی عام ہے جتنے معارف و
علوم و اعمال ایسے ہین کہ بندون کو معاش معاد مین اونکی طرف حاجت ہوتی ہے اون سب مین حکم
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا موجود ہے آنحضرت صلعم نے امت کو بعد اپنے ہرگز کسی شخص کا محتاج
نہین چھوڑا ہان اتنی حاجت ضرور باقی ہے کہ جو کچھ رسول خدا صلعم لائے ہین کوئی اوسکو طرف امت کے

پہونچا دے سو ہر زمانے مین ایسے لوگ ہوا کرتے ہین جو تبلیغ علم حدیث کرتے رہتے ہین خواہ زبان سے خواہ بیان سے یہ بیان کسی زبان مین کیون نہو عربی یا فارسی یا اردو سو جس کسی کا ول اس اصل مضبوط پر مستقر نہین ہے اوسکا قدم ایمان مین راسخ نہین ہے اوسپر واجب ہی کہ جس طرح اوس نے رسالت نبویہ کو حق مین مکلفین کے عام اعتقاد کیا ہے اسی طرح یہ بہی ایمان لاوے کہ سارے دین و دنیا کے کامون مین بہی احکام رسالت عام ہین یہ بات نہین ہے کہ ہم کو صرف عبادت و معاملات ہی سکہائے ہین سیاست کا طریقہ نہین بتایا ہے بلکہ رسالت کے دو عموم محفوظ ہین ایک عموم بنسبت مرسل الیہم کی دوسرا عموم بنسبت جملہ اصول و فروع دین کے بیان تک کہ آداب سونے جگنے چلنے پہرنے بیٹہنے اوٹہنے ہگنے موتنے کہانے پینے سوار ہونے اوترنے بات کرنے چپ رہنے اقامت سفر عزلت خلوت جلوت غنا فقر مرض صحت موت حیات وغیرہ تک کے سب سکہا دیے عرش کرسی زمین آسمان ملائکہ جن جنت نار قیامت قبر حشر نشر تک کا حال سنا دیا وہ بہی اس طرح پر کہ گویا ہم اپنی آنکہہ سے ان سب امور و اشیا و حالات کو دیکہہ رہے ہین خدای معبود کو خوب پہچنوا دیا سارے نعوت کمال صفات جلال و جمال کو بیان کر دیا سارے انبیاء و امم کو معلوم کرا دیا جو کچہہ اونپر گذرا تہا ذرا ذرا ہمکو جتا دیا خیر و شر کے حقائق و دقائق سمجہا دیے جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہ بتائے تہے حال موت کا برزخ کا نعیم و عذاب کا روح و بدن کا ادلہ توحید و نبوت کا معاد و معاش کا طریقہ ذکر کیا طوائف کفر و ضلال پر ایسا سکہا دیا کہ پہر حاجت طرف کسی شخص اور کسی کلام کے باقی نہ رہی مگر طرف مبلغ ان احوال و اقوال کے اسی طرح مکائد حروب و لقای عدو و طریق نصر و ظفر کو بہی خوب تعلیم کر دیا اگر لوگ اونکو سیکہہ کر اون کی رعایت کرین بموجب اون کے کارروائی کرتے رہین تو ہرگز کسی دشمن کو اونپر قابو نہ ملے اسی طرح مکائد ابلیس و طرق تلبیس کو خوب سمجہا دیا کہ اگر اونپر عمل کیا جاوے تو ہر مکر و فریب شیطان سے نجات حاصل رہے اوس کے ہر شر سے محفوظ رہین شیخ ابی مرہ کا داؤ کبہی اونپر نہ چلے مگر جب امت اوسپر عمل ہی نکرے تو پہر نا چاری ہے یہ قصور اپنا ہے نہ شریعت حقہ کا اسی طرح معاش کے وہ رستے بتائے ہین کہ اگر اوس راہ پر چلین تو دنیا درست ہو جاوے معاملہ زندگی کا سیدہا رہے

حاجت قانون نیچری آئین دہری کی نہو ایسی طرح وسائس نفوس کو خوب بتا دیا غرضکہ خیریت و
عافیت دارین کی راہین دکھلا دین کسی شخص کو کسی شخص کا محتاج نہ رکھا خواہ عقلمند ہو یا عقلبند
بادشاہ ہو یا رعیت عالم ہو یا درویش مگر جب کوئی خود ہی ان امور کو معلوم نکرے یا بموجب اونکے
نہ چلے تو پھر شرع کا کیا قصور ہے اگر یہ جامعیت شرع نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ ٹھیرتا حالانکہ
خدا نے قرآن مین خبر دی ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کر دیا ہے کمال کی یہی معنے ہین کہ اس دین
کا آدمی کسی امر مین خواہ تعلق اوس امر کا دنیا سے ہو یا دین سے کسی شخص کی عقل و قانون و قاعدے
کا محتاج نہو فرمانروائی ملکداری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے کرلے سارے حوادث کا
حکم قرآن و حدیث سے بادلۂ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے مین قیامت کے آنے تک نکال لے
یہ بات جاہلون کم عقلون احمقون نادانون بیوقوفون کی ہے کہ نصوص کتاب و سنت کی حوادث
حالیہ و استقبالیہ کی لیے کفایت نہین کرتے ہین رای و قیاس کا ہونا بہت ضروری ہی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم

فصل

شوکانی رح نے عقد الجمان مین لکھا ہے سب سے پہلے جسنے یہ قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین
داخل کیے ہین چنگیز خان بادشاہ تتار تھا سلاطین تیموریہ ہند اسی کی اولاد مین ہین یہ لوگ کوئی
دین نہ رکھتے تھے انہون نے اپنے جی سے ایک کتاب بنائی اوسکا نام یاسا رکھا اوسمین بہت سے
تدبیرات خاصہ و عامہ مراسم ملوک و رعیت ذکر کیے خلق کو مار مار کر اون قوانین پہ چلایا پھر بعض ذریت
اوسکی مسلمان ہو گئی پھر جراکسہ وغیرہ بطون تتار مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہو گئے تھے مگر امور متعلقہ
مملکت مین اسی کتاب یاسا پہ عمل کرتے رہے باقی کامون مین شریعت پہ چلتے تھے شیطان نے
انکے کان مین یہ وسوسہ پھونکدیا تھا کہ انتظام ملک تدبیرات شرعیہ سے نہین ہو سکتا ہے جب تک
کہ یہ رسوم کفریہ جاری نہون ان قوانین پہ عمل نہو جسطرح مقریزی نے خطط و آثار مین لکھا ہے پھر
اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑھا کر سیاسا نام رکھا پھر بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ

اما بعد اس سیاسة کا یہ زور ہوا یہ شر اس درجے بڑھا کہ کوئی قطعہ ملک باقی نہ رہا جہان اس قانون کا رواج
نہو جب کوئی عالم کسی امیر بادشاہ والی رئیس پر انکار کسی قاعدے کا ان قواعد مین سے کرتا تو وہ یہ جواب
دیتا کہ یہ قواعد قوانین سلطنت ضوابط ملوکیہ مراسم دولیہ ہین شریعت محمدیہ تو فقط تدبیر دین مردم کی لیے
ہے نہ دنیا کی لیے یہ کمبخت اتنا نہ سمجھے کہ اصلاح امور دینی و دنیا تو اسی ہدی محمدی و شرع مصطفوی
سے ہوتی ہے نہ ان اباطیل و اراجیف سے اسی کتاب یاسا کا یہ نتیجہ ہی کہ قریب تہا کہ چنگیز خان دین
اسلام کو جڑ سے اوکہیڑ پہینکدے آثار اہل اسلام کو روے زمین سے مٹادے اپنے ملک سے نکلکر
اسنے بخارا خوارزم سمرقند وغیرہ۔ ائمہ عظام اسلام مین نہ کسے مرد کو چہوڑا نہ عورت کو نہ بچے کو مگر قتل
کر ڈالا ائمہ کے گہر شہر کے شہر ویران کردیے درخت کشت باغ کاٹ ڈالی نہرین پانی کی بند کردین مسجدین
ڈہادین کنائس و بیع ہدم کردیے سارے بلاد اسلام کی یہی گت کی اکثر روے زمین کو برباد کردیا جب
مر گیا تو اسی کی تجویز کے موافق اس کے پوتی ہلاکو خان نے بغداد مین پہونچکر امام ماموم عام خاص سب کو
قتل کیا مگر وہ جو چہپ رہا یا بہاگ گیا یا جس کی موت نے تاخیر کی اسی طریقے پر تیمور لنگ چلا تدبیر ملکی مین
مقتدی کتاب یاسا تہا اسنے خوب ہی خونریزی کی شام و عراق و روم و ہند مین یہ سارے کام کیے
ہر لشکری کو حکم تہا کہ دو سر لاوے اوسی لشکر مین لاکہ نفر تہا جو قتل سے بچکر قید مین آتا اون کو ایک ساعت مین
بٹہا کر قتل کرا دیتا چہہ لاکہ آدمی ایک دم مین ذبح کیے یہ معاملہ بعد فتح شہر و اس کے ہوتا تہا وقت
جنگ کے خون کی ندیان بہ جاتی تہین یہ سارا خون مسلمانون کا ہوتا تہا ملوک متقدمین مین شیخی شخص
بڑا پابند کتاب یاسا اور اوس کے قانون کا تہا اب دیکہو ایک انتظام تو یہ تہا جو یاسا سے ہوا ایک
وہ انتظام تہا جو تدبیر محمدی سے ہوا ایام نبوت کا حسن انتظام عالم تو ظاہر ہی ہے عہد صحابہ و تابعین و
تبع تابعین کا بندوبست دیکہو کس طرح ہفت اقلیم مین اسلام کو پہیلا دیا کس طرح کا خط خونریزی کا
کیا کیسا نابود کفر کا فرمایا کس طرح کا امن زمین کو بخشا کہان یہ نظم و نسق کہان سیاست کا سبق وہ بادشاہ
رئیس امیر بڑا سعادتمند ہے جو ان جہالات کاسدہ سے بچے ان خیالات فاسدہ سے دور رہے ان
سیاسات ظالمہ سے الگ رہے چنگیز و ہلاکو کا مقتدی نہ بنے اگر بنے گا تو ہم رکاب حزب شیطان کی ہے

بیشک سامنے خدا کے روبرو رسول خدا صلعم کے دن قیامت کو اوس سے اس معصیت عظمی و کفرت
کبری کا سوال ہوگا ابن دقیق العید نے سیاست شرعیہ کے بیان مین ایک مجموعہ نفیس لکھا ہے
حاصل یہ ہے کہ پورا پورا تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی سیاسات شرعیہ تدبیرات نبویہ اصل
اصلاح دین و دنیا مین عافیت دارین خیریت کونین کے منبع ہین جو کچھ انکے سوا ہے وہی اصل
فساد دین و دنیا منبع شرور دارین ہے جو عمدہ قوانین آج ملوک روی زمین کے ہین اونکا ماخذ یہی
شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان بیان مین اوسکا نام و رسم جدا ہو جتنا بعد جس قانون ملکی کو اصول
ملت اسلام سے ہے اوتنی ہی بدنظمی اوس ملک مین پائی جاتی ہے کہان وہ سیاست جو مشکوۃ نبوت
سے لیجاوی کہان وہ جہالت جسکو سیاست کہا جاوی ممکن نہین ہے کہ کسی ملک کا انتظام بدون
اقتداے آئین ملت اسلام چل سکے

فصل

امانات کا ادا کرنا واجب ہے یہ دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہ کہ ہر کام مسلمانونکا اوس شخص کو سونپے جو لائق تر
اوس کام کی ہی ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها اس باب مین اوتری ہے سدانت
بیت بنے شیبہ کو اسی آیت سے سپرد کی گئی عباس بن عبدالمطلب کو باوجود طلب کے نہ دی گئی حدیث
مین آیا ہے جس نے کسی شخص کو والی امر مسلمین کیا اور وہ اوس شخص سے بہتر آدمی کو اوس کام کے لیے
پاتا ہے تو اوس نے خدا و رسول و مومنین کی خیانت کی اسکو حاکم نے روایت کیا ہی عمر بن خطاب نے
کہا جسنے والی کیا کسی شخص کو بسبب دوستی یا قرابت کے اوسنے خدا و رسول و مسلمین کی خیانت کی پادشاہ
سلطان امیر والی رئیس پر واجب ہی کہ جو لوگ مستحق ولایات ہین اونکو کام پر رعایا کے مقرر کرے خواہ
ملک کے نائب وزیر ہون یا لشکر کو امیر یا قاضی پانشے یا عامل خراج و صدقات پہ یا امام نماز کے یا
مؤذن مساجد کے یا میانجی کتب کے یا امیر حاجیون کی یا خزانچی بیت المال کے یا نگاہبان قلعون کے
یا دربان محلسرا کے یا چودہری بازارون کے یا زمیندار گاؤن کے غرضکہ چھوٹے سے بڑے عہدہ تک
جس کسیکو مقرر کرے اوس کی دیانت امانت بخوبی جانچ لے اوس کی صلاحیت تقوی پہچان لے

اسی طرح جو عملہ نیچے با تہہ ان اہل خدمات کی ہو وہ بہی نیک روش ہو جہان تک امکان ہے وہان تک
تو قصور نکرے اگر دیدہ و دانستہ اسکے خلاف کریگا اپنے دوستون رشتہ دارون کو ولایات مسلمین باوجود
عدم لیاقت کے دیگا تو وہ خائن ہوگا نہ امین آمانت و دیانت کی لیے اسلام شرط ہے غیر مسلمان ہرگز
امین و متدین نہین ہو سکتا ہے اسی لیے صحابہ ہر عہدہ مسلمان کو دیتے تہے عربی ہو یا عجمی غیر مسلمان
کو کام امانت دیانت کا سپرد نہ کرتے مگر ملوک ہند نے ہنود و غیرہ کو بہی کام دینا شروع کیا جب ہی سے
سلطنت اسلام بہی زائل ہونی لگی اگر کسے ضرورت و مجبوری سے انکو کوئی خدمت سپرد کرے تو ایسی
خدمت ہو جسمین انکو کوئی اختیار حاصل نہو حساب کتاب کی لیے یہ رہین والی ہر امر کے مسلمان ہے
ہون **فائدہ** جو شخص طالب کسی خدمت کا ہو او سکو وہ کام نہ دی بلکہ اوس کی طلب کو سبب منع سمجہی
صحیحین مین آیا ہے کچہ لوگ پاس رسول خدا صلعم کے آئی سوال حصول ولایت کا کیا یعنی کہا ہمکو کسی
جگہہ کا والی کرکے بہیجو فرمایا ہم یہ کام اوسکو نہین دیتے جو اس کام کو ہم سے مانگتا ہے عبد الرحمن بن
سمرہ سے کہا تو سوال امارت نکر اگر امارت تجہکو بے مانگے ملیگی تو تیری مدد کیجاویگی یعنی طرف سے خدا کے
اگر مانگے سے ملیگی تو تو اوس کی طرف سونپ دیا جاویگا اس مقدمے مین چند حدیثین اور آئی ہین غرضکہ
جب ولایت یعنی اہتمام کسی کام کا بسبب قرابت یا عتاقت یا صداقت یا موافقت یکدیگر یا مطابقت
مذہب یا اتحاد مشرب یا اتفاق جنس جیسے عربیت ترکیت فارسیت ہندیت زنجیت یا رشوت و غیرہ
وجوہ باطلہ کے کسیکو حوالہ کیجاویگی تو یہ خیانت ہے خدا و رسول و مسلمین کی قرآن مین آیا ہے لا تخونوا
اللہ والرسول و تخونوا اماناتکم وانتم تعلمون صیغہ نہی کا مفید تحریم ہے جس طرح صیغہ امر کا افادہ وجوب
کرتا ہے دوسری آیت مین ہی واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ تم جان لو کہ مال تمہارے
اولاد تمہاری فتنہ ہین تمہارے لیے پس جب کسی امیر رئیس والی سلطان امام خلیفہ نے کسی شخص کو بسبب
اسکے کہ وہ اس کی اولاد ہے یا اسکا آزاد کیا ہوا ہے یا رشتہ دار ہے کسی کام کا والی مہتمم بنایا جسکا وہ
مستحق نہ تہا تو یہ بنانیوالا فتنے مین پڑا خائن ٹہیرا امین نہ رہا اسی طرح کبہی مقصود کسی رئیس کا یہ ہوتا ہے
کہ میرا مال زیادہ ہو جاوی اس لیے ایسے شخص کو مقرر کرتا ہے جو غیر مستحق مال کو اوس کی لیے جمع کر دیتا ہے

سو یہی خیانت مین داخل ہے ایسے مال مین برکت نہین ہوتی ایسی ریاست جسمین نا اہل والی مقرر
ہون جلد مٹ جاتی ہے **حکایت** ایک خلیفہ عباسی نے بعض علما سے پوچھا کہ تم کو جو بات معلوم ہو
بیان کرو اونسے کہا میننے عمر بن عبد العزیز کو پایا تہا اونسے کسی نے کہا تم نے اپنی اولاد کو خالی ہاتہہ محتاج
کر رکہا ہے یہ سب فقیر ہین انکے پاس کچہہ نہین ہے وہ مرض الموت مین تہی کہا اونکو بلاؤ کچہہ اوپر
دس نفر تہے اتنین بالغ اور لا دہی تہی آنکو دیکہکر کہا ای بچو قسم اللہ کی مینے تمکو تمہارے حق سے نہین روکا
لکن مجہسے یہ نہین ہوسکا کہ مین لوگون کے مال تمہارے حوالے کر دیتا تم اگر نیک ہو تو اللہ نیکون کا
والی ہے اور اگر نیک نہین ہو تو مین ایسی چیز تم کو نہ دونگا کہ تم اوس سے گناہ کرو اب تم میرے پاس سے
اوٹھہ جاؤ یہ عالم کہتے ہین مینے بعض اولاد کو انکی دیکہا سو گہوڑے خدا کی راہ مین اونسے دیے یعنی اللہ نے
اس رکہنے کی یہ برکت بخشی کہ اولاد محتاج نرہی یہ عمر بن عبد العزیز وہ خلیفہ مسلمین ہین جنکی خلافت اقصای
مشرق و بلاد ترک سے لیکر تا اقصای مغرب و اندلس تہی سارے جزائر قبرس و ثغور شام و عواصم و طرطوس
وغیرہ افضای یمن تک انکے زیر حکومت تہی انکے بعد انکی اولاد کو بیس بیس درہم سے زیادہ نہ ملا ایک تو
ایسے بادشاہ حق پرست تہے دوسرے ایسے بادشاہ دیکہے جن کی اولاد کو فی کس چہہ چہہ لاکہہ دینار
ترکے مین ہاتہہ آئے پہر اونکا انجام یہ ہوا کہ لوگون سے بہیک مانگتے پہرتے تہے وہ بی برکت مال کچہہ
کام نہ آیا اس قسم کی حکایات صحیحہ اس باب مین بہت ہین ہر حکایت مین عبرت ہے **فائدہ** سلطنت
امارت دولت مسلمانون کی اسی طرح جاتی رہی کہ ملوک و سلاطین و امرا نے اپنی اولاد کو مال اکثر دیا
اپنے اقربا کو ولایات دیے اپنے دوستون کو عہدے بخشے انصاف و حق پر نظر نہ رکہی جنکا حق اوس
مال مین تہا وہ اکثر محروم رہے آخر انکے گہر سے خلافت امارت نکل گئی دوسرون کے گہر پہونچی اونمین
جنسے اتباع شریعت کیا وہان چندے سلطنت کا قیام ہوا جنسے حمایت قرابت الفت اولاد تعصب قومی
کو برتا اوس گہر سے ریاست بہت جلد زائل ہوگئی کتاب بطلائع المقدور مین ساری دنیا کی ملوک و
رؤسا کا حال لکہا ہے ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے اوس کے دیکہنے سے بخوبی یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ کوئی ایسی قوم نہین ہے جسمین سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو پہر کہین چند سال

لیکن چند صد سال رہے آخر کو بسبب نا انصافی وظلم کے جاتی رہی جو امین و دیندار خدا ترس منصف تابع دین تھے وہ تو بازی جیت لیگئے جو حکومت و دولت کے طالب تھے وہ دو دن عیش کرکے آخرت اپنی بگاڑ گئے دولت کسی کے پاس نہ رہی ہے نہ رہیگی رہے نام اللہ کا ؎

خواجہ بر دولت اعتماد مکن کہ غلام گریز پائے ہست

قانون سنت رسول خدا صلعم سے ثابت ہے کہ ولایت ایک امانت ہے اس امانت کا ادا کرنا واجب ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا امارت امانت ہے دن قیامت کی رسوائی و ندامت ہی جسنے اسکو حق سے لیا اور اسکا حق ادا کیا وہ اچھا رہا روا ہ مسلم بخاری نے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ جب کام ملکداری کا نا اہل کے حوالے ہوا تو اب قیامت کی راہ دیکھو اب ہم سب مسلمان آج کل منتظر قیامت کے ہین اس لیے کہ مدت سے نا اہل لوگ مالک ملک رئیس ریاست ہوگئے ریاست و سلطنت ایک ترکہ و رثہ ٹھیر گئی ہے امانت و ودیعت نہین رہی حدیث مین آیا ہے تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام لوگون پر راعی ہے عورت شوہر کے گھر مین راعی ہے باپ بیٹے کے مال مین راعی ہے ان سب سے بابت انکی رعیت کے سؤال ہوگا مسلمانون نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ وصی یتیم ناظر وقف وکیل مال پر واجب ہے کہ تصرف اصلح کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کوئی راعی نہین جسکو خدا نے رعیت سپرد کی ہے اور وہ خائن وغاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام کرتا ہے اللہ تعالی و سپر و جنت کی رواہ مسلم ابو مسلم خولانی پاس معاویہ کے گئے تھے کہا السلام علیک ایھا الاجیر لوگون نے کہا ایھا الامیر کہو انھون نے نمانا وہی ایھا الاجیر کہا آخر معاویہ نے کہا یہ زیادہ جانتے ہین انسے کچھ نہ کہو ابو مسلم نے کہا تو ایک مزدور ہے ان بکریون کا رب نے تجھکو انکی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے اگر خارشتی بکری کا علاج بیمار کی دوا کریگا تجھکو مزدوری ملیگی اگر نکریگا اللہ تعالی تجھکو عذاب دیگا پس جہان تک ہو سکے اصلح کو ہر کام پر مقرر کرے اگر ایسا آدمی نہ ملے تو جو لوگ موجود ہین انمین جسکو بہتر پاوے اوس کو مقرر کرے ہر عہدہ و منصب و خدمت و مرتبے مین اس امر کا لحاظ رکھے جہان تک کوشش ممکن ہے وہان تک تو

اپنے سے اچھا آدمی بہم پہونچاکر کاروبار سلطنت سپرد کرے خواہ بڑا کام ہو یا چھوٹا جو کوئی ایسا کریگا وہ
امین ہے اوسنے حقِ امانت ادا کیا قیام بوجب فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا ہے فاتقوا اللہ ما استطعتم
اور کہا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور فرمایا لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین اور کہا علیکم
انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم یعنی جہان تک بن سکے اوتنا اللہ سے ڈرو اللہ تعالی کسی نفس
کو تکلیف نہین دیتا مگر بقدر اوس کی طاقت کے تو اپنی جان ہی کو تکلیف دے اہل ایمان کو رغبت دلا
جب تو اپنی جان کا خیال رکھیگا تو پہر جو کوئی بہکیگا تیرا کچہ نقصان نہین آن آیات سے معلوم ہوا
کہ سلطان امام رئیس کو چاہیے کہ کام سلطنت وریاست کا خود کرے آپ اچھا ہو پہر اگر اہلکار کچہ خرابی کرینگے
تو وہ جانین اونکا کام اسکا کچہ زیان نہین ہے اس سے جتنا بناوہ اسنے کیا حدیث مین بھی یہی آیا ہے
کہ جب مین تم کو کسے کام کا حکم کرون تو جہان تک تم سے ہو سکے اوتنا کرو اس کو بخاری ومسلم نے
روایت کیا ہے مصیبت تو یہ ہے کہ جو ملوک ورؤسا ہین وہ باوجود قدرت کچہ کام نہین کرتے خود
عیش وعشرت مین رہتے ہین انتظام ملک کا اہلکارون پر ڈالدیتے ہین اہلکار خوب ظلم کرتے ہین
حالانکہ اگر خود عاجز ہون تو انکو امارت سے علیحدہ ہو جانا چاہیے اور اگر تندرست قوی ہو کر یہ سستی کرتی
ہین تو خائن ہین انسے سخت بازپرس ہونے والی ہے فائدہ ولایت کے دو رکن ہین ایک قوت
دوسرے امانت جس طرح خدا نے فرمایا ہے ان خیر من استاجرت القوی الامین صاحب مصر نے
یوسف علیہ السلام سے کہا انک الیوم لدینا مکین امین جبریل علیہ السلام کی حق مین ارشاد کیا ہے
ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین ان آیات مین امیر وزیر سفیر کا قوی امین ہونا
بیان کیا ہے سو یہ قوت ہر ولایت مین بقدر اوس کام کے ہے مثلا حرب مین قوت دل شجاعت
تجربہ جالاکی درکار ہے کیونکہ الحرب خدعۃ وارد ہے سپاہی ایسا چاہیے جو انواع قتال کا عالم ہو نیزہ بازی
تیغ رانی تیراندازی خوب جانتا ہو بندوق اچھی لگاتا ہو تپنچہ چلاتا ہو توپ سر کرتا ہو طریقہ حرب وضرب
سے بخوبی آگاہ ہو کر وفر سے سوار ہوتا ہو اللہ تعالی نے فرمایا واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن
رباط الخیل مراد اس سے تیراندازی گھوڑے کی سواری وغیرہ جملہ فنون سپاہگری کے ہین گو یہ فنون

زمانۂ نبوی مین نہون اب جدید نکلے ہون حدیث مین آیا ہے ارموا وارکبوا وان ترموا احب الی
من ان ترکبوا ومن تعلم الرمی ثم نسیہ فلیس منا وفی روایۃ نعمۃ جحدها رواہ مسلم اسی طرح
جو کوئی حکم کرے درمیان مین لوگون کے اوس کی قوت یہ ہے کہ وہ عالم ہو ساتھ عدل و انصاف
کے وہ عدل جسپر کتاب و سنت نے دلالت کی ہے نہ وہ انصاف جو یاسا و غیرہ کتب قوانین مین
اوس کے دفعات لکھے ہین اور نہ وہ عدل جو موافق اسکے دل کے ہے کہ ضعفا غربا پر تو حکم جاری ہے
اقویا و اقربا سے قطع نظر ہے بلکہ قدرت تنفیذ احکام کی اسطرح پر رکہنے کہ ضعیف اس سے نہ ڈرے قوی
کو اسکا ڈر ہو امانت کا انجام یہ ہو کہ اللہ تعالی کا خوف دل مین بہرا ہوا ہو اللہ کی آیتون کو تہوڑی سے
قیمت پر فروخت نکرے جس طرح رشوت لیکر ہدیہ قبول کر کے حکم بدل دیتے ہین یا لوگون سے ڈر کر انصاف
کرنا چہوڑ دیتے ہین ان تینون خصلتون کا عہد حاکم سے قرآن مین لیا گیا ہے فرمایا فلا تخشوا الناس و
اخشونی ولا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکافرون اسی لیے
رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے قاضی یعنی حاکم تین ہین دو جہنم مین جاوینگے ایک جنت مین جاویگا جس
آدمی نے حق بات کو معلوم کر لیا پہر خلاف اوس کے حکم دیا وہ دوزخ مین ہے یہ ایک قاضی ہوا دوسرا
وہ آدمی ہے جو جہل سے حکم دیتا ہے یعنے حق بات تو اوسکو معلوم نہین اپنی جہالت سے جو چاہا حکم دیدیا یہ
نار مین جاویگا تیسرا وہ شخص ہے جسنے حق معلوم کر لیا اوس علم کے موافق حکم دیا یہ جنت مین جاویگا اس
حدیث کو اہل سنن نے روایت کیا ہی قاضی وس شخص کا نام ہے جو درمیان دو آدمیون کے حکم کرتا ہے
یا دو سے زیادہ مین خواہ اوسکو خلیفہ کہین یا سلطان یا رئیس یا والی یا نائب یا وزیر یا اوس کو کسی بادشاہ
یا رئیس نے واسطے حکم دینے کی موافق شرع کی تقرر کیا ہو یہان تک کہ جو کوئی لڑکون کے خطوط وغیرہ مین
حکم کرتا ہے وہ بہی اسی حکم مین ہے اسی طرح اصحاب رسول خدا صلعم نے ذکر کیا ہے الحاصل جب دارمدار
اس کاروبار کا قوت و امانت پر ٹہیرا تو قوی کو فوج مین رکہے امین کو عملہ مین بہرتی کرے اگرچہ وہ شجاع
فاجر کیون نہو اور یہ امین ضعیف کیون نہو امام احمد سے کسی نے پوچہا دو آدمی ہین امیر غزو ایک قوی فاجر
ہے دوسرا صالح ضعیف کسکو لڑائی پر بہیجا جاوے کہا فاجر قوی کی قوت مسلمانون کو نفع کریگی فجور

اوسکا اوس کی جان کے لیے ہے ریا ضعیف سو صلاح اوسکی اوس کے نفس کے واسطے ہے ہے
ضعف اوسکا مسلمانون کو نقصان پہونچاویگا اس لیے فاجر قوی کو لیکر جہاد کرنا چاہیے رسول خدا
صلعم نے فرمایا ہے ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر ایک روایت مین یون آیا ہے باقوام
لا خلاق لھم اور اگر یہ شخص قوی فاجر نہین ہے تو پھر کیا پوچھنا اسکو امیر حرب کرنا چاہیے نہ اوسکو
جو دین مین نہایت صالح ہے اسی وجہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالد بن الولید کو امیر حرب
مقرر فرمایا کرتے تھے جب سے وہ ایمان لائی اون کے حق مین ارشاد کیا سیف سلہ اللہ علی المشرکین
حالانکہ انسے بعض اوقات کوئی ایسی بات بھی ہو جاتی تھی جسپر آنحضرت صلعم انکار فرماتے تھی یہانتک
کہ ایک بار ہاتھ طرف آسمان کے اوٹھا کر فرمایا اللھم انی ابرء الیک مما فعل خالد یہ اوس وقت
فرمایا جبکہ انکو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا تھا انھون نے وہان جاکر غدر مچا دیا بہت سے لوگ قتل کر ڈالی
سارا مال چھین لیا فقط ایک طرح کے شبہہ پر حالانکہ اتنی زیادتی نہ چاہیے تھے جو صحابہ انکے ہمراہ تھے
اونھون نے اسپر انکار کیا مگر مانا تا آنکہ رسول خدا صلعم نے اپنے پاس سے انکو دیت دی ضامن ہوئے
معہذا خالد ہی کو اکثر امیر لشکر امیر حرب بنا کر بھیجتے تھے کیونکہ وہ اس کام کے لیے بہت موزون اور اصلح
تھے اور اونھون نے جو کچھ کیا وہ ایک طرح کی تاویل سے کیا تھا ابو ذر رضی اللہ عنہ انسے بھی زیادہ صالح
تھے امانت وصدق وغیرہ اوصاف حسنہ مین مگر اونسے رسول خدا صلعم نے یہ فرمایا یا اباذر انی اراک
ضعیفا وانی احب لک ما احب لنفسی لا تامرن علی اثنین ولا تولین مال یتیم رواہ مسلم
غرضکہ ابوذر کو امارت وولایت سے روکدیا اس لیے کہ اونکو موافق اس کام کے نپایا ضعیف دیکھا حالانکہ
اون کے مناقب مین بہت سے احادیث آئے ہین اسیطرح ایک بار عمرو بن عاص کو غزوۂ ذات السلاسل
مین امیر کردیا اونکے اقارب کی خوشی کے لیے حالانکہ اونسے افضل اونمین موجود تھے اسامہ بن زید کو
باپ کی عوض لینے کو امیر کردیا اسی طرح ہر شخص کو مصلحت راجحہ پر نظر فرماکر عامل مقرر فرماتے تھی محض
رشتہ داری یا خاطر داری یا کسی سفارش سے کسیکو عامل نکرتے حالانکہ امیر کے ہمراہ ایسے لوگ سب
ہوتے تھے جو اوس امیر سے بہتر تھے علم وایمان مین اسی طرح ابو بکر صدیق نے اپنے عہد خلافت مین

ہمیشہ خالد بن ولید کو امیر لشکر مقرر کیا حرب اہل ردت مین بہیجا عراق و شام انہین کے ہاتہہ پر فتح
ہوا اگرچہ بعض ہفوات انسے صادر ہوئے جسکی تاویل انکے نزدیک تھی بلکہ ذکر کیا ہے کہ بعض امور
مین خود رائی کیا کرتے تہے معہذا انکو معزول نکیا اس لیے کہ اونکا سا کام دوسرا شخص نہین کر سکتا تہا
فائدہ جب کسی بڑے والی ملک یا رئیس کا مزاج نرم ہو طبیعت رحیم کریم ہو تو ضرور ہے کہ نائب
اوسکا سخت مزاج ہونا چاہیے اور اگر مزاج والی یا رئیس کا سخت ہو تو نائب و وزیر کا نرم مزاج ہونا لازم
ہے کہ کام اعتدال پر رہے اسی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد کو اپنا نائب کیا تہا عمر رضی اللہ عنہ
نے اونکو معزول کر دیا ابی عبیدہ بن جراح کو بجائے اونکے مقرر کیا کیونکہ مزاج صدیق کا نرم تہا
مزاج عمر کا سخت تہا رہے آنحضرت صلعم سو جامع تہے درمیان دونو وصف کے اسی لیے فرمایا ہے
انا نبی الرحمۃ ونبی الملحمۃ وانا الضحوک القتال حضرت کی امت وسط ہے ان کے حق مین فرمایا ہی اشداء
علی الکفار رحماء بینہم دوسری جگہہ ارشاد کیا ہی اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین اسی وجہ
سے جب ابوبکر و عمر والی ہوئی تو معتدل بنگئے وہ نرمی سختی انکی جس کی طرف زمانۂ رسول خدا صلعم مین
منسوب تہے اعتدال پر آگئی یہانتک کہ ان کے حق مین فرمایا ہی اقتدوا باللذین من بعدی
ابوبکر و عمر یعنے ان دونو کی سیرت تم ہی چلو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قتال اہل ردت مین وہ شجاعت
ظاہر کی جو کسی صحابی سے نہوئی اس بہادری و دلیری مین عمر و سائر صحابہ سے بڑھ گئے وللہ الحمد
فائدہ جب دیکھے کہ ایک آدمی سے کام نہین چلتا ہے تو اوس کام پر کئی آدمی مقرر کرے مگر ترجیح
اصلح کو ہاتہہ سے نہ دے قوت و امانت کو ملحوظ رکھے ولایت قضا مین اعلم اورع اکفی کو اختیار کرے
اگر ایک اعلم ہے اور دوسرا اورع تو جس کام مین خوف ہوی ہے اوسمین اورع کو مقدم کرے جس کام
مین اشتباہ ہے وہان اعلم کو اختیار کرے حدیث مین آیا ہے اللہ دوست رکہتا ہے تیز نظر کو وقت
ورود شبہات کے کامل العقل کو نزدیک حلول شہوات کے پس ان دونو کو اکفی پر مقدم رکہیگا اگر قاضی
کو حاجت مدد ہی طرف سے والی حرب یا عامہ کے اور اگر قضا کو حاجت طرف قوت و امانت کے
زیادہ تر ہے حاجت علم و ورع سے تو اس صورت مین اکفی کو مقدم کرے اس لیے کہ مطلق قاضی

حاجتمند علم وعدل ہے اسی طرح حال ہر والی مسلمین کا ہے ان صفات مین سے جونسی صفت مین نقصان آویگا اوس کام مین خلل ظاہر ہوگا کفایت کبھی قہر ورہبت سے ہوتی ہے کبھی احسان ورغبت سے کسی طرح ہو مگر ہونا اوسکا ضرور ہے بعض علماء سے کسی نے پوچھا جب قضا کے لیے سوائے فاسق عالم یا جاہل دیندار کے کوئی دوسرا نہ ملے تو پھر ان دونوں مین سے کسکو مقدم کریں کہا اگر حاجت طرف دین کے زیادہ ہو تو اوس جاہل دیندار کو مقدم کرے کیونکہ جو فساد دین مین پڑا ہے یہ اوسکی اصلاح اچھی طرح کریگا اور اگر حاجت طرف علم کے زیادہ ہو بسبب خفای حکومات کے تو عالم کو مقدم کریں کہ یہ معاملہ کو خوب سمجھیگا الحاصل باوجود جواز تولیت غیر اہل کے بوجہ ضرورت اگر اصلح موجود ہو تو سعے کرنا اصلاح احوال مردم مین واجب ہے کوئی کام امارات ولایات کا کیون نہو فائدہ اکثر ملوک پر جب قصد دنیا غالب ہوا نہ قصد دین تو انہون نے اون لوگون کو کاروبار مملکت سپرد کیا جو دنیا مین ان کے بکار آمد تھے آنکے مقصد کے پورا کرنیمین مدد دیسکتے تھے نہ اونکو جو اصلاح دین ودنیا دونو کرسکین بلکہ اوسکو اختیار کرنے لگے جو انکو ریاست ولوادے حالانکہ طریقہ سنت یہ نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ جو لوگ امام جمعہ جماعت ہوتے خطبہ پڑہتے وہی امیر لشکر بنائے جاتے حرب وضرب مین نیابت سلطان کی کرتے اسی لیے جب صحابہ نے دیکھا کہ رسول خدا صلعم نے ابوبکر کو امام نماز مقرر کیا ہے تو انہون نے بھی اونکو امارت حرب وغیرہ مین سب پر مقدم رکھا عادت شریف یہ تھی کہ جسکسیکو امیر حرب کرتے یہ شخص وہی ہوتا جو لوگون کو نماز پڑہاتا شہر مین نائب ہوتا جیسے عتاب بن اسید کو مکے پر عثمان بن ابی العاص کو طائف پر علی ومعاذ وابوموسی کو یمن پر عمرو بن حزم کو نجران پر اپنا نائب مقرر کیا یہی لوگ اونکے امام نماز بھی تھے مقیم حدود بھی تھے جو کام حرب مین درکار ہین وہ سب یہی کیا کرتے تھے آنحضرت صلعم کے بعد جو خلفای راشدین ملوک اموی بعض خلفائے عباسیہ ہوئے وہ بھی اسی طریقے پر رہے اسلیے کہ اہم امور دین نماز وجہاد ہی اسی وجہ سے اکثر احادیث بمقدمہ نماز وجہاد آئے ہین بلکہ جب کسی بیمار کی عیادت فرماتے تو یہ دعا کرتے اللھم اشف عبدک لیشھد لک صلوۃ وینکی لک عدوا معاذ رضی اللہ عنہ کو جب طرف یمن کے بہیجا فرمایا بڑا اہم کام تیرا نزدیک میرے نماز ہے پہے

اسی طرح عمر بن خطابؓ اپنے عاملون کو حکم لکھکر بھیجتے کہ ان اھم امورکم عندی الصلوۃ فمن حافظ علیہا وحفظہا حفظ دینہ ومن ضیعہا کان لما سواہا من عملہ اشد اضاعۃ معلوم ہوا سلطان رئیس پر واجب ہے کہ بڑا اہتمام اپنے ملک مین اس بات کا رکھے کہ لوگ نماز ضائع نکرین عمال پر بھی تاکید رہے امراے لشکر پر بھی تشدید رہے ورنہ جب اہل علم واہل قلم نے حفظ نماز کا چھوڑ دیا تو پھر جو کچھہ نکرین جو کچھہ نہو وہ تھوڑا ہے غرضکہ مطلب سلطنت وریاست سے یہ ہے کہ اصلاح دین خلق کرے نہ یہ کہ آپ عیش کرے دوسرون کو علیش مین ڈالے یہ اصلاح دو طرح یہ ہوتی ہے ایک یہ کہ اہل استحقاق کو مال دے دوسرے یہ کہ زیادتی کرنیوالون کو سزا جزا دے اسی لیے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے انما بعثت عمالی الیکم لیعلموکم کتاب اللہ و سنۃ نبیکم و یقسموا بینکم فیئکم لکن جب سے راعی ورعیت بگڑ گئے سارے کامون مین خرابی آگئی اب اگر کوئی راعی اصلاح دین ودنیا مین کوشش ظاہر کرتا ہے حتی الامکان اسمین ساعی ہوتا ہے تو سمجھو کہ وہ اپنے زمانے مین افضل مردم ہے بلکہ افضل مجاہدین فی سبیل اللہ ہے حدیث مین آیا ہے ایک دن امام عادل کا ستر برس کی عبادت سے افضل ہے صحیحین مین ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے سات گروہ ہین جنکو خدا اپنے سایے مین جگہہ دیگا جس دن کسیکا سایا سوا اوسکے سایے کے نہوگا اونمین سے ایک امام عادل ہے دوسری حدیث مین فرمایا ہے اہل جنت تین گروہ ہین ایک سلطان عادل دوسرا مرد رحیم رقیق القلب واسطے ہر ذوی قربی و مسلم کے تیسرا مرد توانگر پارسا صدقہ دینے والا یہ حدیث صحیح مسلم مین عیاض بن حمار سے مروی ہے آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا آدمی بہادری کے لیے حمیت کے لیے ریا کے لیے لڑتا ہے جان دیتا ہے انمین سے کونسا قتال خدا کی لیے ہے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ یہ حدیث صحیحین مین ہے اسکا حاصل مقصود ولایت امارت سے یہ ہوتا ہے کہ والی وامیر حقوق خدا حقوق خلق کو ساری رعیت سے ادا کرا اوسے عدل وانصاف کے ساتھہ قائم ہو آپ کو خادم رعایا کو مخدوم سمجھے اپنی جان کو راعی رعیت کو ودیعت الہی خیال کرے اور جب یہ نہوا بلکہ آپ کو مالک ملک وسلطنت

و دولت خلق کو بمنزلہ لونڈی غلام کے اپنا مملوک و زیر دست سمجھا تو پھر عکس القضیہ ہو گیا آج فرض کرو کہ ایسا ہی نظر آتا ہے مگر کل یقین کرو کہ وہ مملوک مالک ہونگے یہ مالک اپنے ممالیک سے بھی بدتر ہونگی جو کوئی کتاب خدا سے عدول کرے تحریف ہو جاوے اوس کا علاج لوہا ہے ایسے اہل علم نے کہا ہے کہ قوام اس دین کا مصحف و سیف سے ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہین ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی اس سے یعنے مصحف سے عدول کرے ہم اوسکو اس سے یعنے تلوار سے مارین

فصل

دوسری قسم امانات کی اموال ہین قرآن مین فرمایا ہے فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ ولیتق اللہ ربہ یہ آیت مقدمۂ قرض مین اوتری ہے اس منطوق مین دیون خاصہ عامہ و اعیان وغیرہ سب داخل ہین جیسے ودیعت کا پھیر دینا شریک کا وکیل کا مضارب کا مال ولی یتیم کا مال اہل وقف کا مال قرض کا ادا کرنا مبیع کی قیمت دینا کسیکو قرض دینا عورتون کا مہر ادا کرنا منافع کے اجر دینا حدیث مین آیا ہے مومن وہ ہے جس سے مسلمان لوگ اپنی خون و مال مین امن سے ہون یہ حدیث بخاری و مسلم مین ہے جب ادا کرنا امانات کا واجب ٹھیرا تو ادا کرنا غصب و سرقہ و خیانت کا بھی واجب ہوا حدیث مین آیا ہے عاریت مردود ہے منحہ یعنی عطیہ پھیر اگیا ہے قرض ادا کیا جاتا ہے زعیم غارم ہے یعنی ضامن ذمہ دار مال ضمانت ہے یہ قسم والی و رعیت دونو کو شامل ہے جو حق جس کے ذمہ ان دونو مین سے واجب ہو وہ اوسکو ادا کرے سلطان و نواب پر واجب ہے کہ ہر ذی حق کا حق دیوے کچہری والون پر واجب ہے کہ جو حق سلطان کا چاہیے وہ سلطان کو دین اسی طرح رعیت حق بادشاہ کا ادا کرے جو اوس پر واجب ہے رعیت کو نہ چاہیے کہ والی اموال سے جس چیز کے مستحق نہین ہین طلب کرتی ورنہ اوس جنس مین داخل ہون گے جن کی حق مین فرمایا ہے ومنہم من یلمزک فی الصدقات فان اعطوا منہا رضوا وان لم یعطوا منہا اذا ہم یسخطون الی قولہ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفة قلوبہم وفی

الرقاب والغارمين وفی سبيل الله وابن السبيل اسی طرح یہی رعیت کو نچاہیے کہ جو حقوق کا
سلطان تک پہونچنا واجب ہے اوس کے پہونچنے کو روکین اگرچہ سلطان جائر ہی کیون نہو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ذکر ولاۃ جور کا آیا فرمایا ادوا الیھم الذی لھم فان اللہ سائلھم
عما استرعاھم یعنی تم تو انکا حق دیتے رہو اللہ خود انسے پوچھیگا کہ تم نے رعیت کا کیا حق ادا کیا
دوسری حدیث مین یون آیا ہی ادوا الیھم حقھم واسئلوا اللہ حقکم تم انکا حق دیدو اپنا حق خدا سے
مانگو جو رعیت جور حاکم پر صابر ہے اوس کے لیے بڑا اجر ہے ایک بزرگ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خواب مین دیکھا فرمایا فلان سورہ قرآن پڑھو جب وہ اس آیت پر پہونچے وان منکم الا واردھا
آنحضرت صلعم نے فرمایا نعم الا اھل الیمن انہون نے کہا اہل یمن کو یہ رتبہ کہان سے ملا فرمایا
لصبرھم علی جور ولاتھم غرضکہ یمن والون کی مدح قرآن وحدیث دونون مین آئی ہی حدیث
مسلم مین ہے الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ والفقہ یمان اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم قرآن
وحدیث وفقہ وصف ایمان واسلام واحسان مین یہ لوگ فائق اہل زمان ہین ولله الحمد
فائدہ والیان اموال کو نہ چاہیے کہ تقسیم مال کی اپنی خواہش دلی کے موافق کرین جسطرح کوئے
مالک اپنے ملک کو خرچ کرتا ہے اس لیے کہ یہ ولاۃ امنا ونواب ووکلا ہین اس مال کی مالک
نہین ہین کہ جہان جی چاہے وہان اوٹھاوین جس طرح چاہین خرچ کرین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے
مین نہ کسیکو دیتا ہون نہ کسیکو منع کرتا ہون مین تو قاسم ہون جہان کا حکم ہوتا ہے وہان اوٹھاتا
ہون رواہ البخاری دیکھو جب رسول خدا صلعم ہی کو اختیار عطا ومنع کا نہو تو پہر وہ دوسرا کون ہے
کہ اپنی خوشی کے موافق جسکو چاہے دے جسکو چاہے نہ دے امیر رئیس والی سلطان جسکو چاہتے ہین
دیتے ہین جسکو نہین چاہتے اوسکو نہین دیتے حالانکہ انکو کوئی اختیار و اجتہاد اس عطا ومنع مین
نہین دیا گیا ہے یہ تو ایک قاسم ہین یعنے بانٹنے والی انکو یہ چاہیے کہ اس مال کو وہان خرچ کرین جس جگہ
خرچ کرنیکا حکم ہے عمر بن خطاب سے کسی نے کہا تم اپنی جان پر اپنے اہل وعیال پر اس مال
کی وسعت سے کیون خرچ نہین کرتے کہا میری اور ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک قوم سفر مین ہے

وہ اپنا مال جمع کرکے ایک شخص کو سپرد کروے اور کہدے کہ تم پر خرچ کرتے رہو بھلا اوس آدمی
کو یہ بات کب درست ہو سکتی ہے کہ وہ اوس کے اوس مال کو خود لے بیٹھے اوس پر خرچ نکرے اپنی
جان پر اوٹھاوے ایک بار بہت سا مال پاس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آیا تھا
فرمایا اس قوم نے اس مال مین امانت ادا کی ہے یہ سب اپنے لوگون نے کہا تم نے خدا کے
امانت ادا کی اس لیے انہون نے تمہاری امانت ادا کی اگر تم چرتے تو یہ بھی اس مال کو چر جاتے
فائدہ والی امر پر واجب ہے کہ مال حلال جگہہ سے لے جہان حق ہی وہان صرف کرے مستحق سے روکے
غیر مستحق کو نہ دے علی مرتضی رض کو جب یہ خبر ملتی کہ فلان نائب نے ظلم کیا فرماتے اللھم انی لم آمرھم
ان یظلموا خلقک ولا یترکوا حقک اے الہی مین نے انکو حکم نہین دیا ہے کہ یہ تیری خلق پر ظلم
کرین تیرا حق چھوڑ دین اموال سلطنت جن کی اصل کتاب و سنت مین موجود ہے تین طرح پر ہین
ایک غنیمت دوسرے صدقہ تیسری فیئی غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے لڑ کر لین اسکا ذکر سورہ
انفال مین آیا ہے یہ سورت غزوہ بدر مین اتری ہے اس کو انفال اس لیے کہتے ہین کہ یہ مال
اموال مسلمین سے زیادہ ہے فرمایا واعلموا انما غنمتم من شیئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی
والیتامی والمساکین وابن السبیل یعنی غنیمت کے مال مین ایک خمس اللہ کا ہی واسطے خرچ رسول
اور قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کے اسکے قولہ فکلوا مما غنمتم
حلالا طیبا یہ لوٹ کا مال حلال پاک ہے اسکو کھاؤ معلوم ہوا کہ تخمیس خمس مغنم کی موافق تفصیل آیۂ مذکورہ
کی واجب ہے جو باقی بچے وہ حصہ غانمین کا ہے عمر بن خطاب نے کہا غنیمت اوس کے لیے ہے جو
حاضر معرکہ ہوا ہے خواہ اوس نے قتال کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ تقسیم موافق عدل کے چاہیے نہ یہ کہ ریاست
یا نسب یا فضیلت کی راہ سے کسیکو دی کسی کو نہ دی خلفاء نبوت تقسیم مال کی عدل سے کرتے تھے
بخاری مین آیا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کو خیال ہوا کہ مین اورون سے بہتر فاضلہ ہون مجھکو زیادہ
ملنا چاہیے آنحضرت صلعم نے فرمایا ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم یعنی تم کو مدد و روزی
انہین غریبون کے طفیل مین ملتی ہے دولت بنی امیہ و بنی عباس مین ہمیشہ مال غنیمت کا درمیان

ف
اموال

غانمین کے تقسیم ہوا کرتا تہا اوس وقت مسلمان روم و ترک و بربر سے غزا کرتے تہے ہان امام کو یہ بات پہونچتی ہے کہ جس نے معرکۂ جنگ مین کوئی کار نمایان کیا ہے جس طرح کسی بڑے دشمن کو قتل کر ڈالا ہے یا قید کر لایا ہے یا قلعہ پر چڑہکر قلعہ فتح کر لیا ہے یا لشکر دشمن کے سردار کو پکڑ لیا یا مارا ہے اوس کو کسی قدر حصۂ مقررۂ غنیمت سے زیادہ دیوی رسول خدا صلعم اور خلفای نبوی اس طرح کی تنفیل کیا کرتے تہے سریہ کو ابتدا مین ایک ربع بعد خمس کے ایک ثلث وقت واپسی کے خمس کے سوا دیا کرتے تہے بعض اہل علم نے کہا ہے یہ نفل خمس الخمس سے دینا چاہیے تاکہ بعض غانمین کو بعض پر فضیلت نہو مگر صحیح یہ ہے کہ اربعۂ اخماس سے بہی دینا جائز ہے گو بعض کو بعض پر فضیلت ہو جبکہ اس دینے مین کوئی مصلحت دینی پائی جاوے نہ تنہا ہوای نفس جسطرح رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا کرتے تہے فقہای شام و احمد و ابی خلیفہ و غیرہم کا یہی قول ہے اس نفل ربع و ثلث مین یہ بہی جائز ہے کہ کسی شرط پر دیوے یا بدون شرط کے مثلا یہ بات کہے کہ جو کوئی ہمکو فلان قلعی کا راستہ بتاویگا یا فلان شخص کا سر کاٹ لاویگا ہم اوسکو اتنا دوین گے امام یہ بہی کہہ سکتا ہے کہ جو کوئی شخص کسے چیز کو لے لیگا وہ اوس کی ہوئی یہ کہنا اوس وقت درست ہے کہ مفسدی پر کوئی مصلحت راجح ہو جس طرح رسول خدا صلعم نے غزوۂ بدر مین اس بات کو فرمایا تہا پہر جب امام مال غنیمت جمع کرکے تقسیم کرنا چاہے تو کسی شخص کو یہ بات روا نہین کہ اوس مال مین سے کچہ خیانت کر لے یا چہپا رکہے ومن یغلل یأت بما غل یوم القیامۃ غلول خیانت ہی اسیطرح نُہبی یعنی غنیمت کی لوٹ جائز نہین رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے ہان اگر امام مال غنیمت جمع نکرے تقسیم کرنا نچاہے بلکہ اذن جائز دیدے کہ لیلو تو پہر جسنے کوئی چیز بلا عدوان کے لیلی ہے وہ اوسکو حلال ہے بعد تخمیس کے اس اذن پر جو بات دلالت کرے وہ بہی اذن ہی ہے لیکن اگر امام نے اذن نہین دیا ہے یا اذن غیر جائز دیا ہے اور اس شخص نے اوتنا لیلیا جتنا وقت قسمت کے اوسکو ملتا تو یہ جائز ہے قسمت مین عدل یون ہوتا ہے کہ پیادے کو ایک سہم سوار فرس عربی کو تین سہم دے ایک سہم فارس کا دو سہم فرس کے دن خیبر کی رسول خدا نے اسی طرح تقسیم کے یہی قول صحیح و راجح ہے

فائدہ صدقات اونکو دی جنکا نام خدا نے قرآن مین لیا ہے یہ آٹھہ قسم ہین ایک آدمی سنے رسول خدا صلعم سے صدقہ مانگا فرمایا اللہ نے صدقے مین نہ تقسیم نبی کو پسند رکہا نہ غیر نبی کو خود آٹھہ جزو اوس کے بتلائے اگر تو ان اجزا مین سے ہے تو مین تجھکو صدقہ دونگا ایک قسم فقرا ہین دوسرے مساکین یہ دونو قدر کفایت حاجت مین یکسان ہین اس سے معلوم ہوا کہ غنی کو قوی مکتسب کو صدقہ دینا لینا حلال نہین ہے تیسرے عامل ہین صدقات پر یہ وہ لوگ ہین کہ جو صدقات تحصیل کرتے ہین مال صدقات کی حفاظت رکہتے ہین جنکو آج کل عامل یا تحصیلدار کہتے ہین چوتہی مؤلفۃ القلوب ہین انکا ذکر بذیل فیئ آویگا پانچوین گردن چہوڑانے مین اس قسم مین اعانت مکاتبین افتدای اساری عتق رقاب بہی داخل ہے یہی قول اقوی تر ہے چہٹے غارمین یعنی قرضدار لوگ جنپر کسی کا قرض آتا ہے اتنا مقدور نہین رکہتے کہ قرض ادا کرین انکو واسطے ادای قرض کے دینا گو زیادہ ہو جائز ہے مگر یہ کہ قرض مذکور معصیت الہی مین کیا ہو اس صورت مین نہ دینا چاہیے یہان تک کہ توبہ کرین ساتوین راہ خدا مین مراد غازی مجاہد وغیرہ ہین انکو اتنا دینا چاہیے کہ جو واسطے غزا کی کافی ہو بلکہ بکار آمد خیل وسلاح ونفقۂ اہل وعیال واجرت حج وغیرہ ہو یہ سب داخل سبیل اللہ ہے آٹھوین مسافر جو اپنے وطن سے علیحدہ ہے گو وطن مین غنی ہو مگر یہان محتاج ہو گیا ہے وہان سے طلب نہین کرسکتا

فائدہ صدقات سے مراد اس جگہہ زکوۃ مفروضہ ہی یا شامل نافلہ بہی کچہہ ہو مستحق اس مال کے یہی اقسام ہشتگانہ ہین انکو نہ دینا انکے سوا اورون کو دینا خلاف سنت ہے بلکہ اگر زکوۃ ہے ادا ہوتو بہی کچہہ جگہہ تعجب کی نہین ہے اور جو کوئی خلاف واقع آپ کو منجملہ ان اقسام کے ظاہر کرکے مال صدقے کا لیلیویگا تو گناہ اوس کا لینے والی پر ہے نہ دینے والی پر یہ مال اوس کے حق مین حرام ہے نہ حلال اس زمانے مین یہ آفت ہے کہ نہ دینے والی پابند اس حکم کے ہین نہ لینے والی خدا خیر کرے ان دونو کا کیا انجام ہونیوالا ہے آمرا وملوک اپنے اخوان وارکان سلطنت وریاست کا قرضہ بعد مرنے اون کے در بار کے بیت المال سے ادا کرتے ہین خواہ وہ مشرک ہو یا مبتدع مسلمان ہو یا نصرانی خواہ اوس نے یہ قرض حاجات ضروریۂ شرعیہ مین کیا ہے یا عیش وعشرت مین اوڑایا ہے یا حرام کاری شراب خواری قمار بازی

مین شرکت کیا ہے کسی اور ہوائے نفس مین سو یہ قرضہ اون کی طرف سے دنیا اون کے گناہ مین پورا پورا شریک ہوتا ہے وہ تو پہلے ہی سے عاصی تھا اب یا امیر صاحب رئیس صاحب نواب صاحب بیگم صاحبہ بھی مثل اون کے ہو گئے مرے تو وہ او ڑا گیا انکی آخرت مفت مین خراب ہو گئی یہ نے غلط کہا مفت مین خراب نہین گئی بلکہ روپیہ خرچ کر کے اپنی عاقبت برباد کی ہے ع زر دادن و درد سر خریدن یہ اس عقل ست خدا ہر مسلمان کو بچاوے کہ دوسری کی دنیا کے لیے اپنا دین تباہ کرے یہ کیفیت تو ان دینے والون کی ہے جو بسبب رشتہ داری عزیز داری ہمقومی ہم نسبی ہم صحبتی ہم مذاقی کے دوسرون کا قرضہ کبھی زندگی مین کبھی بعد اون کے مرنے کے ادا کرتے ہین خیصلہ دین کا مع سود خزانہ ریاست سے کرا دیتے ہین رہے وہ لوگ جنپر یہ قرضہ ہوا ہے اون کی صورت یہ ہے کہ کوئی اونمین مصاحب کسی رئیس یا سلطان یا والی ملک کا ہے کوئی رشتہ دار قریب یا دور کا ہے کوئی بیٹا بیٹی ہے کوئی بھائی بند ہے باوجودیکہ معاش بقدر کفایت بلکہ کفایت سے زیادہ پاتے ہین مگر اس امید پر کہ ہمارا قرض ریاست یا سلطنت ہماری زندگی مین یا بعد مرنے کے ضرور ادا کر دیگی خوب ہی روپیہ قرض کا ہوا و ہوس فسق و فجور رسوم شادی وغیرہ مین اوڑاتی ہین بلکہ جو انمین بخیل ہین وہ اپنا روپیہ تو مخفی طور پر جمع کرتے ہین ظاہر مین اپنی قرضداری بیان کر کے دوسرون کے سر اپنا قرضہ ڈالدیتے ہین والی ملک ہے رات دن سوال ہر چیز کا تقاضا زر و زیور و سواری وغیرہ کا کر کے اس مال حرام جنیر چوام سے اپنی پرورش کرتے ہین اس کسب حرام کو مثل شیر مادر حلال جانتے ہین سبحان اللہ و بحمدہ سچ تو یہ ہے جیسے روسا ہین ویسے ہی یہ مردوس ہین نہ ان کو خوف خدا نہ اونکو کچھ شرم و حیا ہے

وزیرے چنین شہریار چنان | جہان چون نگیرد قرار چنان

فائدہ یہ بات اور ہے کہ بادشاہ یا امام یا سلطان یا رئیس کسیکو بے مانگے کچھ دیوے وہ دنیا ہے اوسکا بمقابلہ کسی مصلحت شرعی یا محنت و مشقت کے ہو تو اوس کا لینا اس شخص کو درست ہے اسی طرح سخت حاجت فاقہ کشی یا قرضداری یا کتابت یا مکاتبت کی لیے والی یا سلطان سے

سوال کرنا جائز ہے غیر والی سے بالکل حرام مگر یہ سوال جب صحیح ہوگا کہ تین عقلمند آدمی اوس محلے
کے گواہی دین کہ سچ مچ اس کے گھر آج فاقہ ہے یا یہ قرض اس کے ذمی حاجت ضروری شرعی
سے عائد ہوا ہے ورنہ یہ سوال حرام ہے جو مال اس ذریعے سے ہاتھ آویگا وہ بھی حرام ہوگا اب تو
یارون کے گھر مین ہاتھی گھوڑے پالکی وغیرہ سب کچھ ٹھاٹھ امیری کا موجود ہوتا ہے مگر سوال
کرنے کو بھیک مانگنے کو قرض ادا کرنے کو طیار رہین شادی بیاہ کا سارا خرچ سلطنت یا ریاست پر
ہوتا ہے گھر کی ایک کوڑی خرچ نہین ہوتی جو خرچ ملتا ہے اوسمین سے بھی بچا رکھتے ہین دینے والی کمر
والی آقا کو خوب نوچتے کھسوٹتے ہین اگرچہ دین مین ان دونو لینے والی و موالی کا ایک ہی حکم ہے
کہ دونو ظالم فاسق بددین ہین مگر دنیا مین اتنا فرق ہے کہ یہ لینے والی تو عقلمند شمیرتے ہین چالاک
سمجھے جاتی ہین تدبیری سکار دغاباز کہلاتے ہین وہ دینے والا اسا نے اہل عقل و شعور کے احمق بیوقوف
ہوتا ہے گو وہ آپ کو ہوشیار سمجھی یا کوئی اوس کے موںہہ پر اوسکو نادان نہ کہے پہلے دنیا تابع دین ہوتی
تھی خلفا و ملوک اسلام دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے جہان بن سکتا تھا اگر کسی بات مین کوئی امر منکر
ان سے ہوجاتا تھا تو نہایت شرماتے کبھی بمقابلہ اہل علم و اہل دین کے موںہہ زوری نکرتے بات بنانے
ڈرجاتی خاموش ہوجاتی اب وہ وقت آیا ہی کہ جو مسئلہ دین کا خلاف مزاج حضور عالی ہوتا ہے اوسپر
عمل کرنیکا تو کیا ذکر ہے سرے سے وہ حکم ہی برا لگتا ہے کہ یہ مسئلہ یون کیون ہوا پھر کس کا مقدور ہے
کہ انکو کسی منکر کام سے روکی یا خلاف مرضی کوئی حرف موںہہ سے نکالی اگر نکالے تو اوسی وقت نظر وں سے
گرجاوی صلواتین سنے خدا نے سچ فرمایا ہے واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه
جهنم ولبئس المهاد یعنی جب کسے آسودہ دولتمند امیر رئیس سے کہا جاتا ہے کہ ذرا خدا سے ڈرو یہ
کام برا ہے نہ کرو تو اوس کی عزت یعنے دولت حکومت ثروت گناہ کرنے پر اوس کو آمادہ کردیتی ہے
یعنی وہ اپنے غرور حکومت و مالداری مین اوس گناہ کو کرہی کے چھوڑتا ہے اس کی نصیحت و ہدایت
کو نہین مانتا سو ایسے اشخاص باختصاص کی لیے جہنم کافی ہے دوزخ اچھا فرش ہی اللہم احفظنا
اس آیت کا مصداق آج آل امت مین اچھی طرح پایا جاتا ہے وہ ملوک و امرا و وزرا جو اپنے جان کو

برابر جانا ہر مسلمان کے سمجھتے تھی کسی طرح کا تشخص تکبر اونمین نہ تھا کبھی حق کا مقابلہ نہ کرتے
تھے اپنے اعمال پر نادم اپنے افعال سے تائب ہوتے تھے علماء و مشائخ کے روبرو تضرع و تواضع
و زاری کرتے تھے ہمیشہ اون سے طالب نصیحت و وصیت و موعظت رہتے تھے اس زمانے مین
کہانی قصہ داستان افسانے ہو گئے ہین فقط کتابون مین اون کی حکایت لکھی ہوئی باقی
رہگئی ہے اب تو سرداری ولایت ریاست امامت سلطنت امارت اس بات کا نام ہی کہ دولت
بیت المال کو مال غنیمت سمجھکر اپنے لذات و شہوات مین صرف کرے اشد لوگ تمام اہل صدقات
و ذوی الحقوق اسلامیہ کو محروم رکھے اپنی قوم و نسب کا تعصب کرے اونہین کو حقدار ریاست سمجھکر
جتنا ہو سکے دیتا رہے یا محض سفارش سے یا حق مصاحبت یا قرابت سے کسیکو کچھ دیدے سب سے زیادہ حصہ
اس مال کے ارباب نشاط یا رنڈی پرندے چرندے خرچ ہوتے ہین یا عمارت مین صرف ہو یا باغات مین
خرچ ہو یا محلات کی طیاری مین اوٹھے یا طلب شہرت و ناموری مین بذل کیا جاوے یا انعام شعرا یا
باد فروشون یا خوشامدیون مین تقسیم ہو یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید فائدہ تیسری قسم
مال سلطنت کی فیئی ہے اسکا ذکر سورۂ حشر مین آیا ہے یہ سورہ غزوۂ بنی النضیر مین بعد غزوۂ بدر کے نازل
ہوئی ہے فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط
رسلہ علی من یشاء یعنی فیئی وہ مال ہے جو بے لڑے بھڑے کسی سوار و پیادہ کے اللہ نے اپنے
رسول کو دیا ہے پھر فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم الی قولہ للفقراء المھاجرین
الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ
اولئک ھم الصادقون الی قولہ والذین جاء وا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا الی آخر الآیہ
یعنی اس مال مین اللہ و رسول و ذوی القربی و یتامی و مساکین و مسافرین کا حق ہے یہ کچھ دولت نہین
ہے جسکو اغنیا لیلین پھر مہاجرین و انصار کا اور جو انکے بعد آوین اونکا ذکر کیا سو جو کوئے اس صفت
کا قیامت تک ہو نیوالا آنیوالا ہے وہ اس قسم سوم مین داخل ہے اس طرح کی اور بہی آیتین ہین جیسے

والذین اٰمنوا من بعد وھاجروا وجاھدوا معکم اور جیسے والذین اتبعوھم باحسان اور جیسے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم یہ سب لوگ قیامت تک منطوق ان آیات مین داخل شامل ہین فقہا نے کہا فیئی وہ مال ہے جو بے لڑائی بھڑائی کافرون سے ہاتھ لگا ہے یعنی جو قتال جدال سے ملے وہ غنیمت ہے جو بی حرب وضرب ملے وہ فیئی ہے غنیمت کا مال آٹھ قسم مین تقسیم ہوتا ہے فیئی کا مال چھ قسم مذکور مین قسمت پاتا ہے فیئی کے معنی رد کرنا ہے یعنی اللہ تعالی نے اس مال کو مسلمانون پر ہاتھ سے کافرون کے پھیر دیا اور نسے طرف ان کے واپس لایا کیونکہ اللہ نے مال کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ اوس سے عبادت پر مدد ملے خلق کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے کافر نہ خود عبادت کرین نہ اس مال سے عبادت پر مدد لین اس لیے یہ مال پھیرا اون لوگون کو دیا گیا کہ جو خدا کے بندے عبادت کرنیوالے ہین جس طرح کسی نے کسیکی میراث غصب کر لی ہو وہ چھین کر اوس میراث والے کو پھیر دیجاوے اس کی مثال جزیہ کی مثال ہے جو یہود نصاری سے لیا جاتا ہے یا وہ مال جو پھیر دشمن سے صلح ہو گئی ہے وہ اوس مال صلح کو نزدیک سلطان مسلمین کے بھیجتے رہتے ہین یا وہ مال جو تجار اہل حرب سے لیا جاتا ہے یعنے عشر یا جو مال تجار اہل ذمہ سے وقت کرنے تجارت کے غیر بلاد اپنے مین لیتے ہین یعنی نصف عشر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسی طرح لیتے تھے ایسا ہی حال اوس مال کا ہے جو عہد شکن سے لیا جاتا ہے یا خراج جو اونپر باندھا گیا تھا فائدہ ساری اموال سلطنت جو بیت المال مین جمع ہوتے ہین اونکا حکم اسی مال فیئی کا سا ہے جیسے وہ مال جسکا کوئی مالک نہین یعنی لاوارث مال یا مال غصب کا یا مال عاریت کا یا مال ودیعت کا جن کے مالک معلوم نہین یا زمین یا جائداد منقول کہ یہ سب مسلمانون ہی کا ہے اسد نی قرآن پاک مین جو فقط ذکر فیئی کا کیا سو اس لیے کہ حضرت کے عہد مبارک مین غالبًا جو کوئی مرتا تھا اوس کا وارث موجود ہوتا تھا صحابہ انساب کو جانتے تھے وہ مال اوس شخص کو دیدیا جاتا تھا ایک بار ایک آدمی مر گیا اوس کا مال اوس قبیلے کے کبیر کو دیا یعنی اوسکو جو نسب مین اقرب میت تھا طرف اوس کے جد کے یہی قول ہے ایک گروہ علما کا چنین امام احمد بھی ہین ایک آدمی مر گیا سوا ایک غلام آزاد کے کوئی وارث اوسکا نہ تھا اس کی میراث آخر اوسی کو

دیتے تھے اسی طرح ایک شخص کی میراث اوس کے گانون والون کو سپرد کردی رسول خدا صلعم اور اونکی
خلفا از روئے میراث مین بہت توسع فرماتے تہے میت سے جسکا نسب ملتا اوس کو میراث میت دیدیتے
آپ لیتے تہے غرضکہ مسلمانون سے اگر لیتے تو یہی صدقات لیتے اور فرماتے جہاد کرو اپنے جان و مال
سے راہ خدا مین جس طرح تم کو حکم دیا گیا ہے اس مال مقبوض مقسوم کے لیے عہد نبوی و عہد ابی بکر مین
کوئی کچہری و دربار نہ تہا بلکہ تہوڑا تہوڑا تقسیم کرتے رہتے تہے زمانہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مین مال
بہت ہو گیا بلاد اسلام زیادہ ہو گئے آدمی بہت بڑہ گئے انہون نے ایک کچہری عطایا ہی مقاتلہ
وغیرہم کے لیے مقرر کی ایک کچہری لشکریون کے واسطے ٹہیرائی جسے آج کل بخشیگری کہتے ہین جہانسے
اہل علم و اہل قلم کو تنخواہ ملتی ہے یہ کچہریات اہم دواوین مسلمین تہین سب شہرون مین ایک ایک کچہری فیئے
و خراج کی مقرر تہی وہان سے لوگ تنخواہ ماہوار مشاہرہ پاتے تہے وہین اونکا حساب کتاب ہوتا تہا
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اون کی خلفا عمال صدقات و فیئ سے حساب سمجہتے جس طرح اب
دفتر حضور مین جمع و خرچ تحصیل ممالک کا سمجہا جاتا ہے فائدہ اوس زمانے مین اموال تین قسم کے
تہے ایک وہ مال جس کے لینے کا امام مستحق تہا بنص کتاب و سنت و اجماع دوسرے وہ مال جس کا لینا
بالاجماع حرام ہے مثل جنایات کے جو گانون والون سے لیے جاتے ہین بسبب کسی قتیل کے جو اونمین
مارا گیا ہے اور قاتل کا اتا پتا نہین چلتا یا کسی میت کا جو قتیل نہین ہے گو اوسکا کوئی وارث ہو یا کسی
حد کے جسکا ارتکاب ہوا ہے مال لیکر عقوبت حد اون سے ساقط کردی گئی یا وہ ٹکسین جو باتفاق اہل علم
ناجائز ہین تیسری قسم وہ ہے جسمین اجتہاد و تنازع ہے جیسے مال اوس شخص کا جسکا کوئی ذی رحم
موجود ہے ذی فرض و عصبہ موجود نہین ہے اور جو اس طرح کا مال ہو ایسے اموال مین اکثر ولاۃ و رعیت
سے ظلم واقع ہوتا ہے ولاۃ جو مال حلال نہین لیتے ہین رعیت وہ مال بہی نہین دیتی جسکا دینا اوپر
واجب ہے جس طرح لشکری و کہیتی والے ظلم کرتے ہین یا بعض لوگ جہاد واجب نہین کرتے یا ولاۃ
اللہ کے مال سے اپنا خزانہ بہرتے ہین یا وہ عقوبات جو ادای مال پر عمل مین آتے ہین کہ انکا ترک
کرنا چاہیے مباح ہون یا واجب پہر کبہی وہ کام کرتے ہین جو حلال نہین اصل بات یہ ہی کہ جس شخص

پر ادا کرنا مال کا واجب ہے جیسے وہ آدمی کہ اوس کے پاس ودیعت ہے یا مضاربت یا شرکت یا مال موکل یا مال یتیم یا مال وقف یا مال بیت المال یا مال قرض اور وہ اوسکو ادا کر سکتا ہے سو جب وہ اوس کے ادا کرنے سے باز رہے خواہ عین ہو یا دین اور معلوم ہو جاوی کہ وہ اوس کے ادا پر قادر ہے تو اوس کو سزا جزا دینا پہونچتا ہے یہان تک کہ مال کو ظاہر کرے یا اوسکی جگہہ بتائے کہ وہ مال کہان رکھا ہوا ہے تو وہ مال اوس سے لیلیا جاوی مار پیٹ کی حاجت نہین ہان اگر نہ بتا مال کا بتاتا ہے نہ ایفا حق کرتا ہے تو اوس کو مارنا درست ہے یہان تک کہ حق مذکور ادا کری اسی طرح اگر نفقہ واجب نہ دے باوجودیکہ قدرت رکھتا ہے تو مارنا اوسکا جائز ہے حدیث شریف مین مرفوعا آیا ہے لی الواجد یحل عرضه وعقوبته رواه اهل السنن دوسری حدیث مین ہے مطل الغنی ظلم صحیحین مین ہے لی و مطل کے ایک معنی ہین جب ماطل ظالم ٹھیرا تو مستحق عقوبت و تعزیر ہوا یہ اصل متفق علیہ ہے کہ جو کوئی حرام کام کرے یا واجب امر کو ترک کر دے تو مستحق عقوبت ہو جاتا ہے اگر یہ عقوبت شرع مین مقدر نہین ہے تو حاکم اپنے اجتہاد سے تعزیر کریگا غنی ماطل کو حبس کر سکتا ہے اصرار پر ضرب کر سکتا ہے یہان تک کہ وہ حق مذکور ادا کرے اصحاب شافعی و احمد وغیرہم نے اس حکم پر نص کی ہے کسیکا خلاف اس مسئلے مین معلوم نہین بخاری مین آیا ہے کہ جب رسول خدا صلعم نے اہل خیبر سے روپیا اشرفی و سلاح پر صلح کی بعض یہود سے پوچھا گیا کہ خزانہ حیی بن اخطب کا بتاؤ اوسنے کہا سب خرچ ہو گیا لڑائیون مین اوٹھہ گیا فرمایا زمانہ لڑائی کا قریب ہے مال اس سے زیادہ تھا کہ سبکا سب صرف ہو جاتا ناچار اوس یہودی کو جسکا نام شعیا تھا حوالہ زبیر کیا کہ اوس کو سزا دین جب اوسکو عذاب کیا تو اوسنے کہا حیی اس ویرانے مین پھرتا تھا یہان ڈہونڈھو وہان ایک مشک پائی یہ آدمی ذمی تھا ذمی کو عذاب کرنا جائز نہین مگر حق سے اسی طرح جو کوئی شخص اوس بات کو چھپا دے جسکا ظاہر کرنا اوسپر واجب ہے تو اوس کو اس ترک واجب پر سزا مل سکتی ہے اور جو کسی نے مال مسلمانون کا بغیر حق لیلیا ہے تو والی امر کو اوسکا نکالنا برآمد کرنا پہونچتا ہے جیسے وہ مال جسکو عمال لیلیتے ہین ابو سعید خدری نے کہا عمال کے ہدایا غلول ہین یہ حدیث مرفوعا بھی آئی ہے

قوم ازد کا ایک آدمی ابن اللتبیہ نام تھا اوس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عامل بنا کر بھیجا تھا
کہ صدقات تحصیل کر کے لاوے جب پھر کر آیا کہا یہ مال تمہارا ہے یہ مال میرا ہی آنحضرت صلعم
نے فرمایا یہ کیسا آدمی ہے ہم نے اوس کو عامل مقرر کیا تھا اوس چیز پر جسکا خدا نے ہمین والی کیا ہے
اب یہ یون کہتا ہے کہ ھذا لکم وھذا اہدی لی یا اپنے مان باپ کے گھر مین کیون بیٹھ نرہا دیکھتا کہ
کوئی اوس کو ہدیہ بھیجتا ہے یا نہین قسم خدا کی یہ آہمین سے کوئی چیز نہ لیگا مگر قیامت کے دن اپنی گردن
پر لادے ہوئے آویگا اگر اونٹ ہوگا تو بلبلائیگا گائو ہوگی تو وہ چلاویگی بکری ہوگی تو وہ آواز کریگی
پھر ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی اللھم ھل بلغت تین بار یہ کلمہ فرمایا[1] اسی طرح حال محابات ولاۃ کا معاملات
مین ہے بیع ہو یا اجارہ یا مضاربت یا مساقات و مزارعت کہ انکا حکم وہی حکم ہدیے کا ہے عمال
مین جنکے پاس مال زائد یا دین تھا اور متہم بخیانت نتھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اون سے
مشاطرہ کیا[2] اس لیے کہ وہ بسبب ولایت مخصوص بہ محاباۃ تھے امر اسی کو مقتضے تھا یہ امام عادل تھے
برابر تقسیم کرتے غرضکہ امام یا رعیت مین جو کوئی زیادہ ستانی کرے ہر آدمی پر واجب ہے کہ جہانتک
ہوسکے واجب امر کو بجا لاوے حرام کام کو چھوڑے جو مباح ہے اوس کو حرام نکرے بعضی ولاۃ ایسے
بھی ہوتے ہین کہ استیفاء مظالم کے لیے کسی کا ہدیہ تحفہ نہین لیتے مگر قضاء حوائج عباد جو انپر واجب تھا
ہے اوسکو ترک کر دیتے ہین یہ سمجھتے ہین کہ یہ عوض ہے اوس کف ظلم کا حالانکہ انپر یہ بات واجب تھی
کہ ظلم کو دور کرتے اوس کے ساتھ ہی قضای حاجت عباد بھی کرتے نہ یہ کہ ظلم سے تو بچا مگر کسیکا
کام مباح بھی نہ کیا حدیث مین آیا ہے جو شخص اپنی حاجت مجھ تک نہین پہونچا سکتا ہے تم اوسکو
مجھ تک پہونچا دو جو کوئی کسی کی حاجت بادشاہ تک پہونچا دیگا اللہ تعالی اوس کے پانون صراط
پر جس دن سب کے پانون لڑکھڑائین گے ثابت رکھیگا حدیث ابی امامہ باہلی مین مرفوعا آیا ہے
جسنے اپنے بھائی مسلمان کی سفارش کی اوسکو ہدیہ دیا گیا اوسنے لیلیا تو ایک بڑے دروازہ ربا مین
داخل ہوا جو مال بذریعہ اس ہدیہ یا رشوت کے ہاتھ آتا ہے وہ سحت ہے یعنے حرام کسی نے ابن مسعود
سے کہا ہم جانتے ہین کہ مراد سحت سے رشوت لیکر حکم دینا ہے کہا یہ تو کفر ہے بلکہ سحت یہ ہے کہ کوئی

[1] رواہ البخاری ومسلم ۱۲
[2] یعنی نصف نصف ۱۲

سفارش پر ہدیہ لیوے غائدہ اور جب عمال سے مال لیکر آپ داب بیٹھے تو ایسے والی عامل
کی مدد نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ دونو ظالم ہین ان کی وہ مثل ہے کہ ایک چور نے دوسرے
چور کی گھر چوری کی یا وہ مثل ہے کہ دو گروہ عصبیت ریاست پر باہم لڑے انمین سے کسیکی
بھی مدد کرنا نچاہیے کہ یہ دونو باطل پر ہین کیونکہ تعاون دو طرح پر ہوتا ہے ایک بر و تقوی
پر جیسے جہاد و اقامت حدود و استیفاء حقوق و اعطاء مستحقین اس قسم کے تعاون کا خدانے حکم فرمایا
ہے اس طرح کی مدد سے جو آدمی باز رہے وہ تارک فرض عین ہے یا فرض کفایہ دوسرا تعاون
وہ ہے جو اثم و عدوان پر ہو جیسے اعانت دم معصوم پر یا اخذ مال معصوم پر یا ایسے شخص کے
مار پیٹ پر جو مستحق ضرب نہین ہے سو یہ تعاون حرام ہے اللہ و رسول نے اوس سے منع کیا ہے ہان
جو مال ناحق لیے گئے ہین اور اونکا پہیر نا مالکان مال کو مشکل ہے جس طرح اکثر اموال سلطانیہ کا حال
ہوتا ہے ان اموال کے صرف کرنے مین مصالح مسلمین اگر کوئی مدد کرے جیسے بند و بست سرحدات
نفقۂ قاتلہ وغیرہ تو یہ داخل تعاون علی البر والتقوی ہے کیونکہ بادشاہ پر واجب ہے کہ جب پتا اصحاب
ان اموال کا نہ لگے کوئی مالک یا وارث اس مال کا پیدا نہو تو ان اموال کو مصالح مسلمین مین صرف
کر دے خدا کے سامنے توبہ کرے اگر خود وہی ظالم ہے اور جو ظالم و غاصب ان اموال کا کوئی دوسرا
ہے تو اوس سے توبہ کراوے پھر اگر بادشاہ اس مال کو نہ پھیرے تو اوس کے خرچ کرانے مین اچھے
جگہون مین اعانت و کوشش کرے یہ انفاق کرانا اس سے بہتر ہے کہ وہ مال ہاتھ مین سلطان
کے رہجاوے نہ اصحاب مال کو ملے کیونکہ شریعت کا مدار اس آیت پر ہے فاتقوا الله ما استطعتم
حدیث مین بھی آیا ہے اذا امرتکم فأتوا منه ما استطعتم یہ حدیث صحیحین مین ہے مصالح کا
تحصیل کرنا مفاسد کا باطل کرنا شرور کا کم کرنا واجب ہے جو کوئی کسی ظالم کی مدد ظلم پر کرتا ہے
وہی معین علی الاثم والعدوان ہے اور جس نے اعانت مظلوم کی تخفیف ظلم مین کی یا ادائے
مظلمہ مین تو ایسا شخص وکیل مظلوم ہے نہ وکیل ظالم مثلا کوئی ظالم ولی یتیم یا ولی وقف سے مال
مانگے اور ایک شخص اس امر مین کوشش کرے کہ یہ مال ظالم مذکور نہ لے سکے یا تھوڑا لے سب نہ چھینے

تو یہ محسن ہے ما علی المحسنین من سبیل اسی طرح اگر کوئی مظلمہ طرف سے والی کے کسی محل قریہ یا اہل درب یا سوق پر یا مدینہ پر واقع ہوا ایک آدمی بیچ مین پڑکر جہان تک ممکن ہے اوس مظلمے کو اون کے سر پر سے دور کرے یا بقدر طاقت ہر شخص کے قسمت کر دے بغیر کسی اپنے ذاتی فائدے یا رشوت ستانی کے تو یہ آدمی درحقیقت محسن ہے مثلاً بادشاہ رعیت پر ٹیکس باندہے طرح طرح کا محصول ہر شئی محتاج الیہ پر لگا دے ایک آدمی کسی حکمت یا تدبیر سے اوس ٹیکس کا لینا موقوف کرا دے یا اوسمین تخفیف نکالدی یا ہر شخص سے بقدر اوس کی حیثیت و مقدرت کے ٹیکس دلاوے تو یہ اچھا کام ہے لکن آفت تو یہ ہے کہ اکثر لوگ ایسے معاملات و مظالم مین وکیل اہل ظلم بنجاتے ہین والی اگر ایک پیسا لیوی تو یہ دو پیسے لینے کی تجویز بتاتے ہین جس نے ان کو رشوت دی اوس کو بچا دیا یا اوسکی ٹیکس کم کر دی جو محتاج غریب ہے اوسکی کوئی نہین سنتا وہ کپڑے لتے باسن برتن بیچکر ٹیکس ادا کرتا ہے یہ ظلم اون ظلموں سے بہت زیادہ ہے جو آگ کے تابوتون مین مقفل کر کے رکھے جاوین گے۔

فصل

مصارف مین یہ بات واجب ہے کہ مصالح مسلمین مین جو کام زیادہ اہم و ضروری ہے پہلے اوسمین صرف کرے مثلاً مقاتلہ جو اہل نصرت وجہاد ہین اور ان کی منفعت اسلام و مسلمین مین عام تر ہے سب سے زیادہ مستحق فیئی کے یہ لوگ ہین اول انہین کو دے کیونکہ یہ مال فیئی انہین کے طفیل مین حاصل ہوا ہے یہانتک کہ فقہا نے اختلاف کیا ہے مال فیئی مین کہ آیا مختص ہے ساتھ انہین کے یا ساری مصالح مین مشترک ہی باقی رہا سارا مال سلطنت سو وہ سب مصالح کے لیے ہے باتفاق اہل علم جیسے صدقات و غنائم فائدہ منجملہ مستحقین بیت المال کے ایک وہ لوگ ہین جنکو طرف سے سلطنت کے کچھہ ولایت دیگئی ہے کوئی عہدہ سپرد کیا گیا ہے جیسے قاضی مفتی علما رعمال سعاۃ وغیرہم انہین مین ائمہ نماز و مؤذنین و طلبہ علم و نحوہم بھی داخل ہین اسی طرح خرچ کرنا دینی کاموں مین ہے درستی سرحد خریدنا ہتیار عمارت ضروری مین جیسے پل بنانا نہر کا جاری

کرنا کوین کہدوانا مسافرخانی بنانا بیمارستان طیار کرنا سڑکین نکالنا صفائی گلی کوچے کی رکھنا

فائدہ منجملہ مستحقین کے ایک حاجتمند لوگ ہین سواسے صدقہ فی کے یہ اور ون پر مقدم ہین بعض نے کہا شترک ہین جس طرح ورثہ میراث مین شریک ہوتے ہین لکن صحیح یہی ہے کہ سب پر مقدم رکہے جاوین کیونکہ رسول خدا صلعم ذوی الحاجات کو مقدم کیا کرتے تہے جس طرح مال تقسیم مین ان کو مقدم کیا پہر عمر رضی اللہ عنہ نے چار اقسام کر دیے ایک اہل سوابق جن کی سبب سے یہ مال حاصل ہوا جس طرح پرانے جاگیردار کسی ریاست کے ہوتے ہین کہ ادن کے باپ دادون نے ساتہہ رئیس کا دیا ہوتا ہے دوسرے وہ لوگ ہین جنہون نے اون کے ہمراہ رہکر کام کاج خدمت وجلب منفعت کی ہے جیسے سائس وغیرہ ہیر نگاہ والی تیسرے اہل علم ہین جن کی بدولت منافع دین ودنیا حاصل ہوتے ہین یا بسبب رئیس کے کسی بلا آفت مین پہنس جاتے ہین اون کی خیرخواہی مین انکی جان جاتی ہے جیسے اہل لشکر جاسوس قاصد وغیرہم چوتہے اصحاب حاجات یعنی غریب غربا معذور محتاج ننگے بہوکے بی حرفہ بی روزگار بی وسیلہ لاوارث فقراء ومساکین ونحوہم سوتہ سب پر مقدم ہین محکمہ وظائف انہین کے لیے مقرر ہوتا ہے انہین جرآ بر دار رہتے ہین وہ اہل مناصب کہلاتے ہین پہر اگر یہ لوگ تبرع کرین کمال تقوے سے کچہہ نہ لین تو ان کو اختیار ہے ورنہ بقدر کفایت یا بقدر عمل انکو دینا چاہیے الحاصل انعام واکرام ہر شخص کا موافق اوسکے منفعت وحاجت کی مال مصالح مین صدقات مین سے ہوتا ہے صدقی کی کچہری کو محکمہ مصادقہ کہتے ہین اس وارد وہش سے جو مال بچیگا اوسکا مستحق کوئی شخص نہین ہے مگر اوقات کے بحق اس کے نظارہ ہین جیسے کوئی کسی غنیمت مین یا میراث مین شریک ہو فائدہ شیخ الاسلام نی لکہا ہے کہ لا یحل للامام ان یعطی احدا ما لا یستحقہ لھوی نفسہ من قرابۃ بینہما او مودۃ او نحو ذلک فضلا ان یعطیہ لاجل منفعۃ محرمۃ کعطیۃ المخنثین من الصبیان المردان الاحرار ونحوھم والبغایا والمغنین والمساخر ونحو ذلک او اعطاء العرافین من الکھان والمنجمین ونحوھم یعنی رئیس امیر بادشاہ امام سلطان کو جائز نہین ہے کہ کسی غیر مستحق کو نری جی کی خوشی

کے واسطے مال بیت المال دیوے مثلا اوس کو دے جس سے اس کی قرابت ہی یا دوستی ہے
چہا ہی اسکے کسی منفعت حرام کے لیے دیوے جیسے مخنثون ہیجڑون زنا نون لونڈون دلالشون
وغیرہم کو یا کسبیون نچانی والون مسخرون وغیرہ کو یا کاہنون نجومیون رمالون جفارون ساعت
بتانی والون تقویم بنانے والون تیرہ تقدیر لکھنے والون کو کہ یہ سب دینا حرام ہے دینے والا ظالم
ہے پہر کہا ہان تالیف قلوب کی لیے دینا مسلمان بنانے کو دینا نومسلم کی خاطر کرنا جائز بلکہ واجب ہے
اگرچہ اوس کو اس مال کا لینا حلال نہین ہے اللہ تعالی نے قرآن مین حکم دینے صدقات کا واسطے
مؤلفۃ القلوب کے مباح کیا ہے رسول خدا صلعم مال فیٔ مین سے کچہہ تالیف قلب کے لیے دیا کرتی تہی
اگرچہ وہ لوگ اپنے کنبے قبیلے مین سردار قوم ہوتے تہے اقرع بن حابس سید بنی تمیم تہے عیینہ
بن حصن سید بنی فزارہ تہے زید خیر سید بنی نبہان تہے علقمہ عامری سید بنی کلاب تہے انکو رسول خدا
صلعم نے مال دیا اسی طرح طلقاء قریش کو کہ سادات قوم تہے مال تقسیم کیا جیسے صفوان بن امیہ
عکرمہ بن ابی جہل ابو سفیان بن حرب سہیل بن عمرو حارث بن ہشام اسی طرح کے اور بہت
مؤلفۃ القلوب مین انہین کسیکو ایک ایک سو مہار شتر دیدیے احادیث اس داد و دہش کی صحیحین
وغیرہ مین موجود ہین علی مرتضی نے یمن سے سونا بہیجا تہا رسول خدا صلعم نے اقرع عیینہ علقمہ زید
خیر کو بانٹ دیا یعنی تالیف قلوب کی لیے ایک آدمی گہنی داڑہی اونچی پیشانی گہسی آنکہین ہوئے
گال سر منڈے ہوئے نے کہا اتق اللہ یا محمد یعنی ذرا خدا سے ڈرو انکو دیتے ہو ہمین نہین دیتے
یا کم دیتے ہو خالد بن ولید یا کسی دوسرے صحابی نے کہا اگر ارشاد ہو تو اس کو قتل کر ڈالون فرمایا
ان من ضئضئ ھذا قوما یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یقتلون اھل الاسلام ویدعون
اھل الاوثان یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد
یہ حدیث بخاری مسلم مین ہے یہ شخص خارجی تہا اس کے حال سے خبر دینا معجزہ ہے رسول خدا صلعم کا
اس حدیث مین خارجیون کو دین سے خارج بتایا ہے انکے قتل کرنیکا حکم دیا ہے انکی یہ علامت
فرمائی کہ مسلمانون کو تو قتل کرین گے بت پرستون کو چہوڑ دین گے معلوم ہوا کہ جو کوئی والی امر

بادشاہ وقت رئیس عہد ایسا کرے کہ مسلمانون پر چڑہائی کرے کفار سے نہ لڑے اوسمین ایک
علامت خروج کی ہے خارجی بڑے عابد ہوتے ہین مگر قرآن اون کے گلے سے نیچے نہین اوترتا
مدت ہوئی کہ یہی شیوہ اکثر ملوک و سلاطین ہنودستان نے اختیار کیا ہے مسلمان ہوکر دوسرے
مسلمان پر چڑہائی کرتے ہین کافرون سے نہین لڑتے حالانکہ اس کام مین بالکل دین سی ہاتھ
دہونا یعنی نبناخارجی ہونا ہے **فائدہ** مولفۃ القلوب دو طرح پر ہوتے ہین ایک کافر ایک مسلمان
کافر کی تالیف سے یا امید ہوتی ہے کہ وہ مسلمان ہوجاویگا یا مسلمانون کو بسبب اس داد و دہش
کے نستادیگا اوسکی مضرت رسانی بدون اس تالیف کی دور نہین ہوسکتی مسلمان کی تالیف
سے یغرض ہوتی ہے کہ وہ اسلام مین حسن ہوجاویگا اوس کو دیکھ بہال کر یا اوسکی وجہ سے
کوئی اور بہی اسلام لے آویگا یا اوس کی سعی و کوشش سے مال بڑہیگا سو جس کسیکو بغرض خوف
یا ضرر رسانی دشمن یا دفع اذیت مسلمین دیا گیا جبکہ بے اس دینے کے کام ہی نہین چلتا ہے تو
یہ ایک قسم عطایا کی ہے اگرچہ ظاہر مین یہ دینا رؤسا کا ترک کرنا ضعفا کا ہے جس طرح لوگ کیا کرتے
ہین وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی جب اس داد و دہش سے مصلحت دین منفعت
مسلمین مقصود ہوئی تو یہ عطا مثل عطای رسول خدا صلعم و خلفاے رسول ٹہیرینگے اور اگر مقصود اس
عطا سے حصول علو زمین مین فساد کرنا روی زمین پر ہے یعنی اپنی ریاست رفعت جتانی کو یہ کام
کرتا ہے تو پہر یہ عطا مثل عطای فرعون کے ہوئی اسکا انکار وہی کریگا جس کا دین فاسد ایمان
خراب ہے جس طرح ذی الخویصرہ خارجی مذکور نے رسول خدا صلعم پر انکار کیا تہا یا جس طرح خوارج نے
علی مرتضی رض پر مصلحت تحکیم کا انکار کیا تہا اکثر یہ ہوتا ہے کہ ورع فاسد ساتھ جبن و بخل کی مشتبہ ہوجاتا
ہے اس لیے کہ ان دونو مین ترک ہے یہ ترک فساد مشابہ خوف خدا ہوجاتا ہے جبکہ جہاد و نفقہ کو بوجہ
جبن و بخل کے ترک کردی حدیث شریف مین ہے شر ما فی المرء شح هالع وجبن خالع ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے کبہی کوئی آدمی ایک کام کو چہوڑ دیتا ہے اس گمان یا اس اظہار پر کہ
یہ تقوی ہے حالانکہ وہ محض کبر و ارادہ علو ہوتا ہے یہ قول آنحضرت صلعم کا انما الاعمال بالنیات

عجب کلمہ جامعۂ کاملۂ تامہ جلۂ صالحۂ شاملۂ عامہ ہے اور کیون نہو کہ نیت واسطے عمل کے مثل روح کے واسطے بدن کے ہے ورنہ جو شخص خدا کو سجدہ کرتا ہے اور وہ آدمی جو سورج چاند کو سجدہ کرتا ہے دونو ہی تو اپنا ماتھا زمین پر رکھتے ہین دونو کی ایک ہی صورت تو ہے لکن وہ پہلا اقرب خلق الی اللہ ہے یہ پچھلا ابعد خلق عن اللہ دونو مین زمین آسمان کا مشرق مغرب کا فرق ہے کجا وہ کجا یہ **فائدہ** ریاست وسیاست خلق کی بدون دو امر کے تمام نہین ہوتی ہے ایک جود یعنے عطا دوسرے نجدہ یعنی شجاعت بلکہ دین دنیا دونو کی اصلاح بے ان دونو کے نہین ہوسکتی اسی لیے عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ جس سے یہ دونو امر سرانجام نہین پاتے اللہ تعالی سلطنت وریاست کو اوس سے لیکر دوسرے کے حوالی کردیتا ہے قال تعالی یا ایہا الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم وقال تعالی وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم وقال تعالی لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ان آیتون سے یہ نکلا کہ جب ایک قوم موافق حکم خدا کے کام نہین کرتی تو اللہ اوس کے بدل مین دوسری قوم لے آتا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا نے تعلیق امر کی انفاق پر کی ہے جس سے سخا مراد ہے قتال پر کی ہے جس سے شجاعت مراد ہے بخل کو کبائر مین رکھا ہے جبن کو موجب غضب ٹھیرایا ہے یہ ایسی بات ہے جس کے حق مین کتاب وسنت وارد ہے اہل ارض کا اسپر اتفاق ہے لکن لوگ تین طرح پر ہو گئے ہین ایک وہ ہین جنپر حب علو فی الارض حب فساد غالب ہو گئی ہے انجام کار کو نہین دیکھتے عاقبت معاد پر نظر نہین کرتے ان کے خیال مین یہ بات ہے کہ سلطنت بدون عطا کے نہین تھمتی عطا بدون اس کے نہین ہو سکتی کہ جس طرح مال ہاتھہ آئے حلال جگہہ سے یا حرام جگہہ سے لینا چاہیئے یہ لوگ نہا بین وہابین ہین انکا یہ قول ہے کہ ولایت وحکومت خلق پر نہین ہوسکتے مگر جبکہ خود نہ کہاوے دوسرون کو بھی نہ کہلاوے بلکہ جو ملازم انکا ایسا نہین کرتا ہے عفیف یا سیا

ہوتا ہے اوس کو یہ قوم معزول کر دیتی ہے گو اوس کی ذات کو نہ ستاوی ان کی نظر اسی عاجل دنیا
پر مقصور ہے آجل آخرت سے انکو کچھ سروکار نہین آنکی عاقبت بالکل ردی ہے اگر توفیق توبہ
نہ ہوئی دوسرا گروہ وہ ہے جن کو خوف خدا ہے انکا دین انکو ہر قبیح امر سے روکتا ہے نہ خلق پہ
ظلم کرتے ہین نہ محارم مین مبتلا ہوتے ہین یہ سمجہ ان کی اچھی ہے لکن کبھی یہ خیال کرتے ہین کہ سیاست
بدون اس مال حرام کے تمام نہین ہو سکتی ہے یا ان کے نفس مین جبن بخل یا ضیق صدر ہوتا ہے
اس لیے گاہ گاہ ترک واجب مین پڑ جاتے ہین یہ ترک بعض محرمات سے بھی زیادہ تر ان کو مضر ہوتا ہے
یا کسی واجب امر سے نہی کر دیتے ہین وہ نہی باز رکہنا ہوتا ہے راہ خدا کی کبھی کسی فعل کی تاویل
کرنے لگتے ہین کبھی سمجھتے ہین کہ انکار اس کار کا واجب ہے بدون لڑے بھڑے یہ کام نہین نکل سکتا
ہے ناچار مسلمانون سے قتال کرتے ہین جسطرح خوارج نے کیا سو ایسی لوگون سے نہ دنیا درست ہوتی ہے
نہ دین کامل ہوتا ہے ہان کبھی کبھی کچھہ کچھہ بعض انواع دین یا امور دنیا اصلاح پاجاتے ہین
کبھی بوجہ اجتہاد انکا قصور معاف کیا جاتا ہے کبھی اونمین ہو جاتی ہین جن کے حق مین یہ آچکا ہے
الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا یہ آیت حق ہین اخسرین
اعمال کے اوتری ہے یہ طریقہ اوس شخص کا ہے جو نہ آپ نے نہ دوسرے کو دی نہ کفار و فجار کی
تالیف کرے مگر نفع دیکھکر بلکہ مؤلفۃ القلوب کو دینا ایک طرح کا جور و عطاء مجرم سمجھتا ہے تیسرا گروہ وہ
ہے جن کو امت وسط کہا ہے یہی دین ہے رسول خدا صلعم اور راون کے خلفاء کا عام خاص لوگون کے
لیے قیامت تک وہ یہ ہے کہ مال خرچ کرے لوگون کو نفع پہنچاوے گو وہ لوگ آسودہ کیون نہون
حسب حاجت اصلاح احوال کرے دین کو قائم رکھے اپنی جان سے پارسا ہو جسکا مستحق ہے خود
ہوتا بھی مثلا اوسلے تقوی و احسان کو جمع کرے اللہ نے فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین
ھم محسنون سیاست دنیہ بغیر ان کامون کے تمام نہین ہوتی نہ دین دنیا بدون اس طریقے
کے درست ہو سکتی ہے ایسا آدمی لوگون کو بہے کہلاتا پلاتا ہے خود بھی سوا حلال طیب کے نہین
کہاتا اسکا خرچ پہلی قسم کے خرچ سے کم ہوتا ہے اس لیے کہ جو آدمی خود جوڑتا سمیٹتا ہے اوس مین

لوگ زیادہ طمع کرتے ہین اوتنی طمع مرد عفیف مین نہین کرتے جو درستی دین کی اس شخص سے
ہوتی ہے وہ اوس دوسرے گروہ سے نہین ہوتی کیونکہ جب عفت ہمراہ قدرت ہوتی ہے
تو حرمت دین کی قوی ہوجاتی ہے ایک اثر مین آیا ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام سی فرمایا
تم جانتے ہو کہ مینے تم کو اپنا خلیل کس سبب سے بنایا اس لیے بنایا کہ مینے تم کو دیکھا کہ تم دینا
لینے سے زیادہ دوست رکھتے ہو **فائدہ** لوگ چار طرح کے ہوتی ہین ایک وہ جو اپنے لیے اپنے
رب کی لیے غصہ کرتے ہین دوسرے وہ جو نہ اپنے لیے غصہ کرین نہ اپنے رب کی لیے تیسرے
وہ جو خدا کی لیے غصہ کرین اپنی جان کے لیے خفا نہون یہ وسط ہین صحیحین مین آیا ہے کہ رسول خدا
صلعم اسی طرح پر تھے اپنے قصور کا بدلا نلیتے غصے نہوتے جب کوئی ہتک کسی حرمت شرعی کا ہوتا
تو غصہ فرماتی انتقام لیتی رہا وہ آدمی جو اپنے لیے غضب کرے رب کی لیے غصہ نہو آپ تو لے
مگر دوسرے کو نہ دی یہ چوتھی قسم ہے یہ قسم بدترین خلق ہے اس قسم سے نہ دنیا سنوری نہ دین درست
ہوا ہان ارباب سیاست کاملہ مین جو صلحا ہین وہ اقامت واجبات کرتے ہین محرمات کو چھوڑتی ہین
ایسی ہے لوگ اصلاح دین کے لیے دیتے رہتے ہین آپ نہین لیتے مگر صلح جیز اللہ پاک کے
لیے غصہ کرتے ہین جب کوئی ہتک محارم شرعی کا ہوتا ہے تو غضب مین آجاتے ہین اپنے
ذاتی تقصیرات وخطیئات کو معاف کردیتے ہین وھذا اخلاق رسول اللہ صلعم فی بذلہ ودفعہ
وھی اکمل الامور اس خلق وعادت سے جو کوئی شخص جتنا قریب تر ہے او تنا ہی افضل ہے
ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس عادت کی حاصل کرنے مین کشش وکوشش کرے بعد اس کی جو قصور
یا تقصیر صادر ہو اوس سے مستغفر ہو یہ بات بدون اس کی نہین ہوسکتی کہ جس دین کو خدا نی بھیجا ہے
اور رسول خدا صلعم اوس کو لائے ہین خوب جان پہچان لے فھذا قولہ سبحانہ ان اللہ یامرکم
ان تؤدوا الامانات الی اھلھا امانات جمع ہے امانت کی ادا کرنا حقوق خالق وحقوق مخلوق
کا بوجہ شرعی کوئی سا حق خالق یا مخلوق کا کیون نہو اس امانت مین داخل ہے خصوصًا حقوق مالیہ
فائدہ اللہ پاک فی فرمایا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل لوگون مین جب تم

حکمرانی کرو تو عدل کرو انصاف کرو حکم کرنا خلق مین دو طرح پر ہے ایک حدود مین دوسری حقوق
مین سو جو حدود و حقوق ایسے ہین کہ کسی قوم معین کے لیے نہین ہین بلکہ منفعت اونکی عام مسلمانونکو
ہے نہ خاص کسی نوع کو اور سب لوگ اوس کے محتاج ہین وہ حدود واللہ و حقوق اللہ کہلاتے ہین
جیسے حد راہزن حد سارق حد زانی ونحوہا اور جو ان کے حکم مین ہین جیسے اموال سلطانیہ
وقوف وصایا غیر معین سو انکا بجالانا اہم امور ولایات سے ہے اسی لیے علی مرتضی نے کہا ہے کہ
امیر کا ہونا بہت ضرور ہے اچھا ہو یا برا کسی نے کہا بھلا اچھا ہونا تو معلوم ہے مگر امیر فاجر کیا کریگا
کہا اور کچھہ نہین تو حدود تو جاری رکھے گا راہین امن دیگا اوس کے ہمراہ دشمن سے لڑین گی مال
فئی کو تقسیم کریگا اس سے معلوم ہوا کہ ایسا امیر ہی غنیمت ہے کہ گو خود فاجر ہو مگر شعائر دین مراسم
اسلام کو دوسرون کے لیے قائم رکھے غضب تو یہ ہے کہ اب تو امیر خود جیسے کچھہ ہوتے ہین وہ تو ظاہر
ہے عیان راچہ بیان مگر دوسرون کو بھی بترک واجبات واتیان محرمات اپنے ساتھہ لی ڈوبتے ہین
نہ کوئی حد جاری کرین نہ امن راہ سے غرض رکھین نہ کسی دشمن اسلام سے لڑین لڑنا بھڑنا اقامت دین
کے لیے جہد کرنا کیسا کفار فجار کے دل سے دوست ہین اون کی پناہ پر عیش و آرام مین بیٹھے ہوئے
ہین یہ ذکر تو اونکا ہے جن کو مثلاً کچھہ تھوڑی سی شدبد بھی ہے یا صحبت علماء مین بعض مسائل دین
سے آگاہ ہوگئے ہین اون کو کہو جو نرے جاہل ہین نماز روزے کے مسائل بھی نہین جانتے ملکداری
وحق شناسی و انصاف گزینی کے مسائل جاننا تو بہت مشکل ہے معہذا کسی قطر کے رئیس کسی
خطے کے والی کسی ملک کے سلطان کسی ولایت کے امام ہین اناللہ فائدہ والی کو چاہیے کہ ایسی حدود
وحقوق کی اقامت مین خود بحث کرے کسی کے دعوی کرنیکا منتظر نہو شہادت کا بھی یہی حکم ہے
مثلاً جب کوئی چوری کرے تو اوسپر حد جاری کرنا چاہیے خواہ کوئی مدعی ہو یا نہو چوری کا مال لیکر
اوس کو دلوادے جبکہ وہ مال چرا لیا ہے خواہ اوس کی طرف سے مطالبہ ہو یا نہو اس قسم کی حدود
کا قائم کرنا واجب ہے ہرکسی پر خواہ شریف ہو یا کمینہ قوی ہو یا ضعیف ہرگز کسی کی سعی و سفارش
یا ہدیہ تحفہ سے حد کو موقوف نکرے بلکہ خود شفاعت کرنا کسی کا ایسے حدود واجبہ مین حلال نہین حرام ہے

جو شخص حد شرعی کو کسی کی شفاعت یا قرابت یا دوستی یا دشمنی یا نذر نیاز یا ہدیے تحفے سی معطل
کردیگا اوسپر خدا و فرشتون اور ساری آدمیون کی لعنت وپہٹکار ہوگی نہ اوسکا فرض قبول نہ نفل
بلکہ یہ والی اونمین ہے جو خدا کی آیات کو تہوڑی قیمت کم داموں پر بیچتی ہین حدیث مرفوع ابن عمرؓ
مین نزدیک ابو داود کے آیا ہے کہ جس کسی کی شفاعت حائل ہوئی درمیان حدود خدا کے
اوسنے خدا سے ضد باندہی اور جس نے کسی امر باطل مین جہگڑا اوٹہایا اور وہ جانتا ہے تو ہمیشہ
خدا کی غصے مین رہیگا جب تک کہ باز نہ آویگا اور جس نے کسی مسلمان کے حق مین وہ بات لگائی
جو اوسمین موجود نہین ہے اوس کو ردغتہ الخبال مین قید کرین گے مراد اس سی پیپ لہو جہنمیونکا ہے
نعوذ باللہ منہ غرضکہ اس حدیث مین رسول خدا نے حکام و شہداء و حضار کا ذکر کیا ہے یہی لوگ
ارکان حکم ہوتے ہین جب اسامہ بن زید نے جو بڑے محبوب رسول خدا صلعم کے تہے رسول خدا صلعم
اون کو مثل امام حسن امام حسین کے چاہتے تہے فاطمہ مخزومیہ کی مقدمے مین جس نے چوری کے
تہے سفارش کی تو فرمایا اتشفع فی حد من حدود اللہ انما ھلك بنو اسرائیل انھم کانوا اذا۔
سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد والذی نفسی بیدہ لو
ان فاطمۃ بنت محمد صلعم سرقت لقطعت یدھا یہ حدیث صحیحین مین ہے اس قصے مین بہت
بڑی عبرت ہے اصلی کہ فاطمہ مخزومیہ بڑے عالی خاندان قبیلۂ قریش سے تہین انکا گہرانا اشرف بیوت
تہا اور ہر تو انکا یہ مرتبہ بلند اور وہ اسامہ سا شفیع محبوب و لپسند مگر جب اونہون نے سفارش کی کہ انکا
ہاتہ نہ کاٹا جاوے تو رسول خدا صلعم نے نہایت غصہ کیا اور یہ فرمایا کیا تو خدا کی حد مین سفارشی بنکر آیا
ہے بنی اسرائیل اسی طرح تو ہلاک ہوگئے کہ جب کوئی شریف آدمی اونمین چوری کرتا تو اوس کو
چہوڑ دیتے جب کوئی غریب آدمی کچہہ چورا تا تو اوسپر حد جاری کرتے قسم ہے خدا کی اگر میری بیٹی
چوری کرے تو مین اوسکا بہی ہاتہ کاٹ ڈالونگا سبحان اللہ و لا الہ الا اللہ یہ کلمہ حق مین اونکے
فرمایا جو سارے عالم کی بیبیون کی سردار ہین دنیا و آخرت مین اللہ نے اونکو ایک چوری کیا
ہر بری بات سے بری رکہا یہ وہ جگہہ ہے جس کے سننے سے بدن پر بال کہڑے ہوجاتے ہین

جبکہ انکے حق مین بفرض محال یہ معاملہ ہو سکتا ہے تو پہر وہ دوسرا کون ایسا شریف وشریف زادہ
امیرزادہ رئیس زادہ صاحب زادہ ہے کہ اوس سے حد شرعی چوری کی ہو یا زنا کی یا شراب
کی کسی کی سفارش یا قرابت یا محبت یا تحفہ ہدیہ یا رشوت کی سبب سے ساقط یا ملتوی کردی جاوے
یا اوس کے التوار کے لیے کوئی حیلہ وحوالہ شرعی تلاش کیا جاوے مخزومیہ نے بعد اس قطع دست
کے توبہ کی تہی آنحضرت صلعم کے پاس آتی جاتی تہی آنحضرت صلعم اوسکا کام کاج کر دیتے تہے
حدیث مین آیا ہے جب چور توبہ کر لیتا ہے تو ہاتہہ اوسکا پہلے اوس سے بہشت مین داخل ہو جاتا ہے
اور جو توبہ نہ کی تو پہر یہ ہاتہہ پہلے اوس سے دوزخ مین جاویگا بہرحال تعطیل حد کسی طرح جائز نہین
ہے نہ بزور عفو نہ بہ شفاعت نہ بہبہ فائدہ علما کا اتفاق ہے اس بات پر کہ راہزن و دزد و نحوہما جب
والی تک پہونچ جاوین پہر توبہ کرین تو حد اون سے ساقط نہین ہوتی بلکہ قائم کرنا حد کا اوپر واجب
ہو جاتا ہے ہان اگر سچی توبہ کر لین گے تو یہ حد اون کی لیے کفارہ ہو جاویگی اور جو جہوٹے ہین تو
اللہ کید خائنین کو چلنے نہین دیتا قرآن پاک مین سزا راہزنون کی قتل یا صلب یا قطع دست و پا
یا نفی زمین سے آئی ہے مگر جنہون نے قابو پانی سے پہلے توبہ کرلی وہ اس بحث سے خارج ہین اس
سے معلوم ہوا کہ توبہ بعد قدرت مسقط حد نہین ہے بلکہ وجوب حد کا اوسپر ہنوز باقی ہے بوجہ عموم
مفہوم و تعلیل حدیث ابن عمر مین آیا ہے رسول خدا صلعم نے فرمایا تم آپس مین حدود معاف کر دیا کرو
جو حد مجہہ تک پہونچیگی وہ واجب ہو جاویگی رواہ ابو داود والنسائی دوسرے حدیث مین آیا ہے
حد پر عمل کرنا زمین مین اس سے بہتر ہے کہ چالیس دن تک پانی برسے سارق زانی شارب راہزن
سے اور جو مثل ان کے ہو اون سے مال لیکر جرمانہ کر کے حد کا معطل کر دینا جائز نہین بلکہ حرام
ہے خواہ یہ مال بیت المال کے لیے لیوے یا کسی اور صرف کے واسطے ایسا مال بالکل حرام ناپاک
نجس ہے جس والی نے ایسا کیا اوس نے دو گناہ کیے ایک معطل کرنا حد واجب کا دوسرے لینا
مال حرام خبیث کا پہلا کام ترک واجب ہوا دوسرا کام فعل محرم ہوا قرآن مین فرمایا ہے لولا ینہاہم
الربانیون والاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون یعنی اگر منع کرتی

ان والیون کو عالم مولوی درویش مشائخ گناہ کی بات کہنی سحت کی کہانے سے تو یہ وہی بری کام
کیا کرتے اس آیت سے جس طرح یہ بات معلوم ہوئی کہ سحت حرام ہے اسی طرح یہ بہی ثابت ہوا کہ نصیحت
کرنا والیان ملک کو کام علمار و مشائخ کا ہے ان کو چاہیے کہ یہ حرام وغیرہ سے ولاۃ امور رؤسا عصر کو
کو روکتے رہین اون کو چاہیے کہ وہ ان کے کہنے پر عمل کرین سحت ایک قسم ہے رشوت کی جس کو
برطیل بہی کہتے ہین کبہی اہل دنیا اوس کا نام ہدیہ تحفہ نذر رکہدیتے ہین جب رئیس والی سلطان بادشاہ
نے سحت کہانا شروع کیا تو اب وہ جہوٹہ بات کو بہی خوب ہی کان رکہکر سنیگا جہوٹی گواہیان
منظور کریگا حالانکہ رسول خدا صلعم نے رشوت لینے والی دینے والی دلوانی والی پر لعنت کی ہی قصہ
عسیف مین آیا ہے کہ زانی کے باپ نے چاہا کہ سو بکری ایک خادم عوض زنا کے دیوی آنحضرت صلعم
نے مال پہیر دیا حد جاری کی غرضکہ جو مال اہل حدود سے عوض سقوط حد و دلیا جاتا ہے خواہ حد زنا
یا سرقہ یا شرابخواری یا محاربہ یا رہزنی وغیرہ وہ سب داخل سحت ہے سحت خبیث کمائی ہے بڑا فساد
گاؤن قصبی شہر وغیرہ مین یہی ہے کہ بسبب مال یا جاہ کے حد بیکار کر دی جاتی ہے ایک روایت مین
آیا ہے کہ جب داخل ہوتی رہے رشوت ایک دروازے سے تو نکل جاتی ہے امانت دوسری روزن
سے فائدہ جب کوئی دولت یا ریاست ایسے جرائم مین مال لیکر جرمانہ کرکے حد کو ساقط کر دیتی ہے
جسکا نام انہون نے تادیب رکہا ہے یا غلاصین سوقیین وغیرہ رجایا برایا اپنا مال صرف کرکی عمال
کو رشوت ہدیہ دیکر اپنے مجرم کو سزا یابی سے باز رکہتے ہین تو حرمت اوس دولت کی عزت اوس
ریاست کی جاتی رہتی ہے رعیت فاسد ہو جاتی ہے شرابخوارون کا چورون کا زانیون کا حوصلہ
بڑہجاتا ہے ایک گناہ کی جگہہ سو گناہ ہزار کی جگہہ لاکہہ گناہ کرنے لگتے ہین دین اسلام مورد عزت
ہوتا جاتا ہے یا کوئی مجرم واجب الحد جب کسی وزیر امیر ذی عزت کی پناہ پکڑ کر حدود سے بچ جاتا ہے یہ لوگ
اوس کے حامی مددگار ہو جاتے ہین تو ایسی رئیس ایسی رعیت ایسے ارکان اخوان سب کی سب
خدا و رسول کے نزدیک ملعون ٹہیر چکے ہین مسلم کی حدیث مین آیا ہے علی مرتضے نے کہا رسول خدا نے
فرمایا ہے لعن اللہ من اوی محدثا یعنی ملعون ہے وہ جس نے کوئی برا کام ایجاد کیا

جو دین مین نہ تہا یا ایسی موجد کو پناہ دی جگہہ دے اپنی حمایت مین رکہا سو جو شخص کسی مجرم
شرعی کو پناہ دیتا ہے اوس کی حمایت کرتا ہے اوسپر سے حد کو ساقط کراتا ہے تو وہ شرعًا ملعون ہوجاتا
ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فقط شفاعت کے حائل ہونے کو خدا سے ضد باندہنا
کہا ہے پہر جو کوئی اجرای حد سے مانع ہوگا تمہین کہو کہ وہ ملعون ہوا یا نہین پہر جب اوس کی عوض
مال لیا مجرم کو چہوڑ دیا تو وہ مال کیسا ہوا خواہ علانیہ لیوے یا چہپ کر شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے
کہا ہے فہذا لسحت جمیعہ محرم باجماع المسلمین وہو مثل تضمین الحانات والخمر یعنی یہ سب مال
باتفاق اہل اسلام حرام ہے جس طرح کوئی شخص دوکان شراب کو محصول لیکر جاری رکہے آبکاری کا
ٹہیکہ دے پہر کہا کہ یہ مال مثل مہر بغی حلوان کاہن ثمن کلب اجرت متوسط فی الحرام کی ہے اس متوسط
کو قوّاد کہتے ہین قرمساق بہی بولتے ہین پہر کہا کہ جو مال اطفال مخنثین کو فجور کرنے پر دیا جاتا ہے
خواہ غلام ہون یا آزاد وہ مثل مہر بغی ہے یعنی اجرت زنا اور جو کوئی والی امر یا رئیس انکار منکر
کو ترک کر دیتا ہے اقامت حدود نہین کرتا مال لیکر اون کو چہوڑ دیتا ہے اوس کا حکم وہی قطاع الطریق
ومحاربین کا سا حکم ہے یا بمنزلہ قرمساق کے ہے جو مال لیکر دو آدمیون کو فعل فاحشہ پر مجتمع کرتا ہی
یا مانند حال زوجۂ لوط علیہ السلام کی ہے کہ یہ بڑہیا فجار کو ان کے مہمانون کی طرف راہ بتاتے تہے
اللہ تعالی نے جب عذاب اوتارا تو اس عجوز سوء قوادہ کو مثل قوم لوط علیہ السلام کی عذاب مین مبتلا کیا
یہ قوم خبائث مین مبتلا تہی غرضکہ یہ سب مال کے لینی اثم وعدوان پر مدد کرنی مین برابر ہین والی امر
اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ امر معروف نہی عن المنکر کرے کیونکہ مقصود ولایت سے یہی امر ہے پہر
جب وہ ہی منکر کو مال لیکر قائم وتمکن رکہے تو گویا وہ برخلاف مقصود ولایت کے کام کرتا ہی
جس طرح کسی شخص کو اس لیے مقرر کیا جاوے کہ وہ ہم کو دشمن پر مدد دے وہ دشمن کو ہمپر مدد دینی لگے
یا کوئی شخص کسیکو مال اس لیے دیوے کہ وہ اللہ کی راہ مین جہاد کرے سو وہ اوس مال کو لیکر خود
مسلمانون ہی سے قتال کرنا شروع کردی بندون کی صلاح امر معروف نہی عن المنکر مین ہے معاش
معاد کی درستی خدا اور رسول کی طاعت مین ہوتی ہے نہ معصیت مین اسی سبب سے اس امت کے

حق مین یہ بات آئی ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر
دوسری آیت مین فرمایا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون
عن المنکر اس امت کا گویا یہ تمغا ہے کہ یہ طرف خیر کے بلاتی ہے مراد خیر سے کتاب اللہ ہے یا ہر
خیر اس لیے کہ حدیث مین آیا ہے خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد پس لفظ خیر
مین اگر مراد عموم ہو تو بھی کتاب وسنت بدخول اولی اوسمین داخل ہین ان کے لیے خبر فلاح دی ہے
واولئک ھم المفلحون ارشاد کیا ہے بنی اسرائیل سے نقل کیا ہے کانوا لا یتناھون عن منکر
فعلوہ لبئس ما کانوا یصنعون پھر فرمایا فلما نسوا ما ذکروا بہ انجینا الذین ینھون عن السوء واخذنا
الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون حدیث مین آیا ہے لوگ جب منکر یعنی خلاف شرع
کام کرتے ہوئے دیکھین اوس کو نہ مٹاوین تو قریب ہی کہ سب کو عذاب شامل ہو جاوے دوسری
حدیث مین ہی گناہ جب پوشیدہ ہوتا ہے تو اوسی کو نقصان کرتا ہے جس نے وہ گناہ کیا ہی مگر جبکہ
کھلم کھلا ہونے لگتا ہے اوسپر کوئی انکار نہین کرتا تو پھر سب کو ضرر پہونچاتا ہے الحاصل یہ قسم جسکا
ہم نے ذکر کیا یعنی حکم کرنا حدود وحقوق مین مقصود اکبر اس قسم کا ہے امر بمعروف نہی عن المنکر ہے
فائدہ امر معروف نماز زکوۃ روزہ حج صدقہ امانت مان باپ سے نیکی کرنا صلہ رحم کرنا بی بی سے
بحسن عشرت برتاو کرنا ہمسایون سے سلوک کرنا ہے یا جو نیک کام مثل ان کامون کے ہو اوسکو
بجا لانا پس والی امر پہ واجب ہے کہ جہان تک ہو سکے جس کسی پر قدرت پاسکے اوس کو حکم نماز
پڑھنے کا کرے تارک نماز کو سزا دی اسپر سارے مسلمانون کا اجماع ہے تارک نماز اگر ایک گروہ
ہو تو اون سے باجماع مسلمین قتال کرے اسی طرح مقاتلہ کرنا تارک زکوۃ وصیام وغیرہا سے مجمع علیہ
اہل اسلام ہے اسی طرح جو کوئی کسی حرام کو محرمات مین سے حلال سمجھے جیپر اجماع ہے تو الی کو اوسپر
بھی قتال کرنا واجب ہے مثلا کوئی ذوات المحارم سے نکاح کرے یا زمین مین فساد اوٹھا دی بلکہ
آج کل حاجت قتال کی بھی نہین ہے اسی قدر کافی ہے کہ والی ایسے لوگون سے جو تارک نماز
تارک زکوۃ شارب خمر زانی وغیرہم ہین قطع نظر کرے تو یہ لالچی طماع ابھی درست ہوی جاتے ہین

غضب تو یہ ہے کہ ولاۃ ورؤسا دیدہ ودانستہ ایسی لوگون سے ہشاش بشاش ہوکر ملتے
ہین بہائی بندی رشتہ داری برادری دوستی مروت محبت کی سبب سے کچہ اونسے نہین کہتے
اس لیے اون کوگناہ پر زیادہ ترجرأت ہوتی ہے سچ پوچہو تو یہ گناہ اونکا انکے ذمی پر عائد ہوتا
ہے عیش وآرام وہوا وہوس مین تو وہ رہے یہ مفت مین اون کے پیچہے مارےگئے حاصل یہ ہے کہ
کہ جو فرائض وواجبات شرعی ہین اون کے ترک پر والی کو قتال کرنا ساتہہ رعیت کی واجب ہی
یہان تک کہ وہ توبہ کرین اوس ترک سے باز رہین اور جو باز نہ آوین تو یہی اون کی سزا وجزاء
جدال وقتال سے خاموش ہوکر نہ بیٹہے سٹّو باندہکر اون کے پیچہے پڑا رہے ورنہ پہر یہ اور وہ دونو گناہ
مین برابر ہین بلکہ اوس نے تو گناہ کی لذت بہی اوٹہائی یہ مفت گناہ بے لذت مین اوس کی پیچہے پاک
ہوا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے فرمایا کل طائفۃ ممتنعۃ عن التزام شریعۃ من شرائع الاسلام
الظاھرۃ المتواترۃ یجب جہادھا حتی یکون الدین کلہ للہ باتفاق العلماء وان کان التارک للصلوۃ
واحدا فقد قیل انہ یعاقب بالضرب والحبس حتی یصلی وجمھور العلماء انہ یجب قتلہ اذا امتنع
من الصلوۃ بعد ان یستتاب فان تاب وصلی والا قتل واکثر السلف علی انہ یقتل کافرا وھذا
کلہ مع الاقرار بوجوبھا اما اذا جحد وجوبھا فھو کافر باجماع المسلمین وکذلک یجحد سائر
الواجبات المذکورۃ والمحرمات التی یجب القتال علیھا یعنی ایک نماز کے ترک کرنے پر مارنا پیٹنا
قید کرنا واجب ہی تارک سے توبہ کرادی اگر نہ کرے قتل کیا جاوسے اس کی موت کفر پر ہوگی یہ جب ہی
کہ نماز کو وہ واجب کہتا ہے اور جو کہین وجوب کا منکر ہے تو باجماع اہل اسلام واجب القتل ہے جو
نماز کا حکم ہے وہی باقی واجبات ومحرمات کا حکم ہے کہ اونپر بہی قتال کرنا واجب ہے ابتو خود رؤسا
ہی نماز نہین پڑہتے یا کبہی پڑہتے کبہی اوڑاتے ہین یا بیوقت پڑہتے ہین نکاح محارم مین مبتلا
ہین کوئی سوتیلی مان سگی بہو سے مبتلا ہے کوئی سالی بہاوج کا آشنا ہے کوئی بے گنتی عورتین جمع
کر رہا ہے ان سے امر بمعروف نہی عن المنکر ہونا معلوم یہ تو خود ہی اس لائق ہوگئے ہین کہ اگر
آج کوئی امام وقت خلیفہ عہد موجود ہو تو اول وہ انہین سے قتال کرے اور پہر انکا قتل کرتا

واجب ٹھیری فائدہ مقصود جہاد فی سبیل اللہ سے یہی عقوبت کرنا ترک واجبات وفعل محرمات
پر ہے یہ عقوبت باتفاق مسلمین بدلیل کتاب وسنت امیر پر واجب متحتم ہے نماز کو سید المرسلین صلعم
نے افضل اعمال راس الامر عمود اسلام عماد دین بتایا ہے امرا کی بہائی بند اکثر نماز نہین پڑہتے
سیکڑون منکرات ظاہر و باطن رسوم کفر وشرک مین گرفتار رہتے ہین یہ اونسے اوسی طرح خوش خوش
ملتے ہین جس طرح کسی متقی کسی عالم دیندار سے ملکر خوش ہونا چاہیے انکے حرکات بے برکات
جمع اسباب فسق وفجور مواد رسوم وغیرہا سے امیر رئیس کی پیشانی پر شکن تک بہی نہین آتا ہے
کہو یہ اسلام ہے یا جاہلیت اسی طرح حال رعایا و ملازمین کا ہے کہ انکو اونکے حالات سے بہی
غفلت تام رہتی ہے کسی سے کچہہ کام نہین ہے اسکا نام آزادگی و بے تعصبی رکہتے ہین حالانکہ
یہمین تعصب جہالت ہی سخت قید کفر ہے نعوذ باللہ منہ آزادگی مطلق مذہب دہریہ مشرب نیچریہ
ہے اسلام سے اور اس طریقے سے کچہہ بہی اسکو مناسبت نہین ہے سارے عباد مکلف بتکلیف
شرع ہین جب یہ آزادگی پسند ٹھیری گے تو پہر یہ ساری تکالیف باطل ہوے ایمان اسلام گیا
دہریت آئی فائدہ اونی تعزیر تارک نماز پر یہ ہے کہ بیٹا ہو یا بیٹی جب تک وہ نماز نہ پڑہے اوسکی
صورت سے بیزار ہو اپنے پاس آنے نہ دے کہانا ساتہہ نہ کہلاوے اگر نصیحت سے نمانی تو دس
کوڑے لگاوے قید کردے اسپر بہی اگر راہ پر نہ آوے بالکل تعلق چہوڑ دے ترک رشتہ داری کردے
مگر یہ کب ان امراء رؤساء سے ہو سکتا ہے گو دعوی مسلمانی رکہتے ہین بہتر ہے نہ ہو سکی لکن پہر
ان کو چاہیے کہ یہ آپ کو مسلمان ہی نہ سمجہین مسلمان بہی ان کو خارج دین سے سمجہہ لین گے
بلکہ دل مین اب بہی سمجہتے ہین گو خوف حکومت اندیشہ ظلم سے موہنہ پر نلا سکین کیونکہ ایسی حالت
مین کہ کسی مسلمان کی آبروریزی فقط امر معروف نہی عن المنکر پر ہوتی ہو مصلحت ورکنا نصیحت
سے کوئی مفسدہ برپا ہوتا ہو سکوت گویائی سے بہتر ہے ہان اگر کوئی خوف جان یا آبرو یا مال
نہ کرکے بے دہڑک حق بات کہدی سلطان جابر کا دل مین خوف نہ کرے تو اوس کو اجر جہاد
ملتا ہے ورنہ دل ہی ان ظلمہ کے کامون کو برا جاننا اپنے جی سے علحدہ رہنا موقع پاکر نرمی سے حکم خدا

رسول کا پہونچا دینا بہی برات ذمہ کی لیے ضعفاء و عاجزین کو انشاء اللہ تعالی کافی و افی ہوگا
اس زمانے مین جو ہمدوش قیامت کبری ہم آغوش ساعت عظمی ہے اکثر اہل حق نے یہی طریقہ
اختیار کر لیا ہے کیا کرین کسی طرح تو اپنی آبرو نگاہ رکہین اپنی جان مواخذہ دنیا و آخرت سے
بچاوین حدیث مین آیا ہے اسلام غریبون سے شروع ہوا پہر غریبون ہی مین آجاویگا فطوبی
للغرباء مراد ان غرباء سے وہ لوگ ہین جو بگڑے کامون کو سنوارتے ہین ایک طریقہ امر معروف
نہی عن المنکر کا یہ بہی ہے کہ جس زمانے مین جس زبان کا رواج زیادہ ہو اوس زبان مین کتب
دین تالیف کیے جاوین مسائل راجح و قوی وحق کا رواج دیا جاوی بدعت و شرک کے
برائی ظاہر کر دیجاوی کیونکہ ہر عالم و اعظ ناصح متقی کی رسائی نزدیک ہر امیر رئیس وزیر سلطان
حاکم کے نہین ہوسکتی ہے کہ سونہہ در سونہہ اوس کو نصیحت کری اور اگر رسائی ہو بہی تو وہ بد نصیحت
کرنا بہی ہر شخص سے نہین بنتا سو ایسی صورت مین جو لوگ انہین حرف شناس ہین اون کو اسی ذریعے سے
حکم خدا و رسول پہونچا دیا جاتا ہے آگی وہ مانین یا نہ مانین لاحول ولا قوۃ الا باللہ فائدہ والی ملک پر
واجب ہے کہ ڈاکون رہزنون کو جو راہون مین ہتہیار لیکر لوگون کا مال غصب کرتے ہین جیسے بدو
ترکمان کرد فلاحین سپاہی سترو سرکش گانون والی وغیرہ اہل فساد کو سزای واجبی دی اور پکڑ چکا
کہ ان کی سزا قرآن مین یہ آئی ہے کہ قتل کیے جاوین یا سولی پا وین یا ہاتہ پاون انکی کاٹی جاوین
یا زمین سے نکال دیے جاوین ان عقوبات مین سے جو عقوبت مناسب حال و وقت ہو عمل مین
لائی جاوی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت مین جو تفصیل بیان فرمائی ہے وہ اون کی رائے
ہے کچہ حدیث مرفوع سے ثابت نہین ہے ان مجرمون مین سے جس کو امام قتل کریگا وہ قتل اوس کے
حد ہے کسی حال مین معاف نہین ہوسکتی باجماع علما اس مین کچہ دخل ورثہ مقتول کو نہوگا بخلاف
اوس قتل کے جو عداوت باہمی یا خصومت کی وجہ سے ہوا ہے یا کسی اور اسباب خاصہ کی سبب سے
کہ وہان اولیاء مقتول کو معاف کرنے یا قصاص لینے یا دیت لینے کا اختیار ہے کیونکہ وہ قتل کسی
غرض خاص کی سبب سے ہوا ہے محاربین کا قتل لوگون کے مال چہیننے پر کیا گیا ہے انکا ضرر عام ہے

اس لیے یہان عفو کا کچھ کام نہین یہ سب بمنزلہ چورون کے ہین انکا قتل داخل حدود ہے
یہ مسئلہ درمیان فقہاء کی متفق علیہ ہے یہان تک کہ اگر مقتول برابر قاتل کے نہو تو بھی یہی حکم
ہے جیسے قاتل تو آزاد ہی مقتول عبد ہے یا قاتل مسلمان ہے مقتول ذمی ہے یا مستامن ہے پھر
اگر محاربین حرامیہ ایک ایسی جماعت ہو کہ اونمین سے قتل تو ایک ہی نے کیا ہے مگر دوسرے اوس کے
شریک و مددگار تھے تو بعض اہل علم نے کہا ہی کہ فقط مباشر قتل ہی قتل کیا جاویگا مگر جمہور یہ کہتے ہین
کہ اون سب کو قتل کرنا چاہیے اگرچہ سو آدمی کیون نہون اس لیے کہ مباشر و اعوان برابر ہین خلفائے
راشدین رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح ماثور و منقول ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ربیئہ محاربین
کو بھی قتل کر ڈالا ربیئہ وہ آدمی ہے جو اونچی جگہ بیٹھکر راہگیرون کو تکتا ہے پھر ڈاکو اوس کو لوٹتے ہین
اگرچہ مارنے والا ایک ہی کیون نہو لیکن یہ سب اوس کے مددگار شریک کشت و خون ہین قاعدہ یہ ہے
کہ جب ایک گروہ ایسا ہو کہ ایک دوسرے کا مددگار ہے تمتع مین شریک یکدیگر ہے تو یہ سب ثواب و
عقاب مین مشترک ٹھیرتے ہین جیسے جماعۂ مجاہدین کہ یہ سب ثواب مین باہم شرکا ہین حدیث مین آیا ہے
المسلمون تتکافا دماؤہم ویسعی بذمتہم ادناہم وہم ید علی من سواہم وترد سرایاہم علی
قاعدہم یعنی جب ایک بڑے لشکر سے ایک چھوٹا لشکر علیحدہ ہوا اوس نے مال غنیمت کا لیا تو یہ سارا
لشکر اوس مال مین شریک ہوگا کیونکہ انہین کی قوت و پشتی سے اوس نے غلبہ پایا ہے اس سے ثابت
ہوا کہ طائفۂ ممتنعہ نفع و نقصان مین شریک یکدیگر ہے اسی طرح جو ایسے باطل پر مقاتلہ کرین جہان تاویل
کو گنجایش نہین ہے اون کا بھی یہی حکم ہے کہ سزا جزا مین سب برابر ٹھیرینگے جیسے دو گروہ مثلاً
عصبیت پر یا دعوی جاہلیت پر قتال کرین کہ یہ دونو ظالم ہوتے ہین برادری کی حمایت کرنا اور بیجا
دوسرون سے لڑنا یا غصہ کرنا یا ناراض ہونا یا ترک کلام و سلام کرنا یا ملنے جلنے مین باہم اتفاقی ظاہر
کرنا یا کہنا کہ تم انسے ملے تو ہم سے بھی ملو ورنہ الافلا یہ سب داخل باطل ہے انکا حاصل ظالم ہے حدیث
مین آیا ہے کہ جب دو مسلمان تلوار لیکر مقاتلہ کرتے ہین تو قاتل و مقتول دونو دوزخی ہو جاتے ہین
کسی نے کہا بھلا قاتل کا ناری ہونا تو ظاہر ہے مقتول نے کیا کیا ہے جو وہ بھی دوزخ مین جاویگا

فرمایا اوس نے بھی تو یہ ارادہ کیا تھا کہ مین اوس کو قتل کر ڈالون یہ حدیث صحیحین مین ہے اس سے
معلوم ہوا کہ یہ ہنگامہ جنگی جو درمیان قوم یا برادری کے ہوتی ہے خواہ رؤسا مین ہو یا غربا مین
اسکا انجام دونو کے لیے جہنم ہے گو یہ دونو مسلمان ہی کیون نہون ہان جو مار کھا لے مر جاوے نہ ارادہ
مارنے کا کرے نہ کسیکو مارے نہ ایسے بلوے مین شریک ہو تو ایسا مظلوم مقتول البتہ اس گناہ سے
بری ہو سکتا ہے بلکہ شہید کا اجر رکھتا ہے **فائدہ** جب ایک گروہ نے دوسرے گروہ کی مال یا جان
کو تلف کیا تو یہ تلف کرنے والا اوس مال و نفس کا ضامن ہے اسلیے کہ وہ گروہ جسمین ہر ایک دوسری کا
حامی مددگار تھا بمنزلۂ ایک شخص کے ہے اگرچہ عین قاتل معلوم نہ ہو سکے ہان اگر ان لٹیرون اہزنون
نے فقط مال لوٹا ہے کسیکو جان سے نہین مارا جس طرح حجاز مین بدو یا افغانستان مین ترکمان کیا کرتی
ہین تو اس صورت مین یہ حکم ہے کہ ہر ایک آدمی کا انمین سے سیدھا ہاتھ بایان پانون کاٹا جاوے ابو حنیفہ
شافعی احمد وغیرہم کا یہی مذہب ہے آیۂ کریمۂ او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف کا مطلب بھی
یہی ہے پہر انکی ہاتھ پانون کو تیل سے داغ دین یہ سزا قتل سے بھی زیادہ تر زاجر ہے کیونکہ جب غارتگر
راہزن ان ہاتھ پاؤن کٹے ہوؤن کو اپنے درمیان مین ہمیشہ دیکھین گے تو اپنے اس کام سے
ڈرین گے بخلاف قتل کے کہ اکثر اوس کو بھول جاتے ہین اور بعض اشخاص سخت دل ہاتھ پاؤن
کٹنے سے قتل ہونے کو زیادہ تر پسند کرتی ہین سو جو تنکیل اس قطع مین ہے وہ قتل مین نہین ہے پہر
اگر فقط ہتھیار نکالا ہے تلوار کھینچی ہے مگر جان سے کسیکو نہین مارا ہے نہ کسیکا مال لیا ہے پہر ہتھیار
میان مین کر کے بھاگ کھڑے ہوئے ہین محاربہ ترک کر دیا ہے تو ایسون کی یہ سزا ہے کہ زمین سے
نکالدیے جاوین کسی بستی آبادی مین ٹہیرنے نہ پاوین یا قید کر دیے جاوین یہ امر حوالہ رای امام ہے
فائدہ قتل شروع یہ ہے کہ تلوار سے گردن اوڑا دین یہ نوع قتل اوفی انواع قتل ہے اللہ تعالی نے
جس کسی چیز کا قتل مباح کیا ہے اوس کے مارنے کی یہی صورت رکھی ہی خواہ آدمی ہون یا بہائم مگر قصد درست
شرط ہے حدیث مین آیا ہے اللہ نے ہر چیز پر احسان لکھا ہی سو جب تم قتل کرو تو اچھی طرح کرو جب ذبح کرو تو اچھی
طرح کرو چھری تیز کر لو ذبیحہ کو آرام دو رواہ مسلم یہ بھی فرمایا ہے اعف الناس قتلۃ اھل الایمان بڑے پارسا

قتل کرنے مین اہل ایمان ہین ملوک وسلاطین جو طرح بطرح خلق کو قتل کرتے ہین کوئی زبان بیچہی سی
کہچواتا ہے کوئی ہاتی کے پاؤن سے باندہکر گہسٹواتا ہے کوئی بہو کا پیاسا رکہکر مار ڈالتا ہے کوئی
لوہی کے پنجرے مین بند کر دیتا ہے کوئی گلے مین رسی ڈالکر خنق کرتا ہے کوئی کسی اور طرح پر ایذا اًی
دیر پا دیکر مارتا ہے غرضکہ طرح طرح کی عذاب وعقاب سے مجرم کی جان لیتی ہین سو یہ سب عقوبات
سخت منکر وخلاف شرع وعقل ہین سیدہا حساب جان لینی کا شرعًا یہ ہے کہ جانور کو تیز چہری سے
ذبح کر دی آدمی کا سر تلوار وغیرہ سے اوڑا دی **فائدہ** سولی دینا یہ ہے کہ مجرم کو بعد قتل کسی اونچی بلند
جگہہ پر چڑہاکر لٹکا دین سب لوگ اوس کو دیکہین جمہور علمار کا یہی قول ہے بعض فقہار نے یہ بہی کہا
ہے کہ بلندی پر پہانسی دیجاوے بے قتل کے دم گہٹ کر نکل جاوے تلوار سے نہ مارین مگر یہ طریقہ
جائز نہین راجح وہی قول اول ہے باقی رہا مثلہ کرنا قتل مین سو یہ جائز نہین مگر بوجہ قصاص
حدیث عمران بن حصین مین آیا ہے منع کیا ہم کو رسول خدا صلعم نے مثلہ کرنے سے گو کفار کیون نہون
اس لیے ہم بعد قتل کے کسی کی ناک کان اعضا نہین کاٹتے نہ کسیکا پیٹ پہاڑتے ہین مگر جبکہ
اونہون نے ہمارے ساتہہ یہ کام کیا ہو تو پہر ہم بہی اوسکا بدلا لیتے ہین معہذا ترک افضل ہے
اللہ پاک نی فرمایا وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم فھو خیر للصابرین
جب مشرکون نے حمزہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کو مثلہ کر دیا تو رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر اللہ مجہکو فتحمند
کریگا تو مین اون کو دو چند اون سے مثلہ کرونگا اوسپر یہ آیت اوتری تب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا نہین بلکہ اب مین صبر کرونگا صحیح مسلم مین ہے جب رسول خدا صلعم کوئی لشکر جہاد پر بہیجتے
فرماتی جاؤ غزا کرو بسم اللہ کرو اللہ کی راہ مین کفار سے لڑو مگر خیانت نہ کرو غدر نہ مچاؤ مثلہ نہ کرو
بچی کو نمارو بعض روایات مین قتل عورت سے بہی منع کیا ہے **فائدہ** اگر کوئی قوم شہر مین ہتہیار
نکالی یا جنگل مین یہ نکالنا لوگون کے مال لینے کی لیے ہو تو بعض کے نزدیک یہ لوگ محارب نہین ہین
بلکہ بمنزلہ اوچائی گیرون لٹیرون کے ہین اس لیے کہ جسکا مال لینگے وہ فریاد کر سکتا ہے اوسکی چلانے
دہائی دینے پر مدد پہونچ سکتی ہے مگر امام مالک نے کہا ہے کہ انکا حکم آبادی وصحرا مین برابر ہے

شافعی و اکثر اصحاب احمد و بعض اصحاب ابی حنیفہ کے نزدیک شہر مین یہ زیادہ مستحق عقوبت مین بنسبت صحرا کی اس لیے کہ بنیان محل طمانیت و امن و امان ہے محل تناصر و تعاون ناس ہے پس اقدام انکا اس امر پر مقتضی شدت محاربہ و مغالبہ کو ہے یہ سارا سامان آدمی کا اوس کی گھر کے اندر سے چھین لیتے ہین مسافر کے پاس تو بعضا ہی سامان ہوتا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فرمایا ھذا ھو الصواب پھر کہا یہ جتنے جن کا نام شام و مصر مین نسر ہے ان کو عیار کہتے ہین یہ اگرچہ لاٹھی پونگے سے لڑین پتھر مارین حکم انکا وہی محاربین کا حکم ہے فقہا نے اگرچہ اسمین اختلاف کیا ہے کہ مقاتلہ بی محدد نہین ہوتا یہان تک کہ بعض نے کہا ہے کہ ہونا محاربے کا محدد و مثقل سے مجمع علیہ ہے لکن خواہ اسمین خلاف ہو یا نہو صواب یہ ہے کہ جو کوئی مال لینے پر مقاتلہ کریگا کسی نوع کا یہ مقاتلہ کیون نہو وہ محارب قاطع ہی ٹہیریگا جماہیر مسلمین کا یہی قول ہے جس طرح کوئی کافر کسی مسلمان سے قتال کرے یہ قتال اوسکا کسی نوع پر کیون نہو وہ حربی ہی ٹہیریگا یا جو کوئی مسلمان کسی کافر سے قتال کریگا تلوار سے ہو یا نیزہ سے یا تیر سے یا پتھر سے یا لاٹھی سے وہ مجاہد ہی قرار پاویگا غرضکہ حکم اون لوگون کا جو مال خلق کا اندر شہر یا گاؤن یا پورے یا بستی کے چھینتے ہین خواہ تلوار سے چھینین یا کسی اور حربے ضربے سے وہی حکم راہزنون ڈاکوون کا ہے جو اون کی سزا جزا ہے وہی ان کی عقوبت و تعذیب ہے ان دونون مین کچھ فرق نہین ہے بلکہ یہ بنسبت اون کے زیادہ تر مستحق عذاب و عقاب کی ہین فائدہ اگر حیلے سے لوگون کو قتل کر کے مال لیوین مثلا ایک دوکان کرایے پر چلاوین یا ایک سرائے مسافرون کے لیے بناوین جو کوئی وہان آکر رہے اوس کو موقع پا کر تنہا دیکھکر مار ڈالین اوس کا سارا مال لیلیوین یا کسی کو اپنے گھر واسطے علاج یا خیاطت یا قصارت وغیرہ کے بلاوین پھر اوس کو قتل کر کے مال اوسکا ہضم کر جاوین اسکو قتل غیلہ کہتے ہین ایسون کا نام مضرجین ہے سو اسمین فقہا کے دو قول ہین ایک یہ کہ یہ محارب ہین کیونکہ حیلے سے قتل کرنا ویسا ہی ہے جیسے دو بدو قتل کرنا دونو سے بچنا مشکل ہے بلکہ کبھی ضرر اس قتل غیلہ کا اوس قتل مکابرہ سے سخت تر ہوتا ہے وہ تو معلوم بھی ہو جاتا ہے یہ تو معلوم بھی نہین ہوتا

خواہ یہ قتل مخفی کسی آلۂ قتل سے ہو جس طرح نشتر مار کر خون جاری کر دی کہ پہر بند نہو یا زہر پلا دے یا اور کوئی سم کہلا دی پہر اوسکا مال اسباب ہضم کر لے ان سب صورتون کا ایک ہی حکم ہے دوسرا قول یہ ہے کہ محارب وہ ہے جو کہلا قتال کرے اس مغتال[1] کا اختیار ولی الدم کو ہی شیخ الاسلام نے قول اول کو اشبہ باصول شریعت کہا ہے اس لیے کہ بسبب عدم دریافت ماجرا کی ضرر اس طرح کے قتل کا سخت تر ہے فائدہ اگر کوئی کسی خلیفہ یا سلطان یا امام یا کسی رئیس یا والی کو قتل کرے جس طرح عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو قتل کر ڈالا تو اسمین دو قول ہین نزدیک امام احمد وغیرہ کے ایک یہ کہ وہ قاتل حکم محاربین مین ہے اوس کو بطور حد قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس قتل مین فساد عام ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اولیای دم کو اختیار ہے خواہ قصاص لین یا دیت یا معاف کرین مگر یہ سب جب ہی ہے کہ اونپر قدرت حاصل ہو اور جو سلطان یا نواب سلطان اقامت حد کے لیے بلا عاد وان اون کو طلب کرین اور وہ نہ آوین تو پہر باتفاق علماء مسلمانون پہ قتال کرنا اون سے واجب ہے یہان تک کہ اون سب پہ قدرت حاصل ہو پہر اگر وہ بی قتل منقاد نہون بلکہ قتال مقتضی بقتل ہو تو پہر اون کے قتل کرنے کا کچہہ مضائقہ نہین جس طرح ممکن ہو اون کو قابو مین لائے خواہ سر یا گردن پہ لگے یا غیر گردن پہ اسی طرح جو انکا معین و حامی ہو انکا ساتہہ دیوی اوس کو بہی قتل کرین اس لیے کہ وہ تو اقامت حد تہی یہ قتال ہے سوا انکا یہ قتال مؤکد تر ہے قتال اوس طائفہ سے جو شرائع اسلام سے باز رہتا ہے کیونکہ یہ ایسی جمع ہوئے ہین کہ نفوس و اموال مین فساد ڈالین یہ تہا انکا اس واسطے ہے کہ حرث و نسل تباہ و برباد ہو جاوی کچہہ دین قائم کرنے کو یا اصلاح ملک داری کے لیے مجتمع نہین ہوئے ہین جیسے وہ لوگ جو قلعون مین غارون مین یا پہاڑون مین جنگلون مین رہتے ہین مسافرون پر رہزنی کرتے ہین جب فوج یا لشکر کسی والی امر کا آتا جاتا ہے اور انسے کہتا ہے کہ تم جماعت مسلمین مین داخل ہو اطاعت اختیار کرو ورنہ تم پر حدود قائم کیے جاوین گے تو یہ لڑنی کو دفع کرنی کو مستعد طیار ہو جاتی ہین شیخ الاسلام نے کہا جیسے وہ اعراب یعنی وہ بدو جو حاجیون کی راہزنی کرتے ہین یا پہاڑی لوگ جو پہاڑون کے سر پہ یا مغارات مین رہتے ہین یا اعلاف

[1] یعنی جو دہوکی سے مارا جاوی ۱۲

جنہون نے باہم قطع طریق پر حلف کیا ہے اور درمیان شام وعراق کے بستے ہین اس کام کا
نام انہون نے نہیضہ رکہا ہے سو یہ سب لائق اس کے ہین کہ ان سے قتال کیا جاوے لکن یہ قتال
ان کا بمنزلۂ قتال کفار کے نہین ہے کیونکہ یہ کفار نہین ہین ہان انہون نے مال لوگون کا
بغیر حق کے لیلیا ہے یہ اوس کے ضامن ہین جتنا مال انہون نے لیا ہے اوتنا ہی مال انسے لیکر
مالکان مال کو دیا جاوے گو عین مال معلوم ہو اور اگر معدوم ہی ہوجاوے تو بھی یہ اوسکی ضامن
ہین ان کو وہ مال پہیرنا واپس کرنا پڑیگا پہر اگر مالک مال پیدا نہو تو یہ مال مصالح مسلمین مین صرف
کردیا جاوے جیسے رزق مین طائفۂ مقاتلہ وغیر ذلک کی کیونکہ مطلب انسے لڑنے کا یہی تہا کہ قدرت
اقامت حدود کی اونپر حاصل ہوجاوے ان کو فساد کرنے سے روکدیا جاوے انکے زخمی کا کام
تمام نہ کیا جاوے مگر اوس صورت مین کہ اوسپر قتل واجب ہوگیا ہو اور جو بہاگ کہڑے ہون
تو اون سے کفایت حاصل ہوگئی ہے پہر اونکا پیچہا کرنا کچھ ضرور نہین ہے مگر جب کہ کوئی اقامت حد
واجب ہو یا انجام کار سے ڈر ہو پہر جو انمین سے گرفتار ہوگئے ہین اونپر فقط حد قائم کرنا چاہیے
جس طرح اون کے غیر پر قائم کی جاتی ہے مگر بعض فقہا نے اس باب مین تشدد کیا ہے یہ کہا ہے کہ اونکا
سارا مال غنیمت کرلیا جاوے اور اوس کی تخمیس ہو پہر اگر یہ لوگ یہان سے نکلکر کسی طائفۂ غیر شریعت اسلام
سے جاملین اور اون کے ہمراہ ہوکر مسلمانون سے لڑائی کرین تو ان سے اوسی طرح قتال کیا جاویگا
جس طرح اوس طائفۂ کفار سے کیا جاتا ہے کیونکہ اب یہ دونو برابر ہوگئے فائدہ ایک وہ لوگ ہین جو
رہزنی نہین کرتے لکن مال لوگون کا عہد شکنی کرکے یا مسافرون پر ٹکس باندہکر سر آہم یا سر بوجہہ یا سر
راہ لیلیتے ہین سو اس قسم کو نخاس مکاس کہتے ہین انکی وہی سزا جزا ہے جو مکاسین کے لیے مقرر
ہے ان کے قتل کرنے مین فقہا کا اختلاف ہی قطاع الطریق تو نہین ہین اس لیے کہ رہزنی نہین
کرتے ہین انکے سبب سے راہ بند نہین ہوتی ہے اتنی بات ہے کہ لوگ ادای محصول سائر اتاوہ
ٹکس کی وجہ سے تکلیف پاتے ہین نقصان مال اوٹہاتی ہین سو قیامت مین نسبت سب لوگون کے
انکو سخت زیادہ عذاب ہوگا یہان تک کہ رسول خدا صلعم نے حق مین غامدیہ کے جو بجرم زنا رجم کیگئی

ستے تو ارشاد فرمایا کہ اسنے وہ توبہ کی ہے کہ اگر صاحب مکس ویسی توبہ کرے تو بخشدیا جاوی **فائدہ**
جن کے مال چھینے جاتے ہین اون کو جائز ہے کہ محاربین سے قتال کرین اسپر سب مسلمانون کا
اجماع ہے اسیکا خلاف نہین ہے یہ بات درست نہین کہ تہوڑا یا بہت مال اون کو دیدین باوجود
امکان قتال کے اور لڑنے سے جان چہپا جائین اس لیے کہ حدیث شریف مین آیا ہے جو مارا گیا
بچایت مال کے یا نون کے یا دین کے یا آبرو و حرمت کی وہ شہید ہے ایسے شخص کو جو لوگون کا مال
چھینتا پہرے فقہا رصائل کہتے ہین یہ ظالم ہے بلا تاویل و بلا ولایت سو جب مطلب اس کا لینا
مال ہکا ٹہیرا تو دفع کرنا اسکا جس طرح ہو سکے جائز ہے اگر بے لڑے کام نہ چلے تو بہر لڑے اور جو
نہ لڑا بلکہ اوس نے کچہ مال دیدیا تو بہی جائز ہے اور جو مطلب اس صائل کا حرمت مسلمان ہے مثلاً
کسی محرم عورت سے زنا کرنا چاہتا ہے یا کسی عورت یا بچے مملوک وغیرہ کو واسطے فجور کے بلاتا ہے
تو بہر دفع کرنا اسکا اپنی جان سے جس طرح ممکن ہو واجب ہے گو اوس کو قتل ہی کیون نہ کر ڈالے
متمکن کرنا اوسکا کسی حال مین جائز نہین مال کی اور بات تہی کہ دیدیا لڑائی نہ کی اس لیے کہ
بذل مال کا جائز ہے بذل فجور کا خواہ نفس سے متعلق ہو یا حرمت سے جائز نہین اور اگر مطلب
اسکا قتل کرنا کسی انسان کا ہے تو دور کرنا اوسکا اپنی جان سے جائز ہے کسی نے کہا واجب ہے
مذہب احمد مین یہ دونو قول مروی ہین یہ اوس وقت کا حکم ہے کہ جب سلطان موجود ہو اور
جو خدا نکردہ کوئی فتنہ بلوی ہی جیسے دو بادشاہ مسلمان باہم ملک لینے پر جنگ کرین تو اوس وقت
جبکہ ایک بادشاہ دوسرے کی ملک مین گہس آوی اور تلوار چلی تو اس کو اوس فتنے مین دفع کرنا اپنی
جان سے یا سالم رہنا بلا قتال کی جائز ہے یا نہین اسمین امام احمد وعلما کی دو قول ہین **فائدہ**
سلطان نے جب محاربین حرامیہ پر فتح پائی جنہون نے مال لوگون کا لوٹا تہا تو اب جو مال اون سے
ہاتہ آیا ہے اوس مال کو حوالہ صاحب مال کردی ان کے ابدان پر حد قائم کردی اسی طرح سے جو
مال چورون سے حاصل ہو وہ مالک مال کو دیدی چور پر حد جاری کرے اگر یہ لوگ مال حاضر نکرین
باوجود ثبوت دعوی کی تو ان کا مارنا حبس کرنا جائز ہے یہان تک کہ مال حاضر کردین یا حاضر ضمانت

یا مال ضمانت داخل کرین یا جس جگہہ وہ مال رکہا ہے بتادین اسی طرح ہر متنع کو جسکی حق واجب ہے
عقاب کر سکتے ہین اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین مرد کا اپنی بی بی کو جس وقت نشوز کرے حکم
نہ ادا کرے حق واجب زوج سے جدا سونے پہر مارنے کا مباح کیا ہے یہانتک کہ ادای حق کرے
تو پہر یہ لوگ تو بالاولی لائق ضرب و حبس کے ہین یہ مثل اسکے عقوبت قرضدار ہے رب المال کا خزانہ والی
یا مصالحہ کرلے یا بخشدے سزا نہ دیوے یہ سب کچہہ ہوسکتا ہے بخلاف اقامت حد کے کہ کوئی راہ عفو
حد کی انکے کسی حال مین نہین ہے امام کو نہین پہونچتا کہ رب المال کے ذمہ قرض یا حق کو لازم کرے
اگرچہ وہ حق اوسکا بسبب اکل وغیرہ تلف ہوگیا ہو یا نزدیک چورون کے موجود ہو کسی نے یہ بہی کہا ہے کہ
یہ لوگ اہل مال کے لیے ضامن اوس مال کے ہونگے جس طرح سارے غاصب ضامن مال ہوتی
ہین شافعی و احمد کا یہی قول ہے کہ یہ مال باوجود اعسار اون کے ذمہ ہے تا آسودگی اون کی باقی
ہے مگر ابوحنیفہؒ کہتے ہین کہ ادائی قطع جمع نہ ہوگا اور قول یہی ہے کہ ضمان فقط اوسوقت لیا
ہے نہ اعسار یہ قول مالک کا ہے سلطان کو نہین پہونچتا کہ ارباب مال سے کچہہ جُعل طلب بجاآوری
واقامت حدود و عدہ اسپی اموال پر شیر اور نہ طلب سارقین پر نہ اپنے لیے نہ سپاہیون کے لیے جن کو بہیجے
تلاش و جستجو مین بہیجا ہے بلکہ راہزنون چورون کا تلاش کرنا ایک طرح کا جہاد ہے اوسکا خرچ اسی طرح
ساری لڑائیون مین لشکر مسلمان باہر نکلتا ہے اسی طرح جاتا ہے سپاہیون کا تلاش محاربین و سارقین
کے لیے ہے پس جس طرح خرچ سلطان کا مجاہدین پر ہوتا ہے اسی طرح اس جگہہ بہی اپنے پاس سے
صرف کرے اگر یہ تلاش کرنے والی جاگیردار ہین یا انکو پہلے سے کچہہ عطا کیا ہے تو یہ اپنی پاس سے صرف
کرین ورنہ مال صدقات سے جس طرح غزاۃ کو دیتا ہے اوسی طرح ان کو بہی دیوے کہ یہ صرف خدا
کی راہ مین ہے اگر اون مسافرون پر جو پکڑے گئے ہین زکوۃ ہے جیسے وہ سوداگر جو ماخوذ ہوتے ہین
تو امام کو لینا زکوۃ کا اون کے اموال سے اور خرچ کرنا اوسکا راہ خدا مین جائز ہے مثل نفقہ اون
لوگون کے جو تلاش محاربین مین نکلے ہین اور جو وہ شوکت قوی رکہتے ہون حاجت طرف انکی تالیف
کے ہو تو امام مال فیئ مین سے یا مال زکوۃ مین سے کچہہ اون کے رئیسان کو دیدیوے تا کہ وہ باز رہے

لوگون کوحاضر کردین یہ دینا ویسا ہی ہے جیسا مؤلفۃ القلوب کو دیا جاتا ہے امام احمد وغیرہ ائمہ
نے یون ہی کہا ہے یہی موافق ظاہر کتاب وسنت واصول شرع کے بھی ہے امام ایسی آدمیون
کو تعقب حرامیہ مین نہ بھیجے جو اون کے مقابلے سے عاجز ہون یا تجار ومسافرین وماخوذین وغیرہم
سے کچھ مال لیکر اون کو چھوڑ دین بلکہ اقویا وامنا کو اہل لشکر سے بھیجے اور جو ایسی لوگ میسر نہ آوین
توجن کو بہتر سے بہتر سمجھے اون کو بھیجدے فائدہ بعض نائبان سلطنت یا بعض رؤسا قریٰ ونحوہم
اگر باطن یا ظاہر مین چوری کراتے ہون مال مین اپنا حصہ مقرر کرتے ہون خواہ ماخوذین کو بعض
مال دیکر راضی کرین یا نہ کرین یہ جرم انکا مقدم حرامیہ سے بھی بڑھکر ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ جو حکم
ردء وعون کا ہے وہی حکم انکا بھی ہوا گر لڑین تو قتل کیے جاوین عمر بن خطاب واکثر اہل علم کا یہی
قول ہے مال لینے پر ہاتھہ پانون کاٹے جاوین قتل واخذ مال پر قتل وصلب کیے جاوین کسی نے یہ
بھی کہا ہے کہ قطع قتل صلب انکا سب کچھہ درست ہے بعض نے کہا امام مخیر ہے جو سزا انمین سے
چاہے وہ دیوے جسپر حد واجب ہوئی یا کوئی حق خدا کا یا آدمی کا ثابت ہوا پھر کسی نے اوس واجب
کے استیفاء سے بلا عدوان کے روکا تو یہ شخص مانع بھی شریک اوس جرم کا ہے اللہ ورسول نے ویسے
لعنت کی ہے جب امام کو اس مانع پر فتحیابی ہو یا اوس کو حکم احضار کا دیوے یا اعلام یعنی اشتہار جاری
کرے اور وہ ممتنع ہو تو اوس کو سزای ضرب وحبس بار بار دے سکتا ہے یہان تک کہ اوسپر قابو پاوے
جس طرح اوس شخص کو یہ سزا ہوتی ہے جو ادای مال واجب سے باز رہتا ہے نفوس واموال واجب الحضور
پر مانع حضور کو عقاب ہو سکتا ہے اور جو کوئی شخص مکان مال مطلوب بحق یا شخص مطلوب بحق کو
پہچانتا ہے مگر مانع نہین ہے تو اوسپر واجب یہ ہی کہ اوسکا اعلام کردے اوس جگہہ کو بتادے پوشیدہ نہ
رکھے کہ یہ بتانا اوسکا تعاون علی البر والتقویٰ ہے یہ تعاون واجب ہے ہان اگر نفس ومال مطلوب
بباطل ہون تو اس کو اعلام کرنا اوسکا یا بتانا اوس جگہہ کا ضرور نہین ہے کہ یہ منجملہ تعاون علی الاثم
والعدوان کے ہے بلکہ منع کرنا اوس کا واجب ہے کیونکہ نصرت مظلوم کا حکم حدیث مین آیا ہے
عن انس مرفوعا انصر اخاک ظالما او مظلوما الخ پھر اگر یہ جانتی والا نہ اعلام کرے نہ جگہہ بتاوے

ملاحظہ مرد بکار بیل

توعقاب کرنا اس واقفکار کا حبس وغیرہ سے جائز ہے یہان تک کہ خبر دے کیونکہ جو حق اسپر
واجب تہا اس نے اوس کو نہ بتایا بلکہ چہپایا ولاۃ وقضاۃ ایسا ہی کیا کرتے ہین جب معلوم ہوجاتا
ہے کہ یہ شخص باوجود علم کے نہین بتاتا خواہ وہ واجب جسکو اسنے چہپایا ہے فعل ہو یا قول یہ بات
نہین ہے کہ یہ مطالبہ ہے اوس حق واجب کا جو غیر پر ہے یا عقوبت ہے دوسرے کی جرم پر بلکہ
خود قصوروار ہے کہ اس کو حال یا مکان مجرم کا معلوم ہے مگر نہین بتاتا حالانکہ اسپر اعانت ونصرت
مذکورہ واجب ہے بکتاب وسنت واجماع یہ نہ بتانا اسکا یا محاباۃ وحمیت کی راہ سے ہوتا ہے جسطرح
اہل عصبیت کیا کرتے ہین یا بوجہ عداوت وبغض مظلوم ہوتا ہے حالانکہ کتاب اللہ مین صاف
آچکا ہے ولا یجرمنکم شنأن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی یا یہ معرض ہے
قیام کرنے سے واسطے اللہ تعالی کے یا قیام قسط[۱] سے جو خدا نے اسپر واجب کیا ہے یا جبن[۲] وقلت
خذلان[۳] دین کے سبب سے چہپاتا ہے جسطرح تارکان نصر خدا ورسول ودین وکتاب کیا کرتی ہین
غرضکہ ہر تقدیر پر وہ مستحق اس عقوبت ضرب وحبس وغیرہ کا ہے باتفاق اہل علم جو کوئی والی اس
راہ پر نہ چلیگا وہ معطل حدود ومضیع حقوق ہوگا اوس کی تفریط کے سبب سے قوی ضعیف کو کہاجاویگا
اس کی وہ شکل ہوئی کہ ایک شخص کے پاس مال کسی ظالم مماطل[۴] کا ہو عین یا دین وہ اوس مال
کو سپرد حاکم عادل نہ کری کہ وہ حاکم اوس مال سے قرض ادا کری یا نفقہ واجب اہل یا اقارب یا
ممالیک یا بہائم ادا کری تو ایسا شخص ظالم مستحق عقوبت سمجہا جاویگا یہ تو بہت ہوتا ہے کہ کسی آدمی پر
کوئی حق بسبب کسی غیر شخص کے واجب ہوجاتا ہے جس طرح نفقہ بسبب حاجت قریب کی یا دیت
عاقلہ قاتل پر عائد ہوتی ہے یہ مار پیٹ ایک طرح کی تعزیر ہے اوس کے لیے جس کے پاس مال
یا نفس ہے اور وہ اوس کو حاضر نہین کرتا سو یہ گویا قاطع طریق یا سارق ہوا یا انکا تہانگے ٹہیراکہ
نہ خبر دیتا ہے اور نہ مجرم کو حاضر کرتا ہے رؤساء اہل بادیہ وحاضرہ اکثر یہ کیا کرتے ہین کہ جب کوئی
ان کی پناہ پکڑتا ہے اوس سے ان سے قرابت یا دوستی ہوتی ہے تو یہ اوس کی حمایت کو طیار
ہوجاتے ہین حمیت جاہلیت ظاہر کرتے ہین اوباش کے سامنے اپنی عزت بالاثم وسمعہ کا اظہار

[۱] عدل ۱۲
[۲] نامردی و بزدلی ۱۲
[۳] مردم کش[illegible]
[۴] نادہندہ

کرتے ہین کہ ہم اس کے ناصر وحامی ہین گو یہ ظالم مبطل حق مظلوم کیون نہو خصوصا جبکہ کوئی
رئیس ظالم ہو اوس وقت اوسکا سونپنا دوسرے کو اپنی ذلت وعاجزی خیال کرتے ہین حالانکہ
یہ بات علی الاطلاق جاہلیت محض ہے اور ایک بڑا سبب ہے اسباب افساد دین ودنیا مین
سے جو لڑائی درمیان بسوس واعراب کے تہے یہ ترک ومغل جو دیار اسلام مین گہس آئے ملوک
ماوراء النہر وخراسان پر غالب ہو گئے اسکا سبب یہی ہے نہ اور کچہہ ومن اذل نفسه لله تعالى
فقد اعزها ومن بذل الحق من نفسه فقد اكرم نفسه فان اكرم الخلق على الله اتقاهم
ومن اعتز بالظلم من منع الحق وفعل الاثم فقد اذل نفسه واهانها قال الله تعالى من كان
يريد العزة فلله العزة جميعا وقال تعالى عن المنافقين يقولون لئن رجعنا الى المدينة
ليخرجن الاعز منها الاذل ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون وقال تعالى
في صفة هذا الضرب ومن الناس من يعجبك قوله في الحيوة الدنيا ويشهد الله على ما في قلبه
وهو الد الخصام واذا تولى سعى في الارض ليفسد فيها ويهلك الحرث والنسل والله لا يحب
الفساد واذا قيل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد والی پر تو یہ واجب
ہے کہ جب کوئی اوس کی پناہ مین آدمی اگر مظلوم ہے تو اوس کی مدد کرے مگر مجرد اوس کے
دعوی سے وہ مظلوم نہ ٹہیرےگا کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ظالم اولٹی شکایت کرکے اپنے آپ کو
مظلوم بتاتا ہے سو ایسی صورت مین اوس کی خصم سے کشف خبر کرے غیرون سے بہی حال اوس کا
پوچہے اگر ظالم نکلے تو نرمی سے رد ظلم کرائے اگر ہو سکے مثلا صلح کرا دی یا حکم بقسط کرے ورنہ بزور ہم
وہی کرے اور جو وہ دونو ظالم ومظلوم ہون یا دونو ظالم نہون بوجہ کسی شبہہ یا تاویل یا غلط کے
تو ایسی صورت مین اصلاح کرادی یا حکم بقسط کرے کما قال تعالى وان طائفتان من المؤمنين
اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احديهما على الاخرى فقاتلوا الخ قوله لعلكم ترحمون
وقال تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بين الناس
حدیث مین آیا ہے رسول خدا صلعم سے پوچہا گیا کہ اگر کوئی آدمی حق بات مین اپنی قوم کی مدد کرے

تو یہ بھی کیا عصبیت ہے فرمایا نہین لکن عصبیت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کے باطل امر پر مدد کری پہر فرمایا بہتر وہ ہے جو اپنی قوم سے مدافعت کرے جب تک کہ قوم نے کوئی گناہ نہین کیا ہے پہر فرمایا جو قوم کی مدد باطل مین کرتا ہے اوس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی اونٹ کنوین مین گر پڑی اپنی دم ہلایا کرتی الحاصل جو بات دعوۃ اسلام سے باہر ہے نسب ہو یا شہر یا جنس یا مذہب یا طریقہ وہ عزاء جاہلیت سے ہے بلکہ دو آدمی مہاجرین و انصار مین سے باہم جہگڑا کرنے لگے تہے مہاجر نے کہا یا للمہاجرین انصاری نے کہا یا للانصار تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم دعوے جاہلیت کرنے لگے حالانکہ مین درمیان تمہارے موجود ہون اور نہایت غصہ فرمایا

فصل

منجملہ حدود کی ایک سرقہ یعنی چوری ہے چور کا سیدہا ہاتہہ کاٹنا کتاب وسنت واجماع سے ثابت ہی جب ثبوت سرقہ کا بینہ یعنی گواہ یا اقرار سے ہوگیا تو اب حد مین تاخیر کرنا جائز نہین تاخیر کی صورت یہ ہے کہ حبس کرے یا مال لیکر دیر لگاوے بلکہ فی الفور قطع ید کرے اس لیے کہ اقامت حد کرنا داخل عبادات ہے مثل جہاد کے راہ خدا مین ہوتا ہے حد جاری کرنا ایک خدا کی رحمت ہے اپنے بندون پر والی کو چاہیے کہ اقامت حد مین نہایت سخت ہو ذرا مروت نہ کری مہربانی نہ فرمائے ورنہ حد خدا معطل ٹہیر گئی اس کا قصد تو یہ ہو کہ خلق پر رحم کری لوگون کو منکرات سے باز رکہی نہ یہ کہ اپنا غصہ نکالی خلق پر ارادہ علو کری کچہہ چوری کی حد پر موقوف نہین ہے جتنے حدود ہین اون سب مین یہی ارادہ ہو کہ مضرت دور کی جاوی منفعت حاصل کی جاوے اللہ کی رضامندی کا خیال اطاعت امر کا دہیان ہو جب یہ قصد ہوگا تو اللہ تعالی اوس کے لیے دلون کو نرم کردیگا اسباب خیر کو آسان فرماویگا کبہی محدود خود اقامت حد پر راضی ہوجاویگا ورنہ جب غرض اوس کی علو فی الارض ٹہیری اقامت ریاست منظور رہی یا مال جرمانہ میں لینا مقصود ہوا تو پہر برعکس القضیہ ہے چور کے ہاتہہ کو کاٹ کر داغ دین ہاتہہ کو اوس کی گردن مین لٹکا وین پہر اگر دوسری بار چوری کرے بایان پاؤن کاٹ مین تیسری چوتہی چوری مین اختلاف ہے کہ کیا کرین صحابہ ومن بعدہم کے اس جگہہ دو قول ہین ایک یہ کہ چارون ہاتہہ

پاؤن کاٹ ڈالین ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے مذہب شافعی و احمد بھی ایک روایت
مین یہی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ حبس کرین قید مین ڈالین یہ قول علی مرتضے و اہل کوفہ و امام احمد کا ہے
ایک روایت مین یہ کاٹنا ہاتھہ کا وقت چوری کے جب ہے کہ سرقہ بقدر نصاب ہو یعنی ربع دینار
یا تین درہم جمہور علمای حجاز و اہل حدیث و مالک و شافعی و احمد وغیرہم کا یہی مذہب مختار رہے
بعض نے کہا ایک دینار یا دس درہم مگر اول موافق سنت صحیحہ کے ہے سارق جب ہی کہلاویگا کہ مال
محرز کو چراوے اور جو مال ضائع ہوگیا ہے یا پہل درخت پر ہے یا جانور بے راعی کے ہے اوسمین قطع
نہین ہے لکن تعزیر ہے دُگنا تاوان لیا جاویگا جس طرح حدیث مین آچکا ہے غرمہا مرتین وضرب
نکال رواہ النسائی وغیرہ من اہل السنن فی حدیث طویل اسی طرح منتہب مختلس خائن کے
لیے قطع نہین ہے منتہب وہ ہے جو سب کے سامنے کسی کا مال اوٹہے مختلس وہ ہے جو کسی کی چیز اوچک لے
لینے سے پہلے معلوم کرلین کہ اسنے اوچک لی ہے باقی رہا طرار جو جیب یا رومال یا پگڑی یا آستین کو کتر کر
چیز اوڑالیتا ہے سو صحیح یہ ہے کہ اوسکا ہاتھہ بہی کاٹا جاویگا **فائدہ** زانی اگر محصن یعنی جورو والا ہے تو
اوس کو رجم کرینگے یہانتک کہ مرجاوے جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ماعز بن مالک
اسلمی و غامدیہ وغیرہما کو سنگسار کیا تہا پہر اور مسلمانون نے بہی بعد آنحضرت صلعم کے زانیون کو رجم کیا ہے
امام احمد کی دو قول ہین ایک یہ کہ رجم سے پہلے جلد کرین یا نہیں مگر جو زانی غیر محصن ہے جسکا بیاہ نہین
ہوا ہے اوس کو فقط ایک سو کوڑے مارینگے موافق حکم قرآن کے پہر ایک سال کے لیے شہر سے نکالدینگے
مطابق سنت رسول خدا صلعم کے اگرچہ بعض علما کے نزدیک تغریب نہین ہے مگر قول بتغریب ارجح
ہے زنا مین حد قائم نہوگی جبتک کہ چار آدمی گواہی ندین یا خود وہ چار بار اقرار نکرے اکثر علما کا
یہی مذہب ہے بعض کے نزدیک ایک بار کا اقرار بہی کافی ہے گو پہر دوسری تیسری چوتہی بار
انکار کیون نکرے جب انکار کریگا تو بعض کے نزدیک حد ساقط ہوجاویگی بعض کے نزدیک
نہوگی محصن وہ ہے جسنے وطی کی جماع کیا اور وہ حر مکلف تہا نکاح صحیح اوسکا ہوچکا تہا خواہ یہ
وطی قبل مین ہو یا دبر مین رہی یہ بات کہ موطوءہ بہی اسکا ویسی ہی ہو ان صفات مین آمین دو

قول ہین اور یہ حکم خاص ہے ساتھہ مراہقہ بالغہ کی یا بالعکس آسمین بہی دو قول ہین اہل ذمہ کا
بھی یہی حکم ہے نزدیک اکثر اہل علم کے جیسے شافعی واحمد رسول خدا صلعم نے دو یہودیون کو دروازہ
مسجد پر رجم کیا یہ پہلا رجم تہا جو اسلام مین ہوا عورت اگر حاملہ پائی گئی کوئی اوسکا خاوند نہین ہے
تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ اوسپر حد جاری نہوگی اس لیے کہ ممکن ہے کہ اکراہ سے یا وطی شبہہ سے
حمل رہگیا ہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ محدود کیجاوےگی خلفای راشدین سے یہی قول اخیر ماثور ہے
اصول شریعت سے بہی یہی قول اشبہ ہے مدینے والون کا مذہب بہی یہی ہے اس لیے کہ احتمالات
نادرہ لائق التفات نہین ہین ہو سکتا ہے کہ وہ عورت کاذب ہو یا گواہ جہوٹے ہون **فائدہ**
لوطی کی حد نزدیک بعض اہل علم کے وہی حد زنا ہے کسی نے کہا حد زنا سے کمتر ہے صحابہ کا اجماع اس
پر اتفاق ہے کہ اعلی واسفل دونو کو قتل کیا جاوی خواہ جورو والے ہون یا نہون اہل سنن نے
ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جسکو تم پاؤ کہ قوم لوط کا سا کام کرتا ہے
تو فاعل مفعول دونو کو قتل کرو ابن عباس نے کہا جب بکر کو لوطیت کرتے ہوئے پاؤ تو رجم کرو
اسی طرح علی مرتضی رض نے بہی کہا ہے غرضکہ قتل لوطی مین کسی صحابی کا اختلاف نہین ہے گو صورت قتل
مین تنوع ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آگ مین جلادو کسی نے کہا پہاڑ پر سے نیچے ڈہکیل دو
گرادو کسی نے کہا دیوار مین چن دو اسمین دبکر مرجاوی کسی نے کہا کسی بدبودار جگہہ ناپاک موضع مین
دونو کو قید کردو یہان تک کہ مرجاوین کسی نے کہا شہر مین جو سب سے زیادہ اونچی دیوار ہو اوسپر
چڑہا کر وہان سے نیچے گرادو پہر پتہراو کرو کہ مرجاوی جس طرح اللہ تعالی نے قوم لوط کے ساتھہ کیا
اکثر سلف کا یہی قول ہے کہ وہی سزا دیجاوے جو سزا خدا نے قوم لوط کو دی ہے آخر رجم زانی بہی
تو مشابہ رجم قوم لوط ہے یہ دونو آزاد ہون یا مملوک یا ایک آزاد ہو دوسرا مملوک سزا ان کی ایک ہی
ہے اگر دونو بالغ ہون اور جو ایک بالغ نہو تو قتل سے کم سزا دیجاوےگی رجم اوسی بالغ کا ہوگا مگر جبکہ
حدیث مین قتل دونو کا آچکا ہے تو اب کچہ ضرورت تنوع عقوبت یا قتل کی نہین رہتی ہے تلوار سے
دونو کو قتل کردیا جاوے یہی کافی و وافی شافی ہے واللہ اعلم

فصل

حد شراب سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجماع مسلمین سے ثابت ہے دو تین بار کی پینے مین
تو آنحضرت صلعم نے کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے چوتھی بار کے پینے مین قتل کرنے کا ارشاد فرمایا ہے
کئی بار خود شرابی کو مار لگائی بار خلفاء و مسلمین نے بھی سزا دی رہا قتل سو اکثر علما کی نزدیک منسوخ ہے
بعض نے کہا نہین بلکہ محکم ہے کسی نے کہا یہ تعزیر ہے امام حاجت کی وقت اوس کو جاری کر سکتا ہے
خمر مین چھڑی جوتوں سے بھی مارا ہے دھول دھپے بھی لگائی ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس
کوڑے مارے عمر رض نے اسّی دُرّے لگائے علی مرتضی کبھی چالیس کبھی اسی تازیانے لگاتے تھے غرضکہ
کمی بیشی اس حد کی رای امام پر ہے جس نے اتفاقا یہ کام کیا اوس کو کم مارے جو مار پیٹ بھی پینا
نہ چھوڑے اوسے زیادہ کوڑے لگائے جو مدمن خمر ہو اوس کو خوب ہی ٹھونکے پیٹے قتل کرنا مناسب
ہو تو مار بھی ڈالے عمر بن خطاب نے جب دیکھا کہ شراب خواری زیادہ ہو گئی ہے تو سر منڈا کر شہر سے
باہر نکال دیا چالیس کوڑوں کے سوا روٹی کا بند کر دینا عہدے سے معزول کر دینا بھی بہتر ہے
عمر بن خطاب نے فقط اتنی بات پر کہ اون کے کسی عامل نے ابیات خمر کے ساتھ تمثل کیا تھا ساغر
وساقی و جام و بادہ کے اشعار پڑھے تھے خدمت سے برطرف کر دیا مراد شراب سے ہر وہ مسکر
ہے جس کو خدا و رسول نے حرام کیا ہے خواہ انگور سے بنایا جاوے یا کھجور سے یا انجیر یا گیہون یا جو یا شہد
یا شیر اسپ یا کسی اور چیز سے جب اسمین نشہ پیدا ہو گیا تو وہ چیز خمر ٹھیر گئی بلکہ جب تحریم خمر اتری
تو اوس وقت مدینے مین انگوری شراب نہ تھی انگور شام سے آتا تھا مدینے مین نہوتا تھا عام شراب
اہل مدینہ کی یہی نبیذ تھا سنت صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ ہر مسکر حرام و خمر ہے ہان میٹھا نبیذ
پیا کرتے تھے یعنی کچی پکی کھجور کو بانٹ کچل کر پانی مین بھگو دیتے اوسکا شیرہ پی لیتے پیا اس لیی کرتی
کہ اکثر میاہ حجاز کے نمکین تھے سو یہ نبیذ باجماع مسلمین حلال ہے اسمین سکر نہین جس طرح انگور کا
پانی پینا قبل نشہ کی جائز ہے رسول خدا صلعم نے منع کر دیا تھا کہ ظروف چوبین و گلین یا تونبے یا گھڑے
کے برتن مین یہ نبیذ نہ بناوین بلکہ ایسے ظروف مین بناوین جن کے مونہہ سر بند وغیرہ سے باندھی جاتے

ہین اسمین یہ نکتہ تہا کہ شدت غلیان کی نبیذ مین تبدریج پیدا ہوتی ہے اگر ظروف خمر مین اوس کو
طیار کرین گے تو حال شدت کا معلوم نہوگا شاید کوئی آدمی حالت شدت مین اوس کو پی جاوے
بخلاف مشکیزہ وغیرہ کے کہ اگر اوسمین غلیان ہوگا تو وہ پہٹ جاویگا آدمی اوس کے پینے سے
محفوظ رہیگا لیکن یہ ظروف تمرمین ہی اجازت نبیذ بنانے کی دیدی یہ فرمادیا کہ نبیذ پیو مگر جب نشہ
لی آوی تو نہ پیو علما مین جن کو نسخ اس حکم کا نہین پہونچا اونہون نے کہا شراب کے برتن مین نبیذ
نہ بناو جن کو پہونچا اونہون نے کہا بناو کچہ ڈر نہین بعض فقہاء نے سنا کہ صحابہ نبیذ پیتے تہے
سمجہے کہ وہ مسکر نہوگا اس لیے بعض انواع اشربہ کو جو انگور وکہجور سے نہین بنتے ہین جائز کردیا
نبیذ مطبوخ تمر وزبیب کو جبکہ مسکر نہو جائز کہدیا اوس کے پینے کی رخصت دیدی غرضکہ قول صواب
یہی مختار جمہور مسلمین ہے کہ ہر مسکر خمر ہے اوس کے شارب کو کوڑے مارین گے اگرچہ ایک ہی
قطرہ کیون نہو گو دوا کی لیے پیا ہو اس لیے کہ رسول خدا صلعم سے پوچہا تہا کہ شراب سے دوا کرین تو
فرمایا یہ دوا نہین ہے دوا اللہ تعالی نے حرام چیز مین شفا نہین رکہی ہے **فائدہ** جب گواہی سے یا اقرار
شارب سے ثابت ہوجاوے کہ اوس نے شراب پی ہے تو حد جاری کرنا واجب ہے اور جو فقط بو شراب
کے موںہہ سے آئے یا قے مین شراب نکلے تو کسی نے کہا حد نہ ماری جاوے اس لیے کہ شاید اوس نے
شراب نہ پی ہو یا جہل یا اکراہ سے پی ہو بعض نے کہا نہین بلکہ اسپر بہی حد جاری ہوگی خلفای اشدین
وغیرہ صحابہ سے بہی یہی قول اخیر ماثور ہے عثمان وعلی وابن مسعود نے یہی برتاو کیا ہے سنت صحیحہ بہی
اسی پر دال ہے فقہا کا بہی اسی پر اتفاق ہے امام مالک امام احمد کا ایک یہی مذہب ہے **فائدہ**
حشیشہ ملعونہ جو ورق قنب سے بناتے ہین حرام ہے جو سزا شارب خمر کی ہے وہی سزا اس کے
کہانے والی کی ہے بلکہ یہ تو شراب سے بہی زیادہ تر بدتر ہے کہ اس سے عقل ومزاج مین فساد آجاتا ہے
آدمی تخنث ودیوث پن کرنے لگتا ہے خمر سے تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ جہگڑنے لڑنے کو مستعد ہوجاتا ہے
یہ دونو یعنی حشیشہ وخمر تو ذکر خدا سے نماز سے روکتے باز رکہتے ہین کسی نے کہا اس کے لیے حد
نہین ہے تعزیر چاہیے اسمین بہنگ کی طرح کچہ طرب نہین ہوتا ہے مگر قول اول صحیح تر ہے

اس لیے کہ اس کے کھانے والی کو ضرور ہی نشہ آتا ہے مثل شراب خوار کے مست بنجاتا ہے
خواہ طرب ہو یا نہو پھر بعض کے نزدیک یہ نجس ہے شیخ الاسلام کا میل اسی طرف ہے چنانچہ
فرمایا ہے هذا هو الاعتبار الصحيح بعض کے نزدیک نجس نہین ہے بسبب جمود کی اگرچہ حرام
ہے بعض نے مائع و جامد مین فرق کیا ہے لکن کچھ ہی ہو اللہ تعالی نے جو ہر خمر و ہر مسکر کو حرام کیا ہے
یہ اوسمین لفظاً و معنی داخل ہے گو ظاہری کیون نہو حدیث متفق علیہ مین آیا ہے کل مسکر حرام
دوسری حدیث مین نزدیک ابی داود وغیرہ کے نعمان بن بشیر سے مرفوعاً مروی ہے کہ گیہون
سے شراب بنتی ہے جو سے زبیب سے تمر سے عسل سے بھی بنتی ہے وانا انهى عن كل مسكر یعنی اور
مین تو ہر نشہ لانے والی چیز سے منع کرتا ہون تیسری حدیث مین آیا ہے کل مسکر خمر وکل حرام
ایک لفظ مین یون ہے کل خمر حرام یہ حدیثین صحیح مسلم کی ہین ایک حدیث مین یون ہے جس چیز
کا کثیر نشہ لاوے اوس کا ایک چلو بھی حرام ہے یہ بھی فرمایا ہے اللہ کا عہد ہے کہ جس نے شراب
پی ہے اوس کو طینۃ الخبال پلاویگا یعنی پسینا یا نچوڑ دوزخیون کا یہ حدیث مسلم مین ہے غرضکہ
احادیث اس باب مین بہت ہین حاصل اون سب کا یہ ہے کہ جو چیز عقل کو چھپا دے نشہ لاوے
وہ حرام ہے کسی نوع کا اوسمین فرق نہین خواہ کھائی جاوے یا پی جاوے جس طرح حال حشیشہ کا
ہے کہ کھایا بھی جاتا ہے پیا بھی جاتا ہے یہ سب حرام ہے متقدمین نے اسمین اس لیے کلام نہین
کیا کہ اون کے وقت مین یہ نہ تھا چھٹی صدی کے آخر مین حادث ہوا ہے سو جتنے اشربہ مسکرہ
بعد رسول خدا صلعم کے نکلے ہین وہ سب احادیث مذکورہ مین داخل ہین سب کا ایک ہی حکم ہے خواہ
نجس بھی ہون یا نرے حرام ہی ہون ناپاک نہون ۔

فصل

وہ معاصی جنمین کوئی حد مقدر یا کوئی کفارہ مقرر نہین ہے جیسے کوئی شخص کسی بچے یا عورت
اجنبی کا بوسہ لیلیوے یا بدون جماع کے مباشرت کرے یا کوئی ایسی چیز کھا لیوے جو حلال نہین
جیسے خون یا مردار یا کسی پر تہمت لگاوے زنا کی سوا یا غیر محفوظ مال کو چرا لی یا تھوڑی سی چیز

لیلی یا امانت مین خیانت نہ کری جس طرح خزانچی وغیرہ جو بیت المال پر مقرر ہوتے ہین یا وقف یا
مال یتیم مین سے کچھ خیانت کرلے یا جیسے وکلاء وشرکا باہم مرتکب خیانت ہوتے ہین یا کسی کے
معاملے مین کھوٹ کری جس طرح بعض لوگ اطعمہ ثیاب کیل میزان وغیرہ مین کمی کر دیتے ہین
یا جھوٹی گواہی دیوے یا جھوٹا گواہ بنا دیوے یا رشوت لیکر حکم جاری کرے یا خلاف ما انزل اللہ حکم دے
یا رعیت پر زیادتی کرے یا عزاء جاہلیت عمل مین لاوے یا دعوی جاہلیت کی اجابت کری یا اسی طرح
کے اور محرمات بجا لاوی تو ان سب تقصیرات و جرائم مین تعزیر تنکیل و تادیب کی جاویگی اندازہ
سزا کا رای حاکم پر چھوڑا گیا ہے وہ موافق کثرت و قلت گناہ کی تعزیر وغیرہ دیوے جتنا قصور ہو یا وہ
ہوا و نتاہی نکال ہو اوب زیادہ کیا جاوے کم قصور ہو تو کم سزا دیوے حالت گناہگار کی بھی
رعایت کری اگر کوئی بڑا فاجر مکثر ہے تو اوس کی عقوبت زیادہ چاہیے اگر قلیل ہے تو کم چاہیے
اسی طرح کبر و صغر گناہ کا بھی لحاظ کرنا ضرور ہے مثلا ایک آدمی اکثر لوگون کی بیبیون بچون کو چھیڑتا ہے
تو اوس کی عقوبت نسبت اوس شخص کے جسنے فقط ایک ہی بی بی یا بچے کو چھیڑا ہے زیادہ ہوگی
اقل تعزیر کی کچھ حد مقرر نہیں ہے جس امر مین آدمی کو تو کہہ پہونچے فعل ہو یا قول یا ترک قول یا ترک
فعل یہی اوس کی تعزیر ہے کبھی یون بھی تعزیر کیجاتی ہے کہ وعظ کر دین توبیخ فرما دین سخت
سست سنا دین ملاقات چھوڑ دین سلام ترک کر دین یہان تک کہ وہ تائب ہو یہ بات مصلحت
پر موقوف ہے رسول خدا صلعم نے اون تین اشخاص سے جو غزوہ تبوک سے متخلف ہو گئے تھے ملنا چھوڑ دیا
تھا ایک تعزیر یہ ہے کہ نوکری سے خدمت سے عہدے سے جدا کر دی آنحضرت صلعم نے اور آپ کے
اصحاب نے اس طرح کیا ہے ایک تعزیر یہ ہے کہ اگر لشکری زحف سے بھاگ جاوے تو اوس کی روٹی
بند کر دیجاویگی وہ لشکر مین نہ آنے پاوے اس لیے کہ یہ بھاگنا اوسکا کبائر مین داخل ہے اسی طرح
جب کسی اہلکار معزز سے کوئی خطا ہو تو اوس کی تعزیر یہی برطرف کرنا اوسکا ہے اگر ایسا قصور ہے
کہ عزل اوس کے لیے کافی نہیں ہو سکتا تو تعزیر حبس و ضرب بھی جائز ہے ایک تعزیر یہ بھی ہے کہ
مونھہ کالا کر کے گدہے وغیرہ پر الٹا چڑھا کر پھرایا جاوے عمر بن خطاب نے ایک جھوٹے گواہ کو یہی

یہی سزا دیتے تھے اس لیے کہ کاذب رو سیاہ ہوتا ہے اوس نے بات بدلی اوس کو بدل کر رسوا کیا گیا
نہ موسمہ حضرت عمر کی ہو فائدہ اعلی تعزیر یہ ہے کہ دس کوڑون سے زیادہ نماری اکثر علما نے
یہی کہا ہے کہ تعزیر درجہ حد کو نہ پہونچے بعض نے کہا ادنی حدود جو چالیس یا اسی دُرّے ہین غلام
کی حد بیس یا چالیس درے ہین اس حد تک تعزیر کرے اسی طرح جسنی غیر محرز مال چورایا ہے اوسکا
ہاتھ نہ کاٹی جس نے زنا سے کمتر کام کیا ہے اوس کو زانی کی حد نمارے ایک شخص نے مہر بنا کر بیت المال
سے کچھ مال لیلیا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے تین دن تک سو سو کوڑے روز اوس کو مارے ایک عورت
مرد ہوا یا سحاقہ مین پایا تھا خلفاء راشدین نے اوسکو سو سو کوڑے لگائے جسنے اپنی بی بی کی لونڈی
سے جماع کیا اگر بی بی نے اوس کو واسطی شوہر کے حلال کر دیا ہے تو سو کوڑے مارے جاوینگے
اور جو حلال نہین کیا ہے تو رجم کیا جاویگا مذہب احمد وغیرہ یہی ہے مالک نے کہا بعض جرائم ایسی
ہین کہ اونمین نوبت قتل تک پہونچتی ہے جیسے کوئی جاسوسی مسلمان کی کرے دشمن کو خبر مسلمان
کی پہونچا دی احمد نے ایسے شخص کے قتل مین توقف کیا ہے مگر مالک نے جائز رکھا ابن عقیل نے
بھی کہا یہ قتل درست ہے ابو حنیفہ وشافعی نے منع کیا قاضی ابو یعلی حنبلی بھی مانع ہین مگر حدیث مین
قتل کرنا جاسوس کا آیا ہے ایک گروہ نے اصحاب شافعی احمد وغیرہما مین قتل داعیہ کا جائز رکھا
ہے یعنی اوس شخص کا جو طرف بدعات مخالفہ کتاب وسنت کے لوگون کو بلاتا ہے مالکیہ نے کہا
مالک نے قتل قدریہ اس لیے جائز رکھا ہے کہ اون سے زمین مین فساد برپا ہوتا ہے نہ اس لیے کہ
وہ مرتد ہین سکی مین اسی طرح کسی نے کہا جید رافضی کا قتل کرنا ہے درست ہے ایک روایت مین امام
احمد سے بھی یہی آیا ہے یہ قتل بسبب ان کے کفر کے نہین ہے بلکہ بسبب برپا کرنے فساد کے بیچ زمین
مین اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ ساحر قتل کیا جاوے جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا آیا ہے کہ ساحر
کو تلوار سے مارنا چاہیے عمر وعثمان وحفصہ وابن عمر وغیرہم صحابہ سے بھی یہی مروی ہے ابو حنیفہ نے
کہا تعزیر بقتل جائز ہے جبکہ مکرر ایسا جرم سرزد ہو کہ اوس طرح کے جرم مین قتل واجب ہوتا ہے مثلا
کوئی بار بار لواطت کرے یا بار بار دہوکا دیکر لوگون کا مال لیوے اس کو قتل سیاسۃ کہتے ہین جو

سلہ غیر محفوظ

مفسد اپنے فساد سے کسی طرح باز نہ آوی وہ بے لائق قتل ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے جو کوئی آوی اور تمہارا کام ایک مرد پر مجتمع ہو وہ چاہتا ہے کہ شق عصا کرے جماعت مین تفریق ڈالی تو تم اوس کو قتل کرو دوسری روایت مین یون آیا ہے کہ فتنے ہونگے پس اگر کوئی چاہے کہ اس امت مین تفرقہ ڈالی حالانکہ امت جمع ہے تو اوس کو تلوار سے مارو کوئی کیون نہو یہ دونو حدیث مسلم مین ہین اسی طرح یہ فرمایا ہے کہ چوتھی بار مین شرابخوار کو قتل کرو امام احمد نے دیلم حمیری سے روایت کیا ہے کہ مینے رسول خدا صلعم سے پوچھا کہ ہم ایسی زمین مین جہان ہم کو بہت محنت و مشقت کرنی پڑتی ہی ہم گیہون کی شراب بنا کر محنت کرنے پر قوت حاصل کرین شہر کی سردی کو دور کرین فرمایا اوسمین نشہ ہوتا ہے کہا ہان فرمایا بچو مینے کہا لوگ اوس کو نہ چھوڑینگے فرمایا اگر ترک نکرین تو اون کو قتل کرو یہ اس لیے ارشاد کیا کہ مفسد مثل صائل[١] کے ہے جب بدون قتل کے کام نچلے تو قتل کرنا چاہیے **فائدہ** غرض اس بات کا یہ ہے کہ عقوبت دو طرح پر ہے ایک جرم گذشتہ پر جو کیا اوسکی سزا ملنی چاہیے یہ نکال ہے طرف سے خدا کی جیسے شارب قاذف[٢] کو کوڑے مارنا محارب[٣] و سارق کے ہاتھ یا نون کاٹنا جھوٹے گواہ کو عذاب کرنا دوسری عقوبت وہ ہے جو واسطے ادای حق واجب یا ترک محرم کی زمانہ آئندہ مین دیجاوی تھی جس طرح مرتد سے توبہ کرائی جاوے یہان تک کہ اسلام لاوی اگر اوس نے توبہ کی بہتر ورنہ فی الفور قتل کیا جاوی یا جس طرح تارک نماز و زکوۃ و متلف حقوق خلق کو عقوبت کیجاتی ہے یہان تک کہ نماز روزہ کری حق آدمی ادا کرے ان کامون کی تعزیر پہلے کامون سے زیادہ تر سخت ہے اسی لیے یہ بات ٹھیر چکی ہے کہ ترک نماز پر بار بار ماری یہان تک کہ نماز پڑھنے لگے یا حق واجب ادا کری **فائدہ** شریعت مین جو کوڑے مارنے کا حکم آیا ہے مراد اوس سے متدل جلد[٤] ہے تازیانہ وسط سے کیونکہ بہتر کام وہ ہے جو وسط ہو علی مرتضی رض نے کہا بیچ کی مار بیچ کا کوڑا ہو یہ نکرے کہ کوڑے کی جگہ لاٹھی مارے یا کوئی ڈنڈا سر پر توڑے یا درہ پہ اکتفا کری اس لیے کہ درے کا استعمال تعزیر مین ہوتا ہے حد مین کوڑے مارے جاتے ہین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اکثر تادیب درے سے کرتے تھے جب حد ہوتی تو کوڑا لیتے کیونکہ اس جگہ کام اسی کوڑے کا

[١] حملہ آور ۱۲
[٢] زنا کی تہمت لگانیوالا
[٣] یعنی باغی ۱۲
[٤] کوڑے ۱۲

سے ہے نہ دری کا یہ بھی ضرور نہین ہے کہ کپڑے سے اوتار کر ننگا کر کے مارے بلکہ صرف وہ لباس جدا کیا جاے جو مانع الم ہے جیسے لبادا پوستین وغیرہ ہاتھ باندھکر مارنا بھی ضرور نہین ہی مگر جبکہ حاجت ہو پھر موںنہ پر نہ مارے اس لیے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جب تم قتال کرو تو مونہہ سے بچو اس لیے کہ مقصود اوس کی تادیب ہے نہ قتل کرنا ہان ہر عضو کو مزہ مار کا چکھاوے جیسے پشت بازو ران وغیرہ

فصل

عاصیان خدا و رسول کے لیے جو عقوبات شریعت حقہ مین آے ہین دو طرح پر ہین ایک عقوبت اون لوگون کی جنپر قابو حاصل ہے خواہ ایک آدمی ہو یا زیادہ اسکا حکم گذر چکا دوسری عقوبت اوس گروہ کی جو قابو مین نہین آتے مگر قتال سے سو اس کی اصل وہی جہاد کرنا ہے کفار سے جو دشمن خدا و رسول ہین جس کو دعوت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف دین اسلام کے پہونچ گئی ہے پھر اوس نے نہ مانا قبول نہ کیا تو اوس سے لڑنا واجب ہے یہان تک کہ سارا دین اللہ ہی کے لیے ہو جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شہر مدینہ کو ہجرت نہ کی تھی تب تک حکم جہاد کا نہ آیا تھا پھر حکم قتال کا ہوا یہ قتال شرعا واجب ہے اس کے ترک کرنیوالوںکی مذمت آئی ہے اون کو منافق کہا گیا ہے دلوں کا بیمار بتایا ہے آیات و احادیث واردہ امر جہاد و فضائل جہاد مین بے گنتی ہین مؤلف کتاب العبرۃ فی سب کو جمع کیا ہے باتفاق علماء یہ جہاد افضل ہے حج و عمرہ و نماز تطوع و صوم تطوع سے قرآن و حدیث کا منشا یہی ہے یہان تک کہ ایک رات کا چوکی پہرہ دینا راہ خدا مین ہزار شب کے قیام و صوم نہار سے بہتر ہے جتنی فضیلت اس عمل کی آئی ہے کسی کی نہین آئی مگر ذکر اللہ کی کہ وہ غیر وقت جہاد مین جہاد سے بھی افضل ہے اس عمل کا نفع کچھہ فاعل ہی کو نہین ہوتا ہے بلکہ سب کو دین دنیا مین فائدہ حاصل ہوتا ہے جتنے انواع عبادات باطنہ و ظاہرہ ہین اون سب پر یہ عمل شامل ہے جب مقصود اصلی قتال مشروع کا کہ عبارت ہے جہاد سے یہ ٹھیرا کہ دین اللہ ہی کے لیے ہو اللہ ہی کا بول بالا ہو تو پھر جو کوئی اس سے منع کرے اوس سے باتفاق مسلمین لڑنا چاہیے ہان جو شخص اہل ممانعت و مقاتلت سے نہین ہے جیسے عورتین اطفال راہب شیخ کبیر اندھے دیوانے

لنجی بیمار وغیرہ انکو نزدیک جمہور کے قتل کرنا نہ چاہیے مگر جب کہ وہ قول یا فعل سے مقاتلہ کرین
اگرچہ بعض کے نزدیک ان سب کا قتل کرنا بھی بسبب مجرد کفر کے جائز ہے سوا نسار وصبیان
کے مگر پہلی بات زیادہ ٹھیک ہے اس لیے کہ ہم کو اوس سے لڑنا چاہیے جو ہم سے لڑے
اللہ تعالی نے فرمایا ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب
المعتدین حدیث مین آیا ہے کہ بعض لڑائیون مین رسول خدا صلعم ایک عورت مقتولہ پر گذری
وہان لوگ جمع تھے فرمایا یہ تو نہ لڑی ہوگی یعنے پھر تم نے اس کو کس لیے قتل کیا پھر فرمایا بچون کو
مزدور کو نہ مارو لوڑھے کو عورت کو طفل صغیر کو قتل نکرو اللہ تعالی نے اونھین کا قتل کرنا مباح
کیا ہے جن کے مارنے مین صلاح خلق متصور ہے چنانچہ ارشاد کیا کہ فتنہ قتل سے بڑھکر ہے یعنی
قتل مین اگرچہ شر وفساد ہے لکن فتنۂ کفار مین جو شر وفساد ہے وہ قتل سے بڑھکر ہے پھر جو کوئی
مانع مسلمین اقامت دین الہی سے نہین ہے تو مضرت اوس کے کفر کی اوسی کی جان پر ہی دوسرے
پر نہین اسی لیے فقہا نے کہا ہے کہ داعیۂ بدع مخالفۂ کتاب وسنت کو جو سزا دیجاتی ہے وہ ساکت
کو نہین دیجاتی یہی وجہ ہے کہ شریعت نے قتل کفار کو واجب کیا ہے جسپر قابو حاصل ہے اوس کے
قتل کو واجب نہین کیا بلکہ اگر کوئی اونھین سے قتال یا غیر قتال مین گرفتار ہوجاوے یا کسیکو ناو نے
باہر پھینکدیا ہے یا راہ بھول گیا ہے یا کسی حیلے سے پکڑ لیا گیا ہے تو امام کو چاہیے کہ اوس کے ساتھ
وہ معاملہ کرے جو قتل سی زیادہ صلح ہی احسان رکھکر چھوڑ دے یا فدیہ لیکر رہا کرے خواہ یہ فدیہ
مال ہو یا نفس اکثر فقہا کا یہی قول ہے کتاب وسنت بھی اسی پر دال ہین اگرچہ بعض فقہا مِن وہ
مفادات کو منسوخ خیال کرتے ہین رہے اہل کتاب ومجوس انسے وہان تک لڑنا چاہیے کہ اسلام
لاوین یا جزیہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہوکر دیوین جو ان کے سوا ہین اونھین فقہا کا اختلاف ہے
کہ اونسے جزیہ لیا جاوے یا نہین عامۂ فقہا کہتے ہین عرب سے جزیہ نہ لیا جاوے اسی طرح جو گروہ
ممتنعہ کہ منسوب طرف اسلام کی ہے یا بعض شرائع ظاہرہ ومتواترہ سے ممتنع ہے اوس سے جہاد کرنا
باتفاق مسلمین واجب ہے حتی یکون الدین کلہ للہ جس طرح ابوبکر صدیق وسائر صحابہ نے

مانعین زکوۃ سے قتال کیا ہے بعض صحابہ نے توقف کیا تہا پہر اتفاق کیا عمر بن خطاب نے
کہا یہ کلمہ گو ہین تم انسے کسطرح لڑتے ہو کہا زکوۃ حق اسلام ہے اگر ایک پا بند شتر جو یہ رسول خدا
صلعم کو دیتے تہے ندین گے تو مین انسے لڑون گا عمرؓ نے کہا مین دیکہتا ہون کہ اللہ نے سینہ ابوبکرؓ
کا کہول دیا یہ لڑائی حق ہے آنحضرت صلعم سے بوجود کثیرہ امر قتال کرنیکا ہمراہ خوارج ثابت ہوا ہے
علی مرتضیٰؓ کہتے ہین رسول خدا صلعم نے فرمایا آخر زمانی مین ایک قوم نکلے گی کم سن بے وقوف
ساری خلق کی باتون سے اچہی بات کہینگی انکا ایمان ان کے گلے سے نیچے نہ اوترتیگا دین سے ایسے
نکلجاوین گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے تم جہان کہین اون کو ملو اون کو یا تو قتل کر ڈالو انکے
قتل مین قاتل کو دن قیامت کے اجر ملیگا یہ حدیث صحیحین مین ہے مسلم کی روایت مین آیا ہے
اگر معلوم ہو اوس لشکر کو جو ان کو قتل کرتا ہے کہ خدا نے کیا حکم دیا ہے انکے لیے زبان پر اپنے
نبی کی تو پہر عمل کرنے سے بیٹھہ رہین یعنے ان کے قتل کرنے کا بیحد اجر ہے کہ پہر اوس کے مقابلے
مین کسی عمل کرنے کی کچہہ حاجت باقی نہین رہتی حدیث ابی سعید خدری مین مرفوعًا ان کی یہ علامت
آئی ہے یقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد
یہ حدیث متفق علیہ ہے جب اہل عراق وشام مین پہوٹ پڑی تو ان کو علی مرتضیٰ نے قتل کیا انکا
نام حروریہ ہے یہ خارجی تہے غرضکہ کتاب وسنت واجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ جو
کوئی شریعت اسلام سے خارج ہو گو وہ تکلم بشہادتین کرے کلمہ پڑہے آپ کو مسلمان کہے اوس سے
لڑنا چاہیے ہان جس نے سنت راتبہ کو ترک کر دیا ہے جس طرح مثلاً دو رکعت سنت فجر نہین پڑہتا
اوس سے بہی قتال کرنا چاہیے یا نہین اسمین فقہاء کے دو قول ہین رہی واجبات مستفیضہ سو اونپر
بالاتفاق مقاتلہ کرنا چاہیے یہان تک کہ التزام اقامت صلوات مکتوبات کرین زکوۃ دین روزہ
رکہین حج بجا لائین نکاح محارم اکل خبائث سے بچین مال وجان اہل اسلام پر دست درازی
نہ کرین یہ قتال ابتداءً بعد تبلیغ دعوت نبوی واجب ہے اور جبکہ خود ہی مسلمانون سے لڑائی
شروع کرین تو پہر قتال متوکد تر ہو جاتا ہے جس طرح حکم قتال معتدین قطاع الطریق کا ہی بلکہ ابلغ تر

اوس سے اسی طرح کفار سے اور اون سے جو بعض شرائع سے ممتنع ہین جیسے مانعین زکوۃ وخراج وغیرہ اور جو کوئی ان کی طرح ہو اوس سے جہاد کرنا ابتداءً و دفعاً واجب ہے پس جب یہ جہاد ابتداءً ہوگا تو فرض کفایہ ہے جب کوئی ایسا آدمی کھڑا ہو گیا جو کفایت کر سکتا ہے تو فرض نکو رو دوسرونکے ذمے سے ساقط ہوجاویگا فضیلت اسی قائم کے لیے ہوگی جسطرح قرآن پاک مین آیا ہی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله اور جو خود دشمن ہی حملہ آور ہو مسلمانون پر ہجوم کرے تو پہر دفع کرنا اوسکا اون سب پر واجب ہے جن کا اوس دشمن نے قصد کیا ہے اور جن کا قصد نہین کیا اونپر اعانت مقصودین واجب ہے قال تعالی وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر رسول خدا صلعم نے بہی امر نصرت مسلم کا فرمایا ہی خواہ اس آدمی کو قتال پر رزق ملے یا نہ ملے یہ دفع ہر کسی پر جان ومال سے بقدر قدرت وامکان باوجود قلت وکثرت کے واجب ہے خواہ پیادہ ہو یا سوار عام خندق مین اعدا نے قصد اہل اسلام کیا تہا اللہ تعالی نے کسیکو اجازت ترک قتال کی ندی جسطرح اذن ترک جہاد کا ابتدائی طلب عدو مین دیا تہا دو اقسام ٹہیرا دیے تہے ایک قاعد دوسری خارج بلکہ اون لوگون کی مذمت سے جنہون نے رسول خدا صلعم سے اذن چاہا تہا کہا تہا کہ ہمارے گہر ننگے ہین سو فرمایا کہ اون کے گہر ننگے نہین انکا ارادہ بہاگنے کا ہے سو یہ دفع بچانا ہے دین وحرمت وانفس کا پس یہ قتال اضطراری ہوا وہ قتال اختیاری تہا دین بڑہانے کو دشمن کے ڈرانے کو جیسے غزوہ تبوک وغیرہا غرضکہ اس قسم کی عقوبت واسطے طوائف ممتنعہ کے ہے رہی وہ طوائف جو اہل دیار اسلام ونحوہم سے غیر ممتنع ہین اون کی عقوبت یہی ہے کہ اون کو اون واجبات پر جو مبانی اسلام ہین جیسے صلوات وصوم وغیرہا یا جیسے ادا کرنا امانات کا وفا کرنا عہود کا معاملات وغیرہا مین ملتزم کرے یہ الزام اون کی لیے واجب ہے مثلاً اگر سب لوگ مرد عورت نماز نہ پڑہین تو اون کو اول حکم نماز پڑہنے کا دے اگر نمانین سزا دے یہانتک کہ سب کے سب نماز پڑہنے لگین اسپر اجماع علما ہے پہر بعض نے کہا قتل مین مہلت دی توبہ طلب کرے اگر توبہ کرین فبہا ورنہ جان سے مار ڈالی یہ قتل انکا بوجہ کفر وردت کے

ہے یا بسبب فسق کے اسمین دو قول ہین امام احمد کی دونو قول مشہور ہین اکثر سلف کا قول مقتضی کفر
ہے اگرچہ وجوب کا اقرار کیون نکرے اور جو نعوذ باللہ منکر و جاحد وجوب ہے تو پہر بالاتفاق کافر
ہوگیا اب اوس کے قتل مین کیا دیر ہے بلکہ اولیا پر یہ واجب ہے کہ جب بچا سات برس کا ہو جاوے
تو اوس کو نماز پڑہاوین دس برس کا ہو کر نہ پڑہے تو اوس کو مارین ٹہونکین بستر سے علیحدہ سولاوین
یہ بات حدیث مین آئی ہے اسی طرح نماز جس چیز کی محتاج ہے جیسے طہارت واجبہ وغیرہ وہ اوسکو
تعلیم کرین پورا کام یہ ہے کہ مسجدون کی خبر گیری کرین ائمہ نماز کے پاس او ٹہین بیٹہین امامون کو حکم
کرے کہ ان کے ہمراہ ویسی ہی نماز پڑہین جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پڑہتے تہے حدیث
مین آیا ہے صلوا کما رأیتمونی اصلی رواہ البخاری اس حدیث سے یہ بات بہی ثابت ہوتی
ہے کہ امام کے پیچہے فاتحہ پڑہے آمین کہے رفع الیدین کرے سارے سنن نماز جو احادیث صحیحہ سے
ثابت ہین بجا لاوے ورنہ یہ نماز ویسی نماز نہوگی جو رسول خدا صلعم پڑہا کرتے تہے ایک بار آنحضرت
صلعم نے کنارۂ منبر پر نماز پڑہی فرمایا یہ کام مینے اس لیے کیا ہے کہ تم میرا اقتدا کرو میری سی نماز
پڑہنا سیکہو امام نماز کو چاہیے کہ لوگون کو مہلت دے تاکہ اون سے وہ کام جو کمال دین کا ہی فوت
نہو خود بہی پوری پوری نماز پڑہائے یہ نکرے کہ جو منفرد کے لیے جائز ہے اوسپر اقتصار کرے غدر
کی بات دوسری ہے اسی طرح جو امام حج کا یا امام حرب کا ہو اوسکو بہی یہ امور ملحوظ رہین تاکہ دین میں
فتور واقع نہو دنیا مین جو کوئی کسیکا وکیل یا گماشتہ ہوتا ہے لیکن دین مین اپنے موکل کی بہلائی
چاہتا ہے اوس کے مال کا نقصان روا نہین رکہتا ہے اپنا چاہے نقصان کردے مگر موکل کا
ضرر نہین کرتا ہے پہر یہ نماز حج حرب وغیرہ تو امر دینی ہے اسمین اصلاح اعمال کا زیادہ تر اہتمام چاہیے
ملوک ورؤسا کے اہتمام کرنے سے ساری درستی دین و دنیا کی ہوتی ہے ورنہ سارے کام بیجا
و مضطرب ہو جاتے ہین کسی ایک بات کا بہی رنگ ڈہنگ درست نہین رہتا ان سب امور کا
ملاک یعنی مدار حسن نیت امراء ورؤسا وولاۃ ہے حق مین رعیت کے اخلاص دین ہے واسطے خدا
کے توکل کرنا ہے اللہ پاک پر اخلاص و توکل گویا سارے صلاح فلاح خاصہ و عامہ کا کہا ہے

دیکھو ہم کو حکم کیا ہے کہ ہم نماز مین ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا کرین یہ دونون کلمے جامع اون
سب امور کے ہین جو کتب منزلہ سماویہ مین آئے ہین ایک روایت مین آیا ہے کہ ایک بار رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی غزوے مین تشریف رکھتے تھے یا مالک یوم الدین ایاک نعبد و
ایاک نستعین کہا سر دشمنون کے کاندھون پر سے نیچے گرنے لگے مجھی یاد آیا کہ ایک بار والی دمشق
جہاد کو نکلے تھے وقت صف آرائی کے اون کے مونھہ سے یہ لفظ نکلا یا خالد بن الولید شیخ الاسلام
ابن تیمیہ رح وہان موجود تھے سنتے ہی بادشاہ کو للکارا کہ تو یہ کیا کہتا ہے کہہ یا مالک یوم الدین
ایاک نعبد و ایاک نستعین جب اون نے یہ کلمہ مبارک کہا اللہ نے فتح نصیب کی دشمن کو
شکست ہو گئی کیون نہو قرآن پاک مین جابجا اخلاص کا ذکر ہے کہین فرمایا فاعبدہ و توکل علیہ
کسی جگہہ یون آیا علیہ توکلت والیہ انیب کہین یہ کہا علیک توکلنا والیک انبنا والیک
المصیر رسول خدا صلعم جب قربانی ذبح کرتے اللھم ھذا منک والیک کہتے تعظیم ہون واسطی الٰہی
کے خاصتہ اور واسطی غیر والی امر کے عامتہ تین کام ہین ایک اخلاص اللہ کے لیے توکل کرنا اسپر
ہمراہ دعا وغیرہ کی اس کی اصل محافظت کرنا ہے نماز پر دل و بدن سے دوسرا کام احسان کرنا ہے
ساتھہ خلق کے نفع و مال سے جسکو زکوٰۃ کہتے ہین تیسرا کام صبر کرنا ہے ایذا ہی خلق پر تحمل کرنا ہے
مصائب و نوائب دہر پر اسی لیے اکثر اللہ تعالی قرآن پاک مین نماز و صبر کو یکجا ذکر کرتا ہے کبھی نماز
و زکوٰۃ کو یکجا ارشاد فرماتا ہے بلکہ نماز و زکوٰۃ کا ساتھہ مصحف مجید مین بہت آیا ہے سو جب نماز و
زکوٰۃ و صبر کو قائم کیا تو سمجھو کہ حال راعی و رعیت دونون کا درست ہو گیا ان اسمای جامعہ مین سارے
حسنات داخل ہین مثلا نماز مین ذکر خدا و دعای خدا تلاوت کتاب اللہ اخلاص دین للہ توکل علی اللہ
داخل ہے زکوٰۃ مین احسان کرنا طرف خلق کے مال سے نفع پہونچانے سے نصر مظلوم کی فریادرسی
ملہوف کی حاجت براری محتاج کی داخل ہے حدیث صحیحین مین آیا ہے ہر نیک کام صدقہ ہے
اس قیاس پر ہر احسان داخل زکوٰۃ ہے گو بسط وجہ و کلمہ طیبہ ہے کیون نہو بلکہ حسن خلق مین سارے
خوبیان دین و دنیا کی ہین ترازوی اعمال مین دن قیامت کے اس سے زیادہ بھاری کوئی نے

عمل نہوگا صبر مین احتمال اذی کظم غیظ عفو عن الناس مخالفت ہوی ترک حرص و بطر وغیرہا داخل ہے حسن بصری نے کہا قیامت کے دن عرش کے نیچے سے پکارین گے جسکا اجر اللہ پر لینا ہو وہ کہڑا ہو جاوے اوس وقت کوئی کہڑا نہوگا مگر وہ شخص جس نے کسیکا قصور معاف کیا یا اصلاح ذات البین کی **فائدہ** یہ بات حسن نیت یا احسان الی الرعیۃ مین داخل نہین ہے کہ جو رعیت چاہے والی بہی وہی کام کرے جس کو رعیت مکروہ جانے اوس کو یہ ترک کر دے انکی خوشی ناخوشی کا پابند ہو کر رہے بلکہ یہ عین ظلم و فساد ہے اللہ تعالی نے کہا ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن صحابہ سے ارشاد کیا واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم بلکہ احسان کرنے کی صورت یہ ہے کہ جو کام لوگون کے لیے دنیا و دین مین فائدہ مند ہو گو کوئی اوس سے ناخوش ہو یا اوس کو پسند نکرے اوس کو بجا لائے اتنی بات ہے کہ جس بات کو وہ مکروہ رکہین اوس امر مین نرمی سے برتاو کرے سخت گیری سے پیش نہ آوے صحیحین مین آیا ہے رسول خدا صلعم نے فرمایا جس چیز مین نرمی ہوتی ہے اوس کو زینت ہو جاتی ہے جس چیز مین سختی ہوتی ہے اوسمین عیب لگ جاتا ہے اللہ تعالی خود رفیق و نرم ہے نرمی و رفق کو دوست رکہتا ہے جو کچہہ رفق و نرمی پر دیتا ہے وہ سختی و درشتی پر نہین دیتا عمر بن عبد العزیز نے کہا مین چاہتا ہون کہ حق تلخ کہون پہر ڈرتا ہون کہ مبادا لوگ نفرت کرین اسلیے صبر کرتا ہون یہان تک کہ کوئی میٹہی بات دنیا کی ہاتہہ لگ جاوے تو اوس حق کو اوس کی ہمراہ باہر نکالون کہ ایک سے اگر نفرت کرین تو دوسری بات پر قرار پکڑین **فائدہ** رسول خدا صلعم کے عادت شریف یہی تہے کہ جب کوئی حاجت لاتا تو اوس کا کام کر دیتے یا نرم بات فرماتے بعض اقارب نے کہا ہم کو والی صدقات کر دو فرمایا صدقہ محمد و آل محمد کو حلال نہین ہے اس سے تو منع کیا مگر تئیی سے عوض اوسکا کر دیا علیؓ و زید و جعفر نے بابت دختر حمزہ کے تخاکم کیا تہا آنحضرت صلعم نے لڑکی کسیکو نہ دلائی خالہ کے سپرد کر دی لکن جی ہر ایک کا اسطرح پر خوش کر دیا کہ علیؓ سے کہدیا انت منی وانا منک جعفر سے کہا اشبہت خلقی وخُلقی زید سے کہا انت اخونا ومولانا

اسی طرح ہر والی امر کو چاہیے کہ قسمت و حکم مین نرمی برتے لوگ تو ہمیشہ ہی ولایت مال متاع منافع
جو ر شفاعت کا سوال کیا کرتے ہین ان کو دوسری طرح پر عوض کر دے اگر ممکن ہے ورنہ قول میسور
کہکر پھیر دے سخت کلامی نکرے اس لیے کہ سائل کو رد کرنا اوس کے سوال کا بچ دیتا ہے خصوصا
اوس شخص کو جس کی تالیف کی حاجت ہے اللہ پاک نے فرمایا اما السائل فلا تنہر وات ذا القربی
حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا یعنی رشتہ دارون محتاجون مسافرون کو
جتنا حق ہے اوتنا دیوے مگر بیجا کرے کہ سارا مال اوڑا دوے الی قولہ واما تعرضن عنہم ابتغاء
رحمۃ من ربک ترجوہا فقل لہم قولا میسورا یعنی اگر تو اونسے مونہہ پھیرے اپنے رب کا
امیدوار ہوکر تو آسان بات کہہ۔ اسی طرح جب کسی شخص پر کوئی حکم جاری کیا جاتا ہے تو اوس شخص کو
ایذا ہوتی ہے پھر جب اوس سے کوئی اچھی نرم بات ملائم کلمہ کہدیا جاتا ہے تو اوس کا جی خوش
ہوجاتا ہے یہ گویا ایک عمدہ سیاست ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ
اللہ تعالی نے جب موسی وہارون کو پاس فرعون کی بھیجا فرمایا قولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی تم دونو آپسے
نرم بات کرنا شاید وہ سوچے یا ڈرے اسی طرح جب رسول خدا صلعم نے معاذ بن جبل وابوموسی اشعری کو
طرف یمن کے روانہ فرمایا تو اون سے یہ کہا یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا ایک
گنوار نے مسجد نبوی مین پیشاب کر دیا لوگ اوس کے روکنے کو اوٹھے فرمایا مت روکو موت لینے دو پھر
کہا ایک ڈول پانی کا اس جگہہ پر ڈال دو ہا وانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین یہ دونو
حدیثین صحیحین مین ہین کسی نے ہارون رشید کو بہت سختی سے نصیحت کی ہارون نے کہا نہ تو موسے
وہارون سے بہتر ہے نہ مین فرعون سے بدتر ہون معہذا اون دونو کو خدا نے فرمایا کہ اوس سے
نرم بات کرو تو کیون مجھسے اتنی سختی کرتا ہے غرضکہ رفق ولینت ایسی چیز ہے کہ آدمی ہردم اوس کے
طرف اپنی جان واہل بیت ورعیت کی سیاست ومعاملات مین حاجت رکھتا ہے نفوس امر حق کو
جب ہی قبول کرتے ہین کہ وہ حق معین اون کے حظوظ محتاج الیہا کا ہو سو یہ حظوظ ہمراہ نیت صالح
کے عبادت وطاعت ہوجاتے ہین دیکھو کھانا پینا پہننا ہر انسان پر واجب ہے یہان تک کہ حالت

اضطرار میں مردار کا کھانا بھی واجب ہوجاتا ہے عام علمار کا یہی قول ہے اگر نہ کھایا اور مرگیا تو
جہنم میں گیا کیونکہ عبادت بدون اکل شرب وغیرہ کے ادا نہیں ہوسکتی اور جو چیز کہ واجب بلی ویسکے
ادانہ ہوسکے وہ واجب ہوتی ہے اسی لیے نفقہ انسان کا اپنی جان اور اپنے اہل پر مقدم ہے
غیر پر نفقہ کرنے سے اس باب میں احادیث آچکی ہیں کیونکہ یہ نفقہ فرض عین ہے وہ نفقہ فرض کفایہ
یا مستحب ہے اگرچہ عین ہی کیوں نہو جاوے جبکہ دوسرا شخص ساتھ اوس کے قیام کرے اطعام جائع
واجب ہوتا ہے غرضکہ استعانت کسی امر مباح جمیل سے امر حق پر منجملہ اعمال صالحہ کے ہے اسی لیے
حدیث میں آیا ہے وفی بضع احدکم صدقۃ مومن کی نیت جب نیک ہوئی تو سارے افعال
برا وس کو ثواب ملیگا سارے مباحات اوس کے اعمال صالحہ ہوجاوینگے بخلاف منافق کے
کہ وہ عبادات ریا پر معاقب ہوگا الحاصل راہ خیر طاعت و اعانت و ترغیب کو جہانتک
ہوسکے آسان کرے اولاد و اہل و رعیت کے ساتھ ایسا برتاؤ ہو جس سے اونکو عمل صالح میں
رغبت پیدا ہو کسیکو انمیں سے کچھ دے کسی کو اچھا کہے گھوڑدوڑ تیراندازی اسی لیے مشروع ہوئی
ہے کہ لوگوں کو اعدادقوت رباط خیل میں رغبت پیدا ہو دشمن سے لڑیں خدا کی راہ میں جہاد
کریں یہانتک کہ خود رسول خدا صلعم اور اون کے خلفائے راشدین نے مسابقت کی ہے خرچ
بیت المال پر پڑتا اسی طرح مولفۃ القلوب کو دیتے صبح کو آدمی دنیا کے لیے مسلمان ہوتا شام کو
اسلام اوسے سارے جہان سے زیادہ عزیز ہوجاتا اسی طرح شر و معصیت کی جڑ کاٹنا چاہیے سد
ذرایعہ کرے جو کام منجر بشر مفضی بمعصیت موصل بفساد ہو اومیں کوئی مصلحت راجحہ موجود نہو تو
بالکل اوسکا سد باب کرے جس طرح رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کوئی مرد کسی عورت کو اکیلا
لیکر نہ بیٹھے اگر تیسرا اون کا شیطان ہوتا ہے عورت کو دور دراز راہ کے سفر سے منع کیا ہے
مگر ہمراہ شوہر یا کسی محرم کے خلوت اجنبیہ سے نہی فرمائی ہی اس لیے کہ یہ سب ذرائع فساد کے
ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک رات پہرتے تھے جس طرح کوئی کوتوال شہر کا گشت کرتا ہی
ایک عورت کو سنا شعر پڑھتی تھی ؎ ھل من سبیل الی خمر فاشربھا ام من سبیل الی نصر بن حجاج

نے کہا کہ دیکھا ایک خوبصورت جوان پایا اوسکا سر منڈوا ڈالا سر منڈنے سے اوسکا حسن وجمال
اور بھی زیادہ ہوگیا ناچار اوس کو شہر بصرے کو نکال دیا کہ کہین عورتین اوسپر مفتون
ہوجاوین ایک نقل یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ فلان شخص کے پاس لڑکے
بیٹھتے ہین اوسپر اونکو ان کے پاس بیٹھنے سے روک دیا کہ مبادا کوئی فتنہ برپا ہو اولیاے
اطفال کو منع کر دیا کہ اپنے لڑکون کو ... تماشاگاہ وغیرہ مین تنہا بھیجا کرین مجالس لہو و
اغانی مین حاضر نہ ہونے دین اگر ایسا کرین گے تو ... اسی طرح جس شخص سے فجور ظاہر ہوا ہو
اوس کو صحبت نسوان و مردان صباح سے روکا جاوے دونو مین جدائی کرا دیجاوے نقاد کا
اتفاق ہے کہ گواہی فاسق کی جائز نہین ہے جبکہ کسی طرح کا فسق اوس سے دیکھا سنا گیا ہو
لوگون کے اچھے برے کہنے پر ایک جنازہ کو فرمایا انتم شہداء اللہ فی الارض ایک عورت زمانہ
نبوی مین اعلان فجور کرتی تھی فرمایا لو کنت راجما بغیر بینة لرجمت هذه معلوم ہوا کہ اقامت حدود
بدون بینہ کے نہین ہوتی ہے وہی یہ بات کہ آدمی کی گواہی سے امانت کے مقدمے مین احتراز کرین
سو اس جگہہ کچھ حاجت معاینے کی نہین ہے استفاضہ کافی ہے بلکہ استفاضہ سے بھی کم کفایت کرتا ہے
بلکہ اقران سے استدلال کر سکتے ہین جس طرح ابن مسعود نے فرمایا اعتبروا الناس باخدانهم لوگون کا اعتبار
اون کے یارون سے کرو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا احترزوا من الناس بسوء الظن لوگون سے فقط
بدگمانی سے بچو الحزم سوء الظن

فصل

منجملہ اون حدود و حقوق کے جو شخص معین سے تعلق رکھتے ہین ایک قتل نفس ہے فرمایا لا تقتلوا
اولادکم من املاق مت مارو اپنی اولاد کو ڈر سے محتاجی کے ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا
بالحق مت قتل کرو کسی جان کو جو اللہ نے حرام کی ہے مگر حق سے مومن کو خطا سے مارا ہے تو اوس کا حکم
دوسرا ہے اور جو دیدہ و دانستہ قتل کیا ہے تو جہنم ہے خدا کا غضب ہے خدا کی لعنت ہے ایک جان کا
قتل کرنا ایسا ہے جیسے سارے جہان کو قتل کر ڈالا ایسے ہی زندہ کرنا ایک جان کا مثل زندہ کرنے سارے

آدمیون کے ہے قیامت مین سب سے پہلے خون ہی کا فیصلہ ہوگا **فائدہ** قتل تین طرح پر ہے ایک
زا عمل یہ ہے کہ کسی نفس معصوم کو مار ڈالے ایسی چیز سے کہ غالبًا آدمی اوس سے مرجاتا ہے جیسے
تلوار کی دہار یا کوئی بہاری چیز جیسے سندان آہنگر کو دین قصار یا آگ مین جلاوے یا پانی مین
ڈبو دے یا اونچی جگہ سے گرادے یا گلا گہونٹ ڈالے یا خصیے مل ڈالی یہان تک کہ جان نکلجاوے
یا موہنہ ڈہانپے یہان تک کہ مرجاوی یا زہر پلاوے سو اس طرح کے افعال سے قاتل پر قود یعنے
قصاص واجب ہوجاتا ہے اولیای مقتول کو اس بات کا قاتل پر قابو دے گا اگر وہ چاہین اوسکو
قتل کرڈالین یا معاف کرین یا دیت لین مگر مارنے کی ٹہیرے تو سوا قاتل کے دوسرے کو نمارین
قال تعالی ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل انہ کان منصورا
اس کی تفسیر مین کہا ہے لا تقتلوا غیر قاتل حدیث مین آیا ہے جو کوئی ارادہ کرے کسی چوتھی بات
کا تو تم اوسکا ہاتہہ پکڑلو مارے یا بخشے یا دیت لی ان تینون امرو تین سے جب ایک کام کرلیا تو پہلا عادہ
نکری اگر کریگا تو نار جہنم طیار ہے اوسمین ہمیشہ رہیگا ترمذی نے اسکو اسی تشریح سے روایت کیا ہے
حسن صحیح کہا ہے یعنی جس نے بعد عفو کے قتل کیا یا دیت لی تو اوسنے یہ بڑا ایک جرم کیا جو قتل ابتدائی
سے بہی زیادہ ہے بعض علما نے کہا ہے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے کچہہ اولیاے مقتول کو
اسمین دخل نہین ہے علما نے کہا ہے اولیاے مقتول کا دل غیظ سے جوش مارتا ہے جب تک کہ
قاتل کو قتل نکرلین مگر یہہ اولیا کبہی فقط قتل قاتل پر راضی نہین ہوتے ہین اکثر اصحاب قاتل کو قتل
کرڈالتے ہین جیسے کوئی سردار کسی قبیلے کا مقدم کسی گروہ کا ہو اس صورت مین زیادتی قاتل
کی تو ابتدا مین ہوئی ان کی زیادتی استیفا مین ہوئی جاہلیت کے لوگ جو شریعت سے باہر
ہین وہ ایسے بہت کام کر بیٹہتے ہین کبہی قاتل مقتول سے زیادہ اشرف ہوتا ہے تو اوس کے
قتل مین استعظام کرتے ہین اسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ اولیاے مقتول جس کسیکو اولیای قاتل
سے پاتے ہین اوسپر ہاتہہ صاف کرتے ہین پہر کبہی دونو طرف سے بلوا کہڑا ہوجاتا ہی طرح
طرح کے فتنے عداوتین پیدا ہوجاتی ہین یہ ساری خرابی اس بات کی ہے کہ طریقۂ عدل سی باہر

ہوگئے دائرۂ شرع سے نکل گئے ہین ورنہ خدا نے قصاص کو واجب کیا ہے قصاص کی معنے
مساوات کرنا ہے درمیان قتل وغیرہ کے اس قصاص مین اورون کی زندگی ہے سوا قاتل کے
دوسرے کو مارنا نچاہیے جب قتل کرنے والی کو یہ معلوم ہوا کہ وہ عوض اس قتل کے قتل کیاجاویگا
توپہر وہ قتل سے باز رہیگا حدیث علیؓ مین نزدیک احمد وغیرہ کے آیا ہے کہ مسلمان بدلی کافر کے
مارانجاویگا نہ کوئی عہد والا حالت عہد مین مقتول ہوگا حدیث ان المسلمین تتکافأ دماؤهم کا
یہی مطلب ہے کہ یہ سب مسلمان متساوی متعادل ہین بڑے ہون یا چہوٹے نہ عربی کو کچہہ فضیلت
عجمی پر ہے نہ قریشی ہاشمی کو اور مسلمانون پر نہ آزاد اصلی کو غلام آزاد پر نہ عالم کو جاہل پر نہ امیر کو
مامور پر نہ بادشاہ سلطان والی رئیس کو رعیت پر شیخ الاسلام نے کہا یہ مسئلہ متفق علیہ ہی درمیان
مین مسلمانون کے ہان اہل جاہلیت وحکمائے یہود برخلاف اس کے تہے مدینۂ منورہ مین دو
طرح کے یہود رہتے تہے ایک قریظہ دوسری نضیر نضیر کو قریظہ پر فضیلت تہی مقدمات خون مین
انہون نے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاکمہ کیا حد کو رجم سے متغیر کرکے تحمیم کو مقرر کرہا
تہا اللہ تعالی نے وحی بہیجی کہ تم حکم عدل دو یہ آیت بسبب انکی ہے اسمین سب نفوس کو برابر رکہا ہے کسیکو
کسی پر تفضیل نہین بخشی الی قولہ افحکم الجاہلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون
غرضکہ خون سب اہل اسلام کا خواہ فقیر حقیر ہون یا رئیس امیر برابر ہے شہرون گانون مین جو اکثر فساد
برپا ہوتے ہین اونکا سبب یہی بغی و ترک عدل وعدم عمل بشریعت ہے والی امر کو چاہیے کہ مقدمۂ
دماء واموال مین برابری کرے برادری قرابت رشتہ داری بہائی بندی ودوستی ہمسائگی ہم وطنی
ہم مذہبی ہم صحبتی کا موہنہ دیکہے اگر دیکہیگا تو پہر جہنم اسکا موہنہ دیکہے گی **فائدہ** اولیای مقتول
سے کہین کہ تم عفو کرو یہ عفو کرنا اون کے لیے بہت بہتر ہے اللہ تعالی نے فرمایا والجروح قصاص
فمن تصدق بہ فهو کفارۃ لہ انس نے کہا ما رفع الی رسول اللہ صلعم امر فیہ القصاص الا امر فیہ
بالعفو رواہ ابو داود وغیرہ مسلم مین ابی ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے ولا زاد اللہ عبدا بعفو الا عزا
فائدہ مکافات کا ذکر جو اس جگہہ ہوا ہے یہ حق مین مسلمان آزاد کے ہے جبکہ قاتل ومقتول دو نو

اسطرح کے ہون رہا ذمی سو بہت علمار کا یہ قول ہے کہ وہ کفو مسلمان کا نہین ہوسکتا جس طرح
مستامن جو بلاد کفار سے قاصد یا تاجر بنکر آتا ہے بالاتفاق کفو مسلم نہین ہے **فائدہ** دوسری قسم
قتل کی قتل خطاء شبہ عمد ہے یہ مشابہ قتل عمد ہوتا ہے حدیث مین آیا ہے اس طرح کے قتل مین جو کوڑے لاٹھی
سے ہو سو اونٹ ہین اونمین چالیس اونٹنیان حاملہ ہون اس کو شبہ عمد اس لیے کہتے ہین کہ اسنے
اوس دوسرے پر قصد زیادتی کرنے کا کیا تھا لیکن ایسی ضرب سے مارا جس سے غالبًا آدمی نہین مرتا ہے
پس گویا یہ قصد … اوسکا تھا قتل کا مگر وہ اتفاقًا مرگیا تیسری قسم خطاء محض ہے مثلاً کسی شکار
پر تیر پھینکا یا کسی نشانے پر لگایا اور کسی آدمی کے جا لگا اوس کو معلوم نہ تھا نہ یہ اُسکا قصد تھا وہ آدمی
مرگیا اسمین قصاص نہین ہوگا فقط دیت یا کفارہ دینا پڑیگا اس جگہہ بہت مسائل ہین جو کتب
اہل علم مین لکھے ہین **فائدہ** زخمون مین بھی قصاص آیا ہے کتاب و سنت و اجماع سے ثابت ہے
بشرط مساوات مثلاً اگر کسیکا سیدہا ہاتھہ مفصل سے الگ ہوگیا ہے تو اوس دوسرے کا ہاتھہ
بھی وہین سے جدا کرینگے یا دانت توڑا یا کسیکا دانت اوکھیڑ ڈالا ہے تو فقط اوسکا دانت بھی
اوکھیڑینگے یا کسیکا سر پھوڑ ڈالا ہے یا مونہہ پر چوٹ ماری ہے تو اوتنا ہی سر پھوڑینگے
اوتنی ہی چوٹ کا بدلا لینگے اور جب برابری سزا مین نہو سکے گی تو پھر اوس وقت قصاص موقوف
رہیگا دیت یا ارش دینا واجب ہوگا اور جو کسیکو ہاتھہ سے یا چھڑی سے یا کوڑے سے مارا ہے
جیسے ایک طمانچہ وغیرہ لگا دیا یا ایک چابک مار دیا تو نزدیک علماء کے اس جرم مین تعزیر ہوگی
نہ قصاص کیونکہ مساوات ممکن نہین ہے مگر خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ و تابعین سے ایسی حالت
مین بھی قصاص مشروع ہوا ہے احمد وغیرہ فقہاء نے اسی پر نص کی ہے سنت صحیحہ بھی اسیطرح
آئی ہے وہو الصواب ابو فراس نے کہا واللہ مین اپنے عامل تمہاری طرف اس لیے نہین
بھیجتا کہ وہ تمہاری کہال کو ماریں تمہارا مال لیوین بلکہ اس لیے بھیجتا ہون کہ وہ تم کو تمہارا دین
سکہا دین سنت نبی صلعم کو تعلیم کرین سو جو کوئی خلاف اس کے کرے تم مرافعہ اوسکا مجھسے کرو واللہ
مین اوس سے قصاص یعنی بدلا لونگا عمرو بن عاص نے کہا ای امیر المومنین اگر کوئی مسلمان آدمی

رعیت پر مقرر ہوا اور وہ کچھ اوس کو ادب کرے تو کیا تم اوسکا بدلا لوگے کہا قسم ہے اوس کی جسکی
ہاتھ مین جان محمد کی ہے مین ضرور قصاص لونگا بیشک رسول خدا صلعم کو دیکھا ہے اپنی جان سے
قصاص لیتے تھے خبردار ہو تم نے کبھی مسلمانون کو مارا پیٹا تم اون کو ذلیل نہ کروا اون کے
حقوق کو منع نہ کرو کہ وہ تمہارا کفران کرین رواہ احمد وغیرہ مطلب یہ ہے کہ جب والی رعیت کو
ناجایز مار ماریگا تو والی سے اوسکا عوض لیا جاویگا اور جو ضرب مشروع ہے اوسمین بالاجماع قصاص
نہین ہے کیونکہ وہ مار بیشک واجب ہوگی یا مستحب یا جائز **فائدہ** آبروریزی مین بھی قصاص
یعنے بدلا لینا مشروع ہے مثلا کوئی آدمی کسی پر لعنت کرے یا بددعا دے یا گالی دے یا اہانت
کرے یا اوس کے نسب حسب مین طاعن ہو تو اس شخص کو پہونچتا ہے کہ اوس کے ساتھہ بھی ہے
معاملہ کرے گالی کا عوض گالی ہے کوسنے کا بدلا کوسنا ہے مگر اتنا خیال رکھے کہ جھوٹی گالی جھوٹا
کوسنا دے لعن وطعن کے عوض سچی لعن وطعن کرے اور جو کچھہ بھی نہ کیا بلکہ بخشدیا عفو کردیا تو بہہ
کیا پوچھنا یہ تو سب سے زیادہ بہتر ہوا قال تعالی وجزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفا واصلح
فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل
رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے المستبان ما قالا فعلی البادی مالم یعتد المظلوم دو گالیان دینے
والون نے جو کچھہ کہا اوسکا گناہ پہلے پر ہے جب تک کہ مظلوم حد سے آگے نہ بڑھے اسکو انتصار
کہتے ہین مگر جبکہ ایک گالی کے عوض مثلا دو گالیان دین تو پھر یہی مظلوم ظالم ہو جاویگا وہ ظالم
ظالم نہ رہیگا اس لیے کہ ایک گالی کے مقابلے مین تو ایک گالی اس کی ہوگئی رہی دوسری گالی
وہ بلا عوض بمنزلہ علاوہ کے ہوئی سو اس علاوہ کی وجہ سے یہ ظالم ٹہیر گیا وہ مظلوم ہوگیا وہ گالی
جسمین جھوٹھہ نہوپیان کرنا اوس قباحت کا ہے جو اوس شاتم مین موجود ہے یا اوس کو کلب و حمار
کہدینا یا طوفان باندہنا سو یہ کسی حال مین جائز نہین ہے اسی طرح فاسق کافر شیر انا کسیکا بغیر
حق کے حلال نہین ہے اگر اوس نے اسکے باپ پر لعنت کی ہے یا اس کی قوم یا اہل شہر پر تو یہ
بات اس کو حلال نہ تھی اس لیے کہ اون سب نے کچھہ اسپر ظلم نہین کیا ہے جو یہ اون سب کو برا بھلا

سخت سمت سنا تا ہے اللہ تعالی نے فرمایا یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط
ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ اس آیت مین
مسلمانون کو یہ حکم دیا ہے کہ تم کو دشمنی کفار کی اس بات پر باعث نہو کہ تم عدل نکرو بلکہ کوئی کیون
نہو تم انصاف ہی پر نظر رکھو اللہ سے ڈرتے رہو اگر یہ زیادتی اوس کی آبرو مین بسبب کسی اوسکے
حق کے حرام ہے جس سے اوس کو ایذا پہونچتی ہے تو قصاص جائز ہے مگر بمساواۃ و مثلیت اور
جو وہ زیادتی بسبب کسی حق خدا کے حرام ہے جیسے کاذب تو پھر کسی حال مین قصاص جائز نہین
اکثر فقہا نے اسی طرح کہا ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی ذمی کو مثلا جلا دے یا ڈبو دے یا گلا گھونٹ
مار ڈالی تو اوس کے ساتھ بھی یہی کام کرنا چاہیے جب تک کہ وہ فعل فی نفسہ محرم نہو جیسی شراب پینا یا
لواطت کرنا بعض نے کہا نہین تو وہ مگر تلوار سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہین والاول اشبہ بالکتاب
والسنۃ والعدل **فائدہ** افترا و نحوہا مین قصاص نہین ہے بلکہ عقوبت ہے بغیر قصاص کے
جیسے حد قذف کہ کتاب و سنت و اجماع تینون سے ثابت ہے یہ قذف افترا نہین ہے تو پھر کیا
ہے اسکی سزا اسی کوڑے ہین پھر قبول نہونا اوس کی گواہی کا کبھی مگر یہ کہ توبہ کر لیوے تو اللہ غفور رحیم
ہے جب کسی نے کسی آزاد محصن کو تہمت زنا یا لواطہ کی لگائی حد قذف اوس پر واجب ہو گئی وھو
ثمانون جلدۃ اور جو اس کے سوا کوئی اور تہمت لگائی ہے تو اوس کی سزا جز تعزیر ہے نہ اتنے
کوڑے یہ حد حق ہے مقذوف کا اسکا استیفا نہ کیا جاویگا مگر جبکہ مقذوف بھی اوسکا خواہان ہو
اسپر فقہا کا اتفاق ہے پھر اگر مقذوف نے معاف کر دیا ہے تو نزدیک جمہور علما کے یہ حد
ساقط ہو جاویگی اس لیے کہ غالب اس جگہہ یہی حق آدمی کا ہے نہ خدا کا جس طرح قصاص و اموال
مین ہے کسی نے کہا یہ حد ساقط نہو گی یہان حق اللہ ہی کا غالب رہیگا بسبب عدم مماثلت کے
جس طرح سائر حدود مین ہے یہ حد قذف اوس وقت واجب ہوتی ہے جبکہ مقذوف محصن ہو یعنی
مسلمان آزاد پارسا اور جو مشہور بفسق و فجور ہے تو پھر قاذف پر کچھ حد نہین آتی یہی حکم کافر و رقیق
کا ہے ہان قاذف کو کچھ تعزیر کر دینگے مگر شوہر کہ اوس کو یہ بات پہونچتی ہے کہ اپنی بی بی کو جب

وہ زنا کرے تہمت زنا لگاوی اگر حاملہ نہین ہے اور جو کہین حمل بہی رہگیا ہے پہر تو قذف کرنا اوسکا واجب ہے بچی کی بہی نفی کرے تاکہ جو نطفہ اوس کی قوم سے نہین ہے اوسمین نملے جب اسنے اوس کو قذف کیا تو عورت یا اقرار کریگی زنا کا تو لائق رجم ہوگئی یا ملاعنہ کریگی جس طرح قرآن وحدیث مین آچکا ہے قذف کرنیوالا اگر غلام ہے تو اوسپر نصف حد آویگی اسی طرح حد زنا و شرب خمر مین عبد کے لیے آدہی حد ہے قرآن پاک مین بحق اما فرمایا ہے فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب مگر جس جگہ قتل یا قطع ید واجب ہے وہان آدہی حد نہین ہے بلکہ پوری حد جاری کیجاویگے **فائدہ** منجملہ حقوق کے ایک ابضاع یعنے فروج ہین میان بی بی کے درمیان موافق حکم خدا کے حکم کرنا واجب ہے امساك بمعروف او تسریح بلحسان ہر واحد پر میان بی بی سے یہ بات واجب ہے کہ ایک دوسرے کے حق کو بطیب نفس وانشراح صدر ادا کرے عورت کا مرد پر یہ حق ہے کہ اوسکا مہر دے نفقہ موافق عرف کے ادا کرے یہ حق تو شوہر کے مال مین ہوا دوسرا حق اوس کے بدن پر ہے وہ عشرت وتمتع ہے اگر ایلا کر بیٹھے گا تو با جماع مسلمین عورت مستحق فرقت ہوجاویگی اسی طرح اگر مجبوب یا عنین ہے جماع کی قدرت نہین رکہتا ہے تو عورت کو پہونچتا ہے کہ اوس سے جدا ہوجاوے کیونکہ مرد پر وطی کرنا عورت سے اکثر علما کے نزدیک واجب ہے بعض نے کہا واجب نہین ہے باعث طبعی پر اکتفا کرنا کافی ہے مگر ٹہیک بات یہی ہے کہ واجب ہے کتاب وسنت واصول اسپر دلیل ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عمرو بن العاص کو جب دیکہا کہ بڑے نمازی روزہ دار ہین فرمایا ان لزوجك علیك حقا تیری بی بی کا بہی تجہپر حق ہے پہر واجب یہ ہے کہ چار مہینے مین ایک بار وطی کرے کسی نے کہا نہین بلکہ مطابق حاجت کے بقدر اپنی قوت اوس کی حاجت کی وطی کرتا رہے واجب یہی ہے جس طرح نفقہ اوسکا مطابق عرف یعنے معروف کے واجب ہے وھذا اشبہ مرد کا حق بی بی پر یہ ہے کہ جب اسکا جی چاہے اوس سے متمتع ہو جب تک کہ اوس کو ضرر نہ پہونچے یا کسی واجب سے اوس کو مشغول نہ کرے اوس وقت تک بی بی کو چاہیے کہ اوسکو یہ کام کرنے دے اوس کی گہری بے پوچہے اوس کے باہر نجاوے جاوے

تو اوس کے یا تابع کے اذن سے جاوے اسمین اختلاف ہے کہ گھر کا کاروبار کرنا بھی بی بی پر واجب ہے یا نہین جیسے فرش بچھانا جہاڑو دینا کہانا پکانا کپڑا سینا برتن دہونا اور جو مثل اسکی ہو بعض نے کہا واجب ہے بعض نے کہا واجب نہین بعض نے کہا خفیف کام واجب ہے صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ واجب نہین ہے مباح یا مستحب ہو تو ہو تصریح وجوب کی کسی سنت صحیحہ مین نہین آئی ہے مگر آنحضرت صلعم کے زمانے مین بی بیان اپنے اپنے گھرون کا کام کاج کرتی تہین پانی بہر لاتین چکی پیستین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر انکار نہین کیا جس طرح اس باب مین کوئی امر بھی ارشاد نہین فرمایا

فصل

اموال مین حکم درمیان خلق کے موافق عدل کے چاہیے جس طرح اللہ و رسول نے حکم دیا ہی منجملہ اموال کے ایک قسمت مواریث ہے مطابق کتاب و سنت کے کچھ مسائل اسکے ایسے بھی ہین جنمین درمیان مسلمانون کے تنازع ہے جتنے حکم میراث کے قرآن یا حدیث مین آئے ہین وہ فتح المغیث مین لکھے ہوئے ہین اون کے سوا جو صورت پیش آوے اوسمین اجتہاد کرے کسی کی تقلید کرنے کی اوسمین ضرورت نہین ہے اسی طرح جتنے معاملات ہین جیسے مبایعات اجارات وکالات مشارکات ہبات وقوف وصایا و نحو ذالک جنکا تعلق عقود و قبوض سے ہے ان سب مین بھی عدل درکار و پر ضرور ہے یہ مسائل مطابق نصوص صریحہ کتاب فتح المغیث مین نہایت خوبی و اختصار کے ساتھ لکھے ہین اون کے ہوتے ہوئے کوئی حاجت طرف کتب رای و قیاس و تقلید کے نہین ہے مگر توفیق الٰہی شرط ہے بے سعادت ازلی کے یہ توفیق رفیق نہین ہوتی حاصل یہ ہے کہ عدل ایک ایسی خیر ہے جس کے سبب سے صلاح دارین کا قیام ہے کبھی یہ عدل ظاہر ہوتا ہے ہر ایک شخص اپنی عقل سے اوسکو پہچان لیتا ہے جیسے وجوب دینی قیمت کا ذمہ مشتری پر بیچنا بائع کا مال مبیع مشتری کو حرام ہونا کمی کیل و وزن کا واجب ہونا صدق و بیان کا حرام ہونا کذب و غش و خیانت کا ادا کرنا قرض کا کبھی یہ عدل مخفی ہوتا ہے شرائع یا ہماری شریعت اسلام اوس عدل کو لائی ہے کیونکہ وہ معاملات حرام جنکے کتاب و سنت نے منع کیا ہے انجام اونکا طرف آ

تحقیق مسائل نہی عن الظلم کی ہی خواہ دقیق ہو یا جلیل جیسے کھانا کسی کی مال کا بباطل مثل ربا میسر
قمار وغیرہ کی رسول خدا صلعم نے منع کیا ہے بیع غرر سے بیع حبل الحبلہ سے بیع پرندہ سے ہوا مین
بیع سمک سے پانی مین بیع غیر مسمی الی الاجل سے بیع مصراۃ سے بیع مدلس سے بیع ملامسہ مزابنہ
منابذہ محاقلہ نجش سے بیع ثمار سے قبل صلاح کے اسی طرح جو مشارکات فاسدہ ہین اون سب سے
سبھی نہی فرمائی جیسے مخابرہ کرنا ایک دو بیگھہ یا بسوہ زمین پر پیر یا تھانہ اس کے ایک وہ قسم ہی جسمین
مسلمانون نے تنازع کیا ہے بسبب خفا یا اشتباہ کے ایک شخص تو اوس عقد کو قبض صحیح عدل
جانتا ہے دوسرا اوس کو جور وجب فساد سمجھ رہا ہے سو جب کوئی ایسی صورت ہو تو اوسکا علاج
یہ ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر
معلوم ہوا رد کرنا تنازع کا طرف کتاب وسنت کے انہین کا کام ہے جو خدا و قیامت پر ایمان
رکھتے ہین جو رد نہین کرتے وہ درحقیقت ایمان نہین رکھتے ہین شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے
لکھا ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ آدمیون پر کوئی معاملہ معاملات مین سے حرام نہین ہی جسکی طرف
وہ محتاج ہین مگر وہی معاملہ جس کی تحریم پر کتاب وسنت نے دلالت کی ہے جس طرح کوئی عبادت
عبادات مین سے ان کے لیے مشروع نہین ہے جسکے ساتھہ خدا کا تقرب حاصل کیا چاہین مگر
وہی عبادت جس کی شرعیت پر قرآن وحدیث دلیل ہے اس لیے کہ دین وہی ہے جو خدا نے
مشروع کیا حرام وہی ہے جو خدا نے حرام کیا بخلاف اون لوگون کے جن کی مذمت خدا نے بیان
فرمائی یہ وہ لوگ ہین جنہون نے خدا کے حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دیا جس کی دلیل خدا نے
نہین اوتاری ہے جسکا اذن نہ دیا تھا اوس کو دین وشرع مقرر کیا اللھم وفقنا
لان نجعل الحلال ما حللته والحرام ما حرمته والدین ما شرعته
فائدہ کسی والی کو مشاورت سے استغنا حاصل نہین ہے اللہ نے حکم مشورہ کرنے کا اپنی رسول
کو دیا شاورھم فی الامر فرمایا ابو ہریرہ رض نے کہا کوئی آدمی مشورہ کرتا تھا جتنا مشورہ رسول خدا
صلعم اپنے اصحاب سے کیا کرتے تھے ہمین ایک تو تالیف قلوب اصحاب تھی دوسرے اس لیے

تھا کہ پچھلے اگلون کی اقتدا کرین جس بات مین وحی نہین آئی ہے جیسے اکثر امور حرب و جزئیات اونمین غیر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زیادہ محتاج ہین طرف مشوری کی اللہ تعالیٰ نے یاران اونکی جہان تعریف فرمائی ہے وہان ایک جملہ یہ بھی ارشاد کیا ہے وامرھم شوریٰ بینھم پہر جب والی امر شورہ کرے تو جو کوئی اسکو ایسی صلاح دے جسکا اتباع واجب ہے یعنی وہ بات قرآن و حدیث و اجماع مسلمین سے ثابت ہے تو والی کو اتباع کرنا اوسکا واجب ہے کسی کی طاعت اوس کے خلاف مین نکرے اگرچہ وہ آدمی دین و دنیا مین عظیم المرتبہ کیون نہو اور جو وہ امر ایسا ہو کہ اوسمین مسلمان متنازع ہین تو ہر ایک شخص کی راے لیکر اوس کی وجہ سمجھکر اوس رائے کو اختیار کرے جو اشبہ تر ہو ساتھہ کتاب و سنت کے پہر اوسی راے پر عمل کرے یہی معنی ہین کریمہ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول کے **فائدہ** اولی الامر دو طرح پر ہین ایک امرا دوسرے علما جب یہ دونو فریق صالح ہوتے ہین تو سارے لوگون مین صلاحیت آجاتی ہے ان دونو پر واجب ہے کہ تحری صدق و صواب کرین قول و فعل انکا یکسان ہو طاعت خدا و رسول کے اتباع کتاب و سنت کا مقصود ہو حوادث مشکلہ مین جس پر قرآن و حدیث دلالت کرے اوس پر عمل کرنا واجب ہے اگر بوجہ ضیق وقت عجز طالب کی یہ بات نہو سکے یا اولہ طرفین برابر ہون یا اور کوئی سبب ہو تو ایسی صورت مین اوس شخص کا اقتدا کرے جسکا علم و دین پسندیدہ ہی ھذا اقوی الاقوال اسی طرح قضاۃ و ولاۃ مین بعض شروط بحسب امکان واجب ہین بلکہ جتنی عبادات ہین جیسے نماز جہاد وغیرہا اون سب مین یہی امر مذکور معتبر ہے جہانتک زور چلے قدرت پاوے ہان جب عاجز ہو تو پہر لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا موجود ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نمازی کو حکم کیا ہے کہ وضو نماز کا پانی سے کرے اگر نپاوے یا ضرر سے ڈرے بسبب شدت سردی یا جراحت وغیرہا کے تو خاک پاک سے تیمم کر لی رسول خدا صلعم نے عمران بن حصین سے کہا نماز کھڑے ہو کر پڑہہ اگر نہو سکے کروٹ سے پڑہہ غرضکہ نماز وقت پر پڑہنے کا حکم دیا جس طرح سے ہو سکے قرآن مین فرمایا ہے فان خفتم فرجالا او رکبانا فاذا امنتم فاذکروا اللہ کما علمکم مالم تکونوا تعلمون اللہ تعالے

نے نماز کو آمن خائف صحیح مریض غنی فقیر مقیم مسافر پر واجب کیا ہے پھر مسافر مریض خائف پر اوسکو
ہلکا کردیا جس طرح قرآن وحدیث مین آیا ہے اسی طرح جو واجبات نماز مین جیسے طہارت ستر
استقبال قبلہ اون کو بھی واجب کیا ہے پھر جس بات سے بندہ عاجز ہوا وس کو ساقط کردیا مثلاً اگر
کشتی ٹوٹ جاوے یا راہزن کپڑے چھین لین تو پھر ننگے ہے نماز پڑہے امام بیچ مین کھڑا ہوتا کہ
باقی لوگ اوس کے ستر کو نہ دیکھین اگر قبلہ مشتبہ ہوجاوے تو استدلال مین کوشش کرین اگر کسی
طرح راہ نہ ملے تو پھر جس طرح ہوسکے نماز پڑہے رسول خدا صلعم کے عہد مین اسی طرح کیا گیا ہے ایسا ہی
حکم ہے جہاد وولایات وسائر امور دین کا یہ سب داخل ہے نیچے اس آیت شریفہ کی فاتقوا اللہ
ما استطعتم حدیث مین یون بہ آیا ہے اذا امرتکم بامر فأتوا منہ ما استطعتم دیکھو جب
خدا نے مطاعم خبیثہ کو حرام کردیا تو مضطر کے لیے یہ حکم دیا فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ
ان اللہ غفور رحیم یہی فرما دیا وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم دوسرے
جگہہ ارشاد فرمایا ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج غرضکہ جو بات بس کی نہین ہے اوسکو واجب
نہین کیا جس کی طرف اضطرار ہے اوس کو حرام نہین فرمایا جبکہ یہ ضرورت بغیر معصیت کے ہو فرض
بندے کے فصل اداے امانات سے یہان تک جو کچہ لکہا گیا ہے وہ خلاصہ ہے کتاب سیاست شرعیہ
فی اصلاح الراعی والرعیۃ تالیف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح کا ساتھہ کسی قدر تصرف کی —

فصل

مسلمان تین چیزون مین شریک یکدگر ہین پانی گہاس آگ ان کی قیمت لینا حرام ہے کسی شخص
کو راعی ہو یا رعیت منع کرنا انکا حلال نہین ہے والیان ملک جو چرنے گہاس سے دواب رعایا
کو روکتے ہین یا لکڑی کے دام لیتے ہین یہ بالکل خلاف شرع ہے یہ مال جو لیا گیا حرام ہے فائدہ
حمی یعنی چراگاہ خاص ہے ساتھہ خدا و رسول کے دوسرے کو اختیار اوسکا نہیں ہے مگر وہ حمی جسکو
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک رکہا تہا جہاد کے گہوڑون کے لیے اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ
نے کیا تہا اس لیے بعض علما نے کہا ہے کہ والی کو روکنا چراگاہ خاص کا جائز ہے مگر جبکہ وہ وفا

واسطے خدا کے ہوان نہ اختشام و موکب کے لیے اعتبار مصلحت کا اوسی وقت تک ہے کہ جب تک
مفسدہ سے خالی ہو اور جب خالی نہو تو پہر اوسکا کچہہ اعتبار نہیں والی نے ایک ٹکڑا زمین کا روکا
کہ اوسمین اوس کے جانور چرین جب تک کہ اس روک ٹوک سے رعایا کو یا اون کے دواب کو
تکلیف حرج نہیں ہے تب تک تو خیر ہے ورنہ پہر یہ روک ٹوک داخل ظلم سمجھی جاویگی کیونکہ اوسمین
سارے مسلمانون کا حق ہے والی کو اون کا محروم کرنا نہیں پہونچتا جس طرح سب کے جانور وہان
چرین اوسی طرح اسکے جانور بہی چرنے کو جاوین جس شخص نے سب سے پہلے ایسے جنگل یا قابو
پایا جس کو کسی نے آباد نہ کیا تہا نہ وہان کی لکڑی گہاس پانے کو روکا تہا تو وہ شخص نسبت
اوروں کے زیادہ تر مستحق اوس جگہہ کا ہے اوسپر کوئی رقم باندہنا ٹکس کا لینا جرمانہ کرنا باطل محض
ہے جسنے کہا کہ یہ کام مصلحت مرسلہ ہے اوسنے غلط کہا اس لیے کہ مصالح مرسلہ کے لیے نزدیک ہر
قائل ان مصالح کے یہ شرط ہے کہ مصالح مذکورہ مصادم کسی دلیل کے نہون حالانکہ یہ مصالح مصادم
ادلہ کثیرہ کے ہین تو پہر یہ مصالح نہ ٹہیرے بلکہ مفاسد ہوئے اسی لیے یہ حدود و بلدان جو ولاۃ امر
بناتے ہوتے ہین خلاف شرع شریف ہین بعض متاخرین نے جو یہ کہا ہے کہ تغریم یعنے تاوان لینا
کسی گاؤن والون یا شہر والون سے بابت ان حدود و طرق خاصہ و عامہ کے جائز ہے یا انکا مال
لینا انکو لوٹنا قید کرنا درست ہے یہ قول باطل ہے یہ کام ہرگز درست نہیں کسی مسلمان کا مال ناحق
توڑ مروڑ لینا حلال نہیں آمین اوس کو ایذا پہونچتی ہے اوسکا ضرر ہوتا ہے ہان ایک قسامت جائز
ہے اسمین تغریم بے گناہ کی لازم آتی ہے اس لیے بعض علما نے اوسکا انکار بہی کیا ہے مگر قول صحیح
یہ ہے کہ قسامت اس حکم سے مخصوص ہے یہی یہ بات کہ قریب بسبب قریب کی یا جار بسبب جار کے
ماخوذ ہو سو شاید یہ بات قبل استقرار احکام اسلامیہ ہوگی مبادی اسلام و جاہلیت مین یون ہی کیا کرتے
تہے پہر اللہ نے قرآن شریف مین لا تزر وازرۃ وزر اخری لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت
فرمایا حدیثین آئین اور ثمین ہے اس قاعدے سے منع کیا لا یجنی جان الا علی نفسہ کہا یہ قانون
کہ جب کسی گاؤن یا شہر کے سرحد مین کوئی واردات قتل یا سلب یا نہب یا جنایت کی بدن یا مال کی

واقع ہو تو اون سب اہل قریہ و شہر پر تاوان اندہا جاری ہو جس طرح اکثر امراء و قضاۃ نجیرہم کیا کرتے
ہین بدون کسی مناط شرعی کے پہر اوس کو قسامت یا ضمان عاقلہ سمجہتے ہین شرع مین اس کی کچہ
بہی اصل نہین ہے اسی طرح جو لوگ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاتے ہین ایک شہر سے دوسرے
شہر کو سفر کرتے ہین اونپر تضمین مال کرنا احکام طاغوتیہ سے ہے نہ اوامر شرعیہ سے یہ خیال بالکل
مختل ہے کہ اگر یہ تضمین نہوگی تو راہ بند ہو جاویگی مال تباہ ہون گے شرار خیار پر غالب آجاوینگے
امن بالکل اوٹہہ جاویگا اس لیے کہ زمانہ سلف صلحاء مین بہی یہی راہین یہی شہر یہی ملک تہے تضمین
نہ تہی معہذا ایسا امن و امان تہا کس تہینہ اطمینان سے لوگ سفر کرتے پڑے پہرتے تہے تم بہی
دیہہ ہا بند و بست کرو کسیکا مال نہ لو زمانہ نبوت سے لیکر جب تک کہ زمانہ قوت اسلام عہد خلفاء و
سلاطین مسلمین کا جو کہ موصوف بعدل و حسن سیرت و اقامت حدود شرعیہ تہے باقی رہا ایسا عمدہ
انتظام ان امور کا تہا کہ دیدہ و شنید سارے امور مین استقامت احوال خاصہ و عامہ مین صلاحیت
تہی ظلم بالکل نہ تہا راہون مین امن تہا اس سے معلوم ہوا کہ تدبیر شارع سارے مصالح معاش و
معاد پر مشتمل ہے یہ بات نہین ہے کہ شرع سے فقط انتظام دین ہے مقصود ہے دنیا کا انتظام دین
مین نہین ہے ہان جن کے خیال مین شیطان نے یہ بات ڈالدی ہے کہ تدبیر مملکت صلاح امت
انتظام دولت نسق و رتق سلطنت بند و بست حکومت بدون ان قوانین شیطانیہ و رسوم طاغوتیہ
کے نہین ہوسکتا وہ ایسی باتین بنایا کرتے ہین نام کے مسلمان کام کے فرعون بے سامان ہین
کوئی پوچہے کہ تم نے مال ان رانڈون ان بچون ان بیمارون ان غریبون کا کیون لیا اگر یہ جواب دے
کہ واسطے قمع اشرار صلاح دیار کے لے لیا ہے تو اوس سے کہنا چاہیے لاحیاک اللہ ولا بیاک
تو نے تو نصوص قرآن کریمہ اور سنت مطہرہ کو بدل ڈالا دیکہتی ہوئی آنکہہ کو کانا بلکہ اندہا کردیا اس
لیے دین کا حکم کہان ہے یہ ظلم کس جگہہ عدل قرار دیا گیا ہے اصل حکم باخذ اموال عباد بدون کے
مناط شرعی کے حرام ہے جس کی جان یا جسکا مال راہ مین گیا یا ضائع ہوا ہے جب تک کہ شرط
قسامت مطابق شریعت غراء کے پورے پورے نہ پائے جاوین گے تب تک کوئی ضمان تاوان

جرمانہ کسی آدمی پر عائد نہو گا ایک قائل نے اہل شریعت سے یہ بات کہی ہے کہ مسلمانون کے
خون رائگان نہین ہو سکتے ضمان اونکا بیت المال سے دینا چاہیے معاملے کا کشف و فحص کرنا
چاہیے یہ تحقیقات خود ایک سیاست شرعیہ ہے نہ کفر یہ جب مجرم کا پتا ملے اوس کو اوسکے عمل کی
سزا دے نملی تو یہ قصور اس کی ولایت کا ہے اسکو تو خدا نے اسی لیے ولی امر کیا تھا کہ ظالم کو ظلم
سے روکے راہون مین امن رکھے اسنے کس لیے اس کام مین کوشش نہ کی اصلاح طرقات
مسلمین تامین سبل اہل اسلام اہم واجبات سے ہے قطع نظر سلطان کے حام لوگون پر حفاظت
اون کی واجب ہے خطرناک راہون پر ایک جماعت کا مقرر کرنا چاہیے جماعت کا صرفہ بیت المال
سے دینا چاہیے اگر بیت المال مین نہو تو عالم کو چاہیے کہ سلطان اعظم یا اوس کے نائب تک یہ بات
پہونچاے اس آمدنی کا انکار کرے بادشاہ اگر اوسکا کہنا نہ سنیگا تو نہ سنے اسکو تو اجر اس حق گوئی کا
بہر حال ملیگا یہ علما ربانیین مین داخل ہو گا جو بات اس کی قدرت مین داخل ہے اومین تو کوتاہی نکری
فائدہ قسامت کا ثبوت نہین ہوتا مگر بعد ثبوت وجود قتیل کے جای مختص مدعا علیہم مین یہ ثبوت
تین مناط شرعی سے ہو سکتا ہے ایک اقرار سب مدعا علیہم کا یا نکول یعنے انکار اون سب کا یا شہادت
دو عدل کی یا شہادت ایک مرد دو عورت کی یا شہادت ایک مرد و یمین مدعی کی وجود قتیل پر اوس جگہہ
تینون مناط اس طرح پر ہون کہ حاکم کسی ایک امر کے ساتھہ ان امور مین سے حکم دیسکے یا خود حاکم کو
علم اوسکا حاصل ہوا اگر کسی نے انمین سے انکار کیا کسی نے اقرار کیا یا بعض نے قسم نہ کہائی بعض نے
حلف کیا تو اقرار مقر کا نکول ناکل کا مستند حکم وجود ہو گا اس لیے کہ وجود امر واحد ہے اوس سے
ثبوت قسامت کا سب پر لازم آتا ہے سو جب یہ اقرار یا نکول صالح استناد حکم حاکم بالوجود ٹہیرا تو قسامت
اس حکم بالوجود سے اسی مستند کے بنیاد پر ثابت ہو جاویگی انکار بعض کا یا اقدام بعض کا حلف پر
باوجود نکول بعض دیگر کے کچہہ اسکو مضر نہین ہو گا جس طرح سب کا منکر ہو جانا باوجود شہادت یا علم
حاکم کے ضرر نہین کرتا ہے اس لیے کہ یہ حکم بالوجود بعض کے اقرار یا نکول پر مرتب ہوا ہے جس طرح
ترتب حکم کا شہادت شہود یا علم حاکم پر ہوتا ہے **فائدہ** یہ گنوار جو جنگلون مین رہتے ہین شرعیات

کو نہیں جانتے نرے کلمہ گو ہین کچھ شک نہیں کہ یہ کافر شدید الکفر حلال الدم والمال ہین جیسے
اعراب سکان بادیہ کیونکہ احادیث صحیحہ متواترہ سے یہ بات ثابت ہے کہ عصمت دما و اموال کے
جب تک ہے کہ آدمی قیام بہ ارکان اسلام کرے جو مسلمان ان کے شہرون مین بستی مین ہون انکو
چاہیے کہ ان بدوون کی طرف نقل ہونے کے احکام اسلام پر قیام کرنے پر قدر الفقہ ہین سکے بلاوینہ
دعوت کرین آسانی نرمی سے ان کو تعلیم فرماوین ثواب کی بشارت سناوین خدا کی عذاب سے
ڈراوین اگر انہون نے اسکو قبول کر لیا اپنے کام سے رجوع کیا تو پہر ان کی تعلیم مین بذل نفس کرنا
اہم واجبات سے ہے جتنا اسلام ہے اوتنا ان کو سکہاوے سمجہاوے پہر کسی عالم کامل کی طرف
راہ بتا وے کہ اوس سے جا کر علم احکام اسلام سیکہین اور جو یہ دعوت پذیر نہون اپنی کفر و کافری
پر ہٹے رہین تو پہر مسلمانون پر انسے مقاتلہ کرنا واجب ہے یہان تک کہ احکام اسلام پر عمل کرین جو
منکر ہین تو انکا مال و خون حلال ہے یہ سب حکم اہل جاہلیت مین ہین یہ بات تو سب اہل اسلام کو
معلوم ہے کہ صدہا آیات و احادیث اس مقدمے مین آئے ہین حکم اسلام کا اونہین لوگون پر ہے
جو ارکان فرائض اسلام نہین ہین تو اونپر جو صرف کلمہ گو ہین نہ نماز پڑہتے ہین نہ روزہ رکہین نہ زکوۃ
دین نہ حج کرین نہ کسی کے قتل کرنے لوٹنے مارنے مین تامل کرین جس طرح آج کل حال مکے مدینے
کے بدوون کا ہے کہ یہ گنوار صرف نام کی مسلمان نہ کوئی فرض ادا کرین نہ کوئی حکم اسلام بجا لاوین
یہ بات علامہ شوکانی رح نے اگرچہ حق مین اعراب سکان بادیہ کے لکہی ہے اور یہ کہا ہے فاذا صح
الاصرار علی الکفر فالدار دار حرب بلا شک ولا شبهة والاحکام الاحکام لکن ایسی عبارت
مین کچھ تخصیص ان کی نہین ہے بلکہ سکان حاضرہ بہی جو آپ کو مسلمان کہتے ہین نرے کلمہ گو ہین
مگر کوئی حکم اسلام کا بجا نہین لاتے تارک صلوۃ و صوم و زکوۃ ہین اون کے ساتھ بہی یہی معاملہ کرنا چاہیے
اگر راہ پر آ جاوین فبہا ورنہ ان دونو کا ایک ہی حکم ہے **فائدہ** اسمین اختلاف ہے کہ دیار کفار پر جا کر
غزا کرنے مین امام اعظم شرط ہے یا نہین سو حق واجب القبول یہ ہے کہ یہ غزا ہر واحد یا افراد مسلمین
سے بدلیل آیات و احادیث واجب ہے کیونکہ یہ نصوص مطلق ہین نہ مقید اسی طرح اگر کفار کسی دیار ایمان

بلاد اسلام پر اگر مقابلہ کرین تو مدافعت اون کی ہر فرد مسلمان پر واجب ہو جاتی ہے پہر اگر کسے
ایک کو امام مقرر کرکے ہمراہ اوس کے قتال وجدال کرین تو اور بہی بہتر ہے مسلمان جو نوکر کفار
مین ملازم ہوتے ہین انکا ہمراہ کفار مذکور امراء و سلاطین اسلام سے لڑنا بالکل حرام ہے انجام
اس قتل کا ان کے لیے نار جہنم ہی بلکہ اگر کافر کافر سے لڑین تو بہی مسلمان کو ہمراہ ایک گروہ کافر کے
دوسرے گروہ کافر سے لڑنا نچاہیے اس لیے کہ جس گروہ کو ان کی مدد سے فتح ملیگی یہ اوس کے
کفر کے معاون ٹہیرینگے حالانکہ قرآن شریف مین اس طرح کی اعانت سے منع فرمایاہی ولا
تعاونوا علی الاثم والعدوان رسول خدا صلعم غزوات مین حتی الامکان اہل کفر و شرک سے مدد
نہین لیتے تہے اسلام مین کسی کافر کا احسان لینا بہی محمود نہین ہے جو کوئی انمین سے احسان
کرتا ہدیہ دیتا تو اوس کی مکافات کر دیتے اللھم لا تجعل لکافر عندی نعمۃ اکافیہ بھا فی
الدنیا والاخرۃ **فائدہ** یہ عمارات و مقامات و منارات جو حرم شریف مین احداث کیے گئے ہین
باجماع مسلمین بدعت ہین فرج بن برقوق شرملوک چراکسہ نے اول نوین صدی ہجری مین انکو نکالا
اوس وقت اہل علم نے انکار کیا تہا رسائل لکہی تہے مگر ؎ کون سنتا ہے فغان درویش ٭ قہر درویش
بجان درویش ٭ ہان اتنا افسوس آتا ہے کہ اگر اس ظالم نے یہ کام کیا تہا تو جو ملوک مائل الی الخیر
بعد اسکے آئے اونہون نے کیون نہ اس بدعت کو دور کیا ان چار مصلون سے جماعات اسلامیہ
مین تفریق پڑ گئے ابلیس کا مدعا حاصل ہوا اسلام مین غربت آگئی رسول خدا صلعم نے کیسا کیسا
اختلاف و فرقت سے ڈرایا منع کیا ہے اجتماع و الفت کی طرف کس کس طرح سے بلایا شوق دلایا ہے
جب کہ ہر گروہ ایک مصلے پر علحدہ نماز پڑہنے کو کہڑا ہوتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ادیان مختلفہ
کے لوگ جمع ہوئے ہین فانا للہ رہی منارات اذان کے سو ان کو ایک مقصد صالح کے لیے
تجویز کیا تہا کہ جو لوگ محل اذان سے دور ہین وہ اذان سن لیوین سو جب تک کوئی مفسدہ معارض
اس مصلحت کے نہو تو باقی رکہے جاوین اور جو ہو تو دفع مفاسد مقدم ہے جلب منافع پر باقی رہا
مضبوط کرنا بنیان کا بلند کرنا بیوت کا حاجت انسان سے زیادہ سو اس سے نہی آئی ہے اب

وعید سخت فرمائی ہے بلکہ بعض ابنیہ کو گروا دیا ایک انصاری نے قبہ بنایا تھا اوسکا سلام نلیا جب اوس نے اوس کو ڈہا دیا تب سلام لیا اوس سے بات کی ایک قبہ یک منزلہ کی گت تو یہ ہوئی کہو اون گھرون کا کیا حال ہو گا جو دو منزلہ سہ منزلہ ہفت منزلہ تک بلند بنائے جاتے ہین یہ بڑے بڑے محل بادشاہی یہ عمدہ عمدہ حویلیان یہ پکی گچکاری کے گھر اگر بدعت و وبال نہین ہین تو پہر کیا ہین جو نے اینٹ تک بہی صبر تہا غضب تو یہ ہے کہ در و دیوار کو لباس پہناتے ہین جس سے صریح حدیث شریف مین نہی آئی ہے اس لباس کو جانے دو ہانڈی فانوس کو دہتا بتاؤ صدہا تصاویر انسان و حیوان سے حجرات وغیرہ کو آرایش کیا جاتا ہے گویا بتخانے کا نمونہ بلکہ عین در ہے تمہین کہو مسلمانون کے گھر ایسے ہی ہوتے ہین یا یہ گھر کافرون مشرکون کے ہین جس گھر مین تصویر رکہی جاتی ہے وہان رحمت کی فرشتے نہین آتے وہان نماز نہین پڑہ سکتے کعبہ خدا کا گھر تہا وہان تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصویر ابراہیم اسمعیل علیہما السلام کو باقی ہی نہ چہوڑا ایک چہڑی دست مبارک مین تہی اوس سے ساری تصاویر و اصنام کو مار کر گرا دیا جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑہا پہر وہ دوسرا کون ایسا ہے جسکا گھر خدا کی گھر سے بہی زیادہ ہے جسمین صدہا کفار فساق و فجار وغیرہ مرد و زن کی تصویرین رکہی جاوین سیر گاہ یا عجائب خانہ کہلاوے پہر ان حرکات بی برکات پر دعوی اسلام کا ہے ہو سبحان اللہ وبحمدہ شوکانی رحمہ نے لکہا ہے لیس ذلک مجرد بدعۃ بل خلاف ما ارشد الیہ الشارع انتھی یعنی یہ کام کچہ نرا بدعت ہی نہین ہے بلکہ خلاف ارشاد شارع ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تصویر مٹانے کو آئے تہے نہ گھر مین رکہنے اوڑہنا بچہونا بنانے کو جس گھر مین رحمت کے فرشتون کا آنا بند ہو جاوے تو پہر اوس گھر والون کا خدا ہی حافظ ہے یہ عذر کہ ہم کچہ ان تصویرون کی تعظیم نہین کرتے کہیل تماشے کے طور پر ان کو رکہ چہوڑا ہے بالکل باطل ہے شرع شریف مین سارے لہو و لعب حرام ہین مگر ایک گہوڑ دوڑ یا بی بی سے ہنسنا ہم اہل عجم کو کیا روئین خاص حرمین شریفین مین بہت بدعات و منکرات علی الاعلان جاری ہین محدثات کو جانے دو اب تو یہ گت ہے کہ جو کوئی متقی

پرہیزگار رضا بحق پرست وہان ہجرت کرکے جاتا ہے اوس کو لامذہب وہابی ٹھیراکر ٹھیرنے نہین
دیتے کہو اب وہ بیچارہ کیا کرے کدہر جائے فرقۂ ضالہ کا تعصب اس حد کو پہونچا ہے کہ ہر
مسلمان کو دہمکا کر ڈرا کر کام مسلمانی سے باز رکہتے ہین اگر وہ کوئی حجت پیش کرتا ہے تو اوسکو
متعصب مذہب کہتے ہین خود سارے جہان سے زیادہ متعصب ہین تمام ممالک اسلام پر متغلب
متصرف ہین مگر دعوی آزادگی کا رکہتے ہین یہ سراسر کفر و نفاق و فساد و بغض و عناد اسلام ہی

بحرف وصوت میسر نہ گردد آزادی ببین اسیر قفس طوطیان گویا را

فائدہ اطفال کفار جن کے ماں باپ مرجاتے ہین پہر مسلمان اونکو لیکر پالتے ہین اونکو مسلمان
سمجہنا چاہیے یا اون کو ہاتہ مین کفار کے چہوڑ دیا جاوے اسمین علما کا اختلاف ہے پہلا قول
صحیح معلوم ہوتا ہے اوسکو مسلمان ہی کہین گے یعنی قبل بلوغ کے ہان جن کے ماں باپ زندہ
ہین اون کو اون کے ماں باپ سے نہین چہینین گے کیونکہ رسول خدا صلعم و صحابہ و سائر علمائے امت
سے یہ بات ثابت نہین ہوئی ہے کہ اونہون نے صبیان کفار کا انتزاع باوجود والدین یا احدہما کے
کیا ہو اگرچہ وہ کفار مختلف الانواع تہے **فائدہ** ہر فرد بشر جس کو غیر سے کچہ تعلق نہین ہے یہ بات واجب
ہے کہ اپنے احوال ذاتی مین نظر کرے دیکہے کہ کون کون سا کام اچہا برا اوس سے صادر ہوتا ہے
اگر شر خیر پر غالب ہے معاصی حسنات سے زیادہ ہین اور یہ بشر طرف خدا کی رجوع نہین کرتا گناہ سے
نہین بچتا ہے تو یہ بات جان لے کہ وہ عقوبت کی چنگل عذاب کے دانتون کے نیچے پہنسا ہوا ہے
اوس کو سزا جزا ان کامون کی ضرور ہی ملنی ہے بلکہ جلدی ملیگی اس لیے کہ جو مرا اوس کی قیامت قائم
ہوگئی اسی طرح جس کسیکو غیر سے تعلق ہے عموما یا خصوصا مثلا یہ شخص سلطان عہد یا والی اقلیم ہے
سارے ممالک مین اسی کا حکم جاری ہے یا کسی ایک خطۂ خاص یا ایک قطعۂ ریاست کا مالک ہے
جیسے چہوٹے روسا و امرا ہوتے ہین تو اوسپر واجب ہے کہ احوال عباد کا تفقد کرے دیکہے
کہ یہ کس خیر و شر مین گہسے رہتے ہین اگر ان کو شر مین منہمک ظلمت معاصی مین پڑا ہوا پاوے تو سمجہے
کہ یہ عقوبت الٰہی مین پڑ گئے ہین خصوصا جبکہ یہ امر بمعروف و نہی عن المنکر کو نہ مانین یہ سبب ہے کہ کوئی

واعظ خیر ناہی عن المنکر ان کو وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے مگر یہ اپنی ہٹ دہرمی پر اڑے ہوئے
ہین اپنے جہل و ضلالت پر جمے ہوئے ہین اور اگر کوئی شخص باوجود اہل امر بمعروف نہی عن المنکر ہی
مگر وہ یہ کام نہین کرتا قائم بحجت خدا نہین ہوتا ہے اوس کے بندون کو اوسکا حکم نہین پہونچاتا ہے
تو پہر تو یہ امیر رئیس اس گناہ مین اون سب کا شریک ہے جو استحقاق عقوبت کا اون کو ہے وہی بعینہ
اسکو ہے خواہ عقوبت معجلہ ہو یا مؤجلہ دیکہو قرآن پاک مین قصہ اتباع موسی علیہ السلام کا آیا ہے
کہ انہون نے دن سنیچر کے شکار کیا حکم نمانا اونپر تو عذاب آہی گیا لیکن جو شریک اس گناہ کی تہی
بلکہ ابلاغ حجت خدا سے ساکت تہے اون کو بہی خدا نے سور بندر بنا دیا حاصل یہ ہے کہ درمیان
فاعل معصیت اور راضی بمعصیت کی گو یہ راضی اوس کام کو خود نکرے بلکہ اوس سے راضی بہی نہین
ہے مگر باوجود عدم مسقط کی نہی بہی نہین کرتا ہے کچہ فرق نہین ہے پہر جس کسیکو امر معروف نہی
عن المنکر پر قدرت حاصل ہے اوسکا گناہ اور بہی زیادہ سخت اوس کی عقوبت اور بہی زیادہ بڑی
ہوگی سارے کتب آسمانی سارے انبیاء علیہم السلام کی ادلہ و براہین اسی امر پر قائم ہین اگرچہ سارے
امراء و رؤسا ان مسائل سے غافل نائم ہین **فائدہ** شوکانی رح نے ذکر کیا ہے کہ ایک دن مجہکو
یہ فکر ہوئی کہ یہ بلا و آفت و محتاجی و تباہی و خونریزی جو اس قطر پر نازل ہوئی ہے اسکا کیا
سبب ہے آخر یہ ظاہر ہوا کہ یہان لوگ تین طرح پر ہین ایک رعایا جو زیر حکم دولت ہین ہر امر و نہی
مین تابع ولی امر ہین کسی طرح کی عدول حکمی نہین کرتے دوسرے وہ لوگ ہین جو اپنے بلاد پر متغلب
ہو کر اوامر دولت کی تعمیل سے باہر ہوگئے ہین یعنی جس طرح بعض جاگیردار یا رشتہ دار امیر کی حکم
برداری امیر کی نہین کرتے سرکشی کیا کرتے ہین تیسرے اہل شہر وغیرہ ہین جو زیر حکم دولت ہین
انپر بہی اطلاق لفظ رعایا کا آتا ہے مگر سارے رعایا سے یہ کسیقدر ممتاز ہین سو پہلی قسم والون کا یہ حال
ہے کہ انمین اکثر لوگ نماز اچہی طرح نہین پڑہتے اتنا بہی نہین جانتے ہین کہ کس بات سے نماز
صحیح ہوتی ہے کس چیز بغیر نماز تمام نہین ہوتی نہ ادکار نماز جانین نہ ارکان و شرائط و فرائض
صلوۃ پہچانین بلکہ اکثر انمین ایسے ہین جو سورۂ فاتحہ تک بہی اچہی طرح نہین پڑہ سکتے جس سے

ان کی نماز ہو جاوی معہذا التساہل انکا ان امور مین وہان تک پہونچا ہے کہ نماز بہی پڑہنا نہین آتا اگر پڑہے بہی تو ایسی جو او اتہو فلا فرق بینہ وبین من یترکہا یعنی انمین اور تارک نماز مین کچہہ بہی فرق نہین ہے جو کوئی شاذ و نادر انمین سے نماز پڑہ سکتا ہے وہ مثل غراب القع کبریت احمر کی اقل قلیل و کمیاب ہے حالانکہ معالم شرع سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ فرق درمیان بندگی اور کفر کی یہی ترک نماز ہے تو اس صورت مین ہر ایک تارک نماز زمرۂ رعایا سے کافر ہوگا اسی کافر کے حکم مین وہ شخص ہے جسنے نماز پڑہی مگر اچہی طرح سے اوس کے اذکار ارکان ادا نہ کیے نہین جانتا کس چیز سے نماز جاتی ہے کس چیز سے ہوتی ہے اسی طرح حال روزی کا ہے کہ غالب رعایا روزہ نہین رکہتی اور جو بعض نے رکہا ہے تو پورے رمضان کا نہ رکہا یا تمام ماہ کا رکہا تو مفسدات صوم سے پرہیز نہ کیا سارا دن جہوٹ غیبت بدگوئی اخبار سننے خفا ہونے واہی تباہی باتین کرنے مین گذر گیا پہر اس روزہ رکہنے سے کیا حاصل خدا کچہہ اس کی بہوک پیاس کا محتاج نہین تہا جو اسنے اسطرح کی اوڑ نچو روزے رکہی بی شک ایسا تارک صیام کافر ہے کوئی شخص اگر گننا چاہے تو اس طرح کی بہت فرائض و واجبات یا منکرات و ذنوب معلوم ہو سکتے ہین جنمین کمال اخلال ہے اونسے اجتناب نہین ہوتا اوسپر طرہ یہ ہے کہ اکثر رعیت الفاظ کفریہ بول اوٹہتی ہے کوئی کہتا ہے وہ شخص یہودی ہو جو ایسا کام کرے یا ملعون ہو جو فلان امر عمل مین لاوی غرضکہ یہ جاہل کبہی قول سے کبہی فعل سے مرتد ہو جاتے ہین کبہی ایسی بات کہہ بیٹہتے ہین جس سے بی بی نکاح سے باہر ہو جاتی ہے ان کو معلوم بہی نہین ہوتا کہ کیا کہا کیا کیا ہو العیاذ باللہ خدا کی کسی پیر پیغمبر کو مانتے ہین فریاد کی وقت اون کو پکارتے ہین معہذا کوئی ان کو آمر معروف ناہی عن المنکر نہین ملتا اکثر ولایات مین امر و نہی کو تین شخصون مین منحصر کر رکہا ہے ایک عامل تحصیلدار دوسرا کاتب دفتر دار تیسرا قاضی و حکم لگا سو عامل صاحب کا کام یہ ہے کہ رعایا سے تحصیل مال کرین حلال ہو یا حرام حق ہو یا باطل اونکو اس سے کیا مطلب کہ کوئی نماز روزہ کرتا ہے یا نہین بلکہ بعض عمال بتقاضاے ترک صلوۃ و صوم کچہہ مال سحت کے مرتے ہین ایسی ہی زنا سرقہ شرب خمر کے عوض نذرانہ لیکر درگذر کر جاتے ہین بلکہ رعیت کا ایسی

کاسون مین مبتلا ہونا ان کو اس لیے زیادہ پسند ہوتا ہے کہ مال کی آمد ہوتی ہے اس سے زیادہ
اور کیا مصیبت اسلام پر ہوگی بلکہ بعضی تو کھلم کھلا لین دین سود کا رعایا سے کرتے ہین خود ان کو
رشتہ شر و فساد کا بتاتے ہین اور ان کی تجارت مین شریک رہتے ہین دروازہ مجبور کا ان کی لیے
کہولتے ہین کاتب صاحب کا یہ کام ہے کہ جو مظالم عامل نے رعایا پر کرکے آمدنی جمع کی ہے وہ
سب درج سیاہہ ہو جاوے ایسا نہو کہ کوئی رقم عامل ہضم کرلے کاغذ مین لکھی نجاوی رہے ثالث
ثلاثہ یعنی جناب قاضی صاحب سو یہ عبارت ہین اوس شخص سے جو شریعت سے بالکل جاہل
محض ہو جہل بسیط یا جہل مرکب اگرچہ کبھی فقہ کا شغل ہی ہو گیا تو اس سے لئے ہوا کہ کوئی طریقہ
آمدنی کا ہاتھ آجاوے جو کام مختار وکیل کرتے ہین مدعی مدعاعلیہ کو لڑاتے ہین گواہ شاہد حلف قسم
لیتے لواتی ہین یا اوس کی راہ نکالدین اوس کے لیے کوئی حیلہ حوالہ بتادین کوئی دفعہ آئین سکہادین
بس ان کو اتنا ہی علم حاصل ہے نہ حق پہچانین نہ باطل نہ دلیل جانین نہ مدلول علم شرع سے بالکل
بے بہرہ ہین مگر قاضی ہونیکا نہایت درجہ شوق رکھتے ہین کہ اس نام سے لوگون مین شہرت ہوجاوے
ناچار عمدہ کپڑے پہنکر ایک عمامہ شل برج کی سر پر پیچ کر بڑی لمبی آستین لٹکا کر بہت سکینہ و وقار
کے ساتھہ رونق بخش دربار ہوتے ہین ہاتھہ مین ایک بڑی تسبیح سو دانہ بلکہ ہزار دانے کے لیے
ہوئی بار بار قول و گفتار مین لفظ نعم نعم یعنی یعنی کہتے ہوئے باہر تشریف لاتے ہین کچھہ روپیہ جمع کر لیا ہے
اوسیر در بدر کوچہ بکوچہ پہر کر روپیہ خرچ کرکے تیری میری سعی سفارش سے اس عہدے پر آپکو مامور
کراتی ہین جب مامور ہوگئے تو پہر پانچون انگلی گھی مین ہین سبحان اللہ و بحمدہ یہ خدمت جالی کبہی
منصب نبوت تہا مکان ترجمان کتاب و سنت تہا اس جگہہ ایسا شخص منصوب ہوا کرتا تہا جو فصل
خصومات درمیان عباد اللہ امار اللہ کے کرے جو کچھہ قرآن و حدیث مین آیا ہے اللہ نے اوتارا
رسول نے فرمایا ہے اوس کے موافق حکم دی اب یہان اوس کی جگہہ ایسا جاہل بائس آبیٹھا
جس کے پاس فوج کی فوج اہل خصومات کی آتی ہے یہ مسند تکیہ لگائے ہوئے ایک بڑا عمامہ باندہے
شملہ کلان لٹکای ہوی مجلس قضا مین جلوہ افروز ہین احکام طاغوتیہ اور امر جبتیہ کو جاری

فرمارہے ہین ظاہر مین یہ ہے کہ حاکم شرع ہین ہر حکم موافق شرع کے دیتے ہین حالانکہ یہ قاضی
معزول حاکم نامعقول فقط نام شرع کا جانتا ہے علم کو پہچانتا بہی نہین اسنے اس منصب کو اوسطرح
مول لیا ہے جس طرح بازار مین کوئی سودا سلف کرتا ہے اسکا قاضی بنانا شریعت کا اس کو حاکم کہنا
نہایت درجی کی جنایت بڑے سرے کی معصیت ہے خدا و رسول پر جرأت اہل علم پر تہمت کرنا ہے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ شوکانی رحمہ اللہ کہ قاضی القضاۃ صنعاء مین تھے اس جگہہ خوب ہی خبر ان قضاۃ
جہلہ کی لی ہے تم نے سنا ہوگا کہ آج کل کے مدینے مین جو قاضی ہو کر آتے ہین وہ غالبًا انہین
فضائل کی ساتھہ متصف ہوتے ہین پہر پہلا دوسری شہرون ملکون کا رونا دہونا کیا کہ وہان کے
تو خود بہی امراء و رؤسا دان قاضیون سے بہی زیادہ چابکدست و چالاک طرار ہین ایجاد فنون ظلم
و فسق و فجور مین تحصیل مال و متاع حرام مین نادرۂ روزگار ہین فائدہ دوسری قسم وہ اہل بلاد ہین
جو امر و نہی و دولت سے خارج ہین انہین وہ سب کام جو قسم اول مین گذرے جیسے ترک نماز و ترک
سائر اکثر شعائر شرعیہ کچہری مین موجود ہین بلکہ اونسے بہی بڑہکر ہین انکو اچہی طرح نماز پڑہنا کہان آویگا
ان کی تو زبان تک بہی درست نہین ہے سارے فرائض اسلام بدون فرق کی درمیان ارکان
حج وغیرہا کے انہین سب پر متروک ہین بلکہ اگر ان سے کلمہ شہادت کہ مفتاح اسلام ہی پڑہوایا جاوے
تو انہین کہہ کر اچہی طرح نہین پڑہ سکتے زبان لڑکہڑاتی ہے حروف پورے نہین نکلتے یہ انہین جاہلو
ان خوبیون کے ایسے امور بہی بہت موجود ہین جو پہلی قسم مین نہین ہین جیسے چہپ کر شراب پینا
حرام کرنا غسل جنابت سے نہانا ناچ بجانا رسوم کفر و شرک و بدعت کو شادی بیاہ و مرض و موت
مین ادا کرنا اہل علم و عقل و تمیز و تہذیب کو دشمن رکہنا احکام شرع سے ناراض ہونا قانون طاغوتی کی
فیصلے کو منظور کرنا شب و روز مدح و ذکر حکام طاغوتیہ در والۃ ضالہ مین مشغول رہنا حفظ قوانین
کے لئے امتحان دینا خدمت و وکالت وغیرہ اس ذریعی سے حاصل کرنا الی غیر ذلک من الکبائر
والمحدثات حالانکہ باتفاق اہل علم یہ سارے کام کفر و فسق صریح ہین جس شریعت کو رسول خدا
صلعم لایا و تارا ہے جس کے ساتہہ عباد کو زبان رسول خدا صلعم پر امر فرمایا ہے اوس سے انکار کرنا

دائرۂ اسلام سے باہر ہونا ہے بلکہ جملہ شرائع کی تکذیب آدم سے لیکر اسدم تک کرنا ہے شوکانی رح
فرماتے ہین ایسون سے جہاد کرنا انسے لڑنا واجب ہی یہان تک کہ احکام اسلام قبول کرین شریعت
مطہرہ کو اپنا حاکم ٹھیراوین جتنے طواغیت شیطانیہ ہین اون سب سے باہر نکلین سمجھو تو ہر ایک
انمین کا بجای خود کافر ہے کوئی انمین عورتون کو میراث نہین دیتا کوئی بیٹیون کو ترکے سے
محروم بناتا ہے حالانکہ علم اصول مین یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ انکار حکم قطعی شرع کا عمل کرنا اوسکے
خلاف پر براہ تمرد وعناد یا استحلال و استخفاف کفر بواح ہے ایسا شخص کافر ہے اللہ و رسول و شریعت
کا منکر و جاحد ہے گو ہزار بار کلمہ کیون نہ پڑھے لاکھ بار آپ کو مسلمان کیون نہ کہے پہر اس قسم مین ایسے
لوگ بہے ہین جو مسلمانون کا خون حلال جانتے ہین غرضکہ سارے اشیا رجاہلیت جہلا ضلالت عمیا
کے انمین بخوبی موجود مشہود ہین اسپر یہ آپ کو مسلمان کہتے سمجھتے ہین یہ مسلمانی نہوئی سد سکندر ٹھہری
کہ یاجوج ماجوج سے پہلے کوئی اوسکو توڑ نہین سکتا ہے اسی طرح کوئی کسی بت کی قسم کہاتا ہے
کوئی کسی پیر پیغمبر کا حلف کرتا ہے کوئی کسی قبر کا پوجاری ہے سو جسکو انسے جہاد کرنے کی قدرت حاصل
ہے مگر وہ انسے متعرض نہین ہوتا ہے تو یہ سمجھ لی کہ وہ محل قہر الہی موضع عقوبت ربانی ہے خواہ
یہ عذاب اوسپر دنیا مین ہو یا آخرت مین یا دونو جگہہ دیکھو جب سے ملوک و سلاطین و امراء و خواتین نے
اتباع اسلام کا چھوڑ دیا ہے سلطنت و ریاست کو باپ کا مال سمجھ لیا ہے منکرات سے نہ خود
باز رہتے ہین نہ دوسرون کو روکتے ہین بلکہ اخوان و ارکان سے بابت ان امور کے بالکل آنکھ
بند کر لی ہے تب سے خدا نے فرق ضالہ طوائف کفریہ کو انپر کیسا مسلط کر دیا ہے یہ اللہ کی طرف سے
اگر عقوبت نہین ہے تو پہر کیا ہے اول اسلام مین خوارج مسلط ہو گئے تھے پہر قرامطہ باطنیہ آئی
پہر تسلط تاتار کا ہوا قریب تہا کہ اسلام کا نام بہی باقی نہ رہے مگر رسول خدا صلعم کا وعدہ وفا کرنیکو
کچھہ تھوڑے لوگ بچ رہے جنسے اب تک نام اسلام کا باقی ہے یہ لوگ علمای حدیث ہین مگر یہ ہمیشہ
ان نام کے مسلمانون کو کھٹکتے رہتے ہین پہر کہین دور تیموریہ کا ہوا کسی جگہہ بہی ترک حاکم ہوی
مگر مسلمان ہو گئے ہو جاو ولکن اعتبار جب ہی ہوگا کہ پورے طریقۂ اسلام پر چلا کسی جگہہ خدا نے فرنگ کو

مسلط کر دیا ہے اب روز بروز انہین کی ترقی ہے یہ ترقی موافق وعدۂ نبوی کے ہے یہ وعدہ
اگر سچا نہو تو پھر چاہیے کہ قیامت بھی نہ آوے قیامت جب ہی آوگی کہ سب شرار ہو جاوین
خیار دنیا سے اوٹھہ جاوین قیامت سے مراد نفخ صور ہے یہ آخر علامت فنای عالم ہے اس سے
پہلے غلبہ فرنگ کا اکثر ممالک پر ہونا چاہیے کوئی قوم انمین کی کیون نہو اس لیے کہ حدیث مین مطلق
ذکر حکمرانی نصاری کا اکثر ملکون پر آیا ہے کسی قوم وقبیلۂ خاص کا نام نہین بتایا ہے روم ہون یا
روس یا اور کوئی مطلق غلبہ عیسائیون کا واسطے تصدیق اس خبر صادق کے چاہیے فاعتبروا یا
اولی الابصار یہ خیال عوام اہل سلام خواص کالانعام کا کہ مہدی وعیسے علیہما السلام سی پہلی حکومت
نصاری کی ہندوستان سے یا کسی اور ملک سے جاتی رہیگی یا کسی طرح جاتی رہے محض سودائی خام
گمان ناتمام ہے یہ لوگ کیا خدا اور رسول کو جھوٹا کرنا چاہتے ہین سو یہ کبھی نہوگا ہان جب خدا ہی چاہیگا
تب سب کچھہ ہو جاویگا مسلمان ہونے کے لیے یہ کیا ضرور ہے کہ اول سلطنت نصاری کی زائل
ہو جاوی پھر تم قیام باحکام اسلام کرو بلکہ اگر توفیق الٰہی کسی شخص کے شامل حال ہوتی ہے تو کفر
ساری جہان کا بھی کچھہ نقصان اوسکو نہین پہونچاتا ہے امم ماضیہ مین اکثر انبیا علیہم السلام پر تھوڑے
ہی آدمی ٹھی بہر ایمان لاتے تھے باقی سب کی سب کافر مرتد ہوتی تھے آخر اللہ تعالی اونکو مومن
سے رکہتا تہا نہایت امر یہ ہوتا کہ ہاتھہ سے کفار کے کوئی تکلیف پہونچ جاتی یا نقصان مال ومتاع
دنیوی کا ہو جاتا سو یہ سب بمقابلۂ بقای ایمان سلامت اسلام کے کچھہ بھی چیز نہین ہے ؎

ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ ۔۔۔ کچھہ بڑی ایسی کائنات نہین

جن کو دنیا مین کوئی نقصان مال وجان کا نہین پہونچتا ہے بلکہ مرتے دم تک ہر طرح کا چین آرام
رہتا ہے وہ بھی تو آخر ایک دن دنیا ومافیہا کو چھوڑ کر خالی ہاتھہ چلے جاتے ہین پھر اگر اہل ایمان
واسلام سے دو دن پہلے یہ دنیا چھوٹ گئی تو کیا ڈر ہے یہان کا انجام تو دونو کی لیے ایک ہی طرح پر ہوا
مگر وہان یہی اچھے رہے وہ ہلاک ہوئے دیکھنا سوچنا تو انتہا کا ہے نہ ابتدا کا ؎

درپس ہر گریہ آخر خندہ ایست ۔۔۔ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

الحاصل قضاۃ قاضی القضاۃ شوکانی رحمہ یہ ہے کہ جس کسیکو قدرت اصلاح پر ان دونو اقسام رعایا
کے حاصل ہے اوسپر واجب ہے کہ انسے قتال کرے یا ان کی اصلاح حال و مآل مین بذل وسع
فرماوی ان کو فرائض اسلام سکہائے انسے احکام دین کو ادا کروائے سارے ارکان و اہلکار و خوان
سلطنت و دولت کو حکم دیوی کہ ان سے تحمیل فرائض خدا و رسول کراوین سب امر و نہی انکو پہنچادین
ہر قطر مین ایسے حاکم قاضی مقرر کرین جو خدا شناس نہایت امین عادل صادق عاقل ہون علم و
عمل و زہد و دیانت و امانت و ورع مین کامل ہون فساق فجار کو کوئی خدمت و ولایت کسی کام و
کسی جگہ کی سپرد نکری خصوصا اوس کو جو کھلم کھلا فاسق ہو آخر یہ ساری بلا و آفت جو دین مین آئی ہے
اسی طرح سے تو آئی ہے کہ سلاطین ورؤسا نے قید علم و عمل کی باقی نہ رکھی جس کو چاہا عامل اہلکار
حاکم والی بنا دیا انہون نے خوب ہاتھ پاؤن پھیلایا جیسی طرح مال کمایا چھینا اور اڑایا دین لوگون مین سے ستایا
نام کی مسلمانی رکھی عمال ایسے چاہیین جو مرتبہ ثانی مین باذل نفس ہون اصلاح و تعلیم فرائض
مین عماطی رعایا کی مستعد ہون جو مظالم رعایا پر آوین انکو دفع کرین انسے اوتنا ہی مال لین جسکا
لینا واجب ہے اوس مال کو بے خیانت سپرد امام المسلمین کردین ان کے ذمے پر ایک یہ بات بھی
لازم ہے کہ عقائد رعایا کو درست کرین ان کو سمجھا دین کہ نفع وضار قابض و باسط خدا ہی ہے
سوا اوس کے نہ کوئی نفع دے سکے نہ ضرر پہونچا سکے اعتقادات باطلہ سے ان کو زجر کری بدعات محدثات
سے بچاوے والی و رئیس کو ضرور ہے کہ ہر گاؤن مین ایک ایسا معلم صالح مقرر کری جو اون کو نماز
طریقہ شرعیہ پر سکھاوے نماز کا وقت پر پڑھنا بتاوے سارے فرائض کی تعلیم کری منکرات کے
برائی سمجھا دی جو کوئی اون مین سے التزام واجبات نکرے اوس کو تعزیر دی حبس کرے عزیمت صحیحہ
مستمرہ رکہے یہ نکرے کہ دو چار دن تو ان امور کا اہتمام رہے پھر تہک کر بیٹھ جاوی ان کو اس لیے
مقرر نہین کیا گیا ہے کہ یہ ناجائز مال جمع کیا کرین رعایا پر مصادرہ ڈالین امر و نہی سے خاموش رہین
امام المسلمین اور اوس کے وزراء پر واجب ہے کہ اپنے محالات و پرگنات کے لیے عمال و قضاۃ کو
منتخب کرے بہتر سے بہتر خوب سے خوب آدمی کو چنکر مقرر کرے معظم اشتغال انکا یہی ہو کہ تدبیر رعایا

ساتھہ شرع کے اموال و ابدان مین بجالاوی دین دنیا دونو کا انتظام بموجب احکام اسلام رکھے
جس عامل کی تقصیر ان کامون مین دیکھے اوس کو معزول کر دی اس تدبیر سے اللہ تعالی شرور کو
عباد و بلاد سے دور کرتا ہے اسلام و اعدای اسلام کے بیچ مین حائل ہو جاتا ہے مگر آج کل جو عمال
و قضاۃ متولی اقطار و قری ہوتے ہین خود یہی اعظم اسباب نزول عقوبت و تسلیط اعداء و سفک دماء
و استحلال حرام ہین پہلی خرابی تو یہی ہے کہ ماموری ان کی غالبا بذریعہ رشوت وہی وغیرہ ہوتی ہے
جب ابتداء عمل کی اس عمل خبیث سے ہوئی تو مابعد مین کیا کچھ ظلم و جور نہو گا کیا کیا خرابی دین دنیا
کی پیش نہ آویگی جس والی و رئیس کے عمال و اہلکار ایسے ہوئے کہو اوس کی نجات کی کیا صورت
ہے رعایا کس طرح صالح ہو گی یہ معاملہ تو خود ہی ایک سبب اعظم ہے واسطے تعجیل عقوبت کے

فصل

تیسری قسم جو ساکن بدان ہین گو شر سے دور خیر سے قریب ہون لیکن غالب جمہور ات کی جاہل
ہین اکثر فرائض اللہ بسبب جہل و تساہل کے انسے ادا نہین ہوتے نماز پڑہتے ہین تو بیوقت
پڑہتے ہین صبح کی نماز بعد طلوع آفتاب ہوتی ہے نماز ظہر و عصر بعد دو مثل ادا کرتے ہین جب
سورج غروب ہوتا ہے تو نماز مغرب و عشا کو جمع کر لیتے ہین ایک کو دوسرے کی وقت
مین بجالاتے ہین معہذا ارکان و اذکار نماز اچہی طرح ادا نہین کرتے ٹکرین لگا کر فارغ ہو جاتی ہین
معاملات بیع و شرا مین مسالک شرعی پر نہین چلتے کوئی ربا مین مبتلا کوئی سمعہ و ریا مین پہنسا ہوا ہے
کوئی الفاظ کفریہ بکتا ہے کوئی صغائر کبائر مین منہمک ہے یہ لوگ نفس الامر مین اقرب الی الخیر
ہین جبکہ کوئی انکو عزیمت مستقرہ دائمہ کے ساتھہ تعلیم کرے تو یہ بہت جلد راہ پر آ سکتے ہین مگر
ولاۃ و رؤساء کو اس طرف مطلق توجہ نہین ہے جس ریاست سلطنت کو دیکھو ہزارہا
نوکر ہین مگر تعلیم دین کے لیے وعظ و نصیحت کی واسطے دس بیس عالم بہی ملازم نہین ممالک عجم گویا
رہ گئین خاص حرمین شریفین مین ایک عمر دراز سے امر بمعروف نہی عن المنکر موقوف ہے اگر کوئی
آفاقی مہاجر ہو کر نصیحت کرنا چاہتا ہے تو لائق قتل قرار دیا جاتا ہے بلکہ مجرد تہمت وہابیت و [illegible]

ترک تقلید وغیرہ پر ہر چند ساکت صامت متقی کیون نہو شہر سے نکالدیا جاتا ہے ساری منکرات
وہان معروف ٹہیر گئے ہین ساری معروفات منکر قرار دیے گئے ہین دو کانات آبکاری
بہی ہین چکلہ بہی ہے بدعات تو کہلم کہلا جاری ساری ہین ع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
بہرحال عامہ کی سوا جن کو شغل علم نہین ہے نہ مجالست اہل علم ہے اونکا حکم وہی حکم عوام کا ہے
دین مین بلکہ ایسا شخص خود ایک فرد ہے افراد عامہ سے گو نسب شریف بیت رفیع کیون نرکہتا ہو
یا اوس کو یہ گمان ہو کہ وہ عامہ مین نہین ہے خواص ناس سے ہے ایک طرح کی عزت زائد
امتیاز تام رکہتا ہے حالانکہ وہ بالکل خبطی ہے عباد و بلاد مین ظلم کرتا ہے یہ ظلم اوسکا کبہی بوجہ
جہل یا تجاہل ہوتا ہے کبہی بوجہ تجاہل وجرأت علی اللہ تعالی آمام سلمین یا اعوان والی امر پر واجب
ہے کہ ان کے حال کی خبر رکہین ان کی معاملات کی کیفیت سے واقفکاری حاصل کرتے
رہین اگر کوئی فی الجملہ عالم ہے تو یہ علم اوسکا موجب ترک بحث کا انکی حال سے نہین ہوسکتا ہے
نہ باب بحث و تفتیش کو بند کرسکتا ہے بلکہ ایسا علم خود اوسپر حجت و وبال ہے مگر کیا کیجیے کہ حب دنیا
نے سب کو لگا دیا یہ حب ہر خطا کی جڑ ہے **فائدہ** واجبات شرعیہ جن کو ابدان و اموال سے
تعلق ہے غالب مکلفین اون کو بطوع خود بجا نہین لاتے جب تک کہ طرف سے کسی سلطان
یا رئیس اسلام کی اونپر انکار یا انزال ضرر نہو جس ملک مین کوئی سلطان یا رئیس نہین ہے اگر وہان
کی ہر ایک فرد کو مخلی بالطبع چہوڑ دیا جاوی تو شاید ہزارون مین ایک دو ایسے نکلین گے جو بتمام
یا دای واجب شرعی ہون ورنہ سب کی سب گمراہ ہو جاتے ہین اسی لیے رسول خدا صلعم نے
فرمایا ہے کہ عرافت حق ہے لوگون کو عریف سے چارہ نہین حضرت صلعم کے پاس جب کوئی
قوم یا قبیلہ آتا اونپر ایک چودہری مقرر فرماتی کہ رپوٹ اونکے حال کی کیا کرے اونکے کاروبار
کو دیکہتا رہے امر و نہی جاری رکہے سب سے قانون شریعت کی تعمیل کرائے امور خلاف شرع
کو رائج ہونے نہ دے جماعت اہل بداوت اکثر یہ کیا کرتی ہے کہ زمیندار مستاجر دہقان قہرمان
کے فیصلے کو پسند کرتی ہے وہ لوگ احکام طاغوتیہ نافذ کرتے ہین حالانکہ یہ اشد کفر ہے بلکہ جو کوئی

اس ملیا وپر راضی ہے وہ بہی کافر ہے ایسے گاؤن سے ہجرت کرنا واجب ہے جہان احکام
اسلام کی مقابلے مین قانون کفار جاری ہو عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نی دن بدر
کے کہا کہ مین ہمراہ قوم کے باکراہ آیا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم ظاہر کو
دیکھتے ہین پہر اون سے فدا لیا **فائدہ** تعزیر بمال جائز ہے مگر جبکہ مالک حق واجب مال جو
شرعًا اوسپر ثابت ہے ندیوی حدیث مین آیا ہے ومن منعھا فانا اخذوھا وشطر ابلہ
عزمۃ من عزمات ربنا لا یحل لآل محمد منھا شیء اس حدیث کو احمد وابو داؤد ونسائی نے
بہز بن حکیم سے روایت کیا ہے دوسری حدیث مین عمرؓ سے مرفوعًا آیا ہے جب تم کسی شخص کو
دیکھو کہ اوسنے خیانت کی ہے تو سامان اوسکا جلادو سعد بن ابی وقاص نے ایک غلام کی
کپڑے لتے وغیرہ جسنے حرم مدینہ مین شکار کیا تہا چہین لیے اخرجہ مسلم غرضکہ شرع شریف
مین جہان کہین تادیب بمال آئی ہے وہان جرمانہ لینا جائز ہے جہان یہ تادیب وارد نہین
ہوئی ہے وہان جرمانہ کرنا جائز نہین یہ مواضع صاحب کتاب اکلیل الکرامہ وغیرہ نی گن کر
بتادیے ہین **فائدہ** منجملہ انفاق فاضل کی ایک انفاق کرنا ہی نفس واہل واقارب پر یہ نفقہ
سب نفقات پر مقدم ہی ابدأ بمن تعول پہر انفاق کرنا ہے راہ خدا مین جیسے جہاد وغیرہ غرضکہ
ترویج امور دین اقامت شرع مبین مین جو مصارف پیش آتے ہین جیسے سڑک بنانا پل بنانا
چاہ طیار کرانا غزوہ مین صرف کرنا یہ سب مصارف بیت المال سے چاہیین انکا خرچ رعایا پر
ڈالنا درست نہین ہے امراء ورؤساء وحکام جو ہر ایک امر مین رعایا سے چندہ لیتے ہین طرح طرح کے
ٹکس انپر باندہتے ہین وقت جنگ کی صرفہ جنگ کا انہین کے اموال ہی وصول کرتے ہین
یہ کسی طرح جائز نہین ہان رعایا سے وقت ضرورت ملکی کے قرض لینا پہر وقت حصول لیسر
اوسکا ادا کردینا درست ہے مسلمان کا مال وخون وغیرہا معصوم ہوتا ہے بے اوس کی خوشی
کے ایک پیسا بہی لینا نہ چاہیے کبہی آدمی شرم سے کچہ دیدیتا ہے گو جی نہین چاہتا ایسا
لینا بہی منع ہے ہان اگر بیت المال بالکل خالی ہوجاوی رئیس کی جیب خاص مین بہی کچہ

موجود نہو دشمن سر پر آپڑے سے لڑنا شرعًا واجب ہو جاوی بلکہ فرض عین ہو جاوی تو اوس وقت
جس سامان کی ضرورت ہو واسطی مدافعت اعدا کی رعایای ملک سے لیلے اونکو بھی چاہیے
کہ ایسی حالت ضیق مین کہ جہاد فرض عین ہو گیا ہے جس سے جو ممکن ہو اوس سے اعانت
امام المسلمین کی کرین شیخ الاسلام عزالدین بن سلام نے جب تتار کا غلبہ طرف مصر و دمشق کے
ہوا تہا اور ساز و برگ سلطان اسلام کافی نہ تہا یہ حکم دیا تہا کہ گہر پیچھے ایک ایک آدمی ہتہیار گہوڑا
وغیرہ کو یعنی جو چیز جس کے پاس بکار آمد حرب و ضرب موجود ہے اوسکو لیلو چنانچہ بادشاہ نی ایسا ہی
کیا اللہ تعالی نے فتح نصیب کی جب سے چنگیز خانیون نی سر اوٹھایا تہا سب جگہہ ظفریاب ہوتی رہی
بغداد کو تباہ کر دیا مگر یہان آکر تتار نے بہی شکست فاحش کہائی اوس دن سے پہر و لیا غلبہ اونکا
باقی نہ رہا وللہ الحمد

فصل

سلاطین و امرا و قضاۃ وغیرہم کو ظلم کرنا کسی مسلمان یا ذمی پر مطلقا حرام ہی مثلاً کسیکا مال کہالے
یا کسیکو گالی دی یا مارے پیٹے یا مظلوم کی فریاد با وجود قدرت کی نہ سنے یا ظالمون کی پاس
آدمی جاوے اونکے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سعایت اونکے
پاس لیجاوی چغل خوری کیا کرے آیۂ لاینال عہدی الظالمین دلیل ہے اس بات پر کہ امام حاکم
رئیس والی سلطان کا عادل عامل بشرع ہونا ضرور ہے اگر عدل نکریگا تو موجب شرع کی عامل نہوگا
بلکہ ظالم ٹہیریگا مراد عہد سے اس جگہہ امامت ہے گویا سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور مین
جن کو کچھہ بہی تعلق امور دینیہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی
برائی و مذمت مین بہت آیات آئے ہین ایک آیت مین یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالی برابر ایک ذرہ کے
بہی ظلم نہین کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو نملۂ صغیرہ ہے یا راس نملہ یا دانہ رائی کا یا وہ ذرہ جو بیت مین
چمکتا ہے قول اول موافق لغت کے ہے حل قرآن اوسی پر واجب ہے معلوم ہوا کہ ذرہ برابر بہی
ظلم درست نہین ہے ظالمونکی طرف جہکنے سے منع کیا ہے یہ کہا ہے کہ کہین تم کو دوزخ نہ چہو لے

آیت شریف مین اشارہ ہی طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہین بلکہ جب نزے مائل ہونی پر آگ چہوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم ہے اوسکا کیا حال ہوگا کسی کا مال کہالینا یا کسی کی آبروریزی کرنا داخل ظلم ہے اللہ و رسول نے جسطرح جان مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام کیا ہے اسی طرح ہر مسلمان کے آبروریزی کو بہی حرام کیا ہے ان تینون امور کو ایک ہی سلک مین منسلک فرمایا ہے یہ تینون کام ظلم صریح فسق قبیح ہین بلکہ جان و مال کے ظالم تو کم ہین یا کم ہوتے ہین آبرو کی ظالم بے گنتی ہین انکے کسی مسلمان کو نجات نہین ملتی ہر شخص کی ایک حیثیت عرفی ہوتی ہے اوسکا ازالہ کرنا منجملہ کبائر کے ہے مگر لوگ اسکو ہلکا جانتے ہین یحسبونہ هیّنا وهو عند الله عظیم حدیث شریف مین آیا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یدہٖ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتہہ و زبان سے دوسری مسلمان سلامت رہین آبروریزی خاص زبان کا کام ہی جسطرح ازالہ مال و جان ہاتہہ کا کام ہے غیبت نمیمہ افترا تہمت بہتان کذب سماعت اخبار و افواہ یہ سب داخل ازالہ عرض ہین **فائدہ** قرآن شریف سی معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہین کرسکتا ظاہر مین تو وہ حکم چلتا ہے مگر باطن مین حکم شرعی کو بدل نہین سکتا قاضی شریح کہتے تہے کہ مجہکو گمان ہے کہ تو ظالم ہے مگر مین ظاہر ہی پر حکم کرتا ہون میرا حکم حرام کو تیرے لیے حلال نہین کرسکتا ہے یہی قول ہے امام احمد و مالک و جماہیر علمار اسلام کا صحابہ و تابعین سے حدیث ابی ذر مین آیا ہے رب العزت نی فرمایا ہے یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا رواہ مسلم فی صحیحہ یعنی اے میرے بندو مینے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہاری اوپر بہی حرام کیا ہے تم آپس مین ظلم نکرو احادیث صحیحہ متواترہ کثیرہ اس باب مین آئی ہین ظلم کرنے سے منع کیا ہے بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے اندہیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہین ہوتی ہے وہ شفاعت رسول خدا صلعم سے محروم رہیگا ظالم کی نیکیان مظلوم کو دلوا دی جاوینگی مظلوم کی دعا اور خدا مین کچہہ حجاب نہین ہے مظلوم کی مدد کرنا واجب ہی سو

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن　　اجابت از درحق بہر استقبال می آید

فائدہ جس طرح حق مین ظالمون کے وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہی
ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہونگے عرش کی سایے مین ٹہیرینگے ایکدن
امام عادل کا ساٹہہ برس کی عبادت سے بہتر ہے چالیس دن کی بارش سے افضل ہی سب سے
زیادہ نزدیک خدا کی روز قیامت کے امام عادل ہوگا امام جائر کو خدا دشمن رکہتا ہے ساری
خلق سے زیادہ تر دور خدا سے یہی ستمگر ہوگا فائدہ ظلم کے انواع ہین سب سے بدتر قسم وہ ہی جو کہ
متعلق آبروی ہو جیسے غیبت کرنا گالی دینا نمیمہ کرنا قذف کرنا حدیث شریف مین جان ومال وآبرو
کو ایک ہی حکم مین رکہا ہے مگر جان ومال سکے ظالم کم ہوتے ہین آبرو کی ظالم بہت ہین اس لیے
کہ ہر شخص ہر کسی کے جان ومال پر ظلم نہین کر سکتا ہے خصوصًا جو کہ والی امیر یا رئیس نہین ہے
رہا ظلم آبروریزی کا سو یہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے عوام واراذل کو جانی دو اکثر
اہل علم وفضل بہی اس بلا مین مبتلا ہین اپنی بدگوئی وعیب جینی حسد کینہ بغض کے سبب سے
ظالمون مین داخل ہوجاتے ہین انکا حکم اور اون کا حکم جو مال وجان پر کسیکی ظلم کرتے ہین برابر
ہے بال برابر کا فرق نہین بلکہ یہ ظلم اوس ظلم سے بمراتب زیادہ تر بدتر ہے کیونکہ اوس ظلم مین
تو ایک طرح کا نفع دنیاوی بہی ہے کہ مال ہاتہہ لگا یا دشمن کو مار ڈالا اس آبروریزی مین تو
خاک بہی فائدہ نفع اسکا نہین نری تعصبیت وجہالت ومعصیت عظیم ہے مگر اکثر لوگ اسی مین
زیادہ پہنسے ہوے ہین حالانکہ یہ ظلم نفوس شریفہ پر ظلم خون ومال سے زیادہ تر سخت ونا گوار
گذرتا ہے تلوار کا زخم تو اچہا بہی ہوجاتا ہے مگر زبان کا زخم اچہا نہین ہوتا رسول خدا صلعم نے
آخر عمر مین وقت حجۃ الوداع کے خطبہ پڑہا ایک لاکہہ چوبیس ہزار آدمی جمع تہے یا کچہہ زیادہ فرمایا
ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شہرکم ھذا فی بلدکم ھذا
الا ھل بلغت یعنی تمہاری خون تمہاری مال تمہاری آبرو ویسے ہی تم پر حرام ہے جیسے کہ
حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے یہ حدیث صحیحین مین ابی بکرہ سے مروی ہی دوسری

حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ مسلمان
کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو مال بلکہ آبرو کو اربی الربا فرمایا ہے یعنی بدترین
سودخواری غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا
ہے جو احادیث اس باب مین وارد ہین اونمین ذکر سب وغیبت ولعن کا ارشاد فرماکر سب کے
اشد محرمات مین داخل کیا ہے بلکہ مچھر پسو کی لعن تک سے منع کیا ہے پھر کہو جو کسی مسلمان کو لعن و
طعن کرے اوسکا حال کیا ہوگا خصوصا اوس لاعن طاعن کا حال جو خیر العبا صحابہ رسول خدا صلعم یا اوکے
اہل بیت کو برا بھلا کہے گالی گلوج دے روافض صحابہ کو خوارج عترت کو لعن طعن کرتے ہین
خدا انکو غارت کرے یہ مسلمان کاہے کو ہین ابلیس و شیطان ہین حدیث مین آیا ہے جو ہمارے
صغیر پر رحم نکرے ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین ہے یعنی دائرہ مسلمین سے
خارج ہے علماء دنیادار جاہ طلب مفت خوار وظیفہ خوار صدقات وخیرات و اوقاف اکثر علماے
تقوی شعار محدثین و بیدار مقصدین نامدار پر کتب و رسائل مین طعن وتشنیع لکھتے ہین الفاظ
ناملائم عبارات درشت وسخت سے ان کو یاد کیا کرتے ہین یہ سب اسی حدیث کی نیچے داخل
ہین زمرہ ظلمہ فسقہ فجرہ مین شامل ہین فائدہ منجملہ قبیح انواع ظلم کے ایک وہ ظلم ہے جو اموال
عباد سے تعلق رکھتا ہے اسکو بھی ہمراہ ظلم جان وآبرو کی ذکر کیا ہے مال کے ظلم بھی بہت
ہین مکس کے جتنے انواع ہین وہ سب ظلم ہین سائرات کا تحصیل کرنے والا کاتب شاہد وازن
کائل وغیرہ یہ سب اعوان ظلمہ ہین یہ وہ مال لیتے ہین جس کی مستحق نہین پھر ایسے ایسون کو دیتے ہین
جو اوسکا استحقاق نہین رکھتے اسی لیے حدیث مین آیا ہے کہ صاحب مکس جنت مین نجاویگا اسکا گوشت
پوست تو مال حرام سے پیدا ہوا ہے مکس کو اہل علم نے منجملہ کبائر کے گناہ ہے جنسے مکس لیا جاتا ہے
اونمین سے بعض کا یہ خیال کہ ہم سے زکوۃ واجب ادا ہو گئی ظن باطل ہے کیونکہ امام نے انکو تحصیل
زکوۃ کے لیے مقرر نہین کیا ہے بلکہ مال موجود کا محصول لینے کو بٹھایا ہے یہ دونو ظالم ہین خصوصا
جو مکس حاجیون سے جدہ وغیرہ مین لیا جاتا ہے یہ بدترین انواع مکس واقبح انواع ظلم ہے اسی طرح

جو بابت قرنطینہ کے لیتے ہین وہ سب حرام محض ہے سائرات مین ایسی چیزین جنپر محصول لینا جائز ہے گنتی کی ہین یہ ہزارون رقوم ومکاسب جنپر ٹکس سائر بندھا ہے کبھی دین اسلام مین حلال نہین ہوا ملوک کفرہ فجرہ فسقہ نی یہ آمدنی ایجاد کی ہے یہ سب مال حرام ہی اسی طرح آمدنی آبکاری کی بھی حرام ہے بلکہ جس چیز کو شارع نے حرام یا نجس فرمایا ہے اوسکی تجارت کرنا دیسپر محصول باندہنا حرام ہے یہ لاکھون اقلام ہزارون رقوم جو ہر سلطنت وریاست مین رعایای بلاد وسواد پر باندہے گئے ہین جنکا کچہہ عین واثر شرع شریف یعنی حدیث وخبر مین نہین ہے انکا لینا دینا حرام قطعی ہے ان کے لینے والی جہنم کا ایندہن بنینگے وہان اس لینے کی انشاءاللہ تعالیٰ دینے پڑین گے ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ۔ کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

فصل

بعض قاصرین نی یہ خیال کیا ہی کہ امارت وغنا اور اتصال سلاطین وولاۃ ورؤسا کا مخالف تہذیب مرسلین صلاح وزہد سے دور ہے حالانکہ یہ بات نہین ہے خود سید المرسلین صلعم نے اپنے رب سے تونگری مانگی ہے صحیحین مین آیا ہے اللھم انی اسألك الھدی والتقی والعفاف والغنی اپنے خادم خاص انس رضی اللہ عنہ کی لیے دعای غنا فرمائی ہے بھوک سے فاقہ مستی سے پناہ مانگی ہے اللھم انی اعوذ بك من الجوع فانہ بئس الضجیع خوشبو کو عمر تو زندگی دوست رکہتی تہی عمر شریف فرمایا جو بی مانگی آوی تم اوسکی تاک مین تہو تم نے اوسکا سوال نہ کیا ہو وہ لیلو سوال کرنے سے منع فرمایا ہے مگر سلطان سے یعنی وقت حاجت دینی ضرورت شرعی کے نہ مال جمع کرنے کے لیے یوسف علیہ السلام نے کہا اجعلنی علی خزائن الارض جب سونے کے ٹیڑے برسے ایوب علیہ السلام چننے لگے خدا نے فرمایا کیا مینے تجھکو آسودہ نہین کیا ہے جو توانکو سمیٹتا ہے اونہون نے کہا ہان ولکن لا غنی بی عن برکاتك یعنی یہ تو سچ ہے مگر تیری برکت سے مین آسودہ نہین ہون عیسی علیہ السلام نے کہا وارزقنا وانت خیر الرازقین ہمکو قرآن پاک مین یہ سکھلایا ہے کہ ہم ربنا اتنا فی الدنیا

حسنتوفی الاخرۃ حسنۃ کہا کرین حسنہ مین مال و دولت بہی شریک و داخل ہی غرضکہ طلب رزق سب بندے
خدا کی کیا کرتے ہین کیا انبیاء کیا علماء کیا زاہد پانی برسنے غلہ پیدا ہونے پہل نکلنے کے
لیے دعا کرنا یہ سب طلب رزق ہی تو ہے ہان اتنی بات ہے کہ متورع پرہیزگار دیندار
لوگ رزق وجہ حلال سے طلب کرتے ہین خدا سے حلال پاک روزی کا سوال کرتے ہین
تحصیل رزق مین کسب معاش مین پابند حکم شرع رہتے ہین حلال پیشہ حلال نوکری اختیار
کرتے ہین رسول خدا صلعم کے زمانہ مبارک مین سارے صحابہ یہی کرتے تہے کوئی کہیتی کرتا کوئی
تجارت کرتا کوئی مزدوری کرتا پہر خلفائے راشدین کے وقت مین یہی طریقہ جاری رہا خلفا
اپنا رزق بیت المال سے لیتے تہے مگر اوتنا ہی جتنا حق ہے یہ بات نہ تہی کہ فضول خرچی کرتی
یا واہیات کامون مین یا واہی تباہی لوگون مین اوڑاتی امام حسن علیہ السلام نے معاویہ رضی اللہ عنہ
سے صلح کی ایک لاکہ روپیہ سالانہ اپنا مقرر کرا لیا رہی یہ بات کہ ملوک و سلاطین مین بعض ظالم
جائر ستمگر ہوتے ہین سو اسکی حقیقت یہ ہے کہ اچہے لوگ سچے مسلمان تو اونکے پاس معیشت حلال
حاصل کرنے کو جاتے ہین نہ اس لیے کہ یا اون کی مدد ظلم پر کرین اونکے میلی ٹہیلون کہیل تماشون
مجالس فسق وفجور مین شریک ہون بلکہ انکا اونکے پاس ہونا کسی وقت موجب رفع ظلم و دفع فساد کا
ہوتا ہے حاکم کو حق بات بتا دیتے ہین منکرات شرعی سے بچا دیتے ہین جب انکا یہ کام ٹہیرا یہ
نیت ہوئی تو اب وہ بادشاہ ظالم کیسا ہی بڑا ظلم کرے اوس ظلم کا وبال وسی کی گردن پر رہیگا
اس مسلمان پر کچھ گناہ اوس کے ظلم کا نہوگا انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی
جب ذرا سا بہی دخل انکا تخفیف ظلم مین ہوا گو کیسا ہی قل قلیل یا احقر حقیر کیون نہو تو بی شبہہ انکو
اجر ملیگا ہان جو کوئی خلاف اسکے کریگا اوسکو بے شبہہ ظالم سمجہا جاویگا ہماری گفتگو اون لوگون کے
حق مین ہے جو اس لیے نزدیک امراء و حکام کے رہتے ہین کہ اونکو امر و نہی کرتے رہین ظلم و جور سے
حتی الامکان باز رکہین اچہی صلاح دین وعظ کرین اون کے حسنات مین شریک ہون اونکے
سیئات سے جدا رہین جس بات مین نور نہ جلی دل مین اوس سے سخت بیزار رہون جہان قابو

چل جاوین وہان منکرات سے روکدین خلاف شرع کام ہونے دین نہ اون لوگون کے حق مین
ہی عالم ہون یا جاہل جو ہم نوالہ ہم پیالہ سلاطین کے ہوجاتے ہین اپنا دین اونکی دنیا کے لیے
اپنی آسودگی کے واسطے کہو دیتے ہین خسر الدنیا والآخرة ذلک ھو الخسران المبین تمہین سمجہو
کہ بہلا کسی عالم کا یہ کام ہے کہ وہ ظالمون کا شریک بنے یا کسی جاہل سے یہ امید ہے کہ وہ سلطان
کو نیک کام پر لا سکے فرضاً اگر کوئی عالم ایسا کام کرے تو در حقیقت وہ عالم نہین ہے گدہے پر
کتب خانہ لدا ہوا ہے کتابین پڑہنے سے علم نہین آتا ہے نکتہ گیری کرنے سے کوئی عالم نہین کہلاتا ہے
عالم تو وہ ہے جسکو خدا کا ڈر ہے امر ونہی کرتا رہتا ہے اگر جس بادشاہ سے امید قبول حق
جاتی رہے یقین کامل ہو جاوے کہ یہ ظالم کسی طرح ظلم وفسق سے باز نہ آویگا تو البتہ اوسکی صحبت
سے ہزار کوس بہاگے سلف صلحا امتی جنہون نے صحبت ملوک وسلاطین کی اختیار کی تہی یا جبر
اون کی مصاحبت وصلت سے بچتے تہے اونکا مقصد یہی تہا جو ہمنے ذکر کیا مطلقاً گہسنا بہاگنا
کچہہ خیر نہین ہے خصوصاً جبکہ تعلق معاش دنیا کا اللہ تعالی نے انہین سے رکہا ہے آدمی اپنی نیت
درست کرے پہر سب کچہہ درست ہے ورنہ سب وبال ہے ان فی القلب مضغة اذا صلحت صلح
الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ حدیث صحیح مین دربارہ ائمہ جور ومداخلت ملوک
یون آیا ہے لکن من رضی وتابع اس سے معلوم ہوا کہ گناہ اعانت کا جبہی تک ہے کہ اونکے
افعال سے راضی اور اون کے اعمال کا تابع ہوا اور جو اسنے اون کے ظلم پر اعانت نکی اونکی کذب
کی تصدیق نہ فرمائی تو یہ خود ایک بڑا مرتبہ عظیم ہے خصوصاً جبکہ یہ شخص جامع ہو درمیان عدم وقوع
معاصی وسعی فی التخفیف کے یا موعظہ حسنہ کرتا رہے ہر ذی عقل جانتا ہے کہ اگر اہل علم ودین بالکل
آنا جانا نزدیک سلاطین کے ترک کردینگے کسی طرح کی مداخلت اپنی اونکے امور مین نکرینگے تو
ساری شریعت مطہرہ معطل ہو جاویگی مملکت اسلامیہ مملکت جاہلیت سے بدل جاویگی اموال فروج
محرمہ حلال ہو جاوینگے مساجد ومدارس بیکار پڑے رہینگے ہتک حرمات ہوا کرے گا رہے سہے شعائر اسلام
بہی مٹ جاوینگے خدا کی نزدیک اونکو یہ عذر ہوگا کہ ہمارے پاس سے سارے علماء چلدیے ہم کو

معلوم ہی نہ تہا کہ یہ کام کرنے کا ہے یا نکرنے کا **فائدہ** بعض سلف نے کہا ہے السلاطین لھم طاعات کثیرۃ ومعاصی کثیرۃ یعنی جس طرح بادشاہون کے گناہ بیحد ہوتے ہین اسی طرح ان کی طاعت بہی بے حد ہوتی ہے مثلاً امن رکہنا راہ مین پناہ دینا ضعیف کا قوی سے حائل ہونا درمیان خلق اور مظالم کے جہاد کرنا اہل کفر و بغی و عناد سے جاری کرنا سنن کا دور کرنا بدع و فتن کا آباد کرنا مساجد کا قائم کرنا مدارس علم کا بنوانا سڑکون کا سزا دینا مجرمون محاربون راہزنون چورون ساحرون ڈاکوون کو انصاف کرنا مظلومون کا فیصل کرنا خصومات کا حق رسی کرنا حقداروں کی فریادرسی کرنا فریادیون کی بیاد دینا یتیمون لاوارثون محتاجون کا قرض ادا کرنا قرضدارون کا کفن دفن کرنا غربا کا صدقہ دینا مساکین محاویج کو بچانا رعایا کا ہاتہ متغلبین سے حفاظت کرنا املاک اوقاف کا اقامت کرنا حدود شرعیہ وقصاص کا دلوانا دیت وارش کا جاری رکہنا تعزیرات کا اشاعت کرنا شعائر اسلام کا نصب کرنا قاضیون مفتیون اہل احتساب کا قیام کرنا ساتہہ واجبات وفرائض وحقوق عباد کی اہتمام کرنا امر معروف نہی منکر مین جمع کرنا سپاہ وفوج لشکر کا واسطے حراست کے دشمن سے مہیا رکہنا سلاح کا واسطے حرب وضرب کے تہر کرنا اعدائے دین پر سبا رو لست رکہنا بیت المال کا احیاد کرنا علوم اسلام کا مٹانا بدعات ومنکرات کا روکنا مفسدین کا فساد وفتن سے رعب وہیبت رکہنا رعایا پر اس لیئے کہ بہت آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اگر انکو خوف سلطان یا والی نہو توجو چاہین سو افاعیل ومفاعیل کر ڈالین دیکہو جنکو ڈر کسی حاکم کا نہین ہوتا ہے وہ کیسے کیسے بری کام کرتے ہین کیا کچہ فساد وخرابی ڈالتے ہین عمر بن عبد العزیز نے کیا اچہی بات کہی کہ اللہ تعالی بسبب سلطان کی ایسی باتون سے روکتا ہے جس سے قرآن بہی نہین روکتا یعنے قرآن سے تو وہی لوگ ڈر کر گناہون سے بچتے ہین جو عالم باللہ عارف حق ہین سلطان سے سب عام وخاص خوف کرتے ہین اس لیے یہ خوف سلطنت کا اون کو بہت افعال محرم اعمال منکر سے باز رکہتا ہے رہی معاصی سلطان کے سو وہ بہی بہت ہین جسطرح غصے مین اگر خونریزی کرنا کسیکو تنا مارنا کہ وہ مرجاوے کسیکی آبرو لیڈ ڈالنا اموال محرمہ کو حلال سمجہ لینا ایک کے قصور پر سارے

گھروالوں کو شہر سے نکال دینا مجرم کے ساری گھر سے ناراض ہوجاتا تھا اگرچہ حضور نہیں ہے کہ تعدیا
باپ ہو ویسا ہی بیٹا ہوگا دو جرم کا مواخذہ شرع میں خاص ہوتا ہے تعالی لا یجنی والد علی
ولدہ کسی کی جرم و جنایت میں دوسرا ماخوذ نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ وہ خود بھی مرتکب اسے
جرم کا نہو کسی کی جورو بیٹی کو چھین لینا حاکم بے استحقاق کر لینا اگاہ دست اجنبی عورتوں کو بے
نکاح کے گھر بیٹھوں سے حرمت سے رکھنا گرفتار شہوات و لذات رہنا منکرات و محرمات
میں دراز دستی کرنا حالت غیظ و غضب میں بے بات نقل و عقل حکومت سے بہنا **حکایت** ایک بادشاہ
اپنی مجلس میں لوگوں کو لیکر فسق و فجور کرتا تھا شہر میں ایک مرد صالح تھے وہ جب کوئی خلاف شرع
کام کرتے دیکھتے منع کرتے شراب کا برتن پاتے توڑ ڈالتے ایک دن وہ بھی محلسرای سلطان کے
جاتے تھے بعض جلیسان سلطان نے کہا یہ وہی شخص ہے جو برتن شراب کے توڑ ڈالتا ہے جو
منکرات دیکھتا ہے اوس کو اپنے ہاتھ سے مٹاتا ہے بادشاہ نے انکو بلایا کہا تمہیں ہو جو غریبوں
ضعیفوں کے برتن توڑتے ہو منکرات کو مٹاتے ہو بھلا ہمارے پاس یہ سب ٹھاٹھ فسق و لہو کا رکھا
ہے اسکو تو ذرا مٹاؤ توڑو جب جانیں انھوں نے کہا میں ایک ضعیف آدمی ہوں جو کوئی مجھ سا
ضعیف ہوتا ہے اوسی پر زور چلتا ہے وہاں امر و نہی کرتا ہوں رہے تم سو بڑے سلطان تو کیا
بادشاہ مثل پہاڑ کے ہو تم پر میرا کچھ زور نہیں چل سکتا تمہارا حال خدا نے قرآن میں یوں فرمایا ہے
ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفها ربی نسفا فیذرها قاعا صفصفا لا تری فیها عوجا ولا
امتا یعنی تجھ سے حال پہاڑوں کا پوچھتے ہیں سو تو کہدے کہ بکھیر دیگا انکو میرا رب اوڑا کر پھر چھوڑ رکھیگا
زمین کو چٹیل میدان نہ دیکھے تو اوس میں موڑ نہ ٹیلا بادشاہ نے رو دیا کہا تم مجھے بھی ایسا ہی کیا کرو
اور شراب کے برتنوں اور اشیاء لہو و لعب کو توڑ ڈالو سب سامان پھینکدیا توبہ کی پھر اوس دن سے وہ
مجلس فسق نہ کی غرض کہ جب یہ بات معلوم ہوئی کہ سلطان کے لیے محاسن و مساوی دونوں ہوتی ہیں
تو اوس سے بوجہ محاسن محبت رکھے اور بوجہ مساوی اوس سے علحدہ رہے شاید وہ کسی وقت کہنے
اچھی بات مان لے کسی بری بات سے باز رہے اللہ تعالی نے علم و فضل کی ایک ہیبت رکھی ہے

ہر کسی کی جی مین اوس کی عظمت وحشمت ہوتی ہے یہان تک کہ حیوانات بہی باوجود بے شعور
مسلوب الفہم ہونے کے اپنے معلم سے ڈرتے ہین اوس کی ہیبت انکے دلون مین بہری ہوئی ہے
غرضکہ بوجہ ان اسباب وحالات کے اتصال سلاطین کا جائز ہے کسیکو اس جواز مین کلام نہین
ہے بلکہ بعض اوقات مستحسن یا واجب ہوتا ہے جبکہ اتمام کسی واجب کا بغیر اس اتصال کی ممکن نہو سکے
یا کوئی امر محرم بغیر اوسکے ملے جلے دور نہو سکے ممنوع وہ مواصلت ہے جو کسی مصلحت دینی کی لیئے نہو
کسی غرض مسلمانان کو اوس سے نفع نملی **فائدہ** اللہ تعالی نے جس طرح اطاعت اپنی اپنے رسول کے
واجب کی ہے اسی طرح اطاعت سلطان واولی الامر کی واجب فرمائی ہے مگر اوس کام مین جسمین
نافرمانی خدا ورسول کی لازم آوی انکے جبر وظلم پر صبر کرنیکا حکم دیا ہے اگرچہ مارین ٹہونکین مال
چہین لین حدیث مین آیا ہے تم انکا حق دو اپنا حق خدا سے مانگو جب تک یہ نماز قائم رکہین انکی
فرمانبرداری کرتے رہو مگر یہ کہ کفر بواح کرین اگر کسیکو کوئی ولی امر حکم دے کہ وہ اوسکے پاس رہا کرے
تو اوس سے بہاگنا ہرگز روا نہین جب تک کہ اس اتصال مین کوئی امر اسباب متقدمہ منکرہ مین سے
موجود نہو اسپر یہ واجب ہے کہ جب نزدیک بادشاہ کے رہے حتی الامکان امر ونہی مین کوتاہی نکرے
اگر امکان نہین ہے تو معذور ہے اسپر پہر کچہ الزام یا گناہ نہین ابن ماجہ وحاکم وبزار وغیرہ نے
ابن عمر سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ سلطان خدا کا سایہ ہوتا ہے زمین مین ہر مظلوم اوسکی پاس
آکر پناہ لیتا ہے اگر اوسنے عدل کیا تو اوسکو اجر ہے رعیت پر شکر اوسکا واجب ہے اور جو ظلم کیا
تو گناہ اوسپر ہے رعیت پر صبر کرنا لازم ہے **فائدہ** بیت المال مین ہر قسم کا مال جمع ہوتا ہے عدل
کا ظلم کا اوسکا لینا اہل مناصب وغیرہ کو جائز ہے یا نہین محققین کے نزدیک جائز ہے بدلیل اس
حدیث کے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہی ما اتاک من ہذا
المال وانت غیر مستشرف ولا سائل فخذہ ومالا فلا تتبعہ نفسک یہہ بہی ثابت ہوا ہی کہ رسول خدا
نے اہل کتاب پر جزیہ باندہا یہ جزیہ طیب وحلال مال تہا حالانکہ اون کے مال مین قیمت شراب و
سود وربا داخل تہے کیونکہ وہ سب لوگ اسطرح کا لین دین کیا کرتے تہے ایک یہودی کے پاس

اپنی زرہ گرو رکھکر طعام لیا پس جو خزانہ ریاست سے اسکو ملتا ہے اوسکو بدون کشف حقیقت کی
لیلوی یہ بات اور ہے کہ اسکو معلوم ہو جاوے کہ یہ مال جو اسکو دیا ہے خالص حرام ہے جسکو سلطان
نے رعیت سے براہ ظلم وجبر یا بوجہ غیر حلال لیا ہے اس جگہہ بھی مسئلہ یون ہے کہ سلطان الن
اموال کو جبکہ وجود مالک و وارث مال سے مایوس ہو جاوی اہل علم وفضل و وجوہ خیرات مین
صرف کرے اس سے بہتر کوئی مصرف اس مال کا نہین ہے یہ تو پہلے ہی سے معلوم ہے کہ خلافت
نبوت تیس برس سے زیادہ نہ تھی بعد اس خلافت کے بادشاہ ہے گزرندہ آئے اوس وقت سے
لیکر اس وقت تک جتنے ملوک و سلاطین اسلام ہوئے ہین اونمین کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی منکر
مین ضرور ہی مبتلا تھا قلت وکثرت کا فرق ہے مگر ہمیشہ سلف صالح کو اونسے کام پڑا نہین
ہوا کہ سارے علماء صلحاء نے بالکل اونسے علحدگی اختیار کی ہو کسی طرح کا کچہہ تعلق ہی اونسے
نہ رکھا ہو پھر جو کوئی اس اتصال کو علی الاطلاق باطل ٹھیراویگا ناجائز کہیگا تو وہ درحقیقت طاعن
ہے سلف پر اگر ہم اس جگہہ نام اون اہل علم وفضل کے بتائین جو متصل سلاطین تھے تو ایک
دفتر ہو جاویگا علاوہ اوس کے کسی والی امر کو خواہ ایک شہر کا یا ایک ریاست کا یا ایک سلطنت کا
والی ہو اس بات سے چارہ نہین ہے کہ وہ ایک جماعت کو مناصب دینی پر مامور کری اگر نکریگا تو
کام اوسکا کسی طرح نہین چل سکتا نہ ولایت اوس کی تمام ہو سکتی ہے نہ رعایا سے اطاعت لی سکتا ہے
نہ بیعت اوس کی منعقد ہو گی اس لیے کہ صحت امامت و ولایت و سلطنت و ریاست انہین کے
قبول بیعت پر موقوف ہے بڑے اہل حل وعقد تو یہی لوگ ہین جب انہون نے ہی اوسکو
قبول نہ کیا تو وہ کس طرح امام یا حاکم یا امیر ہو سکتا ہے صاحب کتاب الشقائق نے حکایت کی
ہے کہ سلطان روم نے حکم دیا تھا کہ فلان جماعت کو اہل اسواق سے قتل کر ڈالو اس لیے کہ
اونہون نے حکم سلطان کا بعض اشیاء کے نرخ مین نمانا بادشاہ باہر نکلے اون کی صف باندہی گئی
یعنی واسطے قتل کرنے کے وہان ایک عالم سلطنت بھی موجود تھے اونہون نے سلطان سے
آگے بڑہکر کہا انکا قتل شریعت مین کسی طرح درست نہین ہے بادشاہ نے کہا انہون نے خلاف

ہماری حکم کے کیا ان کے قتل مین اب کچھ عذر باقی نہین رہا عالم نے کہا یہ آپس مین ذکر کرتی ہین
کہ ہم کو حکم سلطان پر اطلاع نہین ہوئی سلطان نے اپنی سواری روکدی نہایت غصے مین آگئے
کہا تمہارا یہ منصب نہین ہے انہون نے کہا نہین بلکہ یہ منصب میرا ہی ہے کیونکہ اسمین تمہاری
دین کی حفاظت ہے عالم کا یہی عہدہ ہے کہ وہ بادشاہ کے دین کو محفوظ رکھے مواخذۂ آخرت سے
اوس کو بچاوے آخر سلطان نے اون سب کو رہا کر دیا سب بچارے قتل سے بچ گئے دیکھو ان جگہہ
اگر وہ عالم حاضر نہوتا نہی منکر نکرتا تو یہ سب مارے جاتے یا اگر یہ عالم ابتدا ًٔ یہ بات کہتا کہ تمہارے
عدول حکمی اس معاملہ مین شرعاً موجب ان کے قتل کی نہین ہے تو اس بات سے سلطان کو
اور زیادہ غصہ آتا وہ سب ہلاک کر دیے جاتے یا اگر وہ بجواب قول سلطان کہ یہ عہدہ تمہارا نہین ہے
سکوت کر جاتا تو بھی وہ مارے جاتے مگر عالم نے ایک عمدہ وسیلۂ مقبولہ نکالا جس نے نفس بادشاہ
مین اثر کیا یا من علم را دہ من عقل باید اسی کو کہتے ہین بہر حال امر معروف نہی عن المنکر دو بڑے
ستون ہین محل اسلام کے جب تک یہ دونو قائم ہین دین بھی قائم رہتا ہے جب یہ کھڑے نہین ہوتے
تو شعائر اسلامیہ بھی گر جاتے ہین شرائع ملیہ بھی معطل ہو جاتے ہین حدیث مین آیا ہے دین
خیرخواہی ہے خدا اور رسول و کتاب اللہ و ائمہ و عامہ کی بادشاہ کو بھی چاہیے کہ سب سے زیادہ
اہل علم و دین کی قدر کرے انہین کو اپنا مصاحب بنا دے انہین کو منصب عہدے و خدمت
بخشے انہین کو دوست رکھے انکی دوستی خاص خدا اور رسول کی دوستی ہے انکے ساتھ احسان کرنا
گویا صلۂ رحم رسالت کرنا ہے اس لیے کہ یہ وارث انبیا ہین خصوصاً جو انمین سادات ہون وہ
اولی تر بتعظیم و اکرام و احسان ہین رؤساء و ملوک و امرا کو ان کی صحبت سے نفع دین انتظام دنیا
حاصل ہوتا ہے عافیت کو نین ملتی ہے ورنہ عاقبت خراب دنیا تباہ ہے مال فساق فجار لیجاتی
ہین اونکا سارا گناہ نامۂ اعمال سلاطین مین لکھا جاتا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون اونکی تو دنیا
بگڑگئی انکا دین اونکی دنیا کے پیچھے برباد گیا یہ دونو ہاتھہ خالی رہگئے مگر جب تک خدا کی توفیق شامل
حال نہین ہوتی ہے یہ نکتہ سمجھہ مین اکثر امرا و رؤسا کے نہین آتا ہے اگلے بادشاہ اسلام علمائ

ومشائخ کی نصیحت پر عمل کرتے تہے اہل دین وفضل سے شرماتے تہے خود کیسی ہی ہون مگر ہیبت
وتہیہ علماو سادات کا ملحوظ رکہتے تہے اون کی بہول چوک چہوٹی موٹی خطاؤن سے قطع نظر کر جاتی
تہے مشائخ سے اپنے لیے دعائی خیر چاہتے تہے سادات کی تعظیم سب سے زیادہ کرتے تہے
بعد قرآن کے انہین کو دوسر ثقل سمجہتے تہے ان کی خدمت ومحبت کو موجب رضای خدا و
شفاعت رسول خیال کرتے تہے

آلہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ

اس زمانے مین اول تو علمای دیندار باقی نہین رہے ہین حق گو حق پسند لوگ کیمیا عنقا ہوگئے
ہین جتنے دنیا دار مولوی ہین وہی عالم سمجہے جاتے ہین اور جو کہین کسی جگہہ ایک دو چار خوش عقیدہ
خوش عمل عارف بحق موجود بہی ہین تو کوئی اونکو پہچانتا نہین ہے اگر پہچانتا بہی ہے تو حب دنیا
موجب نفرت کا اون سے ہے علماء تو یون مٹ گئے رہی سادات سو جو صحیح النسب ہین وہ بے
دستگاہ بنسب نہین جو مدعی ہین اونمین اکثر کاذب ہین حدیث مین اوس شخص پر جو اپنا نسب
بدلا ڈالی غیر کو باپ بنالے لعنت آئی ہے ایسے شخص کو جنت کی ہوا بہی نہ لگیگی پہر کسی مسلمان
خدا شناس حق پرست کی کیا شامت آئی ہے کہ وہ باوجود اس علم کے آپ کو سید کہلاوی اہل بیت
مین ملاوی اپنی دنیا وآخرت دونو غارت کرے دنیا تو اس طور پر کہ سید کو زکوۃ صدقہ نہین ملسکتا
اگرچہ سیکڑون جاہل احمق بہیک مانگنے کو سید بنجاتے ہین آخرت اس طرح کہ اللہ کے نزدیک وہ
ملعون ہوجاتا ہے یہ مسئلہ کچہہ بخاص ساتہہ نسب سادات ہی کے نہین ہے بلکہ جو کوئی اپنے باپ کا
نسب چہوڑ کر دوسری کی ذات مین داخل ہوگا اوسکا یہ حکم ہے مثلاً نوکری چاکری حاصل
کرنے کی لیے کوئی سید یہ بات کہے کہ مین پٹہان یا مغل ہون اس لیے کہ وہ دیکہتا ہے کہ حکومت
ودولت انہین پٹہانون ترکون مغلون کے ہاتہہ مین ہے یہ مجہکو اپنا ہم نسب سمجہکر میری قدر
کرینگے ورنہ اگر سید ہونیکا نام سنینگے تو پہر کوڑی کو بہی نہ پوچہینگے خصوصاً جبکہ یہ بات بہی
معلوم کرلینگے کہ یہ شخص باوجود سیادت کے علم وتقوی بہی رکہتا ہے اسی طرح شیخ کا سید بنجانا

یا پٹھان کا آپ کو سید کہلوانا یا مغل کا شیخ ہو جانا یا بالعکس اسکے یہ سب حرام قطعی ہے جبکہ اسنے
اپنا نسب ماں باپ یا اپنی قوم قبیلے سے معلوم کر لیا یا سن لیا ہو ورنہ یہ معذور ہوگا لکن اسپر ضرور ہے
اتنا اوسکو لازم ہے کہ جب تک صحت نسب کی کما حقہ معلوم نہ کر لے تب تک اپنے نسب کو بالجزم
بیان نکرے بصورت اشتباہ قومیت کے اقرار و اظہار ذات خاص سے بچتا رہے سلمان فارسی
رضی اللہ عنہ سے جب کوئی پوچھتا کہ تم کس کے بیٹے ہو کہتے انا ابن الاسلام **فائدہ** اعتبار
نسب کا شرع شریف میں غالبًا واسطے انتظام دنیا کے ہی تاکہ امور خیر پر ایک نسب والی جمع ہوکر
اعانت حق کریں خمس وغیرہ میں برابر حصہ پاویں اہل تقوی کو غیر اہل تقوی سے ممتاز جانیں تفاوت
نسب کا صہر سے پہچانیں شعوب و قبائل الگ الگ ہوں حرفت صنعت تجارت میں ایک دوسرے
سے ممتاز ہوں صدقات و زکوۃ کے لینے نہ لینے میں قتل وغیرہ کی دیت دینے میں قسامت کے
قائم ہونے میں شریک یکدیگر رہیں اس قسم کے اور بہت منافع دنیوی ہیں جن کے لیے ضبط انساب
کیا جاتا ہے ورنہ نفع نسب کا اوس جہان میں کچھ بھی نہیں ہے وہاں تو بعد صحت ایمان کی فقط تقوے
طہارت ہی دیکھا جاویگا سارے شرفا و ارذل یکساں ہوں گے نہ شرافت محضہ باوصف بدع
و شرک و معصیت کسی کے لیے موجب نجات ٹھیریگی نہ رذالت نسب باوجود ایمان و تقوی سبب
ہلاک ہوگی بلال و صہیب باوجود حبشیت و رومیت جنتی ہیں ابو جہل و ابو لہب باوصف قرشیت
دوزخی ہیں افتخار کرنا نسب پر طعن کرنا حسب پر خصلت جاہلیت ہے اکثر امرا کو یہ خبط بھی ہوتا ہے
کہ اپنا نسب بدل ڈالتے ہیں کوئی سید بنتا ہے کوئی شیخ کوئی کسی بزرگ کی طرف منسوب ہوتا ہے
کوئی کسی عالم یا درویش کی طرف یہ اس لیے کرتے ہیں کہ دولت فانی کے ساتھ فضیلت باقی
بھی انکے ہاتھ آجاوے مگر یہ نہیں سمجھتے کہ اس کارروائی سے انکی آخرت بالکل تباہ ہو جاتی ہے
یہ سب سے زیادہ اگر کم نسب و رذیل ہیں تو وہ کام کیوں نہیں کرتے جس کی سبب سے ہزاروں شرفا سے
عالی نسب سے عند اللہ بلکہ عند الناس بہتر ہو جاویں اس لیے کہ حقارت نسب کی نظر میں جہلاء
کے آتی ہے علماء ہرگز کسی شخص کو بسبب وضاعت نسب کی حقیر نہیں سمجھتے یہ بات اور ہی کہ باوجود

میسر آنے کفو کے غیر سے رشتہ نکرین یا غیر انسے قرابت نکرے آپ سے بہتر اگر نسب مین ملی تو یہ وصلت سب سے مقدم ہے آپ سے کمتر ملے نہ برابر نہ بہتر تو مجبوری سے جائز ہے اس لیے کہ شرع شریف نے ارشاد کیا ہے کہ جب تک آزاد عورت میسر آوی کوئی کسی لونڈی سے عقد نکری سو سوا‌ے خالق وحدہ لاشریک لہ کی جتنی مخلوق ہے سب کی لیے کفو ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد وقال تعالی لیس کمثلہ شئ وھو السمیع العلیم وقال تعالے وللہ المثل الاعلی کفو کے یا کفو سے بہتر کے ہوتے ہوئے کمتر سے مواصلت کرنا کیا ضروری سب انساب مین بہتر نسب فاطمی ہی پھر ہاشمی پھر قریشی پھر وہ انساب جو بعد انکے بہتر سمجھے گئے ہین سارے احساب مین افضل حسب علم ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی عالم وجاہل برابر نہین ہوسکتے ہین حسب کا اعتبار چار پشت تک ہے نسب کا سات پشت تک یوسف علیہ السلام چار پشت کے کریم تھے وکان ابوھما صالحا کی تفسیر مین لکھا ہے کہ ساتوین پشت تھی اسلام مین خیریت جاہلیت کا بھی اعتبار کیا ہے مگر ہمراہ علم کے خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقھوا پھر جسمین یہ دونو فضیلتین جمع ہون اور پھر وہ متشرع متقی بھی ہو تو پھر کوئی نظیر اوسکا نہین ہے مگر وہی شخص جو مثل اوس کے یا زائد اوس سے علم وعمل مین ہو اللہ تعالی سے زیادہ کوئی عادل ورحیم نہین ہے پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ سارے فضائل دینی ودنیاوی کسی ایک ہی قوم قبیلے کو مرحمت فرماوی باقی نوع بشر اون کمالات سے محروم رہی یہی وجہ ہے کہ خالق کل بادی سبل معطی جمیع حل مجدہ نے کسیکو مال دیا ہی کسیکو کمال کسیکو خوش آواز بنایا ہی کسیکو باجمال کسیکو نسب بخشا ہی کسیکو حسب عطا کیا ہی یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام مین بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے پھر غیر کا یہ طمع کرنا کہ سارے فضائل وکمالات مال وکمال حسب ونسب وجمال سب کے ہمین کو ملجاوین محض ایک خیال مختل تعلیل معتل ہے انسان کے لیے امیر ہو یا فقیر مرید ہو یا پیر اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے کہ بعد درستی عقائد کی عمل صالح مین سعی تمام کرے اخلاص وتقوی مین فائق اقران بنے جسکو یہ حالت نصیب ہوگی وہ دونو جہان مین اشرف اکرم نوع انسان ہے ورنہ ساری دنیا سے بہتر اسکا

نسب حسب کیون نہو یہ بدترین حیوانات ہوگا ثم رددناہ اسفل سافلین سو اب کام مین تو
کوئی بہی کوشش کشش نہین کرتا ہے نام پر مرتے مٹتے ہین کسیکو غرور سیادت ہی کسیکو
تکبر علم ہے کسیکو دولت پر غرہ ہے کسیکو اتباع خطوات شیخ ابی مرہ ہے جو اصل بات تہی جس مین
اسکی نجات تہی اوس سے یہ ملک اکثر خلق حجاب مین ہے الا من شاء اللہ تعالی **فائدہ** جو احکام امامت
و سیاست کی واسطی امام خلیفہ سلطان والی امیر رئیس کے شرع شریف مین وارد ہین وہی کام
اوس عورت کو کرنا چاہیے جو اس منصب پر قائم ہو بارہ عورت کو اگر کچہہ بہی سمجہہ رکہتی ہے یہ چاہیے کہ
کہ ترک امامت کردی اگر کسی سبب سے ممکن نہو تو مرد کو اپنا قائم مقام بنا کر اوس کے ہاتہہ مین انجام
امور مذکور کا دیوی اگر شوہر رکہتی ہے تو سب سے بہتر ہے ورنہ وزیر نائب اس کام کو کرسکتے مین
ایک فتنہ دین مین یہ بہی ہے کہ مرد رئیس نہو عورت رئیس ہو جس قوم پر کوئی عورت رئیس ہوتی ہے
اوس قوم کو ہرگز فلاح نہین ہوتی ملکہ سبا بلقیس نام عجب عقلمند بی بی تہی جب اوسکی قوم نے کہا کہ تم
سلیمان علیہ السلام سے لڑو تو اوس نے کہا نہین ملک صلح اچہی ہے پہر اونکے نکاح مین آگئی اپنی
حکومت اون کے لیے ترک کردی اس زمانہ آخر مین اب ایسی عورتین کہان ہین جو کسی کے
لیے ترک ریاست کرین اگر ترک نہین کرتین تو اگر اتنا ہی کرین کہ مشورہ فحول رجال و اہل علم سے
سب کام ریاست کا ہو اپنی عقل کو امور مملکت مین زیادہ دخل ندین تب بہی غنیمت ہی اسلئے کہ
جب عقل ہو دین دونو مین یہ ناقص ٹہیر چکی ہین تو انسے نہ اصلاح امور دنیا کی امید ہی نہ درستی احوال
آخرت کی توقع پہلے کام کا تعلق عقل سے ہے دوسری کام کا تعلق دین سے ہی ان دونو وصف
مین ساری جہان کی عورتین داخل شامل ہین امیر ہون یا فقیر عالمہ ہون یا جاہل سیدانی ہون یا
شیخانی مغلانی ہون یا پٹہانی پہر جو کوئی انمین سلطانہ یا رئیسہ یا والیہ ہوجاتی ہے تو اوس کے
عقل بالکل ماری جاتی ہے آدہا سہی عقل و دین کا اوس کے پاس باقی نہین رہتا وہ آپ کو
سب سے زیادہ عقلمند و دیندار سمجہنے لگتی ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سیاست ملازم
رعایا اوس کی خوشامد کیا کرتے ہین ہر عیب کو اوس کی نظر مین ہنر بنا کر دکہلاتے ہین کسکو مجال

ہے کہ خلاف مزاج حضور کچھ عرض کر سکے رئیسہ سلطانہ ہو کر کسی کی نصیحت کا قبول کرنا یا دوسرے
کی عقل کا پسند آنا یا کسی پر بھروسا کرنا بھلا کہین ہو سکتا ہے اگرچہ ساری امراء و رؤساء رجال
کا بھی یہی حال ہے مگر انمین بعضے جو اتفاقاً سمجھدار بھی ہو جاتے ہین تو وہ عورتون کی طرح ہر کام
مین جلدی نا سمجھی جیسا انہین کرتے بہر حال جس طرح اکثر مردون سے یہ نہین ہو سکتا کہ وہ بسبب
عدم اہلیت امامت ترک ریاست کرین اسی طرح کسی مسلمان عورت سے بھی یہ نہین ہو سکتا کہ
وہ اپنی ریاست کسی متصف بوصف امامت کو حوالہ کر دے بلقیس کی طرح ریاست سے دستبردار
ہو کر کسی مرد کی عفت عصمت مین آجاوے یہ کام ہوتا بھی ہے تو کبھی غیر اسلام والیون سے ہو جاتا
ہے بلکہ عورت جب کسی جگہہ کی رئیس ہو جاتی ہے تو فسق و فجور شر و فساد اوسکا بہ نسبت رئیس مرد
کے بہت زیادہ ہوتا ہے وہ عورت آپ کو اسیر شوہر نہ سمجھتی ہے بلکہ ہر برتاؤ مین تحقیر کرتی
ہے یہ تحقیر کرنا اسکا آخرت مین سبب اس کے ہلاک کا ہو جاویگا تحقیر کی کئی صورتین ہین ایک
یہ کہ حقوق زوج جس طرح شرع مین آئے ہین اون کو ادا نہین کرتی حالانکہ حدیث شریف مین آیا
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمۂ حصین بن محصن سے فرمایا کیف انت لہ فانہ جنتک
ونارک یعنی تیرا برتاؤ شوہر سے کیسا ہے کیونکہ وہ تیری بہشت و دوزخ ہے یعنی اوسکی اطاعت
و رضامندی سے تجھکو جنت ملتی ہے اوسکی نافرمانی و ناخوشی سے تجھکو دوزخ مین جانا ہوگا اس
حدیث کو احمد و نسائی نے بسند جید روایت کیا ہے حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے عائشہؓ نے پوچھا
کس آدمی کا حق عورت پر سب سے بڑھکر ہے فرمایا شوہر کا پھر پوچھا مرد پر سب سے زیادہ کسکا
حق ہے کہا اوس کی مان کا اسکو بزار و حاکم نے روایت کیا ہے سند بزار کی حسن ہے ابی سعید
خدری نے کہا ایک مرد اپنی دختر کو لیکر آیا کہا اے رسول خدا یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار
کرتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس لڑکی سے کہا باپ کی اطاعت کر اوسنے کہا
قسم خدا کی مین بیاہ نہین کرنے کی جب تک کہ آپ مجھکو نہ بتا دین کہ حق شوہر کا بی بی پر کیا ہے
فرمایا حق زوج کا زوجہ پر یہ ہے کہ اگر شوہر کو کوئی پھوڑا پھنسی زخم ہو یا اوس کو زبان سے چاٹی

یا اوسکی نتھنون سے خون پیپ بہتا ہو تو یہ اوسکو نگل جاوی تب بھی حق شوہر کا ادا نہو آنی
کہا قسم خدا کی مین ہرگز نکاح نہین کرنے کی رسول خدا صلعم نے فرمایا تم انکا بیاہ نکرو مگر ان کے
اذن سے اس حدیث کو بزار نے بسند جید روایت کیا ہے ابن حبان نے بھی اپنی صحیح مین
لکھا ہے سب راوی اسکے ثقہ مشہور ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت سے حق شوہر
ادا نہو سکے اوسکو نکاح نکرنا جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق شوہر کا سب کے حقوق سے زیادہ
ہوتا ہے اسی طرح کا ایک قصہ دوسری حدیث ابی ہریرہ مین بھی آیا ہے کہ ایک عورت نزدیک
رسول خدا صلعم کے آئی کہا مین فلان دختر فلان ہون حضرت نے فرمایا مینے تجھکو پہچانا کیا
کام ہے اوسنے کہا کام میرا میرے چچازاد بھائی فلان عابد سے ہے فرمایا معلوم ہوا کہا وہ
مجھسے منگنی کرنا چاہتا ہے مجھکو بتاؤ حق زوج کا زوجہ پر کیا ہے اگر ایسی چیز ہے جو مجھسے
ہوسکتی ہے تو مین اوس سے بیاہ کرونگی فرمایا منجملہ اوس کے حقوق کے ایک یہ ہے کہ اگر اوسکی
نتھنون سے خون پیپ بہے اور تو اپنی زبان سے اوسکو چاٹے تو بھی حق اوسکا ادا نہوا اگر کسی
بشر کو کسی بشر کا سجدہ کرنا پہونچتا تو مین عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کری جس وقت
کہ شوہر اوسکا اوسکے سامنے آوے گھر مین داخل ہو اس لیے کہ اللہ تعالی نے شوہر کو اوسپر
بزرگی دی ہے اوسنے کہا واللہ جب تک دنیا ہے مین ہرگز بیاہ نہ کرونگی اسکو بزار و حاکم نی
روایت کیا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے ان حدیثون مین کچھہ تفرقہ درمیان رشتہ دار
اور آسودہ و اجنبی و نادار کے نہین کیا اسی طرح باقی احادیث آئندہ مین اس سے معلوم ہوا
کہ حق شوہر کا ہر بی بی پر برابر و یکسان ہے خواہ اس شوہر کے کنبے کی ہو یا اجنبی ہو کسی امیر
رئیس کی بیٹی ہو یا کسی غریب فقیر کی قرابت زوجیت مین حقوق طرفین یکسان ہین لیکن اس
زمانے مین یہ اطاعت شوہر کی غریب بی بیون سے تو کبھی بن بھی جاتی ہے گو پوری پوری نہو
مگر عورت مالدار یا رئیس سے تو کسی طرح بھی اطاعت شوہر کی نہین ہوسکتی جب نہو سکے تو اوسکو
یا تو سرے سے نکاح ہی کرنا نہ چاہیے تھا یا اب جہنم موجود ہے طرہ تو یہ ہے کہ سادا ر عورتونکی

خاوند خواہ اونسے ایسی اطاعت نہین لیتے ہین جو اونپر بہاری ہو مگر پہر بہی وہ اوسکی اطاعت
نہین کرتی ہین ہر بات اوسین ناخوش رکہا کرتی ہین اطاعت کیسی اگر خود شوہر اوسکا مطیع ہوجاتا
ہے تو بہی حفظ مرتبہ اوسکا خیال اوس کے حقوق ظاہری و معنوی کا نہین رکہتی ہین سو شوہر
کا تو کچہہ بہی نہین جاتا بی بی ہی کی آخرت غارت ہوجاتی ہے فرعون سے بدتر کوئی خاوند نہوگا
اوس کی بی بی مومنہ نے کیسی کچہہ اطاعت اوسکی کی تہی تو اللہ تعالی نے زن سعادتمند کی اس بی بی کو
خدائی اوسکے جو جنت مین مقرر تہا مرنے سے پہلے ہی دکہلا دیا اب اگر کسیکا شوہر کیسا ہی
عالم عابد طالب آخرت کیون نہو نیک صاحب ہو اوسکو برابر ایک نفر کے بہی نہین سمجہتی ہین انکو
تو ایسا شوہر چاہیے جو جاہل مطلق ہو نہ تسبیح رکہے نہ علم دین مین مشغول ہو اوباش بدمعاش
عشقباز فسق پیشہ ہو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہو بہلا آخرت تباہ نہو تو کیا ہو مضمون بی بی کے
سجدہ کرنے کا میان کے لیے اور بہی کئی حدیثون مین آیا ہے حدیث قیس بن سعد مین ہے
لو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجہن لما جعل اللہ
لہم علیہن من الحق یعنی اگر مین کسی کو حکم کرتا کہ وہ کسی دوسرے کو سوای خدا کے سجدہ کری
تو عورتون کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہرون کو سجدہ کیا کرین اسلیے کہ اللہ نے انکا حق اونپر فرض
کیا ہے یہ حدیث ابو داود مین ہے ابن ماجہ کی روایت مین ابن ابی اوفی سے یون آیا ہے
لو کنت امرا احدا ان یسجد لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا والذی نفس محمد بیدہ
لا تؤدی المرأۃ حق ربہا حتی تؤدی حق زوجہا اسی مضمون کی حدیث صحیح ابن حبان و
سنن ترمذی مین بہی روایت ابی ہریرہؓ سے آئی ہے معلوم ہوا کہ بعد خدا کے کسیکا حق
ایسا واجب و ثابت نہین ہے جیسا حق زوج کا زوجہ پر ہے یہی وجہ ہے کہ عورت کو عبادت
نفل کرنا نماز ہو یا روزہ یا حج یا اور کچہہ بدون اجازت و مرضی شوہر کے درست نہین ہے اگر
اوسکی ناخوشی سے ایسا کام کیا تو پہر بجز بہوک پیاس کے کچہہ بہی حاصل نہوگا یہ مضمون بہی حدیث
کا ہے ابن عمرؓ نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے لا ینظر اللہ تبارک و تعالی الی امرأۃ لا

لا تشکر لزوجھا وھی لا تستغنی عنہ اس کو نسائی نے روایت کیا ہے حاکم نے صحیح الاسناد
کہا یعنی اللہ تعالی اوس عورت کی طرف نگاہ نہین کرتا جو اپنے شوہر کا شکر ادا نہین کرتی
ہے حالانکہ بے شوہر رہ بھی نہین سکتی ہے معاذ بن جبل کی حدیث مین مرفوعاً یون آیا ہے
کہ کوئی عورت دنیا مین اپنی خاوند کو نہین ستاتی مگر اوسکی بی بی حور عین یون کہتی ہے تو
اسکو ایذا نہ دی خدا تجھکو غارت کرے یہ تو تیرے پاس یون ہی آرہا ہے قریب ہے کہ تجھے
چھوڑ کر میرے پاس آجاویگا اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے حدیث حسن
کہا ہے یہ اوس شوہر کے حق مین ہے جو پکا مسلمان نیک آدمی لائق مغفرت ٹھیر چکا ہے اور
اگر کوئی شوہر فاسق فاجر کافر مشرک ہے تو بھی اطاعت اوس کی امور خانہ داری وغیرہ مین
واجب ہوتی ہے گو دین مین خلاف حکم خدا اور رسول واجب نہین فسق کی وجہ سے شوہر معزول
نہین ہو سکتا ہے اوسکے فسق کا وبال اوسی پر پڑیگا بی بی کو اطاعت کا اجر ملیگا مگر اب اس
زمانے مین شوہر مومن لائق عزل سمجھا جاتا ہے بڑا عیب شوہر مین یہی ہے کہ وہ فاسق فاجر
خود غرض خائن چور بد وضع حرامکار نہو اگر کوئی فاسق شوہر یا عاشق پاس ہوتا تو بی بی کا نباہ
اوس سے بخوبی ہو جاتا غضب تو یہ ہے کہ کمبخت شوہر ایسا ملا ہے جو ایماندار سچا لائق فائق خیرخواہ
دین و دنیا ہے اس سے بھلا کسی طرح نباہ ہو سکتا ہے نوح و لوط علیہما السلام کی بیبیان بوجہ
نافرمانی شوہر کے جہنم رسید ہو گئین شوہرون کا ایمان انکے کچھ کام نہ آیا فرعون کی بی بی نے
اطاعت شوہر اختیار کی تھی وہ سیدھی جنت مین پہونچی اسکے علاوہ ایک یہ بات ہے کہ شوہر کو
آسودہ عورت پر قابو صحبت کرنیکا نہین ہوتا جورو بسبب غرہ دولت و ریاست کے رات دن
اس نخرے مین رہتی ہے کہ احسان رکھکر ملونگی یہ غریب تکلیف مین رہتا ہے مگر بی بی صاحبہ کو
شاید یہ خبر نہین ہے کہ ایسی عورت زبان رسول خدا صلعم پر ملعون ہے غریب گھر کی ہو یا امیر گھر
کی حدیث مین آیا ہے کہ اگر عورت پالان شتر پر بیٹھی ہو یا تنور پر پھر شوہر اوسکو بلا وے تو اوسکو چاہیے
کہ انکار نکرے یہ مضمون حدیث زید بن ارقم مین نزدیک طبرانی کے بسند جید آیا ہے تنور کو

ترمذی و نسائی و ابن حبان نے بھی مرفوعا طلق بن علی سے روایت کیا ہے ابو ہریرہ نے کہا
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے اذا دعا الرجل امرأتہ الی فراشہ فلم تأتہ فبات
غضبان علیہا لعنتہا الملائکۃ حتی تصبح رواہ البخاری و مسلم و ابوداود و النسائی
یعنی جب مرد نے عورت کو اپنے بستر پر بلایا وہ نہ آئی یہ خفا ہو کر سو رہا تو صبح تک فرشتے اوس
عورت پر لعنت کیا کرتے ہین دوسری روایت مسلم مین اس لفظ سے آیا ہے الا کان الذی
فی السماء ساخطا علیہا حتی یرضی عنہا یعنی خدا ایسی عورت پر غصہ کرتا ہے یہانتک
کہ شوہر اوس عورت سے راضی ہو تیسری حدیث مین یون آیا ہے کہ جس عورت پر مرد خفا ہے
اوس کی نماز قبول نہین ہوتی ہے اسکو ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہی غریب
عورت تو آشنا انکار نہین کرتی یا کرتی ہے تو اوسکی سامنے شوہر کی کچھہ بات نہین چلتی مگر آجکل
عورت کوئی ایسی نہوگی جو کہنا شوہر کا مانی رات دن خدا کی لعنت فرشتون کی پھٹکار منہ پر
رہتی ہے کہو خاوند کا کیا گیا بہت ہوا تو یہ کہ رنجیدہ ہو کر سو رہا مگر عورت کی آخرت تو بالکل
بگڑ گئی اسکے سوا ایک یہ بات ہے کہ بی بی خلاف مرضی شوہر کے کسی شخص کو مرد ہو یا عورت
یا مخنث وغیرہ گھر مین آنے جانے رہنے ٹہیرنے ندی حدیث معاذ بن جبل مین آیا ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کسی عورت کو جو خدا پر ایمان رکھتی ہے یہ بات
حلال نہین ہے کہ گھر مین کسیکو اذن آنیکا دی اور شوہر اوسکا ناخوش ہو یا گھر سے باہر جاوے
اور شوہر کارہ ہو یا کسیکی اطاعت حق مین شوہر کے روا رکھے یعنے دوسرے کی کہنے سننے پر
شوہر سے بگاڑ کری یا اوس کے بچھونے سے علیحدہ سووے یا شوہر کو مارے اگر شوہر اسکا ظالم
ہے تو بھی اوسکو راضی کرے اگر اوس نے اسکے عذر کو قبول کر لیا فبہا اللہ بھی اس عورت کی عذر کو
قبول کریگا بی بی کی حجت ظاہر کر دیگا عورت پر پھر کچھہ گناہ نہین اور جو شوہر راضی نہوا تو عورت کا
عذر نزدیک اللہ کے ہو گیا یعنی وہ تو چھوٹ گئی اب جو کچھہ مواخذہ ہو گا وہ شوہر سے ہوگا اس
حدیث کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے معلوم ہوا کہ عفو تقصیر عورت ہی کی طرف سے ہونا چاہیے

گو قصور شوہر ہی کا کیون نہو کسی حدیث قوی ضعیف مین یہ نہین آیا ہے کہ مرد اپنا قصور عورت
سے معاف کراوے جب وہ روٹھ کر بیٹھے تو اوسکو مناوے یہ اور بات ہے کہ شوہر اگر سچ مچ
قصوروار ہے تو اپنے قصور پر نادم ہو کر پھر وہ کام آئندہ نکرے یہی اسکا بی بی کو منانا ہے
ابن ماجہ مین بروایت عمرو بن احوص مرفوعًا آیا ہے کہ حق تمہارا عورتون پر یہ ہے کہ تمہاری
فرش پر اوس شخص کو جس سے تم ناخوش ہو بیٹھنے ندیوین نہ جسکا آنا تم کو برا لگتا ہے اوسکو گھر
مین اجازت آنے کی دین اونکا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ وہ تمکو اچھی طرح روٹی کپڑا دیا کرین
اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے حسن صحیح کہا ہے غرضکہ حدیث سے جو حقوق
بی بی کے ذمہ خاوند ثابت ہین وہ یہی دو مین امر ہین ایک روٹی کپڑا اسکے موافق مقدور کی دینا خواہ
بی بی بادشاہزادی ہو یا صاحب سلطنت و ریاست یا کسی فقیر حقیر مسلمان کی بیٹی ہو حق دونوکا
برابر ہے یہ بات نہین کہ آسودہ بی بی کا حق زیادہ ہے نادار بی بی کا حق کم ہے نان نفقہ مین
اعتبار شوہر کے حال کا رکھا گیا ہے نہ بی بی کے مرتبے کا دوسرے خوش اخلاقی سے پیش آنا
تیسرے اپنے گھر مین رکھنا چوتھے مہر ادا کرنا پانچوین اوسکے ذاتی مال مین بے اجازت اوسکے
تصرف نکرنا اگرچہ ایک حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ بعد نکاح کے مرد عورت کی جان و مال دونوکا
مختار و نگہبان ہو جاتا ہے عورت بے اوس کے پوچھے کسے نے اپنی خوشی سے اپنا مال کسی جگہ
صرف نکرے مگر قوی بات یہی ہے کہ وہ اپنے مال کی مالک ہے نقد ہو یا زیور یا جنس یا گھر بار
اسلیے کہ حدیث مذکور ضعیف ہے ہان اگر بی بی بیجا صرف کرتی ہے یا خلاف شرع کا موقع اوٹھاتی
ہے یا اسراف چٹوری ہے تو بیشبہ شوہر کو یہ پہونچتا ہے کہ اوسکو اس حرکت سے باز رکھے اگر
باز رہے فبہا ورنہ گناہ اس برتاؤ کا بی بی پر ہے شوہر بیچارہ اپنے حق سے ادا ہو گیا **فائدہ**
جو عورت شوہر کی مطیع ہوتی ہے اوس کے لیے وعدہ جنت کا ہے حدیث ام سلمہ مین آیا ہی کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے ایما امرأۃ ماتت و زوجها عنها راض
دخلت الجنۃ رواہ ابن ماجۃ والترمذی وحسنہ والحاکم وقال صحیح الاسناد

یعنی جو عورت مرگئی اور اوسکا شوہر اوس سے راضی تہا تو وہ بہشت مین گئی معلوم ہوا کہ جن عورتون
سے شوہر اون کے ظاہر مین یا دل مین ناخوش رہتے ہین راضی نہین ہین اونکے لیے بہشت
نہین ہے بشرطیکہ یہ ناراضی حق سے ہو نہ ناحق سے بعضے جاہل شوہر ناحق ناروا ہی بیبیون سے
ناخوش رہا کرتے ہین ایسی ناخوشی بیبیون کو مضر نہین ہوتی دوسری حدیث مین آیا ہی ابوہریرہؓ
نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے عورت نے جب پانچون نمازین پڑہین اپنی شرمگاہ کو بچایا
یعنی حرام سے خاوندکی اطاعت کی جس بہشت کے دروازے سے چاہے داخل ہو اسکو
ابن حبان نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے اسی طرح کی ایک حدیث عبدالرحمن بن عوف سے
نزدیک احمد کے بہی آئی ہے تیسری حدیث ابن عباس مین یون آیا ہے کہ جو عورتین اطاعت
اپنے شوہرون کی کرتی ہین اونکی حقوق پہچانتی ہین اونکو مثل جہاد کے ثواب ملتا ہے لیکن
ایسی بیبیان بہت تہوڑی ہین رواہ البزار رسول خدا صلعم نے جب جہنم مین سب سی زیادہ
عورتون کو دیکہا تو سبب اوسکا یہ بیان فرمایا کہ یہ لعن وطعن زیادہ کرتی رہتی ہین اپنے
شوہرون کی ناشکری کیا کرتے ہین یہ حدیث مشکوۃ شریف مین بہی موجود ہے فی الواقع کسی
عورت سے کتنا ہی اچہا برتاؤ کرو رات دن اوس کی صلواتین سنو کتنا ہی اوسکو سکہاؤ پڑہاؤ
محبت سے پیش آؤ خیرخواہی جانفشانی کرو اوس کی جہالت وحماقت پر صابر رہو کسی بات کا
جواب نہ دو اپنی طرف سے نہ لڑو مگر وہ ذرا سی بات پر جو خلاف اوسکی طبیعت کے ہوتی ہے
فی الفور بدل جاتی ہے سارے حسنات واحسانات شوہر کے بہلا دیتی ہے اپنے اور اوس کے
تفاوت مرتبہ کا کچہہ بہی خیال نہین کرتی اس نا انصافی وخرابی برتاؤ پر اگر جہنم مین سب سے زیادہ
یہ نہون تو پہر کون ہوگا خصوصا عورات آسودہ حال کہ ان کی روبرو شوہر کے کچہہ بہی قدر
نہین ہوتی یہ تو جہنم کو گویا اپنی میراث وترکے مین اچہی طرح سے لے بیٹہی ہین جس طرح کوئی
جنت لیکر خوش ہوگا اوس طرح یہ نافرمانی شوہرون کے دیدہ ودانستہ کرکے اتراتی پہرتی ہین
سب کو دکہاتی سناتی ہین کہ دیکہو ہم کو ذرا سا بہی خیال یا ڈر شوہر کا نہین ہے یہ کیا کرسکتا ہے

ابھی ہم اس ستے طلاق لیلینگے یہ تو سچ ہے کہ تم طلاق لیلوگی خواہ وہ خوشی سے دی یا ناخوشی
سے مگر ناخوشی کی طلاق تو سرے ہی سے نافذ نہین ہوگی مانا کہ تم نے لی بھی لی اور نے دی بھی دی
تو کیا ہوا اب جس سے نکاح کروگی وہ حرام ہوگا زنا ٹھیریگا شوہر کا کیا گیا تمہاری ہی آخرت
تباہ ہوگئی خاتمہ بالخیر نہوا پھر اگر تمہاری درخواست پر شوہر نے طلاق دے بھی دی تو بھی انجام
اس طلاق کا یہی ہے کہ جنت کی بو بھی کبھی ناک تک نہ پہونچیگی بخشا جانا تو کسکا ہنوز دہلی دورست
ثوبان نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے ایما امرأة سألت زوجها طلاقا من غیر ما
باس فحرام علیها رائحة الجنة رواہ ابوداود والترمذی وحسنہ وابن ماجنہ وابن
حبان فی صحیحہ یعنی جس عورت نے خاوند سے طلاق چاہی بے کسی سبب کے اوس پر جنت کی
بو حرام ہے بے سبب سے یہ مراد ہے کہ وہ نان نفقہ دیے جاتا ہے حقوق فراش بھی ادا کرتا ہے
مگر یہ اپنی مستی شہدپن بدمعاشی سے چاہتی ہے کہ اوسکو چھوڑ کر کھل کھیلے یا کسی سے اس کی
آنکھہ لگ گئی ہے یا ہنسی ٹھٹے کھیل تماشے بناؤ کا مذاق ہے مگر شوہر کی سبب سے خاطر خواہ ناچنا
گانا ناچ گانا ہو وہ باتون مین رہنا نہین ہوسکتا ہے اس لیے ضرورت طلاق لینے کی
پیش ہوئی حدیث ثوبان مین مرفوعًا یون آیا ہے ایما امرأة اختلعت من زوجها من غیر
ما باس لم ترح رائحة الجنة اخرجه الترمذی جس عورت نے اپنے شوہر سے بے سبب
خلع کر لیا وہ جنت کی ہوا نہ سونگھیگی اگر عورت کچھہ بھی برا کام نکری مگر صرف بلا وجہ علیحدگی ہی منظور رہے
تو بھی یہی حکم ہے کہ جنت سے وہ محروم رہیگی حدیث شریف مین اون عورتون مردون پر
لعنت آئی ہے جو مزے چکھتی پھرتی ہین آج تیرے پاس کل میرے پاس کل اوسکو کیا تھا وہ مر گیا
یا اوسکو چھوڑ دیا آج مجھے کیا اب میرے چھوڑنے کی فکر یا مرنے کا انتظار ہے دوسرے سے
ملنی کی لیے دل بیقرار ہے سوایسے ہی مرد و عورت دوزخ کا ایندھن ہونگی اونکی شرمگاہونکے
بدبو سے اہل محشر ایذا پاوینگے اللهم احفظنا یہ بلا آسودہ عورتون مین ہمیشہ موجود رہتی ہے
کہ یا تو چھپ کر فحش کرتی ہین یا خلع یا طلاق لیا کرتی ہین بیہقی کی حدیث مین یہ بھی آیا ہی کہ خلع

کرینوالیان منافقات ہین یعنی جو کوئی عورت اپنے زوج سے طلاق مانگے بدون کسی سبب شرعی
کے بہرہ جنت کی ہوا بہی پا سکتی ہے اسی طرح مرد کو بہی فرمایا ہے کہ دشمن ترین حلال نزدیک خدا
کے طلاق دینا ہے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے مرد کو بہی چاہیے کہ جب تک با تہہ سے
بی بی کے اسکے دین مین خلل نہ آوے تب تک اوسکو طلاق نہ دی اوسکی ایذا پر صبر کری یہ صبر
ایک دن تماشا دکہاویگا جب دیکہے کہ کسی طرح اصلاح ممکن ہی نہین ہے تو پہر اوسکے پیچہے
اپنی آخرت کیون تباہ کرے بی تکلف بلا تاخیر ایسی عورت متلون مزاج کو رستہ بتاوی انشاءاللہ
اسکی نجات ہوگی وہی خسران ابدی مین پڑیگی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان نے
فقط نان نفقہ پر حضرتؐ کو تنگ کیا تہا کہ ہم کو آسودہ طور پر زروزیور دو اوسپر قرآن شریف
اوترا کہ اگر انکو تمہاری اس فاقہ وفقر پر صبر نہین ہے تو بہتر ہے کہو چلی جاوین وہان تو خدا نے
اتنی ہی بات پر چہوڑ دینے کا حکم فرما دیا تہا یہان اگر بعد ملاحظہ صدہا حرکات وسکنات خلاف
عقل ودین کی کوئی شوہر کسی عورت کو چہوڑ دینا چاہے تو کہو کیا جای ملامت ہے **فائدہ**
جو کوئی کسی عورت کو خاوند سے بہڑکا کر چہوڑانا چاہتا ہے اوسکے لیے یہ فرمایا ہے کہ وہ ہم مین
سے نہین ہے یعنی یہ کام اوسکا طریقہ اسلام سے خارج ہے رواہ احمد عن بریدۃ باسناد صحیح
دوسری روایت ابو ہریرہ مین یون آیا ہے لیس منا من خبّب امرأۃ علی زوجہا رواہ
ابو داود والنسائی وہ ہم مین سے نہین ہے جو کسی عورت کو اوسکے خاوند سے لڑوادے
بہڑکا دی بگاڑ کروادی اس حرکت بی برکت کا ذکر قرآن پاک مین بہی موجود ہی یفرقون بہ بین
المرء وزوجہ حدیث جابر مین آیا ہے کہ شیطان کے لشکر مین سے جو نسا شیطان کسی میان بی بی
کے بیچ مین جدائی کراتا ہے شیطان اوسکو اپنے گلے لگا کر کہتا ہے نعم انت رواہ مسلم یعنی
تونے خوب کام کیا تو بہت اچہا شخص ہے اس زمانۂ آخر مین یہ طریقہ بہی جاری ہے کہ مرد وعورت
بد معاش فواحش فساد پیشہ جس گہر مین دخل پاتے ہین وہان آپ تفریق کی بنیاد اپنے مطلب
کے لیے قائم کرتے ہین عورت کے مونہہ پر اگر ناک نہو تو گوہ کہاتی پہرتی جلد ایسی باتو نمین آجاتی ہے

بعضی جاہل عورتین ایسی ہوتی ہین جو رات دن گفتگوی عشقبازی مین بسر کرتی ہین خاوند سے طالب خوشامد و اظہار عشق کی رہتی ہین بھلا کہو اس مذاق سے اور اسلام سے کیا واسطہ ہے یہ بلا اکثر اونہین عورتون مین ہوتی ہے جو مالدار آسودہ گھر کی ہین یا کسی امیر رئیس کی رشتہ دار یا بہو بیٹیان ہین غریب غربا کو اللہ تعالی ہمیشہ ایسی آفتون سے بچاتا رہتا ہے بعضی بیبیان اگلے منگیترون پہلے عاشقون کا خیال کرتی ہین اونکو ماہانہ یا سالانہ ظاہر یا مخفی طور پر بھیجی ہاکرتی ہین اسکو وضعداری یا خاطرداری یا حق شناسی یا عشقبازی یا آشنا پروری سمجھتی ہین مگر یہ خبر شاید انکو نہین ہے کہ یہ سارا مال ویس مردود کی حق مین توحرام قطعی ہے انکے حق مین سانپ بچھو ہے آنکھ بند ہوتی ہی اثر اس کارروائی کا ظاہر ہونے لگتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے جو مرا اوسکی قیامت قائم ہوگئی یعنی قیامت قائم ہونے سے یہی غرض ہے کہ انصاف ہوکر جنت یا دوزخ ملے سو ابتدا اس کام کی مرتے دم ہی سے شروع ہوجاتی ہے قبر کا عذاب ثواب مطابق اعمال کے جاری ہوجاتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران قبر ایک باغ ہے بہشت کے باغون مین سے یا ایک غار ہے دوزخ کے غارون مین سے **فائدہ** عورت صالحہ کو رسول خدا صلعم نے دنیا کی اچھی متاع ٹھیرایا ہے یہ مضمون حدیث ابن عمرو مین نزدیک مسلم کے آیا ہے پھر عورت صالحہ کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ جب شوہر اوسکو کوئی حکم دی تو وہ اوسکو بجالائی جب اوس کی طرف دیکھے تو یہ اوسکو خوش کرے اگر خاوند کسی بات کی قسم کھا بیٹھے تو یہ اوسکو پورا کرے اگر غائب ہو یعنی کسی جگہہ چلا جاوے تو اوس کی خیرخواہی اپنی جان اوس کے مال مین کرے رواہ ابن ماجۃ عن ابی امامۃ یعنی اوس کی غیبت مین حرام نہ کرے مال نہ اوڑاوی بلکہ اوسکی قول پہ پوری یہان تک کرے کہ اگر کسی بات پر اوسنے قسم کھائی ہے اور اوسکی وہ قسم پوری نہین ہوسکتی ہے تو جہان تک ہوسکے بی بی اوسکو پورا کردے مثلا اگر شوہر نے یہ کہا کہ مین فلان شخص کو جوڑہ دونگا مگر نہ دیسکا تو بی بی اپنے پاس سے دیدی یا کہا کہ فلانے کو گھر مین نہ آنے دونگا تو اوس کے اس کہنے کو پورا کردی بلکہ یہ

اخیر بات تو حقوق شوہر مین مستقل طور پر داخل ہے اسکے خلاف کرنا خدا کا چور بننا ہے جب
یہ سب اوصاف کسی عورت مین ہون گے تب کہین وہ صالحہ ٹھیرگی ورنہ طالحہ ہے ابن عباس
نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے چار چیزین ہین جسکو عطا ہوئین اوسکو دنیا و آخرت کی خیر ملی
دل شاکر زبان ذاکر بدن بلا پر صابر اور بی بی جو اپنی جان مین شوہر کے مال مین کوئی گناہ کرنا نچاہے
رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط واسناد احدہما جید تین چیزین تو انمین سے بعض
مردون کو میسر بھی آجاتی ہین مگر ایسی بی بی کا ملنا خصوصًا اس زمانۂ اخیر مین کیمیا عنقا ہو گیا ہے
ایک روایت مین ثوبان سے نزدیک ابن ماجہ کی یہ لفظ آیا ہے وزوجۃ مؤمنۃ تعینہ علی
ایمانہ یعنی بی بی ایماندار جو ایمان کے کام مین شوہر کی مددگار رہے اس قسم کی بہت احادیث ہین
مگر اس زمانے مین ایسی بی بی ہزارون مین شاید دس پانچ کو ملتی ہو تو ہو ورنہ خیر سلًّا بی بی خاوند
کی مددگاری دین مین جب ہی کر سکتی ہے کہ خود کچھ بھی لطف ایمان حلاوت اسلام رکھتی ہو والا
خلاا ب تو وہ بیبیان رہگئی ہین جو خاوند کا بھی ایمان لینا چاہتی ہین شوہر ہزار بار چاہے کہ بی بی
ہم کو اپنے رسوم و جلسون و تماشون مین شریک نکرے آپ ان ڈھنگون مین اگر رہتی ہی تو رہے
وہ جانے اوسکی آخرت کیونکہ خاوند کا اوسپر کچھ زور ہی نہین چلتا ہے کہ وہ اوسکو منع کرے یہی
بہت غنیمت ہے کہ یہ بیچارہ اوس بزم و رزم مین شریک نہو سو یہ بھی نہین ہوتا انا للہ ایسی ہی
وقت کے لیے بعض احادیث مین یہ آیا ہے کہ آخر زمانے مین بغیر بی بی کے رہنا نکاح نکرنا جائز ہے

کہ خدا ایست مایۂ ہوس ست کہ رہا کن ترا خدای بس ست

اگرچہ بیوفائی عورتون کے لیے ایسا وصف ہے کہ جب سے جناب حوا پیدا ہوئین یہ وصف اونکی
ساری جنس مین پایا گیا ہے مگر اہل علم و خیر کی صحبت و وعظ و نصیحت کی برکت سے اگلے زمانے مین
اکثر بی بیان پارسا بھی رہی ہین اب وہ وقت آیا ہے کہ سوا بعض غریب غربا کی کوئی عورت
آسودہ حال ہرگز دین و عفت پر جیسا کہ چاہیے قائم نہین رہی ہے جسکو دیکھو وہ شوہر کو جورو بنائے
ہے خاوند کو ٹٹی مقرر کرکے خوب گل کھلاتی ہے اوسکو پوشاک آپ کو خانگی ٹھیراتی ہے بعضون کا یہ حال

سے ہے کہ رات دن یار ون کو بدلتی رہتی ہین بلکہ شوہرون کی بھی تبدیل کا ارادہ کیا کرتے ہین
جو آدمی مرد یا عورت ان کے فسق و فحش مین کبھی شریک حال و اعمال تھا اوس کی وہ قدر ہے
جو شوہر کی بھی نہین ہے یہی دیکھا سنا ہے کہ بعض ریاستون مین آشناؤن کی تنخواہ مقرر
ہو جاتی ہے گو پھر وہ آشنائی قائم نہ رہی ہو کسیکو ماہانہ کسیکو سالانہ گھر بیٹھے ملا کرتا ہے اس لیے کہ
کبھی اوس سے کچھ علاقہ عمل سفلی تھا یا عمل سفلی کی تجویز تھی مگر ظہور نہوا شوہر سے اگر ذرا چخ جاتی
ہے تو پھر اوسکو کوڑی کو بھی پوچھا نہین جاتا جس نے سیر کسی ملک و ریاست کا کیا ہے اوس نے
اس قسم کے بہت قصے داستان سنے دیکھے ہونگے اللہ تعالی اپنے قہر و غضب سے بچاوے
اسی لیے حدیث سعد بن ابی وقاص مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے من شقوۃ
ابن آدم المرأۃ السوء رواہ احمد باسناد صحیح والطبرانی والبزار والحاکم وصححہ یعنی
بدبختی ہے کہ آدمی کو بد عورت ملے ؎

زن بد در سرای مرد نکو ہم درین عالم ست دوزخ او

یہ مضمون بھی کئی حدیثون مین آیا ہے سو آج کل دنیا مین اس بدبختی کا ہر جگہہ بڑا زور و شور ہے
تو ر مین سور مین تو رہے دوسری روایت مین یون آیا ہے کہ نیکبختی یہ ہے کہ عورت ایسی ملے
جس کو دیکھکر جی خوش ہو جب وہ آنکھ سے غائب ہو تو اوسکی جان پر تجھکو امن ہو یعنے تجھے بہروسا
ہو کہ وہ تیرے پیچھے حرام نہ کریگی عصمت عفت سے رہیگی بدبختی یہ ہے کہ بی بی ایسی ہو جسکو دیکھکر
تیرا جی برا ہو وہ تجھپر زبان درازی کرے جب تو غائب ہو تجھکو اوسکی جان پر امن نہو یعنی خدا
جانے تجھسے چھپ کر کیا فعل کریگی رواہ الحاکم اب تو شوہر کے غائب ہونیکی بھی کچھ ضرورت باقی
نہین رہی ہے اوسکے سامنے اوسی کے روبرو سب کچھ ہوتا ہے پیچھے کا کیا ذکر ہے کسبیون کی صحبت
فاحشات کی مصاحبت فاسقات کی ہمنشینی منافقات کی دوستی ایک عمدہ سامان عیش و عشرت
کا ہے جس کسی خوش قسمت کو نصیب ہو خصوصا ایسے عیش کا آخر عمر مین میسر ہونا تو گویا بڑی ہی
اقبالمندی عروج طالع سعادتمندی ہے ایسے نصیب ور ہزارون لاکھون مین ایک دو ہوتی ہین

ورنہ اکثر بے وقوف مرد عورتین آخر عمر مین اگلا عیش بھی چھوڑ کر جنم کے ڈر جنت کی طمع مین توبہ کر بیٹھتی
ہین چند روز کی زندگی کو یہ احمق خوف خدا سے برباد کر دیتی ہین تتی مدارج سقر سے محروم رہجاتی
ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ فائدہ عورت سے نکاح چار سبب سے کیا جاتا ہے جس طرح حدیث
ابی سعید خدری مین مرفوعًا آیا ہے تنکح المرأۃ علی احدی خصال لجمالھا ومالھا وخلقھا ودینھا
فعلیک بذات الدین والخلق تربت یداک رواہ احمد باسناد صحیح والبزار وابو یعلی
وابن حبان فی صحیحہ یعنی جمال ومال وخلق ودین سبب ہین نکاح کے مگر تو دین وخلق والی ہی کو
اختیار کر خاک پڑے تیرے ہاتھون پر اس حدیث مین دینا رخوش خلق عورت کو مقدم کہا ہے
مالدار خوبصورت عورت پر دوسری حدیث مین ابو ہریرہ سے بجای خلق حسب آیا ہے اوکی
بعد پھر وہی ارشاد فرمایا کہ فاظفر بذات الدین تربت یداک یعنی تو دین والی عورت کو لے
تجھپر خاک پڑے رواہ البخاری ومسلم وابو داود والنسائی وابن ماجۃ یہ کلمہ یا تو بددعا ہے
کہ تو محتاج ہو جا یا حث وترغیب ہے نکاح عورت صالحہ پر حسب سے یہ مراد ہے کہ عورت کسی
آسودہ گھر کی ہو امیر زادی شاہزادی رئیس زادی ہو ایسی جگہہ نکاح کرنے سے شوہر کو ضرور ہے
ذلت دنیا مین خواری آخرت مین حاصل ہوتی ہے ؎

گلی مین یار کی اس شکل سے کٹی اوقات　　جو وان کو وان بہین ذلت ہوئی تو خواری رات

اسی لیے دوسری حدیث مین انس سے مرفوعًا یون آیا ہے من تزوج امرأۃ لعزھا لم یزدہ
اللہ الا ذلا ومن تزوجھا لمالھا لم یزدہ اللہ الا فقرا ومن تزوجھا لحسبھا لم یزدہ اللہ
الا دناءۃ ومن تزوج امرأۃ لم یرد بھا الا ان یغض بصرہ ویحصن فرجہ او یصل
رحمہ بارک اللہ لہ فیھا وبارک لھا فیہ رواہ الطبرانی فی الاوسط جسنے بیاہ کیا کسی
عورت سے بسبب اوسکی عزت کی تو اللہ اوسکو ذلیل کریگا جسنے بیاہ کیا مال کی سبب سے اوسکو
اللہ تعالی محتاج کردیگا جسنے بیاہ کیا آبرو کے سبب سے اوسکو اللہ کمینہ کردیگا جسنے بیاہ کیا اسلیے کہ
آنکھہ بچے شرمگاہ محفوظ رہے یا صلہ رحم ہو تو پھر اللہ تعالی دونون کو اوسمین برکت دیتا ہے

تمہین کہو اب اس وقت مین اس لیے کون بیاہ کرتا ہے کہ آنکھہ و فرج بچے اب تو نکاح کی لیے
ہر مرد آسودہ عورت کو تلاش کرتا ہے کہ روٹی ملے غلام بنکے رہے خواہ دیوث ہی کیون نہ ٹھہرے
عورت آسودہ مرد کو تلاش کرتی ہے بلا سے دگنی عمر کا ہو یا برابر کا روٹی تو ملیگی فاقہ مستی سے
تو نجات حاصل ہوگی پہر خواہ وہ مرد فاسق ہو یا مومن کچہہ پروا نہین کتنے مین لڑکیان موجود
ہوتی ہین مگر اونکے بسبب عیب کمروئی یا فقر و فاقہ وغیرہ کے کوئی بیاہ نہین کرتا دوسری ناسور جگہہ
مین مال یا جمال یا آبرو تلاش کرتے ہین گو وہ بددین مشرک سودخوار بے نماز فاسق فاجر ہے
کیون نہو ہمنے ایسے نکاح اپنی آنکھہ سے بہت دیکھے ہین بلکہ جو لوگ دیندار مسلمان ہین اون کے
گہر بیاہ کرنے کو سخت عیب ٹہیر گیا ہے اون کی بیٹیان سب سے زیادہ حقیر ہوتی ہین اسلیے کہ
اونہون نے قرآن پڑہا ہے یا نمازی ہین یا غریب آدمی ہین اپنے ہاتہہ سے چولہا چکی کرتی
ہین انصاف تو کرو کہ یہ مسلمانی ہے یا عمل شیطانی ابن عمرو نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے
لا تزوجوا النساء لحسنهن فعسى حسنهن ان يرديهن ولا تزوجوهن لاموالهن فعسى
اموالهن ان تطغيهن ولكن تزوجوهن على الدين ولامة خرماء سوداء ذات دين
افضل رواہ ابن ماجہ مت بیاہ کرو تم عورتون سے بسبب اونکی خوبصورتی کے قریب ہے
کہ حسن اونکو ہلاک کردے اور نہ مال کے سبب سے نزدیک ہے کہ یہ مال اونکو طغیانی مین ڈالدے
لکن بیاہ کرو اونسے دینداری پر البتہ نکمی نکٹی کالی لونڈی دین والی بہتر ہے یعنی زن خوبصورت
عورت مالدار سے دیکہو اس حدیث مین صریح نہی فرمائی ہے نکاح کرنے سے ہمراہ عورت حسین
مالدار کی پہر ارشاد کیا ہے طرف بیاہ کرنے کے ساتہہ زن دیندار کے گو لونڈی ہی کیون نہو
اصل صیغۂ نہی مین حرمت صیغۂ امر مین وجوب ہوتا ہے یعنی جب کسی نے وقت ارادۂ نکاح
کے فقط انہین دو امر پر نظر رکہی کہ خوبصورت و لتمند جورو ملے دین سے کچہہ بحث و غرض نہین ہے
خواہ دیندار ہو یا فاسق فاجر تو اس طرح کا نکاح حرام ہے معقل بن یسار نے کہا ایک آدمی
پاس رسول خدا صلعم کے آیا اوسنے کہا مجھکو ایک عورت ہاتہہ لگی ہے حسب و منصب مال والی مگر بانجہہ

سے ہے مین اوس سے نکاح کرلون فرمایا نہین پہر دوبارہ سہ بارہ آیا یہی پوچہا فرمایا تم بیاہ کرو دوستدار جننے والی سے کہ مین اور امتون پر بڑہا چاہتا ہون رواہ ابی داود والنسائی والحاکم باللفظ لہ وقال صحیح الاسناد معلوم ہوا کہ جب نکاح سے پہلے کسی قرینے یا علامت سے بانجہہ ہونا عورت کا معلوم ہو جاوی تو اوس سے بہی نکاح نکرے اس لیے کہ ایسے نکاح سے غرض شرعی نکاح کی فوت ہو جاتی ہے مجرد حفظ نفس باقی رہجاتا ہے وہ کچہہ ٹہیک بات نہین ہے اس مقدمی مین جتنی احادیث آئی ہین یا کوئی آیت قرآن شریف مین وارد ہوئی ہے اونہین ہی یہی تاکید وارشاد ہے کہ عورت دیندار سے نکاح کرو مال وجمال وحسب ودولت ومنصب وجاہ پر نہ گرو مسلمان لونڈی زن مشرکہ آزاد سے بہتر ہے غریب مسلمان عورت فاسق خاندان کی آسودہ حال سے افضل ہے جب کبہی جہان کہین مرد غریب بی بی مالدار یا حاکم ہوگی غالباً ایمان مرد کا ڈانواں ڈول رہیگا چہوڑتا ہے تو آبرو جاتی ہے دنیا مین رسوائی ہوتی ہے صبر کرتا ہے تو آخرت خراب ہوتی ہے دین برباد جاتا ہے ؎

دوگونہ رنج وعذاب ست جان مجنون را بلای صحبت لیلے و فرقت لیلے

اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی سے سمجہہ بوجہکر پاؤن پہیلاے تیرے میرے کہنے پہسلانی مین نہ آئے اکثر لوگ جو اس طرح کے پہندے مین پہس گئے ہین کبہی یہ بہی ہوا ہے کہ عورت ہی کی طرف سے دہوکا دیا گیا ہے کبہی خود اسنے دہوکا کہایا ہے قرآن شریف مین کید شیطان کو ضعیف کید نسوان کو عظیم فرمایا ہے آثار قیامت مین ایک بات یہی ہے کہ عورتین بہت ہون مرد کم رؤسا و امرا مین بعضی جگہہ تو رسم نکاح ہی کی سرے سے نہین ہے بعض جگہہ جہان بطور رسم کے نکاح ہوتا ہے وہان ہنگامۂ فسق واسراف رہا کرتا ہے پہر بعد نکاح کی ایسے امور باہم پیش آتے ہین جنسے شرعًا طلاق پڑجاتی ہے مگر میان بی بی کو کچہہ غرض نہین کہ حلال ہوتا ہے یا حرام اوسی طرح باہم میل جول بنا رہتا ہے وہ تو حرام ہو چکی تہی میان اب تک اوسکو حلال ہی سمجہہ رہے ہین فائدہ پردہ کرنا عورت پر واجب شرعی ہے جنسے شرعًا پردہ نہین ہے عورت کو اونہین کے سامنے آنا چاہیے تہا

نہ اوسکے سامنے مگر غضب تو یہ ہے کہ جن کے سامنے آنے سے شرع نے بتاکید تمام منع کر دیا ہے
جیسے دیور برادران چچازاد ماموں زاد ملازم خانگی اجنبی لوگ لونڈی غلام غیر شرعی زنان اجنبی
اونسے بھی تو پردہ نہیں ہے بعضی بیبیاں یہ خیال کرتی ہین کہ بازارون گلی کوچوں کچہری
درباروں میں جانا بیٹھنا اسی کا نام بے پردگی ہے باقی ہمارے گھر مین جو کوئی نوکر چاکر عورت مرد
بھائی بند آوے یا رہے یا ہم کسی کے گھر جاوین اون سب کا ہمارے سامنے ہمارا اون کے
سامنے آنا جانا درست ہے اس سے ہم بے پردہ نہیں ہوتے بلکہ پردہ دار ہین سو یہ خیال انکا محض
باطل ہے بلکہ اب بھی یہ عورت بے پردہ محض ہے ہرگز پردہ دار نہیں ہے جو گناہ بے پردگی کا ہے
وہ اسپر ثابت ہے جیسے ایک شخص نامحرم کے سامنے آنیکا گناہ ہے ویسا ہی سو کے سامنے
ہزار کے سامنے آنیکا گناہ ہے اسمین شرعًا کچھ بھی تفاوت نہیں اسکے سوا بلا یہ ہے کہ کوئی
عورت کسی عورت سے پردہ نہیں کرتی حالانکہ جسطرح شرعًا عورت کو حکم پردے کا مرد سے ہے
اسی طرح عورت سے بھی ہے جو عورت باہر پھرے پردہ نکرے کسبی ہو یا فاحشہ کنجی کی ہو یا
اجنبی محض ہو اوس کے سامنے آنا بھی منع ہے ایسی عورتین حکم مین مردون کے ہین خصوصًا جو
مردون کی صورت بناوین مردون کی طرح کام کاج کرین شہرون شہرون پھرین دیدہ ہٹی۔
دیدہ دہن زبان دراز جگت باز فسانہ خوان قصہ گو مردون عورتون کا حال کہنے والی ہون اونکے
سامنے آنا اونسے بات کرنا اونکو اپنا مصاحب بنانا حرام قطعی ہے مگر کون سنتا ہے کسکی جو رو اس
مسئلے کو مانتی ہے نمانو مرنے کے بعد قبر مین پھر حشر مین بخوبی منوا دیا جاویگا اسی طرح حال اکثر مردونکا
ہے کہ جن عورتون کے سامنے انکو نجانا چاہیے جیسے سالی بھاوج وغیرہ یہ اون سب کے بلکہ ساری
برادری کے بیبیون کے سامنے بیتکلف آتی جاتی ہین دونو مرتکب کبیرہ گناہ کے ہوتے ہین زیادہ
سبب فسق وفجور کا اکثر گھرانون مین یہی بے احتیاطی پردے کی ہے شیطان ہر انسان کے ساتھ
لگا ہوا ہے مرد ہو یا عورت جب بات چیت ہونے لگی باہم اوٹھنے بیٹھنے لگے ناتی رشتے کو
سبب اس خلط ملط کا ٹھیرایا گیا تو اب شیطان کو پورا پورا قابو نملیگا تو کیا ہوگا اسی دوراندیشی

سے شرع شریف مین اجنبی مرد وعورت سے بچنے کا حکم فرمایا ہے باہم تنہا بیٹھنے سے منع کیا ہے
بلکہ مجرد آنکھہ کی دیکھنے سے بھی روکا ہے ایمان کی درستی اسلام کی پایداری جب ہی تک ہے
کہ حتی الامکان سب کام موافق شرع کی سرانجام ہوتے رہین ورنہ پھر مسلمانی برای نام ہے
یہ مسلمان اور نامسلمان دونو باعتبار عاقبت الامر کی یکسان ہین یہ ساری بحث اس کتاب
مین لکھنا کچھہ ضرور نہ تہا مگر اس لیے لکھی گئی کہ جس طرح ہر ریاست سلطنت دولت حکومت مین خلاف
عدل ودین کی واقع ہین اسی طرح اس مقدمے مین بھی اکثر ریاستون مین خلاف عدل ودین
کے طرح طرح کا فسق وفجور لہو ولعب ہوا کرتا ہے رئوسا وامرا کو جس طرح کچھہ پروا ظلم وجور وحق تلفی وغیرہ
معاصی کی نہین رہتی ہے اسی طرح اس گروہ مین شرم وحیا بھی نہین ہوتی نہ غیر کی جورو بیٹی پر
نگہ کین نہ اپنی جورو بیٹی کی خبر رکہین نواب صاحب جتنا چاہین حرام کرین کچھہ ڈر نہین بیگم صاحبہ
جسکو چاہین بلا لین کیا مضائقہ ہے کسی کا بچہ یا نطفہ ہو حضور کے محل مین پیدا ہوا ہے حضور ہی کا
صاحبزادہ ٹھیریگا پھر ترکہ ورثہ حضور کا بھی اوسی کو ملیگا کیون نہ ملے حضور کی ولادت وراثت
بھی تو اسی طور سے قائم ہوئی تھی ع سگ وسگ زادہ اکر سی بکر سی الله تعالی کا ہزار شکر ہی
جسنے ہم غربا کو ایسی بلاؤن سے بچایا سنی مسلمان بنایا کسی جگہہ کا رئیس امیر والی نہ کیا جاہل احمق
بد دین نہ ٹھیرایا ــــــہ

بجا خود شکر این نعمت گزارم　　که زور مردم آزارے ندارم

ہم دنیا مین آئے گو ہمیشہ مظلوم محکوم مجبور مقہور رہے پر بلا سے ظالم حاکم مختار جبار قہار تو نہوئی
دنیا کی تکلیف وایذا کچھہ بھی نہین ہے خواب خیال سراب ہے خدا عاقبت بخیر رکہے **فائدہ**
اسباب زوال سلطنت وریاست ہوا وادبار دولت وحکومت کے بہت ہین سب کا اس جگہہ حصر کرنا
مشکل ہے جو امور لائق حال اس عہد کے ہین بطور مشتی نمونہ از خرواری بیان کیے جاتے ہین
ان اسباب کا جھوٹ سچ اہل تجربہ پر کہل جاویگا ایک سبب یہ ہے کہ رئیس عیش ولذت ناجائز مین منہمک
ہو اپنے عیش وفسق کو امور ریاست پر مقدم رکہے اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حاکم بالا دست

موقع پاکر ایسے رئیس کو ریاست سے جدا کر دیتا ہے دارالامارۃ سے نکالکر کسی اور ہے جگہہ نظر بند
کر رکہتا ہے جس طرح حال شاہ معزول اودہ کا ہوا یا رئیس ٹونک کا یا بڑودی کی راجا کا قرآن شریف
سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بستی پہ بلا آنیوالی ہوتی ہے وہان کے آسودہ لوگ فسق و فجور کرنے
لگتے ہین جب خوب اوسمین غرقاب ہوجاتے ہین تو عذاب الہی آکر یکبارگی سب کو ستیاناس
کر دیتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ گناہ کرنے سے رزق کم ہوتا ہے اوس وقت اگر کسی کی اتفاقاً
آنکہین بہی کہلین تو پہر کیا ع اول بالیست انچہ آخر کردی ٭ دوسرا سبب یہ ہے کہ رئیس کو
اہلکاران وخیر خواہان ریاست پر اعتماد کلی نہو اون کی کوئی بات مانی نجاوے اس کا انجام یہ ہوتا ہے
کہ وہ بددل ہوکر علیحدہ ہوجاتے ہین اگر کسی مصلحت سے چندی علیحدہ نہوئے تو ویسے خیر خواہ نہین
رہتے گو کوئی نمکحرامی بہی نہین کرتے سلطنت دہلی کا زوال زمانہ عالمگیر بادشاہ سے شروع ہوا تہا
یہ بزرگ باوجود علم وشجاعت ودانش ودین کی سخت تنگی مزاج تہے ہر امیر و زیر سے بدگمان رہتے تہے
آخر سلطنت مین گہوس لگ گئی امراء ورؤساء کا متلون مزاج بدگمان ہونا کچہہ رعایا و برایا ہی کے
لیے نقصان نہین کرتا ہے بلکہ نقصان اسکا سب سے زیادہ انہین کو ہوتا ہے پہر وقت پر کوئی
اونکا ساتہہ نہین دیتا مال و دولت کی آشنا اپنا مطلب نکالکر علیحدہ ہوجاتے ہین تیسرا سبب یہ ہے
کہ امیر و رئیس کی مشیر مصاحب اوس کی خدم حشم حرم ہون انکی صلاح پہ کام بلکہ انتظام خانگی منحصر رکہا جاوے
جس کو یہ چہوٹی نخبری چغلخوری غیبت حسد بغض کی راہ سے اوسکی نظر مین بُرا ٹہیرا دیتے ہین وہ بُرا
ٹہیر جاتا ہے گو حقیقت مین وہ کیسا ہی بےگناہ کیون نہو یا جسکو اپنے فسق و فجور کی صحبت سے
اوسکا دوست عاشق مزاج معشوق طبیعت بنا دیتے ہین اوسکو یہی عاشق سمجہہ لیتا ہے گو
وہ بہی مال کے لالچ سے ملاوٹ کیون نرکہے اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن لوگ جو بظاہر دوست
بنکر اوس کی دنیا و آخرت دونو تباہ کر دیتے ہین خاتمہ بالخیر نہین ہوتا چوتہا سبب یہ ہے کہ رئیس
بخیل ہو سخاوت درکنار مصارف ضروری مین بہی تنگدستی کرے ایسے شخص سے بہی سب لوگ
آزردہ خاطر رہکر اوسکا معزول ہونا چاہتے ہین پانچوان سبب یہ ہے کہ مسرف ہو دی پہر آمد

اسراف ہین یہ بلا بیش آدمی کہ جن کے دینے سے بقای ریاست انتظام مملکت اصلاح رعیت
آبادی ملک نیکنامی رئیس مقصود ہے اون کو کچھہ ندے یا بقدر اون کی جانفشانی وخیرخواہی کے
اون کی قدر شناسی نہ کری جن لوگون سے کسی طرح کا فائدہ اسکی ذات خاص کو یا رفاہ عام
یا ریاست کا نفع نہین ہے اون کو دیتا رہے خواہ وہ اجنبی ہون یا رشتہ دار اس کا نتیجہ بہے
ایک دن یہی تباہی ریاست کی خرابی آخرت کی ہوتی ہے چہٹا سبب یہ ہے کہ اہل قرابت کو سب سے
زیادہ معزز و دولتمند رکھی ارکان واہلکاران ریاست خیرخواہان دولت سے ذرا ذرا سی بات پر
اینچ کھینچ لگا دے دینا لینا تو خیر مثلاً اخلاق زبانی آدمیت ظاہری انسانیت صوری مین بہے
دریغ کرے اسکا نتیجہ بہی یہی ہوتا ہے کہ پہر خیرخواہ لوگ بہم نہین پہونچتے ہر طرف سے اٹہائی گیرے جمع
ہو کر باغ سبز دکہلا کر اپنا مطلب نکالکر رئیس کو رستہ بتاتے ہین ادہر تو مال لیا ادہر اوس کی
آخرت بگاڑ کر چلدیے آج کل رؤسا مین دو طریقے ہین ایک یہ کہ بعضے تو اخوان ریاست کو سخت
ذلیل رکھتے ہین دوسرے یہ کہ سب سے زیادہ معزز ہونا اونہین کا چاہتے ہین سو یہ دونون طریقے
افراط وتفریط کی سخت مذموم ومہلک ہین طریقہ وسطی یہ ہے کہ انزلوا الناس علی قدر منازلھم
یعنی لوگون کو موافق اونکی رتبہ ولیاقت کے رکہنا چاہیے کوئی ہو کہین ہو اپنا ہو یا پرایا سہ

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد　　فدای یک تن بیگانہ کاشنا باشد

زمین وآسمان عدل سے قائم ہین جب یہ بالکل جاتا رہیگا قیامت آجاویگی ساتوان سبب یہ ہے
کہ رئیس ظالم ہو انصاف نکری اپنون کی رعایت غیرون کی ذلت روا رکہے آپ کو سب سے بہتر سمجھی
اورون کو حقیر کری اپنا رشتہ دار کیسا ہی برا ہو کچھہ ہی برا کام کرے اوس سے نہ کچھہ مواخذہ ہی نہ گرفت
بلکہ اوسکے لئے اوسکی طرفداری کیجاتی ہے وہ گناہ اوسکا عبادت سے بہتر ہے ٹہیرتا ہے وہ عیب اوسکا
ہنر سے افضل نظر آتا ہے غیر کیسا ہی اچہا کام کرے کتنی ہی اطاعت بجا لائے خیرخواہی مین جان
ہلاک کری ساری خلق کا دشمن ٹہیر جاوی رات دن مطعون ومردود وملعون وحقیر بنا رہتا ہے
اسکا انجام بہی یہی تباہی دارین کی ہے آٹہوان سبب یہ ہے کہ پچہلا حال اگلی حال کی طرح پر ہوجاوے

اسکا نتیجہ سوء خاتمہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے جس نے توبہ کر کے زمانہ آئندہ مین پہر وہی کام
کیے تو اوس کے اگلے گناہ پہر بدستور قائم کر لیے جاتے ہین جس نے ایسا نہ کیا تو اوس کی گناہ
معاف کر دیے جاتے ہین یہ تو بہت دیکھا ہے کہ اکثر جگہہ کے امرا ورؤسا جو ابتدای عمر مین
بے قید تہے جب اون کو سمجہ آئی تو درست ہو گئے اون کی ریاست بہی بچگئی آخرت بہی انشاء اللہ
سنور گئی مگر خرابی اوس امیر رئیس حاکم کی ہے جس نے فسق وعیش کو کسی حال مین نہ چہوڑا یا چند ے
چہوڑ کر آخر عمر مین پہر وہی واہیات اختیار کی جو پہلے تہی اسکا انجام یہ ہے کہ ایسا آدمی دنیا مین تو
خوب بدنام ہو جاتا ہے آخرت مین اسکا کام تمام ہو جاتا ہے دنیا کی بدنامی رسوائی بے شرمی بیحیائی
بہی جہنم مین جانے کی ایک عمدہ نشانی ہے حدیث مین آیا ہے کہ انما الاعمال بالخواتیم یعنی اعتبار
ہر عمل کا خاتمہ پر ہے خاتمہ کہتے ہین آخر عمر کو جب بچپن نرہا جوانی نرہی بال سفید ہو گئے دانت
ہلنے کرنے لگے اب یہ کون وقت فسق وفجور عیش وسرور کا ہے یہ وقت تو توبہ کرنے خدا سی ڈرنیکا
تہا جب توبہ ہی نصیب نہوئی یا نصیب ہو کر ٹوٹ گئی اس امید پر کہ ابہی ہم چند ے اور چین سے
خوب سا عیش یعنی فسق کر لین پہر مرنے سے پہلے توبہ کر لین گے تو ایسی توبہ ہرگز قبول نہین ہوتی ہے
یہ توبہ نہوئی خدا سے ٹہٹہا ہوا لا حول ولا قوۃ الا باللہ نوان سبب یہ ہے کہ امیر ورئیس والی وحاکم
اپنی عقل ناقص کا مغلوب ہو جاوی خود رائی خود پسندی کو ہر جگہہ صرف کرے اپنی ضد نہ چہوڑے
خواہ اسمین دنیا بگڑے یا دین تباہ ہو کچہہ پروا نہ رکہے بلکہ ہر امر مین اپنی ہی نفسانیت وضد کو
پورا کرے ایسے امرا ورؤسا کا غالبا یہ انجام ہوتا ہے کہ آخر کو وہ حرام موت مر جاتے ہین یا
گہٹ گہٹ کر جان دیدیتے ہین دنیا بہی گئی آخرت بہی تباہ ہوئی راج ہٹ تریا ہٹ
بالک ہٹ مشہور ہے عقلمند آدمی وہ ہے کہ اپنی ذات کی آپ اصلاح کرے کسی کی نصیحت کا
محتاج نہو اپنا عیب آپ پہچانکر جسطرح ہو سکے ہنر سے بدلتا رہے ؎

ہر کہ خود تربیت خود نکند حیوان ست آدم آنست کہ اورا پدر و مادر نیست

عیوب بشریت سے تو کوئی بشر بہی خالی نہین ہوتا ہے مگر تعلم وتعلیم وادب وتادیب کو بڑا اثر ہے

والدین اصلاح اولاد کی اساتذہ اصلاح شاگردون کی ازواج اصلاح بیبیون کی حکماء
اصلاح حمقاء کی اطباء اصلاح بیمارون کی امراء ورؤساء اصلاح رعایا برایا کی پیغمبر رسول اصلاح
امت کی کیا کرتے ہین یہ اصلاح نہوتی تو سارے آدمی چارپایون کی طرح ہوجاتے جو کوئی امیر
رئیس ارادہ اپنی اصلاح کا نہین کرتا ہے عیش وفسق مین ڈوب کر مطلق العنان ہو کر تنہا
اپنی عقل وخیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی بھی پسند نہین کرتا وہ درحقیقت حیوان ہے
انسان نہین اوسکا انجام ضرور ہی خراب ہوتا ہے ہر انسان پر فرض ہے کہ رات دن کی آٹھ پہر
مین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اپنی عیبون کو دریافت کرکے اصلاح کیا کرے جنہی یہان
حساب لیا اوسکو قیامت کی حساب مین آسانی ہوگی جسنے نہ لیا اوسکو سارا خرچ بھگتنا پڑیگا ؎

خواہی کہ عیبہای تو روشن شود ترا یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش

دسوان سبب یہ ہے کہ اعدای ریاست سے غافل ہو دوست دشمن کا تمیز نکرے ساری برادری
کو دوست سمجھے سارے ارکان واہلکارون کو دشمن جان لے یا اونسے بدگمان ہو حالانکہ کتب
تاریخ سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ زوال ہر سلطنت وریاست کا جہان کہین ہوا ہے ہاتھ سے
اخوان ریاست ہی کے ہوا ہے اسی لیے ہر دولت وسلطنت مین یہ قاعدہ ہے کہ ارکان دولت
اعیان سلطنت غیر برادری کی لوگ مقرر کیے جاتے ہین بڑے بڑے مراتب ومناصب اونہین کو
دیے جاتی ہین اولاد واخوان سلطنت کو کبھی حکومت وخدمت نہین دیجاتی تا آنکہ کہ اون کو
قوت فساد کی حاصل ہو پھر کوئی رئیس مان کے رشتہ دارون کا حامی ہوجاتا ہے کوئی باپ کے
رشتہ دارون کا سو یہ دونو شکلین خرابی ریاست کی ہین اسطرح کے اور بہت اسباب واسطے
تباہی دولت وحصول ادبار کے ہین پھر بعضی اسباب ایسے مخفی ہوتے ہین جنکا ذکر اس جگہہ
مناسب نہین ہے امیر بیدار مغز رئیس باشعور حاکم صاحب تدبیر تجربہ کار دانش پذیر اون سب وجوہ
واسباب کو سمجھ سکتا ہے فائدہ ایک بات یہ بھی معلوم کرنے کی ہے کہ جس کو خدا تعالی کسی جگہہ کا
خلیفہ یا امام یا بادشاہ یا رئیس یا امیر کرے اوسکو بلا ضرورت شرعی ترک کرنا اپنی خلافت وریاست کا

منع ہے رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالی تجھکو ایک خلعت پہناویگا لوگ اوسکا اوتارنا تجھسے چاہینگے سو تو منظور نکرنا چنانچہ اونہون نے موافق اس ارشاد کی خلافت کو ترک نہ کیا شہید ہو گئے رئیس فی بادشاہ کے بدلنے مین انتظام جہان کا خراب ہوتا ہے سیکڑون آدمی بگڑ جاتے ہین جنکا بگڑنا کسی طرح نچاہیے معلوم نہین کہ بعد اس رئیس کے کیسا رئیس آوی اگر برا آیا تو اس ترک ریاست کا گناہ نومی اس رئیس کے بندہا بعض سلاطین اسلام نے جو سلطنت ترک کر دی تہی سو اس لیے کی تہی کہ خدا کی عبادت کرین نہ ایسے کہ فرصت گناہ کرنے کی ملی بعض مگر نے جو یہ چاہا کہ ہم علیحدہ ہوکر دوسرے کو خلیفہ بناوین جسطرح ماموں رشید نے محمد جواد بن امام علی رضا کو ولیعہد کرنا چاہا تہا سو یہ اس لیے تہا کہ وہ یہ بات سمجھ گئے تہے کہ امام کو جامع اوصاف امامت ہونا چاہیے یہ اوصاف مجہہ مین موجود نہین یا اونمین موجود ہین دوسرا یہ کہ سادات احق ہین ساتہہ تعظیم و تکریم کے ان کے ہوتے ہوئے ہم کو سلطنت کرنا زیبا نہین ہے نہ اس لیے کہ ہم سے کام سلطنت کا نہین چلتا یا ہم اپنی اولاد سے ناخوش ہین انکا خلیفہ ہونا ہمین پسند نہین آتا کیونکہ ولیعہدی اولاد کی کوئی مسئلہ شرعی نہ تہا جسکا وہ خیال کرتے بلکہ وجب ہر خلیفہ پر یہی ہے کہ جو شخص قریش مین علم و دین کی راہ سے افضل ہو اوسکو خلیفہ کر جاوے گو اپنا رشتہ دار ہو یا خلافت کو ہاتہہ مین اہل شوری کے چھوڑ جاوے کہ جسکو وہ یا اہل حل و عقد پسند کرین خلیفہ کیا جاوے جس طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تہا یہ بات کہ کوئی خلیفہ یا امام یا رئیس مسلمان اپنی خلافت امامت ریاست کسی حاکم کافر کو دیدے کافر کو مسلمانون پر اپنے اختیار سے حاکم بناوے سو یہ بات شرع شریف مین حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے اللہ تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا اللہ تعالی نے کافرون کے لیے ایمان والونپر کوئی رستہ حکومت و فرمانروائی کا نہین رکہا ہے یعنی کفار کی حکومت مسلمانون پر نہونا چاہیے حدیث شریف مین آیا ہے الاسلام یعلو ولا یعلی یعنی اسلام ہی سب پر غالب رہنا چاہیے اسلام کا مغلوب ہونا نچاہیے دوسری جگہہ قرآن مین فرمایا ہے

ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین ای اللہ نہ کر ہم کو جگہہ آزمایش کی واسطی قوم ظالم یعنے
کافر کے پہر حابجا یہ دعا کرنا سکہایا ہے کہ ہم کو کفار پر مدد دے اسطرح کی بہت آیتین حدیثین
آئی ہین جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ریاست کو ہرگز ہاتہہ مین کسی کافر کے اپنے بس چلتے تک
ندینا چاہیے بلکہ اسی لیے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ اگر کافر کسی ملک اسلام پر چڑہکر آوین تو اول بادشاہ
اوس جگہہ کا اونکو دور کردے اگر اس کی قوت کافی نہین ہے تو ہر مسلمان رعیت پر دفع کرنا اونکے
تسلط کا واجب ہے سو باوجود اس وجوب کے کسی طرح کسی رئیس مسلمان بادشاہ اسلام کو نہین
پہونچتا کہ وہ دیدہ ودانستہ مرتکب ایسے گناہ کبیرہ ہم قطعی کا ہو اگر ہوگا تو سارے مسلمانون کا گناہ
اوس کے ذمے پر لگیگا رسول خدا صلعم نے ہرقل عظیم روم کو خط لکہا تہا اوسکو طرف اسلام کے
بلایا تہا اوس خط مین ایک فقرہ یہ ہی تہا کہ اگر تو مسلمان نہوگا تو ساری رعایا کا گناہ تیرے سر پہ
ہے یہ اور بات ہے کہ بتقدیر الٰہی یا بوجہ قرب قیامت سلطنت و ریاست اسلام کی ہاتہہ سے
کفار کی مٹ جاوی مسلمان عاجز ناچار ہوکر لڑنے سے باز رہین مجبوری سے تہک کر بیٹہہ رہین مگر
اپنے ارادے سے ریاست اسلام ضائع کرنا ہرگز درست نہین ہے ایک بادشاہ ہندنے
ایسا ہی کیا تہا اوسکا انجام یہ ہوا کہ بسبب اس گناہ کے سارا گہرانا اوسکا مٹگیا چند فاسق فاجر
مرد وعورت جو رہگئے تہے اون کو کچہہ پیسے خیرات مین ملنے لگے یہی حال اونکا ہوگا جو لوگ قدر
اس نعمت خدا کی نہ پہچانکر ارادہ ترک ریاست کا کرتے ہین اگر یہ ارادہ اس لیے ہے کہ ہم
منظلمہ خلق سے بچکر رات دن عبادت کرین آخرت کی درستی مین رہین تو پہر اسکا یہ علاج ہے کہ
کسی مسلمان قریشی نسب کو شیخ ہو یا سید سپرد کردین یا مختار بنادین ضروری اوصاف
ریاست داری کے اوسمین دیکہہ لین سب وصف کا اس زمانے مین جمع ہونا مشکل ہی جس کے
ہنر عیب سے زیادہ ہون کام چلا سکتا ہو اوسکا اختیار کرنا کافی ہے جس تدبیر سے یہ بات
حاصل ہوسکے کر بیٹہے آپ عبادت و زہد مین رہے ورنہ دنیا و دین سے گئے پانڈے حلوا ملا نہ
مانڈے اور پہر تو ریاست کہوئی ادہر دین بہی نہ ملا گناہون مین مبتلا رہے بعض لوگ یہ خیال

کرتے ہین کہ ریاست مین حق لق دشمنی خلق کی ہوتی ہے جب ہم ریاست سے علحدہ
ہوجاوینگے ہماری نقدی مقرر ہو جاویگی تو کوئی حاکم یا محکوم ہم کو نہ ستاویگا سو یہ خیال سبب
بالکل غلط ہے جس کو تجربہ ہوا ہے یا جنے حال دنیا کا دیکھا ہے وہ یہ بات خوب جانتا ہے کہ
جو ذلت و خواری عوام و رعایا و اہل وثیقہ کو حاصل ہے وہ کسی رئیس کو باوجود ان خرابیون کے
جو دین و دنیا مین پیش آتی ہین نہین ہے ذرا ذرا سی بات پر ہر کچہری عدالت مین کہچے پہرتے
ہین ادنی کام پر بڑی سزا جہٹ پٹ ملتی ہے ہر طرف سے لے دے ہوتی ہے دم نہین مار سکتے
کوئی کام کسی شخص سے بے خوشامد درآمد کے نہین نکلتا بلا سے خوشامد ہی ہوتی مگر آفت تو یہ ہے
کہ بے رشوت دیے گذر نہین ہو سکتا یا تو سب رعایا ملازم اس کے محتاج دست نگر تہے یا اب
ان سب کا محتاج ہوجاتا ہے فقیر درویش جو گوشہ گزین تارک دنیا ہوتے ہین آج کل ان پر
بہی ہزار تہمتین لگتی ہین خلق ان کو بہی چین سے جلنے نہین دیتی ہزارون مین شاید کسی ایک
دو کو آرام ہو تو ہو ورنہ کسی کو نجات نہین ہے پہر جب کہانے کو بہی نہ ملا دار الریاست سی نکالے گئے
تو دربدر خاک بسر پڑے پہرتے ہین اسی لیے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ محتاجی کفر کو پہونچا دیتی
ہے دونو جہان سے کہو دیتی ہے ؎

گہی تلاش معاش ست و گاہ فکر معاد مصیبتِ دو جہان بر سر دل افتادہ است

وہ تکلیف جو ریاست داری مین ہوتی ہے بمقابلہ اوس ذلت و خواری کے جو ترک ریاست سے
دامنگیر حال ہوتی ہے ہزار درجہ کم ہے جو مسلمان رئیس غیر قریش ہو وہ اپنی ریاست کسی قریش
کو دیدی دین دنیا دونو درست ہو جاوینگے دین اس لیے کہ حق بحقدار رسید دنیا اس لیے کہ
وہ ضرور ہی اسکا حفظ مرتبہ رکہیگا اسکا احسانمند ہوکر ہر دم اسکی آرام و راحت چاہیگا اگر خدانخواستہ
ریاست حوالے کسی کافر کے کردی تو حق اسلام بہے ضائع کیا آپ ہی ڈوبا دوسرونکو بہی ڈبویا ؎

سادگی سے ذکر جو میرا کیا آپ بہی رسوا ہوا مجہکو بہی رسوا کیا

اللہ تعالی ہم غریبون کے حال پر رحم کرے یہ چند ریاستین اسلام کی جو باقی ہین ان کو قائم رکہی

یہ بری بہلے مسلمان کام کے ہون یا نام کے بدولت ان ریاستون کے پرورش تو پاتی ہین رؤسا کو اسکا اجر بیحساب ملیگا ورنہ خدا کے جیا ہے مین کسی کا کچہہ زور نہین ہے فقط

خاتمۃ الکتاب

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا الناس تبع لقریش فی الخیر والشر اخرجہ مسلم لوگ تابع ہین قریش کے بہلائی برائی مین یہ عبارت اگرچہ بطور خبر ہے مگر مراد امر ہے یعنی لوگونکو تابع قریش ہونا چاہیے صحیحین مین ابوہریرۃ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمہم تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم مراد شان سے اس جگہہ امارت وامامت ہے حدیث ابن عباس مین مرفوعًا آیا ہے اللھم اذقت اول قریش نکالا فاذق اخرھا نوالا اخرجہ الترمذی ای اللہ چکہایا تونے قریش کے اگلون کو عذاب اب چکہا ان کے پچہلون کو عطا یعنی جس طرح پہلے یہ حقیر تہے اب انکو امیر کر دی حارث بن عبدالرحمن نے کہا بلغنا ان رسول اللہ صلعم قال لولا ان تبطر قریش لاخبرتھا بالذی لھا عند اللہ یعنی اگر قریش اترانے نہ لگتے تو مین ان کو خبر دیتا اوس بہتری کی جو انکے لیے ہے نزدیک اللہ تعالی کے اس حدیث کو تاج الدین سبکی نے طبقات کبری مین اپنی سند سے لکہا ہی جبیر بن مطعم کی حدیث مین ہے مرفوعًا ان للقریش قوۃ الرجلین من غیر قریش قیل للزھری ما عنی بذلک قال نبل الرأی اخرجہ احمد باسناد صحیح یعنی قریش کو قوت دو آدمی کی ہے غیر قریش سے زہری سے پوچہا اسکا مطلب کیا ہے کہا درستی عقل یعنی دو آدمی کی عقل انمین ایک آدمی کو حاصل ہوتی ہے تاج سبکی نے کہا ایک حدیث مین آیا ہے ان للہ حرمات ثلثا من حفظھن حفظ اللہ لہ امر دینہ ودنیاہ ومن ضیعھن لم یحفظ اللہ لہ شیئا قیل وما ھی یا رسول اللہ قال حرمۃ الاسلام وحرمتی وحرمۃ رحمی اللہ کے لیے تین حرمتین ہین جو اون کو نگاہ رکہے گا اللہ اوسکا حافظ ہے دین ودنیا کے کامون مین جو اون کو ضائع کریگا اللہ کسی چیز کا اوس کی حافظ نہین پوچہا وہ حرمات کیا ہین فرمایا حرمت اسلام کے

حرمت سیری حرمت سیری کنبے والونکی حرام رحم سی آنجھہ قریش ہین انکی حرمت نگاہ رکہنی مین درستی امر دین دنیا کی ہی دوسری حدیث مین ہی هذا الامر فی قریش لا یعادیهم احد الا اکبه الله علی وجهه ما اقاموا الدین یہ کام یعنی امارت و امامت قریش مین ہی جو کوئی انسی دشمنی کریگا اسد اوسکو اوندہی مونہہ گراویگا جبتک یہ دین کو قائم رکہین تیسری حدیث مین ہے من یرد هوان قریش اهانه الله یعنی جو کوئی ذلیل کرنا چاہے قریش کا ذلیل کریگا اوسکو خدا چوتہی حدیث مین ہی الا من اذی قرابتی فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله عزوجل جسنے ستایا میری قرابت کو یعنی قریش کو اوسنے مجہے ستایا جسنے مجہی ستایا اوسنی خدا کو ایذا دی پانچوین حدیث مین ہی من احب قریشا احبه الله و من ابغض قریشا ابغضه الله جو دوست رکہیگا قریش کو دوست رکہیگا اوسکو الله جو دشمن رکہیگا انکو دشمن رکہیگا اوسکو الله چہٹی حدیث مین ہے اذا اجتمعت جماعات فی بعضها قریش فالحق مع قریش و هی مع الحق جب جتھے جمع ہون کسی جتھے مین قریش ہون توحق ساتہہ قریش کے ہی قریش ساتہہ حق کے ہین ان احادیث کو تاج سبکی نے لکہا ہے پہر کہا وصح قوله صلعم کل سبب و نسب منقطع یوم القیامة الا نسبی و سببی یعنی ہر سبب و نسب دن قیامت کی منقطع ہوجاویگا مگر میرا سبب و نسب سبب سے مراد رشتہ ہے یعنی جسنے مجہسے رشتہ کیا یا میرے نسب مین ہے اوسکو اس سبب و نسب کا کچہہ نفع دن قیامت کی پونہچیگا اس حدیث مین بہت بڑی بشارت ہے قریش کو عموما اور سادات کو خصوصا یہ بہی ایک حدیث صحیح مین آیا ہے انما نحن و بنو المطلب هکذا و شبك بین اصابعه او انما نحن و بنو هاشم شئ واحد ہم اور اولاد مطلب یون ہین جیسے ایک ہاتہہ کی انگلیان دوسرے ہاتہہ کی انگلیون کے اندر ہون یا یون فرمایا کہ ہم اور بنی ہاشم ایک ہی چیز ہین دوسری حدیث مین آیا ہے امان اهل الارض من الاختلاف الموالاة لقریش اختلاف سے امن مین رہنے کے لیے دوستی قریش کی چاہیے اسکو بہی تاج سبکی نے روایت کیا ہے نسائی کی روایت مین یون آیا ہے الائمة من قریش ساری امام قریش سے ہونا چاہییں یعنی خواہ امارت دنیا ہو یا امامت دین صحیحین مین ہے ابن عمر سے لا یزال هذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان و فی روایة منهم-

مکان فی الناس ہمیشہ یہ کام یعنی امارت و امامت قریش مین چاہیے جب تک لوگون مین دو آدمی بھی قریش کے باقی رہین معلوم ہوا کہ قریش کے ہوتے ہوئے دوسری کو امام کرنا نہ چاہیے نہ اوسکو امام بننا چاہیے ان احادیث کو شافعیہ فی مناقب امام شافعی مین ذکر کیا ہے اس لیے کہ وہ امام علم و عمل تھے سات پشت کی بعد ہاشم بن مطلب بن عبدمناف ان کی اجداد مین ہین تاج سبکی نے طبقات کبری مین لکھا ہے قال ائمتنا ھذہ الاحادیث التی یؤید بعضہا بعضا دالۃ دلالۃ لامدفع لہا علی تعظیم قریش وان الحق عند اختلاف الخلق فی جملتہا وان حبہا حب للنبی صلعم و بغضہا بغض لہ وان من اراد اھانتہا اھانہ اللہ وان الناس تبع لہا وان الامر فیہا لا یزال ما بقی فی الناس اثنان وان الائمۃ منہا وان من اذاھا فقد اذی رسول اللہ صلعم وان للواحد منہا قوۃ الرجلین من غیرھا فی نیل الرای الی غیر ذلک مما وقفت علیہ پہر کہا ایسا امام قرشی جسمین وہ عقل ودین کو بھی اختلاف نہو شافعی ہین ان کی امامت مشہود لہ ہے بلکہ امامت انہین مین منحصر ہے اس لیے کہ الائمۃ من قریش مین دلالت ہے حصر مبتدا پر اندر خبر کی مراد ہماری امامت سے امامت خلافت نہین ہے بلکہ امامت علم و دین ہے پہر کہا اعلم ان ما اوردناہ من الاحادیث دال علی الشافعی بعموم لا بخصوص وھا نحن نذکر من الحدیث ما یدل علی الخصوص اسکی بعد احادیث خاصہ ذکر کیے ہین امام شافعی کو مصداق اون احادیث کا ٹھیرایا ہی اور ہمکو اس جگہہ بیان کرنا اس امر کا مقصود ہے کہ دلالت ان احادیث کی اس امر پر ہے کہ امام خلیفہ سلطان بادشاہ امیر والی رئیس کلا قریش سے ہونا چاہیے نہ کسی اور قوم و قبیلہ سے یہ مطلب نہین ہے کہ اس جگہہ مناقب امام شافعی کے ثابت کیے جاوین اس لیے کہ اس بیان کے لیے دوسرا محل ہے امام شافعی کی فضیلت بوجہ امامت علم و عمل و نسب قرشیت تو سب ائمہ دین پر مثل آفتاب کے روشن ہے حاجت بیان کے نہین ہے پہر تاج سبکی نے یہ حدیث لکہی ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلعم انہ قال یبعث اللہ لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا وفی لفظ

اخر فی راس کل مائۃ سنۃ رجلا من اھل بیتی یبین لھم امر دینھم ذکرہ الامام احمد یعنی اوٹھاویگا اللہ تعالی اس امت کی لیے سر پر ہر صدی کے ایک ایسا آدمی جو تازہ کردیگا واسطی امت اسلام کی دین امت کو دوسری لفظ مین یون آیا ہے کہ اوٹھاویگا ہر صدی کی سر پر ایک شخص کو میرے لوگون سے جو بیان کردیگا اون کی لیے حال اونکے دین کا پہر امام احمد نی کہا مینے غور کیا کہ پہلی صدی کے سر پر کون تہا تو عمر بن عبد العزیز کو پایا پہر دوسری صدی کے سر پر محمد بن ادریس شافعی کو پایا یہ دونو اہل رسول اللہ صلعم ہین تاج سبکی نے کہا یہ قول امام احمد سے ثابت ہوا ہے انتہی مراد اہل سے اس جگہہ یہ ہے کہ بنی امیہ کا رشتہ رسول خدا صلعم سے پہونچتا ہی رہی امام شافعی سو وہ خود بنی ہاشم ہین حدیث مین جو قید سر صدی کی آئی ہے تبادر اوس سے اول صدی ہے مگر کسی نے کہا کہ راس آخر شئی کو بھی کہتے ہین مگر مصداق مجدد دین امت کا غالبا شروع صدی ہی پر پایا گیا ہے کچھہ بھی ہو یہ حدیث اس واہمہ کو دور کرتی ہے کہ جو شخص غیر قریش سے اہل رای وفقہ ہو سر صدی پر نہو نہ آخر صدی مین وہ مجدد دین نہین ہو سکتا ہے مثلا امام ابو حنیفہ رح ایکسو پچاس ہجری مین مرے تو وہ مجدد نہونگی اس لیے کہ نہ تو اول صدی مین تہے جس کی نہایت دس پندرہ برس تک ہو سکتی ہے نہ آخر صدی مین تہے کہ دس پندرہ برس ختم صدی کو باقی ہون بلکہ بین بین تہے صاحب بین بین بموجب اس حدیث کی مجدد نہین ہو سکتا کیونکہ صفت مجدد کی یہ ہے کہ وہ احیای سنت مردہ اماتت بدعت مستحدثہ کرے سو جو ایسا کرتا ہے اوسکا کام یکسوئی ہوتا ہے وہ بیچ کا فقرہ کیون ہونے لگا حد اوسط کیون بننے لگا حدیث مذکور سے یہ بات بہی ثابت ہوئی کہ مجدد کا اہل بیت نبوت سے ہونا چاہیے خواہ سید ہو یا شیخ یا تابع سید و شیخ کہ جائز ایسا شخص بہی داخل اہل بیت ہو سکتا ہے رسول خدا صلعم نی فرمایا ہے سلمان منا اھل البیت اسی بنیاد پر تاج الدین سبکی نے طبقات کبری مین لکھا ہے کہ جب ہم نے دوسری صدی کے بعد کسی ایسے شخص کو نپایا کہ وہ اس درجی کا ہو بلکہ جتنے لوگون کے حق مین یہ بات کہی گئی تہی کہ وہ راس مائۃ پر مبعوث ہوئے ہین اور وہ سب لوگ متمذہب بمذہب شافعی تہے ہم نے جان لیا

کہ بی شبہہ وہ امام مبعوث ہین جنپر سبکی بات کا استقرار ہوا ہے پہر شروع ہر صدی پر ایک ایسا شخص ہوتا رہا جسنے مذہب شافعی کی تقریر کی اسی لیے ہمارے نزدیک تقدیم ابن شریح کی تیسری صدی مین اشعری پر متعین ہے کیونکہ اشعری گو شافعی تھے مگر ایک مرد متکلم تھے اصول عقائد سے ذب کرتے تھے نہ فروع سے بخلاف ابن شریح کے کہ وہ اولی تر تھے ساتھ اس منزلت کی لاسیما وفات اشعری کی راس قرن سے بیس برس کے بعد تک متاخر ہوئی پہر تاج سبکی نے یہ کہا کہ خواہ ابن شریح ہون یا اشعری دونو شافعی تھے چوتھی صدی مین ابو حامد اسفرائنی کو مجدد بتایا ہے کسی نے سہل بن سہل صعلوکی کو تو یہ دونو ائمہ شافعیہ سے ہین پانچوین مجدد غزالی چھٹے فخر الدین رازی یا رافعی ہین مگر رافعی کی وفات چھہ سو بیس کے بعد تک متاخر ہوئی جسطرح اشعری کی وفات متاخر ہوئی تھی ساتوین مجدد تقی الدین بن دقیق العید ہین وهؤلاء لا یحسن من احد ان یخالف فیهم پہر اگر اشعری و سہل و رافعی کو ہم اس مقام سے الگ کر دین تو شافعی سے لیکر ابن دقیق العید تک جتنے لوگ مجدد ہوئے ہین اون کے نام یا تو محمد ہین یا احمد تمام ہوا کلام سبکی کا مین کہتا ہون حدیث مجدد مین یہ کہین نہین آیا ہے کہ مجدد پہر راس مائۃ قبل ختم مائۃ کے مر جاوے یا اوسکا نام محمد یا احمد ہو بلکہ راس مائۃ کا ہونا اور اوس سے تجدید امر دین کا پایا جانا کافی ہے اس لیے کہ حدیث مین اسیقدر آیا ہے باقی قیود جو اہل علم نی لگائی ہین منشأ انتزاع اونکا معلوم نہین کیا ہے ہان ایک یہ قید بظاہر کسیقدر درست معلوم ہوتی ہی کہ مجدد قریش سے عموماً یا سادات سے خصوصاً ہو مگر لفظ حدیث اہلی ہے است مین جو اہل علم رتبہ تجدید کو پہونچے ہین من وجہ وہ سب اس لفظ مین داخل ہین جبکہ مراد لفظ اہلی سے نسب نبوی نہ لیا جاوے بلکہ مطابقۃ عامہ مقصود ہو اور یہی ظاہر ہے اس لیے کہ بعض اہل علم جن کی مجددیت مین بوجہ مطابقت مفہوم حدیث کچھہ شک نہین ہے بی شک قریش نہ تھے نہ سادات علاوہ اسکے تصرف سبکی سے یہ بات بہی معلوم ہوتی ہے کہ مجدد کا شافعی ہونا چاہیے سو اسپر بہی کوئی دلیل نہین جبکہ مراد شافعیت سے علم فروع مذہب ہو ورنہ سہل انکاری سے تو ساری اہل حدیث

بھی شافعی کہلاتے ہین حالانکہ اکثر ائمۂ حدیث مرتبۂ اجتہاد مطلق کو پہونچ گئے تھے مجتہد کو
تقلید مجتہد کی کب روا ہے جو اوسکو شافعی یا حنبلی کہا جاوے جیسے اصحاب صحاح ستہ و نظرا
انکی کہ یہ سب مجتہد مطلق تھے انکا کوئی مذہب خاص فقہی نہ تھا بلکہ تابع دلیل تھے انکا قول و عمل
موافق ان کے صحاح و جوامع و سنن کے تھا ماوراء اسکے تجدید مین مجدد کا مجتہد متعمق در فروع ہونا
ضرور نہین ہے کیونکہ اجتہاد فقہی اور بات ہے تجدید دین اور بات ہے صور فرضیہ قواعد فرعیہ
کا نکالنا ہر مسئلے مین بال کی کھال علیحدہ کرنا کچھ تجدید نہین ہے اسکو تجدید دین سے کیا علاقہ
بلکہ یہ پیشہ تو تحریف دین ہے نہ تجدید شرع مبین کیا لوگون نے کتب فقہ و رای کو نہین دیکھا ہے
جو ہماری اس بات کا انکار کرین گی یہ سیکڑون ہزارون لاکھون مسئلے جو کتب فتاوای فقہ
مین لکھے ہین جنکا حفظ و نشر مشکل جنکا ضبط و ربط دشوار جنکا رفع اختلاف محال کیا یہ سب تجدید دین
ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ بلکہ تحریف دین ہے اصل دین جو اتباع کتاب و سنت تھا وہ تو بالای طاق
نسیان رہگیا اوس کی جگہہ دواوین رای و قیاس و اجتہاد جمع ہو گئے اشاعت سنت احیای حدیث
اماتت بدعت نفی تحریف غالین محو انتحال مبطلین انعدام تاویل جاہلین کہ اوصاف تجدید لخلاق
مجدد ہین وہ بالکل موقوف ہو گئے ایسے اشخاص کو جنہون نے عمر اپنی تدوین رائی و قیاس مین
برباد کر دی مالکی ہون یا حنفی یا منسوب بشافعی مجدد ٹہیرانا جس طرح تاج الدین سبکی نے کہا
خلاف مفہوم حدیث مذکور ہے ہان یہ لوگ جیسی کہ ابو حامد اسفراینی غزالی رافعی رازی وغیرہم
ہین تو بیشبہہ بالغ رتبۂ اجتہاد مطلق یا منتسب تھے اسکا کوئی منکر نہین مذہب شافعی رح مین اسطرح
کے مجتہدین ہمیشہ ہوئے اور ہوتے ہین یہ خاصہ تو خاص مذہب حنفی کا ہے کہ انمین بعد محمد و ابو یوسف
کے پھر کوئی مجتہد نہین ہوا یہی وجہ ہے کہ اس مذہب مین جو جمود و تقلید شخصی پر ہے وہ کسی
مذہب مین نہین ہے ورنہ مذہب مالکی مین بھی مجتہد علی الاطلاق ہوئے ہین جیسے ابن عبد البر وغیرہ
مذہب حنابلہ مین بھی بڑے بڑے عظامی مجتہدین پیدا ہوئے ہین جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ
حافظ ابن القیم وغیرہما اس کار زدائی سے یہ بات بھی بخوبی ثابت ہے کہ خوص منتسبین مذاہب ثلثہ

در اصل مقلد اون مذہب منسوب الیہ کی نہ تھے گو کوئی اون کو طبقات مذاہب ثلثہ مین
لکھدے یا اونکا نام شافعی حنفی حنبلی رکھدے اس دعوی کی تصدیق کے لیے کتب مؤلفہ ان
حضرات کی شاہد عدل ہین جنمین صد ہا جگہہ انہون نے خلاف اوس امام کا کیا ہے
جسکے یہ مقلد ٹھیرائے گئے ہین عالم جب رتبہ تحقیق یا اجتہاد کو پہونچ جاتا ہے تو اوسکا قول و فتوی
کچھہ دائرہ مذہب اہل سنت وجماعت سے خارج نہین ہوتا بلکہ وہ تحقیق یا اجتہاد اوسکا موافق کسی
نہ کسی قول کے یا مذہب مختار کسی امام کی ان ائمہ اربعہ سے ہوتا ہے یہ موافقت اوس کو کچھہ مقلد
اوس مذہب کا نہین ٹھیرا دیتی نہ وہ خود کہتا ہے کہ مین مقلد فلان مذہب کا ہون بلکہ تہمت خاص
مذہب شخصی کی اوسکے گلے یارون کی لگائی ہوئی ہوتی ہے چنانچہ تتبع مصنفات علمای مذکورین
اس دعوی کے گواہ ہین یہ بات ہم نے اسلیے کہی ہے کہ جمہور یہ کہتے ہین کہ حق درمیان ان مذاہب اربعہ
کے دائر ہے سو تو اون کے یہی معنی ہین کہ کوئی مذہب ان مذاہب مین سے ایسا نہین ہے کہ وہ
بالکل حق ہو بلکہ ہر مذہب مین کسی قدر مسائل تو موافق دلیل صحیح کے ہین کسی قدر مخالف دلیل کے
ہین خلاف دلیل وہی مسائل ہین جنکی بنیاد رای و قیاس و اجتہاد پر ہے یہ کسی عالم معتمد نے
نہین کہا کہ حق ان چارون مذہب مین منحصر ہے اگر کہا ہے ہو تو یہ قول اوسکا سند نہین ہوسکتا
اسلیے کہ طبقات علمای مذاہب اربعہ مین نیچے تراجم اہل علم کے خواہ وہ مقلد تھے یا محقق یا مجتہد
تابع دلیل صد ہا تفردات اون کے احکام دین مسائل شرع مبین مین لکھے گئے ہین تفرد کی یہی
معنی ہین کہ وہ اوس حکم و مسئلے مین خلاف اپنے امام منسوب الیہ یا دیگر ائمہ کے فتوی دیتا ہے یا
عمل کرتا ہے سو یہ تفرد نہ شرعاً مذموم ہے نہ عقلاً بلکہ جو شخص پابند دلیل غیر تابع قال و قیل ہوگا
قوت اجتہاد رکہتا ہوگا عارف بکیفیت استدلال ہوگا اوسکو اس تفرد سے کسی طرح چارہ نہین ہے
کون مانع ہے کہ کسی دلیل سے ایسی بات اوسکی سمجھ مین آجاوی جو خلاف فتوای مذاہب اربعہ ہو
جب کوئی مانع نہوا تو اگر دو چار یا کم و بیش مواضع مین اوسکا تفرد پایا گیا تو ہرگز وہ دائرہ اہل سنت و
جماعت سے خارج نہین ہوسکتا ہے دیکھو طبقات کبری تاج الدین سبکی طبقات ابن رجب حنبلی

درر کامنہ حافظ ابن حجر عسقلانی کو دیکھو کہ انمین بذیل تراجم علماء کس قدر تفردات اونکی لکھی ہین
یا اونکا حال اسی طرح کا تہا جیسا حال آج کل جہلۂ حنفیہ کا ہے کہ واسطی تائید مذہب حنفی مخالف
حدیث صحیح کی اپنا پیٹ مارتے ہین اور اگر کسی عالم کو کسی مسئلہ موافق حدیث صحیح وغیرہ مین معذور
نہین رکہتے یہی وجہ ہی کہ ابن عبد البر نے جمہور اہل علم سے کتاب العلم مین نقل کیا ہی کہ مقلد مذہب
پر گو مولوی کہلاوی یا مدرس یا واعظ ہو اطلاق لفظ عالم کا صحیح نہین ہے جس طرح اطلاق لفظ علم کا
اوسکی علم تقلیدی پر بہی صحیح نہین مقلد کو علم سے کیا واسطہ اوسکا علم تو بالکل جہل بسیط یا جہل مرکب
ہے حدیث شریف مین آیا ہے ان من العلم جهلا یعنی بعضا علم جہل ہوتا ہے سو وہ علم جو
جہل خالص ہوتا ہے یہی علم رای وقیاس وتقلید ہے لاغیر علاوہ اسکے حصر یا دوران حق کا اندر
مذاہب اربعہ کی بہی ٹہیک نہین اسلیے کہ جسطرح یہ امام متبوع بعض خاص وعام تہے اسی طرح ایک
عالم تابع مذہب ثوری وابن خزیمہ تہا اسی طرح ایک جہان تابع کتاب وسنت صحیحہ گذرا ہے بلکہ ہر
قرن مین بموجب وعدۂ رسالت پناہی لا یزال طائفة من امتی ظاهرين على الحق موجود تہا
ہان جو فرقہ اتباع قرآن وحدیث سے باہر ہے جیسے بہتر فرقے گمراہ وہ دائرۂ اہل سنت سے
بی شبہہ خارج سمجھے جاتے ہین اس لیے کہ سنت نام حدیث خیر الانام کا ہے یہ فرق حدیث پر نہین
چلتے صحاح ستہ وغیرہ اصول کے تابع نہین ہین اسی طرح اہل مذاہب اربعہ بہی جنہے اتباع احادیث مرویۂ
صحاح ستہ وغیرہا کا جس کو ائمہ سلف سنت نے بڑی جانفشانی عرقریزی سی جمع کیا ہے چہوڑ دیا
مجرد رائی وقیاس کو اپنا امام ومقتدا ٹہیرایا اوسکا حکم اور بہتر فرق ضالہ کا حکم ایک ہی ہے رہا وہ شخص
جو اتباع کتاب وسنت صحیحہ کرتا ہے کسی مذہب کا مقلد بحیثیت مذکورہ نہین ہے وہی آدمی پکا مسلمان
سچا مومن ہے اوسی پر فرقۂ ناجیہ کا اطلاق صحیح ہوتا ہی یہ صحت بہی بموجب حدیث ما انا علیہ واصحابی کے ثابت
ہے نہ مجرد ہماری رائے سے ہے **فائدہ** ذکر کیا تہا ہم کہان تک پہونچے خلاصہ بحث کا یہ ہے کہ مصداق
مجدد کا وہ شخص ہے جسکی ہاتہہ یا زبان یا بیان سے بدعات دین منکرات شرع مبین حتی الامکان
دور ہون رسوم شرک وکفر وفسق وفجور بقدر قدرت تمام مرتفع ہون سنن معروفہ مسائل حقہ احکام ثابتہ

بکتاب وسنت زندہ ہوا حق باطل سے جدا ہوا مسئلہ ضعیف وقوی مین امتیاز حاصل ہوا
مکائد نفس وشیطان کو کھول کر سمجھا دے طرف اتباع قرآن وحدیث کے بلاوے رائے قیاس
ماوشما سے بچاوے کماینبغی ہمراہ اس علم وفضل کے خود بھی جہانتک ممکن ارتکاب کبائر سے محفوظ رہے
اور طریقہ مجادلہ ومکابرہ سے جسکا نام یاروں نے مناظرہ رکھا ہے بچے عادات واخلاق
علما سوء ودنیا طلب سے علیحدہ رہے مہذب شائستہ ہو یہ بات نہیں ہے کہ مثل اعتقاد شیعہ کی معصوم
بھی ہو سو جس شخص مین یہ اوصاف پائے جاوین اور وہ راس صدی پر بھی ہو اس کے کوئی سے
بھی معنی بھی اول یا آخر تو وہ شخص بالضرور مجدد دین ہے خواہ سلف مین تھا یا خلف مین پایا جاوے
پھر ہمراہ علم کے خواہ محتاج ہو یا مالدار عربی ہو یا عجمی شرطیت مذہب شافعی کی قید نسب قریشی کی
ہمنام ہونا ساتھ آنحضرت صلعم کے کوئی چیز نہین ہے بلکہ خلاف واقع ہے اس لیے کہ اصحاب
صحاح ستہ ودیگر ائمہ اہل حدیث جنکا علم وفضل مسلم ہے جن کی کشش وکوشش بابت اشاعت
سنت ثابت ہے یہ لوگ بی شبہ سب کی سب مجدد دین تھے خصوصاً جنکا وجود باجود اول یا آخر
صدی مین پایا گیا ہے اور جنمین یہ شرط راس ناتہ مفقود تھی اگر وہ مجدد نہ تھے تو بھی اس مین کچھ شک
نہین ہے کہ وہ اعوان وانصار اہل تجدید سے تھے یہ مرتبہ بھی کچھ کم نہین ہے فقہاء خالص سے
پھر بھی درجہ انکا مراتب بڑھا ہوا ہے اللہ ورسول کے دین کو انہین نے تھاما ہے نہ اہل رائے
قیاس نے سیوطی کا ایک منظومہ ہے تعداد مجددین دین مین اوسمین سات مجدد تو وہی بتائی ہین
جنکو سبکی نے گنا ہے آٹھواں مجدد بلقینی یا حافظ زین الدین عراقی کو نوان مجدد اپنی ذات کو ٹھیرایا ہے
وسوین صدی کا مجدد حضرت عیسی علیہ السلام کو بتایا ہے سو اس تعداد مین وہی بحث ہے جو اوپر
گذری بلکہ حضرت روح اللہ کو مجدد گننا ضرور نہین ہے اسلیے کہ مراد مجدد سے جو سر ہر صدی ہوتے
علمای امت ہین نہ انبیاء ورسل گو تجدید انبیا کی بلا خلاف جملہ مجددین امت سے زیادہ
ہوتی ہے اگر بجای عیسی علیہ السلام نام امام مہدی کا لیتے تو بہت درست تھا اسلیے کہ یہی جو ہ
اکثر روایات کی سر صدی پر ظاہر ہونگے مذاہب تقلید کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دینگے آیت صحیح

ظاہر سنت پر عمل کرین گے اسی پر ساری امت کو مجبور فرماوینگے ان کے عہد سعادت مہد مین
کوئی مذہب خاص اہل اسلام کا نہو گا یہی قرآن وحدیث مخدوم طوائف انام ٹھیرلگا بعض جہلۂ
حنفیہ نے یہ خیال کیا ہے کہ مہدی وعیسی مقلد مذہب حنفی کے ہون گے یہ نہ سمجھی کہ اس کہنی مین
امام ابوحنیفہ نبی اولوالعزم سے بہی زیادہ ہو گئے آمام مہدی کی تو کچہہ ہستی ہی نرہے خیر کچہہ مضائقہ نہین
جب مہدی وعیسی آوین گے معلوم ہو جاویگا کہ کون سے مذہب کی تقلید کرتے ہین یہ خبر ہی نہین
کہ شیخ اکبر نے فتوحات مین اور رون نے اور کتب مین کیا لکہا ہے یہ لکہا ہے کہ سب سے زیادہ دشمن مہدی
کے یہی مقلد لوگ ہون گے کہین گے یہ شخص ہمارے دین کو بگاڑنے آیا ہے مگر سامنے اونکی تلوار
کے مقہور رہون گے کچہہ بس نہ چلیگا وہ اتباع سنت پر اوسی طرح قتال کرین گے جس طرح رسول خدا صلعم
نے اثبات دین اسلام پر قتال فرمایا تہا اگر مہدی ہمارے عہد مین آ گئے تو ہم ان حنفیہ کو دونو
ہاتہہ سے سلام کرین گے اگر ہم نہو نگے تو حنفیہ ہماری اس بات کو انشاء اللہ تعالی ضرور ہی یاد کرینگے
سیعلمون غدا من الکذاب الاشر صاحب حجج الکرامہ نے تعداد اہل تجدید کی لکہی ہے اول صدی
مین عمر بن عبد العزیز کو دوسری صدی مین امام شافعی وامام احمد کو تیسری صدی مین قاضی ابن سریج
وابو الحسن اشعری کو چوتہی صدی مین قاضی ابو بکر باقلانی ابو حامد اسفرائنی کو پانچوین صدی مین
امام غزالی کو چہٹی صدی مین اختلاف کیا ہے ساتوین صدی مین شیخ الاسلام ابن تیمیہ وحافظ ابن القیم
کو آٹہوین صدی مین حافظ ابن حجر عسقلانی کو نوین صدی مین سیوطی کو حسب ادعاء سیوطی دسوین
صدی مین اختلاف کیا ہے گیارہوین صدی مین شیخ احمد سرہندی کو بارہوین صدی مین شیخ احمد
ولی اللہ محدث دہلوی سید محمد بن اسمعیل یمنی صاحب سبل السلام محمد بن عبد الوہاب نجدی شیخ محمد حیات
مدنی کو تیرہوین صدی مین قاضی القضاۃ محمد بن علی شوکانی شاہ عبد العزیز شاہ عبد القادر شیخ
محمد اسمعیل دہلوی ان کے پیر سید احمد بریلوی کو بتایا ہے اب تیرہوین صدی بہی ختم ہو گئی نو ماہ
گذر گئے دیکہیے اس صدی کے سر پر کس کو خلعت فاخرہ مرحمت ہوتا ہے اللہ کرے امام مہدی علیہ السلام
ہی آ جاوین وہی اس صدی کی مجدد ہون یا رافتر کا ذخور ہو جائے ع قصیۃ المدۃ الطولی قد اتصلت

اس بحث مین جو ایک صدی کے اندر دو یا تین مجددین کا ذکر کیا ہے اسکی وجہ یہی کہ حدیث
مجددین یہ نہین فرمایا ہے کہ ایک ہی شخص مجدد ہوگا بلکہ من یجدد لہا دینہا کا مفہوم عام ہے
حرف مَن کا اطلاق واحد و جمع دونو پر آتا ہے سیوطی نے یہی کہا ہے کہ مراد راس ہر مائۃ سے
ابتدای تاریخ آغاز اسلام ہے بعض نے کہا نہین بلکہ مراد ابتدای تاریخ ہجرت ہے کسی نی کہا تاریخ
وفات ہے غرضکہ جونسی تاریخ ٹھیر جاویگی اوسی تاریخ کے رو سے راس مائۃ قائم کرکے شمار مجددین
کا کیا جاویگا وصف تجدید جسمین موجود ہوگا وہ مجدد ٹھیریگا نہ ہر شوریدہ سر رای پر ور قیاس گستر
حافظ ابن کثیر نے فرمایا ہے ہر قوم اپنے امام کو مجدد مائۃ سمجھتی ہے مگر ظاہر حدیث محمول ہی علمار پر
کسی طائفے کے علمار کیون نہون انتہی علی قاری حنفی نے زیر حدیث مجدد معنی تجدید کی لکھی ہین
کہ یبین السنۃ عن البدعۃ ویکثر العلم ویعز اہلہ ویقمع البدعۃ ویکسر اہلہا انتہی یعنی
سنت کو بدعت سے جدا کردی علم کو بڑہاوی علم والون کی قدر و منزلت کرے بدعت کو مٹاوی
اہل بدعت کو توڑے پہوڑے یہ معنی بہت صحیح ہین اس وقت مین جس عالم دیندار مین یہ وصف
مشہود محقق ہوگا وہ اسکا مصداق ہوسکتا ہے اگر راس مائۃ پر نہوا تو اب آخر مائۃ ہی مین سہی اگرچہ ہم
کسیکو بالخصوص متعین کرکے نہین بتا سکتے خصوصًا اس جہت سے کہ جس کسی کا نام لیوینگے کہ یہ وصف
اوسکے اندر پایا جاتا ہے اعدای مقلدہ سونکتہ چینی ہزار عیب جوئی اوسکی کرینگے رہی یہ بات کہ
اس وقت مین شاید بعض جہلۂ حنفیہ آپ کو مجدد یا مجتہد قرار دیتے ہین سو یہ مالیخولیا ہی اگلے
کسے مجددنے اپنے مونہ سے یہ نہین کہا کہ مین مجدد ہون سیوطی نے جو کہا سو بطور تمنا کہا ہے
بلکہ جب دوسرے اہل عصر اسکے علم و فضل و اشاعت سنت و کسر بدعت کے قائل ہون تو اوسپر
گمان یا یقین مجددیت کا ہوسکتا ہے و الا فلا علی الخصوص جبکہ مدعی مجددیت محیی مراسم بدع و
آراء و اہوا رہو نہ مشیع سنت و ماحی بدعت تو پہر یہ خیال اوسکا بالکل مختل ہے حنفیہ کا یہ خیال
کہ ان کے گروہ مین ہی کبہی کوئی شخص مجتہد یا مجدد ہوسکتا ہے بالکل خلاف واقع ہی اسلیے کہ
ایک جماعت اہل علم نے جنہون نے اپنی اٹکل یا قرائن خارجی سے مجددین کو شمار کیا ہی یا مجتہدین کو

گناہ ہے اونہین سے کسی ایک نے بہی امام ابوحنیفہ کوفی رح کو تو مجدد کہا ہی نہین ہے سوجب خود امام ابوحنیفہ ہی مجدد نہ تہے تو اب ان کو اپنے لیے یہ توقع کرنا محض فضول ہے ع

عنقا شکار کس نشود دام باز چین کانیجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

ہان حنفیہ کہتے ہین کہ امام صاحب مرحوم مجتہد تہے سو یہ دعوی بہی انکا انکے اصول پر درست نہین ہوتا ہے کیونکہ جو شرائط انہون نے واسطے مجتہد مطلق کے تجویز کیے ہین اصول فقہ حنفیہ مین متواتر لکہے چلے آتے ہین جب اون اصول پر حالت موجودہ امام صاحب کو عرض کیا جاتا ہے ترجمہ امام صاحب کا کتب طبقات و تواریخ و سیر مین دیکہا جاتا ہے تو کوئی ایک شرط بہی پوری پوری اونپر برابر نہین اوترتی ہان مجتہد فی العبادت ضرور تہے بعض جہلۂ حنفیہ بہی کہتے ہین کہ کثرت عبادت گو خلاف سنت صحیحہ کیون نہو درست ہے ہم سے پوچہو تو ہم سچی بات بتا دین مگر برا نہ ماننا بے شک امام صاحب علم رای و قیاس مین مجتہد عصر تہے اس قدر تولید آرا و تفریع قیاسات جو اون سے ماثور ہے کسی امام سے نہین چنانچہ اسی جہت سے سب کو فقہ مین اونکا عیال کہا ہے وہ اجتہاد جو بعد حفظ کتاب اللہ و معرفت احادیث رسول اللہ صلعم اور بعد شناخت ادلہ و دریافت نصوص کے ہوتا ہے وہ اور چیز ہے یہ اجتہاد جسکی بنیاد مجرد رای پر ہو اور جسمین التفات طرف ادلۂ قرآن و حدیث کے نہو یا ہو مگر کم ہو یا مقدار شرط اجتہاد سے ناقص ہو یہ اور چیز ہے سو اس طرح کا اجتہاد بے شبہ انکے حق مین ثابت ہے ہم امام صاحب علیہ الرحمۃ کو ساری جہان کے حنفیت کسی درجے کے مولوی مجتہد مجدد کیون نہون ہزار بلکہ لاکہہ بلکہ کرور درجہ بہتر اعتقاد کرتے ہین علماء معظمین امت و سلف ملت سے سمجہتے ہین جو اون کو بنظر حقارت دیکہے اوس کو ہم سب جاہلون سے زیادہ حقیر جانتے ہین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اگرچہ یہ فرمایا ہی کہ حنفیہ مین کوئی ولی اللہ نہین ہوا یا نہین ہوتا ہے مگر ہم اس جگہہ بجز سکوت کے کچہہ نہین کہہ سکتی ہان تمہارا جی چاہے تو جس طرح تم اہل حدیث کی تکفیر کرتے ہو اوسی طرح نصیب اعدا جناب غوث اعظم

کی بہی تکفیر کرو انشاء الله تعالی الرافضی فوارہ لعنت کی مصداق ہوجاؤ گے شیخ جیلانی حرب سے
حنفیہ سے بہت خفا رہتے تہے حنفیہ کی امام کو مرجیہ لکھ گئے ہین جس طرح اور ون نے اون کو
زیدیہ لکھا ہے یا کسی نے جہمیہ کہا ہے مگر ہم اوبا ہرگز اطلاق ایسی الفاظ کا حق مین امام صاحب کے
نکرینگی بلکہ تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون
پڑہین گے امام صاحب تابعی کیا بلکہ کہو تو ہم اون کو صحابی کہا کرین مگر یہ بہی تو کوئی بتادے کہ
اون کے تابعیت یا صحابیت کا ثمرہ ہمارے لیئے کیا ہے نہ کوئی تابعی واجب التقلید ہی نہ کوئی
صحابی لازم الاطاعۃ دین خدا کا ہے شریعت کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لائے ہین ہم
خدا کے بندے رسول کی امت ہین ہماری ملت مین ایک ہی کتاب ہے جسکا نام قرآن مجید
ہے چار انجیلون کی طرح چار کتابین بہی نہین ہین گو شیعہ کا قرآن جلسا رہی کیون نہو یا حنفیہ
کا ایمان الگ ہو نہ طاعت سے بڑہے نہ گناہ سے گہٹے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہم کہان تہے
کہان سے کہان آگئے اس بحث کو اس رسالے سے کیا واسطہ اسجگہہ تو فقط اتنا ثابت کرنا
منظور نظر ہے کہ منجملہ شرائط امامت و خلافت کے جسپر جمہور اہل علم کا اتفاق ہے ایک شرط
یہی ہے کہ بموجب احادیث مذکورہ کے جو حق قریش مین وارد ہین اور درجہ صحت و تواتر معنوی کو
پہونچ گئی ہین امام کا قریشی نسب ہونا ضرور ہے ورنہ صحت امامت کی قواعد شرع سے بہت دور ہے
تقریر اس مسئلے کی اگرچہ پیشتر اجمالا ہو چکی ہے مگر اس جگہہ ذکر کرنا احادیث مذکورہ کا فائدہ تازہ
سے خالی نہین تاکہ سارے اہل اسلام یہ بات بخوبی معلوم کرلین کہ اس وقت مین کہ دنیا
جور و ظلم سے بہر گئی ہے قیامت سر پر آگئی ہے اسلام غریب ہوگیا ہے کل نفس ودیتہا
کا نتیجہ نظر آنے لگا ہے اب کسی قطر مین اتا پتا کسی امام قریشی کا نہین ملتا جتنے حکام برائے نام
مسلمان ہین یہ سب اصل مین متغلب متصلف متصرف ہین دنیا مین ہزارون قریشی موجود ہین
ایک سے ایک زیادہ اسی طرح عترت بہی موجود ہے مگر کوئی اونکو اونکا حق واجب شرعی
منصوص نہین دیتا حق دینا کیسا روٹی کپڑا بہی تو دینا مشکل ہوگیا ہے یہی غنیمت ہے کہ کوئی

سید شیخ کی جان ہاتھہ سے ان ظلمہ کے بچ جاوے ورنہ جو ذلت و خواری انکے لیے تجویز ہوتی ہے
وہ کسی دوسرے کے واسطی ہرگز نہین ہوتی دو چار سو برس پہلے حکام غیر قریش آپکو نائب قریش
کہتے تہے کسی نہ کسی کو منجملہ قریش کے برای نام خلیفہ یا امام شہیر کر اوس سے بیعت کر لیتے تہے
یہی کسی قدر حفظ نام شرع کا تہا اب تو تاتار مغول ترکمان وغیرہ اقوام و حکام آپ کو خلیفہ وقت
و امام عہد سمجھکر کچھہ بھی حفظ مرتبہ ارحام نبوت کا نہین کرتے نگر و ہمیر کچھہ الزام نہین اسلیے کہ
ایسی وقت مین ہم کو یہ حکم ہے کہ جب کوئی شخص مسلمان وضیع غیر قریش بزور تیغ و سپر کسی جگہہ
کا والی ہو جاوے تو ہم کو اوس کی اطاعت کرنا چاہیے جبتک کہ وہ نماز پڑہی جاتا ہی اصول ارکان
اسلام بجالاتا ہے غضب تو یہ ہے کہ نصب کرنا امام کا ذمہ رعایا پر واجب تہا سو یہ رعایا خود تو
کسی قریشی کو امام خلیفہ رئیس والی امیر نہین بناتے جو پہلے میر تہا اب اوسی کے پوت کو کیا ہے
کپوت کیون نہو بعد اوس کے بجائے اوس کے قائم کرتی ہے ساری خرابی دین و دنیا کی
یہین سے برپا ہوئی ہے ؎

دیوانگی و مستی از بوی تو می خیزد ہر فتنہ کہ می خیزد از کوی تو می خیزد

فائدہ شیخ مرعی نے نزہتہ الناظرین مین لکہا ہے ایک وقت مین دو آدمی کا امام بنانا نہ چاہیے
اگرچہ اقلیم دور ہو اس لیے کہ وقت منازعت کے فتن واقع ہوتے ہین بخلاف تعدد انبیاء و رسل
کی کہ وہ معصوم ہین لکن اگر ہر سلطان ایک ناحیہ بلاد پر متغلب ہو جاوے تو حکم اوسکا وہی حکم امام
کا ہے یعنی اوس کو چاہیے کہ نگاہبانی دین کی کرے احکام شرعی جاری فرماوے حفظ رعایا
رکہے ایک کا دوسرے سے انصاف کرے حدود قائم کری سرحد کو مضبوط رکہے معاندان اسلام
سے غزو کری فیئی و صدقات کی جمع بموجب شرع لیوی جنکا حق بیت المال مین ہے اونکو دیوے
بدون اسراف کی امین لوگ خیر خواہون کو کام سپرد کرے خود بہی امور خلق کا مباشر ہو تصفح
احوال رکہے بالکل دوسرے کو کام سونپ کر بیٹھہ نہ رہے کبہی امین بہی خیانت کر گذرتا ہے اور
خیر خواہ سے بدخواہی ہو جاتی ہے جب حقوق امت کو اسنے قائم کیا تو اب اطاعت اسکی

اوس قطر و ناحیہ و خطہ کی رعایا پر اور نصرت اوس کی امداد پر اجماعاً واجب ہے اوسپر خروج کرنا اوسکا
خلع کرنا حرام ہے اگرچہ عدل کو تغیر کر دے بخلاف ایک گروہ علما کی جنہون نے خروج کو روا کہا ہے
اس حجت سے کہ امام حسین علیہ السلام نے یزید بن معاویہ پر خروج کیا تھا صحیح مسئلہ یہی تحریم ہے
اس لیے کہ اس خروج مین خونریزی لوٹ مار اولاد و اموال کے خوف راہ کا جلانا کھیتی و زراعت
کا اور بہت سے فتنے و مفسدے مترتب ہوتے ہین صحیح مسلم مین ہے عرفجہ بن شریح سے مرفوعاً
من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ
دوسری روایت مین یون آیا ہے فمن اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ
بالسیف کائنا من کان بلکہ اس کی طاعت مطلوب ہے قرآن مین بعد طاعت خدا و رسول
طاعت اولی الامر کا امر کیا ہے مراد اولی الامر سے یہی ائمہ ہین جن کے ہاتھہ مین امور امت ہین
امام مالک سے پوچھا تھا اولی الامر کون ہین کہا خلفاء راشدین اور جو کوئی والی امور امت ہو
قیامت تک ھکذا سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو طاعت ان کی واجب ہے
مگر یہ کہ امر کرین کسی معصیت کا تو پہر طاعت مخلوق معصیت خالق مین جائز نہین سلطان کو چاہیے
ایسے شخص کو نائب کرے جو لائق فائق ہو اگر نہ ملے تو جو بہتر سے بہتر ہو حدیث مین آیا ہے
ان اللہ یحب البصیر الناقد عند ورود الشبہات ویحب العقل الکامل عند حلول الشہوات
اگر دو آدمی ملین ایک بڑا امین ہے دوسرا بہت قوی ہے تو اونمین اوس کو اختیار کرے
جس سے ملک مین زیادہ نفع سمجھے جنگ مین قوی شجاع کو اختیار کرے اگرچہ فاجر ہو ضعیف
عاجز کو نہ لے اگرچہ امین ہو حدیث مین آیا ہے ان اللہ یؤید ھذا الدین
بالرجل الفاجر و روی باقوام لا خلاق لھم سلطان سخت مزاج ہو تو نائب
نرم مزاج رکھے اگر نرم ہو تو گرم مزاج رکھے تا کہ امور سلطنت معتدل رہین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے اسی لیے خالد بن ولید کو اپنا نائب کیا تھا پہر عمرؓ نے اون کو معزول کر دیا ابو عبیدہ بن الجراح
کو مقرر کیا اس لیے کہ خالد مثل عمرؓ کے سخت مزاج تھے ابوبکر مثل ابو عبیدہ کے نرم طبیعت تھے

صدیق کی نرمی عمر کی سختی معلوم ہے ارحم امتی بامتی ابو بکر واشدھم فی امر اللہ عمر قال تعالی
اشداء علی الکفار رحماء بینھم جو سلطان اصلاح رعیت مین کوشش کرتا ہے وہ
اپنے زمانے مین سب سے بہتر افضل مجاہدین ہے روایت مین آیا ہے ایک دن عادل کا
ساٹھہ برس کی عبادت سے افضل ہے حدیث مین وارد ہے احب الخلق الی اللہ تعالی
امام عادل وابغضھم الیہ امام جائر ابن طاہر نے کہا سلطان کے سبب سے ظلم دور کیا جاتا ہے
پھر وہی جب ظالم ہو تو کیا ٹھکانا اوس سے امید جو ہوتی ہے جب وہی بخل کرے تو پھر خدا حافظ ہے
جب مسیحا دشمن جان ہو تو کیونکر ہو علاج کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے
سلطان کی لڑائی اس لیے ہونی چاہیے کہ سارا دین اللہ کی لیے ہو صحیحین مین ہے حضرت صلعم سے پوچھا
کوئی بہادری جتانے کو لڑتا ہے کوئی طرفداری کے لیے کوئی دکھانے سنانے کو انمین سے کون لڑائی
خدا کی راہ مین ہے فرمایا من یقاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ کلمۃ اللہ کا
لفظ جامع ہے سب اون کلمات کو جو قرآن مین ہین جب کتاب سے کام نہ چلے تو پھر لوہے سے
کام نکالے وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس دین کا قوام وقیام دو چیز سے
ہے مصحف وسیف جابر نے کہا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نضرب بھذا
یعنی السیف من عدل عن ھذا یعنی المصحف بادشاہ کو نچاہیے کہ لوگون سے چھپا رہے حدیث مین آیا ہے
ما من امام او وال یغلق بابہ دون ذوی الحاجۃ والخلۃ والمسکنۃ الا اغلق اللہ ابواب السماء
دون خلتہ وحاجتہ ومسکنتہ یعنی جس والی امر نے اپنا دروازہ بند کیا تاکہ کوئی حاجتمند آنے
اللہ آسمان کے دروازے اوس کی حاجت سے بند کر دیتا ہے بعض حکام گھر کی ... سے
گھر مین غائب ہوتے من ولی من امور الناس فاحتجب عنھم حجبہ اللہ یوم القیامۃ اسکو
ابو داؤد نی روایت کیا حاکم نے صحیح کہا طبرانی ہین اس لفظ سے ہے ایما امیر احتجب عن الناس
فادھمھم احتجب اللہ عنہ یوم القیامۃ

بروزگار سلامت شکستگان دریاب کہ جبر خاطر مسکین بلا بگرداند

چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزی　　بدہ وگرنہ ستمگر بزور بستاند

حدیث مین آیا ہے حضرت نے فرمایا ابلغونی حاجۃ من لا یستطیع ابلاغہا فانہ من ابلغ
ذا سلطان حاجۃ من لا یستطیع ابلاغہا ثبت اللہ قدمیہ علی الصراط یوم تزل الاقدام
کسی غریب حاجتمند کی خبر بادشاہ تک پونہچا دینا موجب ثبوت قدم کا ہے پل صراط پر اسلیے کہ
ہر عاجز ضعیف اپنی حاجت کو سلطان تک پہونچا نہین سکتا ہے الدال علی الخیر کفاعلہ
سلطان کو چاہیے کہ رعیت پر نرمی کرے مہربانی رکہے شفقت و نصیحت سے پیش آوے حدیث
مین آیا ہے اللہم من ولی من امر امتی شیئا فشق علیہم فاشقق اللہم
علیہ ومن ولی من امر امتی شیئا فرفق بہم فارفق بہ رواہ مسلم عن
عائشۃ رضی اللہ عنہا ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ یموت یوم یموت
و ہو غاش لرعیتہ الا حرم اللہ علیہ الجنۃ اخرجاہ عن معقل بن یسار
و فی روایۃ لم یحطہا بنصیحۃ لم یجد رائحۃ الجنۃ و فی روایۃ لمسلم ما
من امیر یلی امور المسلمین لا یجہد لہم و ینصح لہم الا لم یدخل معہم
الجنۃ یعنے جو امیر و رئیس اپنی رعیت کا خائن ہے یا ناصح نہین وہ بہشت مین نجاویگا
بلکہ بہشت کی ہوا بہی نہ پاوے گا رعیت جنت مین جاوینگے یہ اون کے ساتہہ نہوگا
سلطان کو لازم ہے کہ مال حلال لیوے جہان حق ہے وہان صرف کرے مستحق کو
نہ روکے غیر مستحق کو نہ دیوے جب ایسا کریگا اوس کے مال مین برکت ہوگی سلطان
کے نائب جو مال مسلمین کا ناحق لیتے ہین جیسے ہدیہ رشوت سلطان پر واجب ہے
کہ وہ مال اونسے لیکر جسکا ہے اوس کو واپس کر دیوے اگر معلوم نہو کہ کس کا ہے تو
بیت المال مین رکہے حدیث مین آیا ہے ہدایا الامراء غلول دوسرے حدیث مین
ہے من شفع لاخیہ شفاعۃ فاہدی لہ علیہا ہدیۃ فقبلہا فقد اتی بابا عظیما من
ابواب الربا رواہ احمد و ابو داؤد یعنی سفارش پر تحفہ لینا برابر سود کہانے کے ہے سلطان پر

یہی واجب ہے کہ حدود شرعی ہر شریف و وضیع و قوی و ضعیف پر برابر قائم کرے اس مقدمے مین سخت
ہو نرم نہ پڑے خدا کی دین مین رحم کو کام نفرماوے حدود کو بےجاری کیے نچھوڑے رحمت خلق پہ
اسی قدر کافی ہے کہ لوگون کو خلاف شرع کامون سے روکتا رہے نہ یہ کہ اپنا تو غصہ نکالی خدا کی لیے
غصہ نکرے حدود کا قائم کرنا خود ایک رحمت ہے طرف سے اللہ کی اوسکے بندون پر پہر اس رحمت کو
بیکار کرنا خدا کو اپنے اوپر غصہ دلانا ہے جب سلطان تک حال پہونچ گیا تو اب نہ کسیکی سفارش سنے
نہ کسیکا ہدیہ لی نہ کسیکا سو نہ کری اپنا ہو یا بیگانہ حدود مین شفاعت سفارش کرنا حرام ہے جو کسی کے
سعی و سفارش سے حد کو معطل کردی اوسپر خدا کی لعنت ہے حدیث مین آیا ہے من حالت شفاعتہ
دون حد من حدود اللہ فقد ضاد اللہ فی امرہ ومن خاصم فی باطل وھو یعلم
لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع رواہ ابوداؤد مخزومیہ ایک عورت تہی اوسنے چوری کی
لوگون نے سفارش کرنا چاہا کہ ہاتہ اوسکا نہ کٹے اسامہ نی گفتگو کی فرمایا اتشفع فی حد من حدود
اللہ انما اھلك بنو اسرائیل انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف
اقاموا علیہ الحد والذی نفس محمد بیدہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا
موطا مین مذکور ہے کہ کچھہ لوگون نے ایک چور پکڑا تہا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لیے جاتے تہے
راہ مین زبیر رضی اللہ عنہ ملے اوسکی سفارش فرمائی لوگون نے کہا جب عثمانؓ کے پاس پہونچ جاوے
تب سفارش کرنا کہا اذا بلغت الحدود السلطان فلعن اللہ الشافع والمشفع ایک چور نے
صفوان بن امیہ کی چادر چرائی تہی اوسکو حضرت کے پاس پکڑ کے لاے ہاتہہ کاٹنے کا حکم دیا
صفوان نے کہا میری چادر کے لیے اسکا ہاتہہ نہ کاٹیے مینے یہ چادر اسکو بخشی فرمایا فھلا قبل
ان تاتینی بہ یعنی لانے سے پہلی ہی بخش دی ہوتی اب کیا ہوتا ہے پہر اوسکا ہاتہہ کاٹا اسکو
اہل سنن نے روایت کیا ہے یہ بات داخل حسن سیاست واحسان رعیت نہین ہے کہ جو وہ
چاہین وہی کام سلطان کرے جو نہ چاہین وہ نکرے قرآن پاک مین فرمایا ہے ولو اتبع الحق اھواءھم
لفسدت السموات والارض ومن فیھن سنن نسائی و ابن ماجہ مین ابوہریرۃ سے مرفوعًا

روایت کیا ہے حد یعمل بہ فی الارض خیر لاہل الارض من ان تمطر اربعین صباحا
یعنی زمین مین حد جاری ہونا اس سے بہتر ہے کہ چالیس دن پانی برسے یہ اس لیے فرمایا کہ معاصی
سے رزق گھٹتا خوف بڑہتا ہے جب حدود قائم ہونگے گناہ کم ہونگے رزق ملیگا مدد ہوگے
زانی سارق شارب رہزن وغیرہم سے مال لیکر حد کو معطل نکرے یہ مال نہ بیت المال کی لیے
لیوی نہ اور کام کے لیے جس سلطان نے ایسا کیا اوسنے حد کو بیکار کیا حرام مال کھایا یہود کا سا
کام کیا جنکے حق مین سماعون للکذب اکالون للسحت آیا ہے سحت سے مراد رشوت ہی جسکو
برطیل بھی کہتے ہین اب تو اکثر حکام جرمانہ لیکر حدود کو معطل رکھتے ہین یہ داخل اکل سحت ہی شیخ الاسلام
ابن تیمیہ رح نے کہا ہے اجمع المسلمون علی ان تعطیل الحد بمال یؤخذ او غیرہ لا یجوز
واجمعوا علی انہ مال سحت خبیث وان ذالک سبب سقوط حرمۃ السلطان و
سقوط قدرہ من القلوب وانحلال امرہ اثر مین آیا ہے اذا دخلت الرشوۃ من الباب
خرجت الامانۃ من الکوۃ ؎

اذا اتت الهدیۃ دار قوم تطایرت الامانۃ من کواہا

ابن تیمیہ رح نے کہا جس سلطان نے انکار منکرات واقامت حدود کو مال لیکر چھوڑ دیا وہ ایسا
ہے جیسے بہانگی چوروں رہزنوں کا کہ لوٹ کا مال آپسمین بانٹتا ہے یا جیسے بھڑوا جو مال لیکر دو نا دمیونکو
فاحشہ پر جمع کرتا ہے اسکا حال ایسا ہے جیسے ناکہ کا حال جو ریاست چاہتا ہے نہایت یہی کہ فرعون
کی طرح ہو جو مال جمع کرتا ہے غایت یہ کہ قارون کی طرح ہو سو دونو کا حال خدا کی کتاب مین آچکا ہے
جاہل لوگ سمجھتے ہین کہ سلطنت نہین چلتی مگر دینے لینے سے دینا لینا نہین ہو سکتا مگر مال سی مال
نہین آتا مگر اسیطرح کہ حلال وغیر حلال جو ہاتھ لگے لیلے سو یہ لوگ نہانمین وہابین ہین انجام کو اس
دینے لینے کے لینے دینے پڑینگے یہ بھی کہتے ہین کہ والی ہونا لوگون پر بغیر کہا نے کہلانے
کے نہین ہو سکتا ہے اولئک ھم الکاذبون جو علماء سلاطین کو ایسی باتون ہی منع نہین کرتی
ہین بلکہ انکو اس کام پر رہنے دیتی ہین وہ مثل یہود کے ہین جنکے حق مین خدا نے فرمایا ہی کانوا

لا یتنا ہون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا مینے
رسول خدا صلعم کو سنا فرماتے تھے ان الناس اذا رأوا المنکر فلم یغیروہ اوشک ان یعمہم اللہ
بعقاب منہ دوسری حدیث مین ہے ان المعصیۃ اذا خفت لم تضر الا صاحبہا
ولکن اذا ظہرت فلم تنکر ضرت العامۃ یعنی چھپے گناہ کا اوسی کو نقصان ہے جسنے کیا
کہلے گناہ کا نقصان سب کو ہے جب اوسپر کوئی انکار نکرے سلطان جب کسیکو حد کے لیے
بلاوے وہ کسی کی حمایت لی تو اوس حمایت کرنیوالی پر اللہ و رسول کی لعنت ہی مسلم مین آیا ہی
لعن اللہ من احدث حدثا او اوی محدثا سو جسنے ان محدثین مین سے کسیکو جگہہ دی
وہ ملعون ہے ابن تیمیہ رح نے فرمایا بادشاہ یا نائب اوسکا جب کسیکو حد کی لیے بلاوی وہ نہ آوے
تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اوس سے قتال کرین اور اوسکے حامی و معین سے لڑین باتفاق
اہل علم سلطان پر واجب ہی ہر اوس گروہ سے لڑنا جو التزام شرائع اسلام سے مانع ہو خواہ یہ
شرائع ظاہر متواتر ہون جیسے نماز روزہ زکوۃ یا کسی حلال کو حرام کیا ہو ایسا حرام جو ظاہر مجمع علیہ
ہے جیسے نکاح ذوات المحارم اور فساد زمین مین کہ انپر جہاد واجب ہے حتی یکون الدین
کلہ للہ اسپر سب علما کا اتفاق ہے ابو بکر صدیق و سائر صحابہ نے منع زکوۃ پر قتال کیا اگرچہ
بعض صحابہ نی اول توقف کیا تہا مگر پہر سب متفق ہو گئے آج کل بعض رؤسا مین نکاح کا
دستور نہین صدہا عورتین حرام بے نکاح حلال کر لیجاتی ہین بعض امیر بہو یا مدخولہ باپ سے
نکاح کر لیتے ہین یہ سب مستحق قتال و جدال ہین مگر رعایا مین ایسا اسلام کہان جو وہ انپر انکار
کرین یا انسے لڑین علما کو ایسی توفیق کہان جو منع پر مستعد ہو جاوین انکو زواجر شرع سنا کر
کہڑ کہڑا دین آدمیون کا کام انکا انتظام بے ایک والی امور کے نہین چلتا اس لیے امام کا مقرر
ہونا واجبات دین سے ٹہیرا ہے یہانتک کہ اگر تین آدمی سفر کو نکلین تو ایک کو اپنا اوسپر
بنا لین یہ مضمون حدیث مین آیا ہے حدیث ابی داؤد مین ہے سلطان کو ظل اللہ کہتے ہین
ساٹھہ برس امام جائر کے بہتر ہین ایک رات سی جو بی امام بسر ہو امام کو نچاہیے کہ مقصد اوسکا سلطنت

سے علو و فساد ہو قال اللہ تعالی تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا
فی الارض ولا فسادا شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا لوگ چار طرح پر ہین ایک وہ ہین جو علو
اپنا لوگون پر اور فساد کرنا زمین مین چاہتے ہین یہ معصیت ہے اسطرحکی ملوک رؤسا مفسدین
ہین مثل فرعون وحزب فرعون کے اور یہ بدترین خلق ہین دوسرے وہ ہین جو ارادہ فساد کا رکہتے ہین
بدون علو کی جیسے چور ڈاکو رہزن وغیرہ مجرمین رذیل لوگون ہین تیسرے وہ ہین جو علو چاہتے ہین
بغیر فساد کی جیسے دیندار لوگ جاہ طلب علمای دنیا طلب انکا مطلب یہ ہے کہ لوگ ہمکو عالی تر سمجہین
ہمارا اعزاز کرین چوتہے وہ ہین جو نہ علو چاہتے ہین نہ فساد کرنا زمین مین اہل جنت یہی ہین مسلم مین
آیا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے جسکی دلمین ذرہ برابر کبر ہے وہ جنت مین نجاویگا یہی حال ہے
اوسکا جو طالب علو و فساد ہے زمین مین یہ جو سامنے ملوک کے زمین بوس کرتے ہین اور وہ اس
فعل سے راضی ہین اور اس کام کا کرنا لوگون سے چاہتے ہین یہ بدعت محرم سخت قبیح ہے اگر یہ سجدہ ایسا ہے
جسمین ماتہا زمین پر لگتا ہے تو نووی نے کہا خواہ قبلے کی طرف ہو یا اور طرف اسمین مقصود ہو یا نہو
حرام ہے بعض صور مین مقتضے کفر ہے یا کفر ابن اصلاح سے پوچہا یہ سجدہ کیسا ہے کہا بہت بڑے
گناہون مین سے ہے اسمین کفر کا ڈر ہے بعض کتب حنفیہ مین اسکو مطلقا کفر کہا ہے اور بعض نے
کہا اگر تحیت ہے تو حرام ہے اور اگر بے نیت ہے تو اکثر کی نزدیک کفر ہے آج کل سامنے بعض رؤسا
کے رکوع اور کسی جگہہ سات سلام ہوتے ہین رکوع وسلام کے بعد اولٹے پاؤن پہرتے ہین اکبر و جہانگیر
کو سجدہ ہوتا تہا شیخ احمد سہرندی مجدد الف ثانی نے سجدے سے انکار کیا تین برس قلعہ گوالیار مین
قید رہے وہان قرآن حفظ کر لیا جب شاہجہان بادشاہ تخت پر بیٹہے مجدد کو رہا کیا سجدے کی رسم
موقوف کردی مگر لوگ ہاتہہ باندہے سامنے کہڑے رہتے تہے حدیث مین اس کہڑے رہنے پر بہی
وعید سخت آئی ہے جسکو یہ بات اچہی معلوم ہو کہ لوگ اوسکے سامنے کہڑے رہین وہ اپنی جگہہ دوزخ
مین مقرر کرلے آج کل یہ رسم عموما سب امرا اور رؤسا و سلاطین و ملوک مین بلکہ اونکے معززا اہلکاروں مین
بہی جاری ہے ونعوذ باللہ منہ صحابہ آنحضرت صلعم کے لیے تعظیما کہڑے نہوتے تہے اپنی جگہہ بیٹہے ہی رہتے

اسکو حضرت نے رسم اعاجم فرمایا ہے ایسی تعظیم سے اپنے لیے منع کیا ہے پہر وہ دوسرا کون ہے
جسکے لیے تعظیما کہڑا ہونا چاہیے ہان قیام محبت پایا جاتا ہے جیسے حضرت صلعم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے
لیے اور فاطمہ اونکے لیے وقت ملاقات کہڑے ہوکر اپنی جگہہ اونکو بٹھالیتین اسی طرح اہل علم و صحاب
ولایت کی لیے یہ قیام جائز ہے واجب نہین مستحب نہین بڑا کام بادشاہ کا یہ ہے کہ وہ امور رعایا و
خصومات برایا مین عدل کرے اونکے کامون کو انصاف کی ترازو مین تولے ایک دن کا عدل برابر
ساٹھہ یا ستر برس کی عبادت کے ہے منجملہ اس عدل کے ایک اقامت حدود ہے اب یہ عدل سکے
مدینے مین ہی پایا نہین جاتا اگرچہ تعجبۂ اسلام مین ہے اور جگہہ کا کیا ذکر ہے دوسرے یہی کہ لوگون کے
منزلت بقدر اونکی حیثیت کے کرے ذوی الہیئات کے عثرات کا اقالہ فرما دے اونکی بہول چوک
پر دامن تجاوز ڈالی مگر حدود مین کہ یہان شریف و مشروف دونو برابر ہین معروف ہی ہی کلمہ معروف نہی عن المنکر
مین برابری کرے یہ نہو کہ غریب پر کمینہ پر سزا جاری ہو اور بہگت والون سے آنکہہ بند کرلے تیسرے
یہ کہ جو علماء مداہن نہون اونسے امور سلطنت مین مشورہ لی اونکی رائے کے موافق کام کاج کرے
نہین تو لوگ جاہلون کو رئیس بنا لیتے ہین وہ آپ ہی گمراہ ہوتے ہین دوسرون کو ہی گمراہ کرتے ہین
اس لیے کہ علما کا ارکان و اہلکار ہونا ضرور ہے یہ مجلس کے جمال حکم کے مقال سہام کی نصال ہین
جب کوئی کام مشکل آ پڑتا ہے انہین سے اوسکے حکم کا پتا چلتا ہے یہ خدا و رسول کا حکم بتاتے ہین
نجات دارین کی طرف بلاتے ہین معروف وہ ہے جسکو شرع پہچانتی ہے منکر وہ ہی جسکو شرع نہین
جانتی جب بادشاہ نے عمل قول علمای کتاب و سنت پر کیا اپنا ذمہ پاک کر لیا کل اگر کوئی پوچھی یہ حوالہ
کرسکتا ہے الا بلا بگردن ملا سلطان کو چاہیے کہ علماء کو اپنا شعار بناوے صلحا کو اپنا دثار ٹھیراوے انکی
نصایح اونکے ادعیہ پر دوران مملکت رکہے اون قوانین کی پیروی نکرے جو اس زمانے مین ملک نے
نو ایجاد کیے ہین جیسے تورۂ چنگیزیہ کافان اتمہا اکبر من نفعہا گناہ بڑا نفع تو کیا ہو یہ قانون
مقدم کیے گئے ہین اوس قانون پر جس کو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم لائے تہے اس تقدیم سے
سنن مر گئے بدع زندہ ہو گئے یہ قوانین رای مجرد صاحب نظر ہین نہ آیت ہین نہ خبر ہین اللہ کا حکم

تو اوسی کے اندر سطوی ہے جو زبان رسل پر امر کیا ہے نہ اسمین جو چند عقلمندون نے اپنے ذہن
کی تیزی سے نکالا ہے یا دوسرے ملوک کی سیرت سے اخذ کیا ہے ان قانونون سے گو اموال
کی میزان بہاری ہو جاوے لکن میزان اعمال ہلکی پڑجاتی ہے لوگون مین تو یہ تنظیمات
چل جاتے ہین مگر اللہ کے نزدیک نہین چلتے قانون والون کا ہاتہہ مفلسون کے سامنے گو مالدار ہے
مگر یہ سب مکاسب مطاعم خبیثہ ہین مظالم و بلیہین مغارم ثقیلہ ہین حلال رزق وہی ہوتا ہے
جس سے دل کو روشنی بڑہے اللہ کی سنت یون جاری ہے کہ تہوڑے مین برکت دیتا ہے تو وہ بہت
ہو جاتا ہے پیٹ مین جب لقمہ حلال جاتا ہے زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہوتے ہین سلطان
بیدار مغز ہوشیار کو چاہیے کہ ان حوادث کی گردن سیوف ابطال سے مارے خزائن رحمت الٰہی
پر حوالہ کرے جسمین کبہی کمی نہین ہوتی ہے وہ تو ایک نیکی کا بدلا دس گنا دیتا ہے تہوڑے حرام
سے تہوڑے پر بہت حلال عنایت فرماتا ہے رعیت پر عدل کا مینہ برسا دی نجاست ظلم سے ان کو
پاک کر دے ایسی کوشش کری کہ مصداق من سن سنۃ حسنۃ بنجاوی ابن السبکی وغیرہ نی
حکایت کیا ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نزدیک سلطان ایوب کے گئے انکو معلوم تہا کہ فلان
دوکان مین شراب بکتی ہے وہان منکرات ہوتے ہین کہا ای ایوب تمہارے دین مین اس
بات کی گنجایش ہے کہ تمہاری سلطنت مین فلان دوکان مین شراب بکے ایوب نی کہا
مولانا آپ کو معلوم ہوگا کہ مینے یہ کام نہین کیا مدت سے ہوتا ہے کہا تم کو یہ بات اچہے
معلوم ہوتی ہے کہ کل قیامت کے دن تم یہ جواب دو وانا وجدنا اٰباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ اٰثارہم
مقتدون سلطان ملک صالح سے کچہہ نہ بنا بجز اسکے کہ اس دوکان کو اوٹہا دیا مٹا دیا شیخ
جب مجلس سلطان سے باہر آئے لوگون نے کہا تم نے آج بڑی جرأت کی ایسی بادشاہ ذی سطوت
کے سامنے کہا مینے دیکہا کہ یہ آپ کو بہت بڑا شخص اپنے موکب مین سمجہتا ہے مینے چاہا اسکو
خوار کرون کہا تم کو ڈر نہین لگا کہا اللہ تعالیٰ کی ہیبت دل مین سما گئی پہر اس کی وقعت
دل مین کچہہ نہ رہی ھکذا تکون العلماء العاملون جعلنا اللہ منہم اٰمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ صحیفۂ انیقہ موسوم بہ حسن المساعی الی نصح الرعیۃ والراعی مولفہ جناب ابو حفص محمد عتیق اللہ بن ابی احمد بن اسد اللہ المدنی الحسینی جامع قوانین سیاست حاوی مراسم عدالت کہ آمران با عدل و داد و حاکمان با صلاح و سداد کے واسطے رہنمای دانش آموز و آئین آموز سعادت اندوزی ہے حدیقۂ ہمیشہ بہار ہے جسکا چمن آرای گلبن طراز کلک درایت نگار ہے انصاف شعاروں کے لیے جامع دستور العمل ملت پناہون کے واسطے طرفہ انجاح امل جسکو حکمرانی مین اتباع شرع متین و لحاظ قواعد دین منظور ہو وہ بنا‌ے حکومت اوسپر رکھے اور جو فرمانروائی سے غرض حق شناسی و عدالت سمجھتا ہو وہ ان قواعد سراسر فوائد پر ہر لحظہ نظر رکھے اس زمان سعادت نشان مین کہ ۳۰ محرم آغاز سنہ ۱۳۰۲ ہجری ہی زیور اختتام سی آراستہ و خلعت انطباع سے پیراستہ ہوا —

تاریخ تالیف

حبذا علم مؤلف کہ عمل سے اوسکے   منتظم ہو گئے دنیا مین دیانت کی امور
دمبدم گر نہ ہدایت سے کری چارہ گری   دل مومن ہو جراحات فتن سے ناسور
گر نہ اصلاح کری وہ تو لگائین گھر گھر   آگ سوز نگ سے نفاق و دولت کی شرور
راہ پرجن کو وہ لائے خطر اونکی دل مین   ہفتخوان مین نکری حق کی بہروسی یہ خطور
نزہت سے اوسکے خرابات جہان مین کوئی   نظر آتا نہین خیر دیدۂ نرگس مخمور
پند مین اوسکی وہ تاثیر کہ گر منع کرے   کبھی شکان شیشگی نہ بجائین طنبور
جلوۂ شاہد اصلاح سے اوسکی فتنہ   پردۂ چشم بتان مین ہی حیا سے مستور
خوان ارشاد سے اوسکے جو ہوا ازلہا   ہو گیا مائدۂ معنی کی نعمت سے نفور
علم اوسکا وہ خزینہ ہے کہ زرپاشی سے   فرصت ایک آن کی پاتا نہین اوسکا گنجور

اوسکی دعوت لب اخیار کی آمین سے قبول
اوسکی سوگند ملائک کی ہمت سے مسرور

شور توحید بلند اوسکی دیانت نے کیا
گرد خاک سے تا کنگر بیت المعمور

کنج خلوت مین اوسے سیر مقامات حصول
سر سجادہ اوسے بحر حقیقت پہ عبور

جز نکو خواہ ہے مخلوق نہین کچھ خواہش
جز رضا جوئی خالق نہین اوسکو منظور

ہو ثریا پہ اگر علم زمین پر لائے
فہم اعلام کرے گرچہ رسائی مین قصور

اجر اعمال نہ پوچھو کہ خدا نے اوسکو
دم راحت بھی دیا حاصل سعی مشکور

کی ہے تصنیف عجب اوسنے کتاب نافع
دنگ ہے دیکھکے جسکو خرد اہل شعور

وہ قواعد کہ حکومت کا گر اوس پہ ہو مدار
کارفرما کو نہو حاجت راے دستور

وہ ضوابط ہین کہ ہر ایک اوسی از روی صواب
کری اصلاح قوانین خط مین مغفور

اہل دولت کو عدالت کی طرف راہنما
زیر دستون کے لیے امن و امان کا منشور

جس ریاست مین سیاست کی بنا ہو اوسپر
حکمران وان کا سکندر ہو خرد مین مشہور

ہے بجا گر ورق زر پہ قلم سے میرے
سال ہو قاعدۂ نظم ممالک مسطور
۱۳۰۱ھ

صحت نامہ حسن المساعی الی نصح الرعیۃ والراعی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤	١٨	رکھدین	رکھدی
//	٢٠	یمیٹش	ییمینٹش
٦	١١	اھد یتیم	اھتد یتم
٧	٨	ان	الاان
٨	١٠	ایک دوسری	ایک نہ ایک کسی
١٠	//	ہی	+
١٨	١٤	لوگ	توسب کے سب گنہگار ہین لوگ
٢٢	٢١	امیر	امیر ہو
٢٤	٥	گوری مین	گری
٢٥	١٢	اونچیا	اونچا
٢٦	٩	زبہر	زبیر
٣٣	٢٠	سرکنا	کرنی
٣٤	١٦	ناہصل	ناہض
٣٨	١٢	سرکرنی	کرتی
٣٩	٣	مدہ	مدو
//	١٧	واسے	اوس
٤٣	٢	طاقت	اطاعت
//	٥	[illegible]	//

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤١	٨	پہچیان	پہچان
//	١٨	محمول	تمول
٤٤	٨	تین	مین
٤٨	١٦	طاعت	اطاعت
//	١٨	//	//
٤٩	٢	حارس	حاورس
٥٢	١٥	با	یا
٥٤	٢١	گانکو	گاؤن کو
٥٥	١٠	آبار	آبار ہو
٥٩	٢	عدات	عداوت
٦١	١	چوہی	چوتھی
//	٢٠	کہا	کیا
٦٧	٦	دات	ذات
٧٤	١١	دیجوز	دیجور
٧٦	١٣	ہوا	ہو
~~٧٩~~	~~اخیر~~	~~تسویہ~~	~~تسویہ ہے~~
٨٤	١٧	عدل	عدل وورع
٨٧	٧	جہان	+
٨٩	٥	حز	حرم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۱۹	دیجاہ	اور دوکش
۹۳	۱۳	ٹھیرتا	بڑھتا
۹۵	۴	وصار	دنیار
〃	۱۰	لیا	دیالیا
〃	۱۵	دنیانیر	دنانیر
۹۸	۷	یہ سکۂ	بہ سکہ
۱۰۲	۱	کو	کو حق بیت گانون والون کے بھی
۱۱۱	۱۳	اقبلوا	اقیلوا
۱۲۱	۸	ابپا	اپنا
۱۲۳	۱۲	بھی	یہی
۱۲۴	۱۱	کی بصری	بصری
۱۲۹	۹	کسی	اور کسی
۱۳۲	۱۱	سنہ ۶۵۰	سنہ ۶۵۶
۱۴۵	۱۱	اندیشہ	امر
۱۴۷	۱۶	لنصوص	النصوص
۱۵۰	۸	گہ	گھر
〃	۱۴	واس	دامن
〃	۱۹	سیاست	سیاسہ
۱۵۴	۱۸	نگا	نکا
۱۵۸	۹	الرحمہ	الرحمۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۸	۱۳	ابو	ابی
۱۶۱	۱۶	کرے	کرین
۱۷۴	۲۰	سعاہ	سعاۃ
۱۷۵	۱۹	محومۃ	محرمۃ منہ
۱۷۹	۱۲	ہین	مین
〃	۱۳	نے	سے
۱۸۰	۱۲	دبتے	دیتے
〃	۲۱	امد	اللہ
۱۸۲	۳	من	ہین
〃	۸	حنماء	خصماء
۱۸۴	۱۲	بہے	سے
۱۹۰	۱۰	کنا	یہ کہنا
〃	[illegible]	سے	ملو
۱۹۴	۲	متغی	مقضی
۱۹۹	۹	قتل	قشل
۲۰۷	۱	نکرے	کرے
۲۰۹	۶	تن	مین ہین
〃	۱۳	تہم	+
۲۱۷	۱۵	بعثم	بعثتم
۲۲۲	۵	زبانی	زیادتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۲	۸	فصاص	قصاص
۲۲۳	۱۰	کوستا	کوسا
۲۲۶	۲	ثل	شل
۲۲۸	۱	کی	کا
۲۳۳	۷	عالِ	عالم
۲۳۸	۲۱	کے مرتے	سے مرتے
۲۴۰	۲۰	رسول	خدانے رسول
۲۴۴	۵	و	و
۲۴۶	۱	لیاو	لیاؤ
۲۴۶	۶	غر	عز
۲۴۹	۶	ی	یہی
۲۵۱	۷	بینگلے	بنینگے
۲۵۶	۸	خیر	جُبر
۲۷۲	۱۹	اوراوسکی	اوراوس سے
۲۸۷	۵	خیر	خبر
۲۹۰	۱۱	سر	نہ سر
〃	〃	نہو	[illegible]
۲۹۴	۱۲	اتباغ	اِتّباع

